سالانہ رپورٹ

2022 – 2021ء

پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان

اسٹیٹ بینک بورڈ آف ڈائریکٹرز

جناب جمیل احمد	گورنر (چیئرپرسن)
جناب حامد یعقوب شیخ	سیکریٹری، فنانس
ڈاکٹر علی چیمہ	رکن
ڈاکٹر ایس اکبر زیدی	رکن
جناب طارق محمود پاشا	رکن
جناب نجف یاور	رکن
جناب فواد انور	رکن
جناب ندیم حسین	رکن
جناب محفوظ علی خان	رکن
جناب زاہد فخر الدین ابراہیم	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

xx دسمبر 2022ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، مالی سال 22-2021ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص

(جمیل احمد)

گورنر

محمد صادق سنجرانی

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

xx دسمبر 2022ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، مالی سال 22-2021ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص

(جمیل احمد)

گورنر

راجا پرویز اشرف

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار

ابواب:

1. معاشی جائزہ	سبینہ خرم جعفری
2. اقتصادی نمو	محمد مظہر خان؛ خرم اشفاق بلوچ؛ کائنات خان
3. زری پالیسی اور مہنگائی	سبینہ خرم جعفری؛ فاطمہ خالق؛ جنید کمال؛ عمر مشہود؛ سکھی بابر
4. مالیاتی پالیسی	سجاول خان؛ صباحت؛ محمد اجلال خان
5. ملکی اور بیرونی قرضہ	سجاول خان؛ الماس کریم
6. بیرونی شعبہ	سبینہ خرم جعفری؛ محمد اکمل؛ محمد عمر؛ محمد فرحان اکبر؛ افصح خالد
7. پاکستان کی آبادی کے متوقع ثمرات؟	صہیب جمالی؛ حرا غفار؛ عطااللہ عباسی؛ انا خٹک

سرورق: صادقین کا فن پارہ "فطری کائنات کی تجربہ گاہ"، اسٹیٹ بینک میوزیم

منتظم مطبوعہ: سبینہ خرم جعفری

ڈائریکٹر: عمر فاروق ثاقب

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	مرتضیٰ سید (چیئرمین)؛ محمد علی چوہدری؛ محمد علی ملک؛ سید ثمر حسنین؛ ارشد محمود بھٹی؛ محمد فاروق عاربی؛ فدا حسین؛ محمد ندیم حنیف؛ محمد جاوید اسماعیل؛ اور عمر فاروق ثاقب
بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	ایس اکبر زیدی (چیئرمین)؛ علی چیمہ؛ زاہد فخر الدین ابراہیم

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے مالی استحکام، زری پالیسی، تحقیق، شماریات؛ ملکی بازار و زری انتظام اور ترقیاتی مالیات گروپ؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف

فیضان رحیم

فہرست

ابواب

1 معاشی جائزہ **1**

1.1 عمومی جائزہ 3

1.2 معاشی منظرنامہ 10

2 اقتصادی نمو **13**

2.1 جی ڈی پی کی نمو 15

2.2 زراعت 17

2.3 صنعت 28

2.4 خدمات 38

2.5 افرادی قوت 41

3 زری پالیسی اور مہنگائی **47**

3.1 پالیسی جائزہ 49

3.2 زری مجموعے 52

3.3 نجی شعبے کو قرض 59

3.4 مہنگائی 66

4 مالیاتی پالیسی **75**

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ 77

4.2 محصولات 79

4.3 غیر ٹیکس محاصل 83

4.4 وفاق کے اخراجات 84

4.5 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں 89

5 ملکی اور بیرونی قرضہ **93**

5.1 سرکاری قرضہ 95

5.2 ملکی قرضہ 97

5.3 سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات 101

6 بیرونی شعبہ **107**

6.1 عالمی اقتصادی منظرنامہ 109

6.2 پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن 111
6.3 شرح مبادلہ اور ذخائر 126
6.4 تجارتی کھاتہ 127

7 پاکستان کی آبادی کے متوقع ثمرات؟ 145
7.1 تعارف 147
7.2 پاکستان میں آبادی کی ساخت 153
7.3 بچے کی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی 156
7.4 تعلیم کا کردار 164
7.5 صحتِ عامّہ اور غذائیت 170
7.6 سازگار اقتصادی پالیسی ماحول 174
7.7 اختتامی کلمات 181

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح 183

فرہنگ 185

باکسز

باکس 2.1: پاکستان میں ماحولیاتی تبدیلی کے تناظر میں غذائی سلامتی 18
باکس 3.1: جنوبی ایشیائی ممالک–مہنگائی کی برداشت کی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں 52
باکس 6.1: پاکستان کی آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات میں توسیع کے بنیادی عوامل 117
باکس 7.1: اقوام متحدہ کی جانب سے افزائش کے منظرنامے کی پیش گوئی 156
باکس 7.2: خاندانی منصوبہ بندی کے کامیاب پروگرام 160

تبصروں اور سوالات کے لیے: annual.report@sbp.org.pk

باب 1: معاشی جائزہ

اس رپورٹ میں پیش کردہ تجزیے اور تخمینوں کی بنیاد مالی سال 22ء کے اعدادوشمار ہیں، جنھیں اکتوبر 2022ء میں اس وقت دستیاب اعدادوشمار استعمال کرتے ہوئے حتمی شکل دی گئی۔

1 معاشی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ

مالی سال 22ء میں مسلسل دوسرے برس پاکستان کی حقیقی جی ڈی پی نمو لگ بھگ 6 فیصد تک پہنچ گئی (**جدول 1.1**)۔ یہ نمو وسیع البنیاد تھی کیونکہ زراعت اور صنعت دونوں میں نمایاں اضافہ ہوا جس کے اثرات شعبہ خدمات تک پھیل گئے۔ خاص طور پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں دوہندسی نمو پائی گئی۔ جی ڈی پی کو تحریک زیادہ تر نجی صَرف سے ملی جبکہ سرمایہ کاری میں خفیف اضافہ ہوا۔ نمو کے محرک کی حیثیت سے صَرف پر مسلسل انحصار کے ساتھ پیداوار یت میں سست بہتری سے ایک بار پھر ملک ایسی کیفیت میں آ گیا کہ عالمی معیشت کے منفی حالات سے متاثر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ کئی منفی عالمی اور ملکی حالات نے ملک کی معاشی کارکردگی کو نقصان پہنچایا جس کے نتیجے میں مالی سال 22ء کے دوران پھر معاشی عدم توازن پیدا ہوا۔

خاص طور پر مالی سال 22ء کے دوران توسیعی مالیاتی موقف، اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے اور روس یوکرین تنازع کے منفی نتائج کی بنا پر جاری کھاتے کے خسارے میں نمایاں بگاڑ آیا۔ اس کے علاوہ آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی میں تاخیر اور سیاسی عدم استحکام نے زرمبادلہ کے ذخائر کو مخدوش سطح تک خالی کر کے ملک کی ضرر پذیری میں اضافہ کر دیا۔ اس کی وجہ سے ہونے والی روپے کی قدر میں کمی نے اجناس اور تیل کی بلند عالمی قیمتوں کی منتقلی کی بنا پر مہنگائی کا دباؤ بہت بڑھا دیا۔

مالی سال 22ء کے آغاز میں پاکستان کا تجربہ دوسرے ممالک سے کسی حد تک مشابہ تھا۔ مضبوط پالیسی تحریک اور ویکسین تک رسائی نے عالمی معیشت کو بحال کرنے میں مدد دی (**شکل 1.1 الف**)۔ معاشی نمو کی بھرپور رفتار نے طلب و رسد کے عالمی عدم توازن کو وسیع کر دیا جس سے مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ بڑھتے ہوئے عالمی تجارتی حجم اور اس کے ہمراہ کووڈ کی نئی شکلوں (ڈیلٹا اور اومی کرون) نے تقسیم کارنیٹ ورکس میں رکاوٹیں پیدا کیں اور کرائے بھاڑے کے اخراجات میں بھاری اضافے کو ہوا دی۔ روس یوکرین تنازع پھوٹ پڑنے سے اجناس کا بالائی چکر (سپر سائیکل) مزید متحرک ہوا اور توانائی اور غیر توانائی اجناس کی قیمتیں بہت تیزی سے بڑھ گئیں۔ (**شکل 1.1 ب**)۔

اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں نے مختلف ممالک میں مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ کیا اور جاری کھاتے کے عدم توازن کو وسیع کر دیا خصوصاً اجناس درآمد کرنے والے ممالک میں، جس سے پالیسی اقدامات ضروری ہو گئے (**شکل**

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	م س 20ء	م س 21ء	م س 22ء
شرح نمو * (فیصد)			
حقیقی جی ڈی پی[الف]	-0.9	5.7	6.0
زراعت	3.9	3.5	4.4
صنعت	-5.7	7.8	7.2
جس میں: ایل ایس ایم	-11.2	11.5	10.5
خدمات	-1.2	6.0	6.2
قومی ص اق (مدتی اوسط)[الف]	10.7	8.9	12.2
نجی شعبے کا قرض[ب]	2.9	11.2	21.1
رسدِ زر (ایم ٹو)[ب]	17.5	16.2	13.6
برآمدات[ب]	-7.1	13.8	26.6
درآمدات[ب]	-15.9	24.4	32.9
ٹیکس محاصل — ایف بی آر[ج]	4.4	19.2	28.9
شرح مبادلہ (+اضافہ /- کمی فیصد)[ب]	-4.8	6.7	-23.1
پالیسی ریٹ[ب] (ختم مدت)	7.00	7.00	13.75
ارب ڈالر			
اسٹیٹ بینک کے ذخائر (ختم مدت)[ب]	12.1	17.3	9.8
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب]	23.1	29.5	31.3
جاری کھاتے کا توازن[ب]	-4.4	-2.8	-17.4
فیصد جی ڈی پی			
مالیاتی توازن[د]	-7.1	-6.1	-7.9
جاری کھاتے کا توازن	-1.5	-0.8	-4.6
سرمایہ کاری[الف]	14.8	14.6	15.1

* مالی سال 20ء، مالی سال 21ء اور مالی سال 22ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو اور اس کے ذیلی اجزا سے متعلق اعدادوشمار 16-2015ء کی مستقل بنیادی قیمتوں پر ہیں اور بالترتیب حتمی، نظر ثانی شدہ اور عبوری تخمینوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

ماخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک، نمو امریکی ڈالر کی قدر پر مبنی؛ [ج]، [د] وزارت خزانہ

1.1ج)۔ کچھ ابھرتی ہوئی معیشتوں نے مالی سال 21ء میں پالیسی تحریک کو ختم کرنا شروع کر دیا تھا اور شرح سود بڑھائی تھی جبکہ ترقی یافتہ معیشتوں نے مالی سال 22ء میں ایسا کیا (**شکل 1.1 د**)۔ تاہم ترقی یافتہ معیشتوں میں زری پالیسیاں تیزی سے سخت ہونے سے ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کی بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی میں رکاوٹیں آئیں، کرنسی کی قدر میں کمی پیدا ہوئی اور مہنگائی کا دباؤ مزید بڑھا۔ بلند مہنگائی، رسدی زنجیر کی بڑھتی ہوئی رکاوٹوں اور کووڈ کی نئی قسم (اومی کرون) سامنے آنے سے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے اختتام کے قریب عالمی نمو بتدریج کم ہونے لگی۔

مالی سال 22ء میں پاکستان کی معاشی سرگرمیوں میں بھی نمایاں توسیع دیکھی گئی۔ مالی سال کے دوران پالیسی ماحول حقیقی معاشی سرگرمیوں کے لیے زیادہ تر سازگار تھا۔ صنعت، برآمدات اور تعمیرات کے لیے ٹیکس مراعات کی شکل میں پالیسی تعاون اور صوبائی ترقیاتی اخراجات میں بھاری اضافوں نے ان شعبوں میں نمو کو تقویت دی۔ اسی طرح تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اثرات سے صارفین کو تحفظ دینے کے لیے حکومت نے کئی ٹیکس مراعات اور سبسڈیز متعارف کرائیں جس سے طلب مزید بڑھی۔ اس کے نتیجے میں بھاری اور غیر میزانی مالیاتی توسیع نے جنم لیا اور پچھلے دو برسوں سے مالیاتی یکجائی کے جس ایجنڈے پر عملدرآمد جاری تھا اس سے واضح انحراف ہوا۔ ساتھ ہی وبا کے دوران دی جانے والی زری تحریک کے مؤخر اثر، ہاؤسنگ اور تعمیرات کے اسٹیٹ بینک کے اہداف اور عارضی معاشی نوماکاری سہولت (TERF) اور طویل مدتی مالکاری سہولت (LTFF) کے تحت استعداد میں توسیع سے جی ڈی پی نمو کو تقویت ملتی رہی۔ ملکی اور عالمی طلب میں مسلسل مضبوطی اور وبا کے حوالے سے کم ہوتی ہوئی تشویش نے بھی مالی سال 22ء میں معاشی سرگرمی کی رفتار کو تحریک دی۔ مالی سال 22ء کے دوران پاکستان کو وبا کی دو لہروں (ڈیلٹا

شکل 1.1: م س 22ء میں قیمت اجناس کا خطرہ عالمی معاشی حرکیات پر چھایا رہا

الف: اہم معیشتوں میں اوسط حقیقی جی ڈی پی نمو—م س 22ء

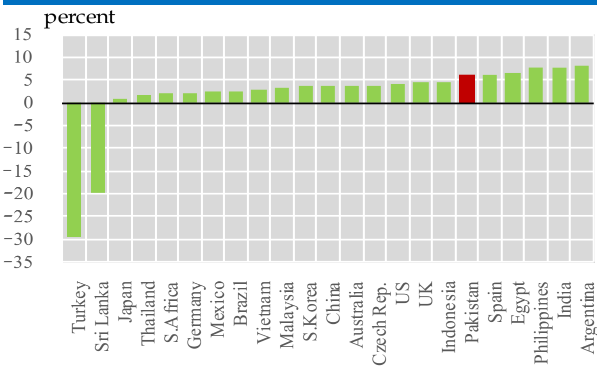

Source: Pakistan Bureau of Statistics and Haver Analytics

ب: اجناس کی قیمت کے اشاریے

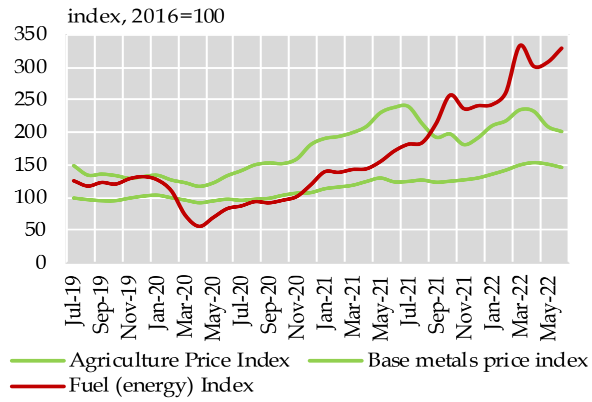

Source: International Monetary Fund

ج: اوسط جاری کھاتے کا خسارہ بطور فیصد جی ڈی پی—م س 22ء

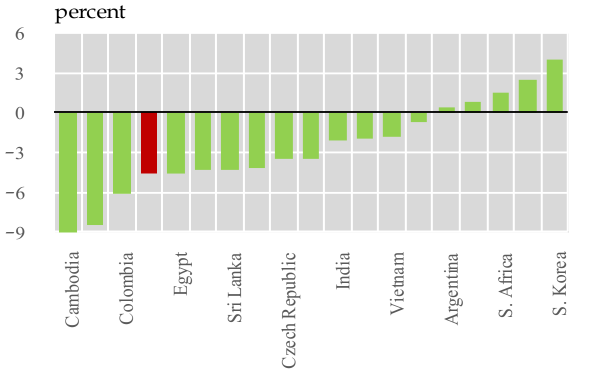

Source: Haver Analytics

د: اوسط سال بسال مہنگائی اور پالیسی ریٹس میں تبدیلی

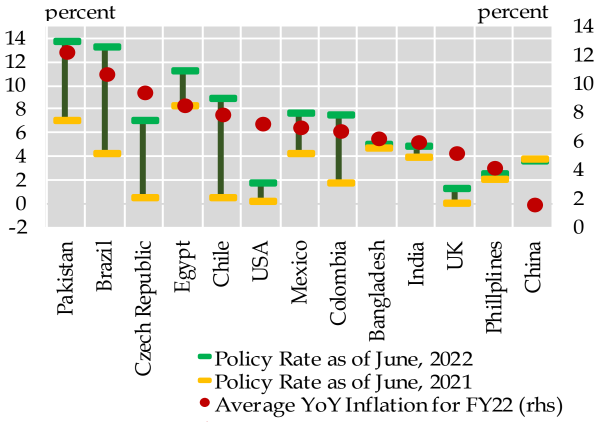

Source: Haver Analytics, CBRates.com

اور اومی کرون) کا سامنا ہوا۔ تاہم ٹیکے لگائے جانے کی بڑھتی ہوئی رفتار اور انفیکشن کی گھٹتی ہوئی شدت کی بنا پر مالی سال 22ء میں اقتصادی سرگرمیوں میں رکاوٹ نہیں آئی (**شکل 1.2**)۔

جی ڈی پی نمو وسیع البنیاد تھی جس میں ایل ایس ایم اور تھوک اور خردہ تجارت کا نمایاں حصہ رہا جبکہ زراعت میں بھی خاصا اضافہ ہوا۔ ایل ایس ایم کی کارکردگی بہت اچھی رہی اور اس کے 22 میں سے 19 شعبوں میں سال بسال اضافہ ہوا جس میں ملبوسات، چینی، گاڑیوں اور ادویات کا بڑا حصہ تھا۔ ملبوسات میں اضافے کا بنیادی سبب برآمدات کا بڑھنا تھا جس نے مالی سال 22ء کے دوران تنہا ایل ایس ایم نمو میں تقریباً ایک تہائی کا اضافہ کیا۔ اس شعبے کو وبا کے بعد عالمی طلب کی بحالی سے فائدہ ہوا کیونکہ مالی سال 22ء میں تیار ملبوسات کی برآمدات کا حجم تیزی سے بڑھ گیا۔ اس شعبے کو بلند طلب سے فائدہ اٹھانے میں مدد دینے کے لیے حکومت نے شعبے کے لیے متعدد مراعات فراہم کیں جیسے خام مال کی درآمد پر ٹیکس اور ڈیوٹی میں رعایت، توانائی کی سبسڈیز اور ٹیکس ریفنڈز کی جلد ادائیگی۔ اس کے علاوہ روپے کی قدر میں کمی اور کپاس کی بلند عالمی قیمت سے بھی اس شعبے کی نفع آوری میں اضافہ ہوا۔ اگرچہ کپاس کی ملکی قیمتوں میں اضافے نے خام مال کی لاگت بڑھا دی تاہم برآمدی اکائی قدروں سے ہونے والے فائدے نے اس اثر کو زائل کرنے میں مدد دی۔ برآمد کو تحریک ملنے کے علاوہ چینی، گاڑیوں اور ادویات نے بھی بلند ملکی طلب کی بنا پر مضبوط کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

مالی سال 22ء کے دوران شعبہ زراعت نے مضبوط نمو دکھائی جس کا بڑا سبب گلہ بانی کی بہتر کارکردگی اور سازگار موسمی حالات کی بنا پر خریف کی تمام فصلوں کی پیداوار میں نمایاں اضافہ تھا۔ جہاں تک کپاس کا تعلق ہے، صرف یافت میں بھاری اضافے نے ہی پیداوار کی توسیع میں کردار ادا کیا کیونکہ کاشتکار اراضی کا رقبہ چاول، مکئی اور گنے کی زیادہ نفع بخش فصلوں کی جانب مسلسل منتقل کرتے رہے۔ خاص طور پر مرغبانی اور مویشیوں کی خوراک کی مستحکم طلب، زیادہ یافت دینے والے بیجوں کی دستیابی اور مسابقتی قیمتوں کے پیش نظر مکئی کی پیداوار میں گذشتہ کئی برسوں سے مسلسل اضافہ ہورہا ہے اور مالی سال 22ء کے دوران جی ڈی پی نمو میں اہم فصلوں کے اندر اس کا بلند ترین حصہ تھا۔ اسی طرح بلند برآمدی طلب نے کاشتکاروں کو چاول کا زیر کاشت رقبہ بڑھانے کی تحریک دی جبکہ بلند قیمت خرید سے انہیں گنے کا زیر کاشت رقبہ بڑھانے کی ترغیب ملی۔ تاہم مالی سال 22ء کے دوران ربیع کی اہم فصل گندم کی پیداوار گھٹ گئی جس کی وجہ پانی اور کھاد کی کم دستیابی تھی۔ اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں یہ بھرپور تیزی مسلسل دوسرے سال تھوک اور خردہ کاروبار اور خدمات میں پائیدار اضافے پر منتج ہوئی۔

مالی سال 22ء میں گنجائشی پالیسیوں کے اثر نے معیشت میں طے کردہ نمو سے زیادہ شرح کے حصول میں کردار ادا کیا۔ اجناس کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کے ساتھ معیشت کی اس وفور حدت (اوورہیٹنگ) سے ملک کے معاشی استحکام کو خطرات لاحق ہوئے۔ اوّل، معاشی سرگرمیوں کی مسلسل تیزی کے ساتھ اجناس کی قیمتوں کی بحالی مالی سال 22ء کے دوران درآمدی بل میں بڑے اضافے کا باعث بنی جس نے برآمدات میں توسیع کو پیچھے چھوڑ دیا۔

شکل 1.2: کووڈ19 کے کیسز اور پاکستان میں ٹیکہ لگوائی

الف: پاکستان میں کووڈ19 کے نئے کیسز کا رجحان

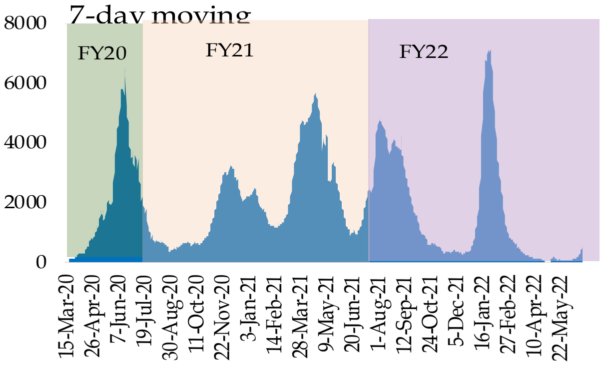

ب: پاکستان میں ٹیکے لگوانے والے کل افراد

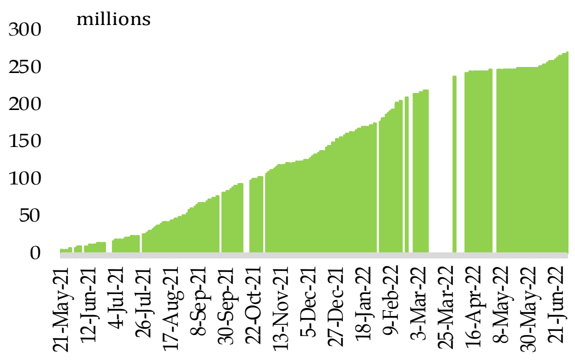

Source: ouworldindata.org

دوم، بیرونی کھاتے کے دباؤ کی بنا پر روپے کی قدر میں خاصی کمی آئی جس نے سال کے دوران مہنگائی کے دباؤ میں شدت پیدا کردی۔ سوم، مالیاتی نتیجہ بھی متاثر ہوا۔ اگرچہ درآمدات میں تیزی سے اضافے کی وجہ سے ٹیکس وصولی بڑھ گئی تاہم ایندھن کی سبسڈیز میں وسیع البنیاد اضافہ سال کے دوران مالیاتی کارکردگی میں بگاڑ پر منتج ہوا۔ چہارم، سال کے دوران بڑھتی ہوئی شرح سود نے ملکی قرض کی واپسی کی ضروریات بڑھادیں کیونکہ رواں قرضے پر انحصار میں اضافہ ہوگیا۔

مالی سال 22ء میں مضبوط طلب اور اجناس کی قیمتوں میں اضافے کے امتزاج نے ملک کے بیرونی کھاتے پر خاصا دباؤ ڈالا۔ اس بگاڑ میں مرکزی حیثیت درآمدات کی تھی جو مالی سال 22ء کے دوران نمایاں طور پر 32.9 فیصد سال بسال بڑھ گئیں۔ اس اضافے میں بڑا کردار توانائی کی مصنوعات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کا تھا (**شکل 1.3الف**)۔ زیادہ تر اضافہ پہلی ششماہی میں دیکھا گیا کیونکہ معاشی سرگرمیوں کی مسلسل تیزی اور کووڈ ویکسین درآمد کرنے کی ضرورت نے توانائی اور غیر توانائی دونوں مصنوعات کی درآمدی طلب کو تحریک دی۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے آخر کے قریب چین میں کووڈ کی نئی لہر سامنے آنے اور فروری 2022ء میں روس یوکرین تنازع پھوٹ پڑنے سے، جس سے رسدی زنجیر میں مزید خلل پڑا، اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافہ شدید تر ہوگیا۔ چنانچہ درآمدی طلب میں واضح سست روی کے باوجود اجناس کی قیمتوں میں اضافے نے درآمد کو بلند سطح پر رکھا (**شکل 1.3ب**)۔

دوسری جانب اشیا و خدمات کی برآمدات سے ہونے والی آمدنی اور کارکنوں کی ترسیلات زر میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ برآمدات میں 26.6 فیصد سال بسال کا بھاری اضافہ دیکھا گیا جو پہلی بار 30 ارب ڈالر کے نشان کو عبور کرگئیں۔ دیگر عوامل کے علاوہ روپے کی قدر میں کمی نے بھی برآمدی نمو کو بہتر بنانے میں مدد دی۔ اس اضافے میں ٹیکسٹائل برآمدات کا حصہ نمایاں تھا

شکل 1.3: پاکستان کی معاشی کارکردگی پر اجناس کی قیمت کے دھچکے کا اثر

الف: قیمت کا اثر تجارتی نمو پر

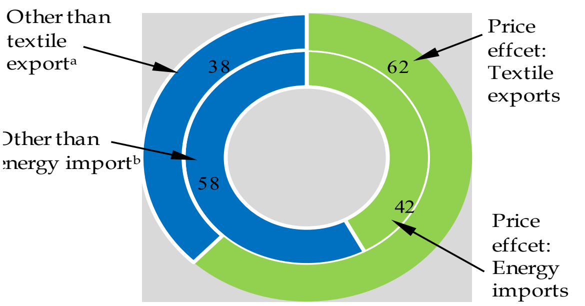

[a]price and volume effect of all exports and volume effect of textile exports; [b]price and volume effect of all imports and volume effect of energy imports
Source: Pakistan Bureau of Statistics and SBP calculations

ب: درآمدی طلب بتدریج کم ہوتے ہوئے

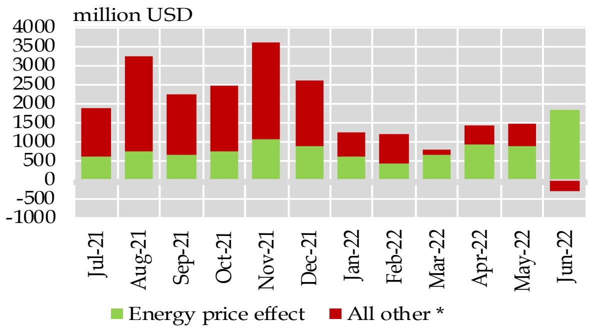

*All other: price and volume effect of all imports and volume effect of energy imports
Source: Pakistan Bureau of Statistics and SBP calculations

ج: زرمبادلہ ذخائر اور شرح مبادلہ کا اتار چڑھاؤ

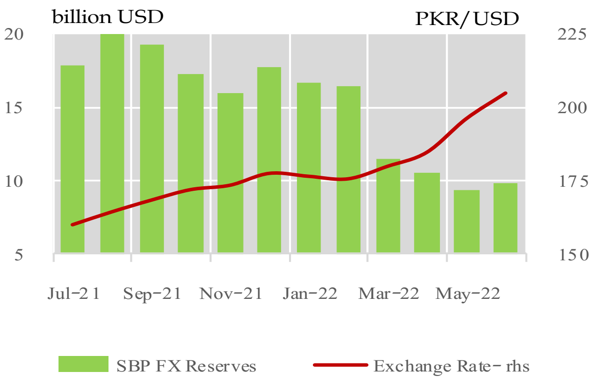

Source: State Bank of Pakistan

د: سال بسال مہنگائی — مختلف عوامل کے حصے

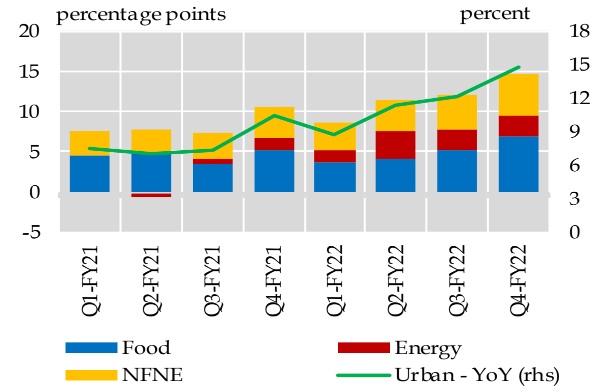

Source: Pakistan Bureau of Statistics and SBP calculations

کیونکہ اس شعبے کو بین الاقوامی منڈی میں کپاس اور اس کی مصنوعات کی بڑھی ہوئی قیمتوں سے فائدہ ہوا۔ مالی سال 22ء میں ٹیکسٹائل مصنوعات کی بلند برآمدی اکائی قیمتوں نے برآمدی آمدنی کے پورے اضافے میں لگ بھگ دو تہائی حصہ ڈالا (**شکل 1.3 الف**)۔ اس شعبے کو توانائی کی سبسڈیز، اہم ٹیکسٹائل درآمدات کی ٹیرف میں ردّوبدل، سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی کے بلند ریفنڈ اور ٹرف سمیت نومالکاری اسکیموں کے ذریعے رعایتی قرض کی صورت میں پالیسی تعاون سے بھی فائدہ ہوا جس نے عالمی طلب کی بحالی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے میں مدد دی۔

مالی سال 22ء میں نان ٹیکسٹائل برآمدات بھی مضبوط رہیں اور بڑھتے ہوئے حجم نے برآمدات میں مجموعی اضافے کا دسواں حصہ ڈالا۔ اس کے علاوہ بعض روایتی زمروں جیسے چاول اور کچھ غیر روایتی برآمدات جیسے تل، مکئی اور صاف شدہ تانبے میں بھی خاصا اضافہ ہوا۔ زرعی اجناس کی بہتر پیداوار، چین تک ڈیوٹی فری رسائی اور عالمی منڈی میں بڑھی ہوئی طلب اس اضافے کے بنیادی محرکات تھے۔ اسی طرح کارکنوں کی ترسیلات زر 2 ارب ڈالر ماہانہ سے اوپر رہیں اور مالی سال 22ء میں 6.2 فیصد بڑھ گئیں۔ تاہم زرمبادلہ کی آمد میں یہ اضافہ مالکاری کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی نہ تھا۔

تجارتی خسارے میں بگاڑ کے علاوہ مالی سال 22ء میں بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیاں بھی کچھ بڑھ گئیں۔ دسمبر 2021ء میں قرضہ واپسی تعطل اقدام (DSSI) کی میعاد کے خاتمے، بیرونی قرضے کے بڑھتے ہوئے اسٹاک اور بڑھتی ہوئی عالمی شرح سود اس اضافے کی بنیادی طور پر ذمہ دار تھے جس نے جاری کھاتے کے خسارے کو مزید بڑھا کر چار سال کی بلند ترین سطح تک پہنچا دیا۔ جہاں تک فنانسنگ کا تعلق ہے، مالی سال 22ء میں زرمبادلہ کے قرضوں اور واجبات کی آمد 12.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئی جبکہ مالی سال 21ء میں 5.7 ارب ڈالر تھی۔ سب سے زیادہ اضافہ دوطرفہ ذرائع جن میں سعودی عرب اور چین نمایاں تھے سے آنے والی رقوم میں ہوا۔ پاکستان کو کثیر فریقی قرض دہندگان سے بھی قرضے ملے اور توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) کے چھٹے جائزے کی تکمیل کے بعد فروری 2022ء میں آئی ایم ایف نے 1.1 ارب ڈالر کی قسط جاری کی۔ یہ اجرا کووڈ سے نمٹنے کے لیے اگست 2021ء میں آئی ایم ایف کے عالمی ایس ڈی آر اختصاص کے تحت آنے والے 2.8 ارب ڈالر کے علاوہ تھا۔ حکومت نے دوران سال ریاستی بانڈز کے ذریعے 2 ارب ڈالر بھی اکٹھا کیے۔ تاہم آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی میں تاخیر اور سیاسی عدم استحکام کے نتیجے میں بیرونی رقوم کی آمد توقع سے کافی کم ہوئی۔ سال کے دوران براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں بھی سست روی سے اضافہ ہوا جبکہ جزدانی سرمایہ کاری کے ایکویٹی تمسکات میں سے خالص اخراج دیکھا گیا۔ بحیثیت مجموعی خالص آمدِ رقوم بڑھتی ہوئی فنانسنگ کی ضروریات کے لیے کافی نہ تھی جس کے نتیجے میں مالی سال 22 کے دوران اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر میں 7.5 ارب ڈالر کی کمی ہوئی (**شکل 1.3 ج**)۔ بیرونی کھاتے میں بڑھتے ہوئے دباؤ کے باعث مالی سال 22ء میں روپے کی قدر 23.1 فیصد گھٹ گئی۔

دورانِ سال روپے کی قدر میں کمی نے بلند ملکی طلب اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے مجموعی اثر کو بڑھا دیا۔ مالی سال 22ء میں قومی صارف اشاریہ قیمت (NCPI) مہنگائی اسٹیٹ بینک کی نظر ثانی شدہ پیش گوئی 11-9 فیصد سے متجاوز ہو کر 12.2 فیصد کی دوہندسی سطح تک پہنچ گئی۔ مالی سال 22ء کے دوران غیر غذائی غیر توانائی گروپ کی مہنگائی بھی بڑھ گئی جس سے طلبی اور رسدی دباؤ دونوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے بعد قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی دوسری ششماہی میں بڑھ گئی (**شکل 1.3 د**)۔ غذائی گروپ بالخصوص غیر تلف پذیر اشیا کا زمرہ مہنگائی کا بڑا سبب تھا۔ درآمد شدہ اجناس (جیسے پام آئل اور چائے) کی عالمی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے ساتھ بعض اجناس (خصوصاً دودھ اور گوشت) میں طلب و رسد کے فرق نے اس گروپ میں مہنگائی کے دباؤ کو تحریک دی اور مالی سال 22ء کے دوران مجموعی مہنگائی میں ایک تہائی حصہ ڈالا۔ دوسری طرف بعض تلف پذیر اشیا جیسے ٹماٹر، تازہ پھل اور سبزیوں کی قلت نے مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران غذائی گرانی کو بڑھایا۔

ایندھن کی مہنگائی بھی دوران سال بلند سطح پر رہی۔ یہ صورت حال گھرانوں کو عالمی قیمتوں میں اضافے کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے سال کے بیشتر حصے کے دوران ٹیکس ریلیف دیے جانے کے باوجود رہی۔ روس یوکرین تنازع پھوٹ پڑنے کے باعث مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی سے ایندھن کی قیمتیں مزید دباؤ میں آگئیں۔ حکومت نے فروری 2022ء میں اعلان کردہ ریلیف پیکیج کے تحت ایندھن کی سبسڈیز کا حجم بڑھا دیا۔ تاہم بیرونی کھاتے پر دباؤ کے باعث آخر مئی 2022ء سے اس پالیسی تعاون کی واپسی ضروری ہوگئی۔ توانائی

کی سبسڈیز کے خاتمے کے بعد مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی میں ایندھن کی مہنگائی بڑھ کر 58.5 فیصد تک پہنچ گئی۔

غیر میزانی توانائی کی سبسڈیز اور گردشی قرضے کی ادائیگیوں نے جاریہ اخراجات کو بڑے فرق سے پچھلے سال کی سطح سے متجاوز کر دیا جس سے مالی سال 22ء کے دوران مالیاتی اور بنیادی خسارہ بڑھ گیا۔ پچھلے دو برسوں کی پالیسیوں میں، جن میں مالیاتی دور اندیشی کے ساتھ زری تعاون شامل تھا، اس غیر متوقع تبدیلی نے معاشی عدم توازن پیدا کرنے میں کردار ادا کیا۔ جاریہ اخراجات میں توسیع سے دوران سال ترقیاتی مصارف کے لیے مالیاتی گنجائش گھٹ گئی۔ تاہم محاصل کی کارکردگی بھرپور رہی۔ وفاقی اور صوبائی سطح دونوں پر ٹیکس وصولی کچھ بڑھی۔ ایف بی آر ٹیکس کی نمو چھ سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی اور سال کے نظر ثانی شدہ بجٹ تخمینے سے تھوڑا تجاوز کر گئی۔ زیادہ تحریک درآمد سے متعلق ٹیکسوں سے آئی جو مالی سال 22ء میں ایف بی آر کی مجموعی ٹیکس وصولی میں دو تہائی سے زائد پر محیط تھے۔ یہ فوائد زیادہ تر بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے اور روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے حاصل ہوئے۔ اس کے علاوہ مستثنیات کے خاتمے، انتظامی اصلاحات اور نئے ٹیکسوں کے ذریعے ٹیکس اساس بڑھانے کی کاوشوں نے بھی ٹیکس وصولی کی نمو میں کردار ادا کیا۔ اسی طرح ملکی طلب میں تیزی اور ٹیکس پالیسی کی کوششوں کی بنا پر مالی سال 22ء میں صوبائی ٹیکس وصولی بلند رہی۔ صوبائی محاصل کی وصولی میں نمایاں اضافے اور وفاقی قابل تقسیم پول کے تحت وصولیوں کے بڑھنے سے دوران سال صوبائی ترقیاتی اخراجات کو خاصا بڑھاوا ملا۔ تاہم مجموعی طور پر نان ٹیکس محاصل کی ناقص کارکردگی نے ٹیکس وصولی میں معتدبہ اضافے کے اثر کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔ اس سست روی کا سبب زیادہ تر پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی پست وصولی اور ایس بی پی ایکٹ کے تحت منتقلی کے طریقے میں تبدیلی کی وجہ سے اسٹیٹ بینک کے منافع کی جزوی منتقلی تھی۔ نئے طریقہ کار کے تحت اسٹیٹ بینک کا منافع مالی سال کے خاتمے پر مالی گوشوارے کو حتمی شکل دیے جانے کے بعد سالانہ بنیاد پر حکومت کو منتقل کیا جائے گا۔ چنانچہ جنوری 2022ء میں ایکٹ کی منظوری کے بعد اسٹیٹ بینک کے منافع کی منتقلی رک گئی جس سے مالی سال 22ء کے دوران حکومت کو اسٹیٹ بینک کے منافع کی منتقلی میں کمی آئی۔

بیرونی اور مالیاتی کھاتے میں بڑھتے ہوئے عدم توازن کی مطابقت سے مالی سال 22ء میں سرکاری قرضے کا بوجھ بڑھ گیا۔ ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے دوران سال سرکاری قرضہ اکٹھا ہونے میں بیرونی اور ملکی قرضے دونوں نے حصہ ڈالا۔ اگرچہ مالی سال 22ء میں سرکاری قرضے کا خاکہ عرصیت بہتر ہوتا گیا تاہم رواں شرح کی قرض تمسکات پر بڑھتے ہوئے انحصار نے روز افزوں شرح سود کے ماحول میں شرح سود کے خطرے میں اضافہ کر دیا۔ قرض کی واپسی کا بڑھتا ہوا بوجھ ملک کی مستقبل کی قرضے واپس کرنے کی صلاحیت کو متاثر کر رہا ہے اور ترقیاتی مصارف جیسے دیگر اخراجات کے لیے مالیاتی گنجائش کو سکیڑ رہا ہے۔ اگرچہ DSSI کے تحت قرضے کی دستیابی اور ٹیکسوں میں درآمد کی وجہ سے اضافے نے مالی سال 22ء میں قرضے کی واپسی کی صلاحیت کو بہتر بنایا ہے تاہم ان فوائد کی پائیداری کے لیے مالیاتی یکجائی کا بھرپور عزم ضروری ہے۔

خسارہ پورا کرنے کے لیے بینکاری نظام پر حکومت کے انحصار نے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) میں تیزی سے اضافے میں کردار ادا کا۔ ایس بی پی ایکٹ میں ترمیم کے مطابق حکومت نے اسٹیٹ بینک سے قرض نہیں لیا اور خسارے کو پورا کرنے کے لیے زیادہ تر کمرشل بینکوں پر انحصار کیا۔ اسی طرح معاشی سرگرمیوں میں مسلسل تیزی اور خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت کی وجہ سے مالی سال 22ء میں مختصر مدتی ماکاری اور معینہ سرمایہ کاری دونوں میں نجی شعبے کی قرضے کی ضروریات بڑھ گئیں جس سے خالص ملکی اثاثوں کو مزید تحریک ملی۔ ساتھ ہی بیرونی کھاتے میں نمایاں بگاڑ اور اس کے بعد خالص بیرونی اثاثوں میں سکڑاؤ نے مالی سال 22ء کے دوران رسد زر کی نمو کو محدود کر دیا۔ مالی سال 22ء کے دوران مالی بازار کے مجموعی حالات دشوار رہے کیونکہ پالیسی ریٹ سے شبینہ شرحوں کا انحراف دوران سال بڑھتا گیا۔ روز افزوں مہنگائی کے دباؤ کے ماحول میں شرح کے بڑھنے کی مارکیٹ کی توقعات اور اسٹیٹ بینک کے پالیسی موقف کے درمیان خلیج، حکومت کی بڑھتی ہوئی میزانی قرض کی ضروریات اور نجی شعبے کی جانب سے قرضے کی بلند تر طلب نے بنیادی طور پر مالی سال 22ء کے دوران بازار زر کے تفاوت میں اضافے کو تحریک دی۔

عملاً سال کے دوران بڑھتی ہوئی اقتصادی مشکلات ایک پالیسی ردعمل کی متقاضی تھیں۔ چنانچہ جوں جوں سال گذرا، حکومت اور اسٹیٹ بینک نے ملکی طلب کی رفتار کو قابو کرنے کے لیے مختلف اصلاحاتی اقدامات کیے۔ ان میں

شکل 1.4: م س 22ء میں پالیسی کاوشوں نے درآمدی نمو پر قابو پانے میں مدد دی

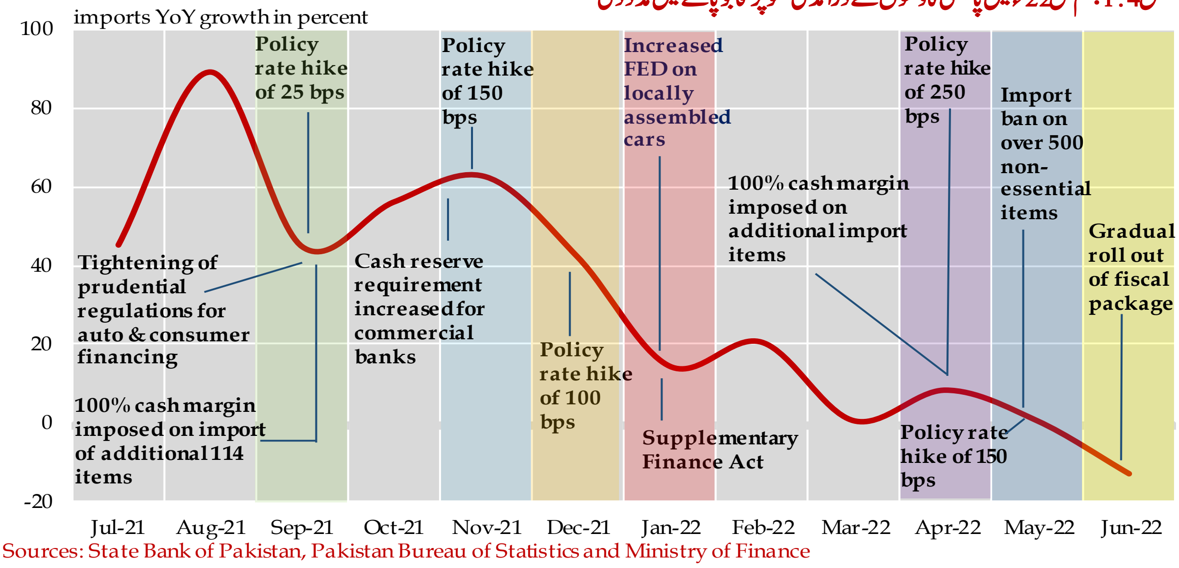

Sources: State Bank of Pakistan, Pakistan Bureau of Statistics and Ministry of Finance

مندرجہ ذیل شامل تھے: (i) پالیسی ریٹ کو مجموعی طور پر 675 بی پی ایس بڑھانا، (ii) گاڑیوں اور صارفی مالکاری کے لیے محتاطیہ ضوابط کو سخت کرنا، (iii) متعدد درآمدی اشیا پر 100 فیصد کیش مارجن عائد کرنا، (iv) کمرشل بینکوں کے لیے مطلوبہ نقد محفوظ بڑھانا، (v) مقامی طور پر اسمبل کی جانے والی کاروں پر ایف ای ڈی میں اضافہ کرنا، (vi) سپلیمنٹری فنانس ایکٹ کے تحت مختلف ٹیکس مستثنیات ختم کرنا، (vii) غیر ضروری اشیا کی درآمد پر پابندی لگانا، اور (viii) مالیاتی پیکیج کو بتدریج ختم کرنا۔ ان اقدامات سے درآمدات میں نمو کی رفتار کو کم کرنے میں کامیابی ہوئی (**شکل 1.4**)۔ مالی سال 22ء کے آخر کے قریب سیمنٹ کی ترسیل اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت سمیت بلند تعدد کے طلبی اظہاریے بھی معتدل ہونے لگے (**شکل 1.5**)۔ تاہم مہنگائی اور جاری کھاتے کے خسارے کا منظرنامہ بدستور بگڑتا گیا۔

مالی سال 22ء کا تجربہ ایک بار پھر ملک کی ساختی کمزوریوں سے نمٹنے کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔ ملک کی راہِ نمو کی 'تیزی مندی' (boom-bust) والی نوعیت کے عین مطابق تیز نمو کا موجودہ دور بھی توازن ادائیگی کے معروف دباؤ کی شکل اختیار کر گیا۔ ملک کی زرمبادلہ آمدنی کی مختصر اساس اور بیرونی سرمایہ کاری کی قلیل رقوم کی آمد کے علاوہ توقع سے کم سرکاری رقوم کی آمد نے اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر میں شدید کمی میں کردار ادا کیا۔ اس بگاڑ نے دوران سال ملک کی اشیا اور خدمات کی برآمدات، جیسے اطلاعات، مواصلات اور ٹیکنالوجی (ICT) کی خدمات کی برآمدات جو گذشتہ چار برسوں میں دگنی ہو گئیں، میں خاطر خواہ توسیع کو گہنا دیا۔

شکل 1.5: م س 22ء کے آخر تک ملکی طلب کی طاقت کم ہونے لگی*

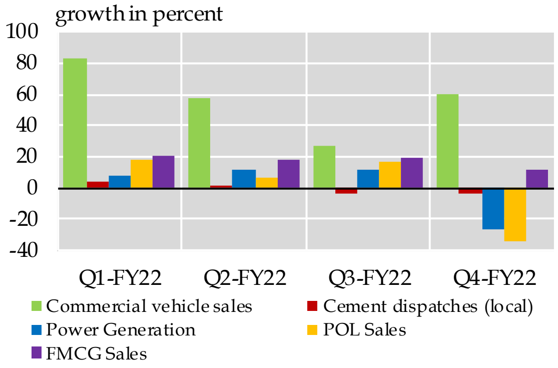

*cement dispatches in 000 tons, power generation in Gwh POL sales in 000 MT, FMCG sales is million Rs
Sources: APCMA, PAMA, OCAC, NEPRA, Corporate reports (various issues)

پاکستان کے اشیاسازی کے شعبے میں نفاست کی سطح کے پیش نظر ملک کی مرچنڈائز برآمدات کا بڑا حصہ پست قدر اضافی کی حامل مصنوعات پر مشتمل ہے۔ صنعت کے ڈھانچے کی ہیئت قلبی کرکے اسے اعلیٰ ٹیکنالوجی کے حامل شعبے میں بدلنے کے لیے طویل مدت تک طبعی اور انسانی وسائل میں بھاری سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں نوجوان آبادی کا بڑھتا ہوا حصہ بھی آبادیاتی فوائد حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ تاہم ان فوائد کو حقیقتاً حاصل کرنے کے لیے ایک سازگار اور مثبت ماحول درکار ہے۔ اس سلسلے میں

اس رپورٹ کے ایک خصوصی باب میں پاکستان میں آبادیاتی فوائد کے امکانات کی تفہیم پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس باب میں ان پالیسیوں کا خاکہ بیان کیا گیا ہے جو آبادی اور سازگار عمر کے ڈھانچے کے فوائد حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ اس باب میں کہا گیا ہے کہ انسانی سرمائے کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے سرمایہ کاری، اچھے نظم و نسق کے ساتھ بلند بچت اور سرمایہ کاری کو یقینی بنانے والا سازگار معاشی ماحول، صنعت کے موافق پالیسیاں اور مؤثر منڈیاں آبادیاتی امکانات سے مستفید ہونے کے لیے کلیدی شرائط ہیں۔

اسی طرح ملک کی قلیل زرمبادلہ آمدنی پر دباؤ کم کرنے کے لیے ایک قابل عمل راستہ یہ ہے کہ اشیا سازی کے شعبے کو مقامی بنانے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ توانائی کی درآمدات پر انحصار کو کم کرنے کی ضرورت بھی ہے جو مالی سال 20-22ء کے دوران اوسطاً پورے درآمدی بل کے لگ بھگ ایک چوتھائی کے برابر تھیں۔ اس کے لیے توانائی کے مؤثر استعمال اور بچت کے ذریعے توانائی کی شدت (energy intensity) کو گھٹانے پر توجہ دینے کی ضرورت ہوگی۔ مزید برآں، فوسل فیولز پر پاکستان کے بہت زیادہ انحصار کے پیش نظر قابل تجدید ذرائع سے بجلی کی پیداوار کی جانب پیش رفت کی ضرورت ہے جو بالکفایت، لاگت کے اعتبار سے مؤثر اور معاشی طور پر قابل عمل ہے۔

ملک کی زرمبادلہ آمدنی پر ایک اور بڑا بوجھ غذائی درآمدات ہیں۔ چند سال کو چھوڑ کر پاکستان غذائی اجناس کا خالص درآمد کنندہ رہا ہے **(شکل 1.6)**۔ ماحولیاتی تبدیلی کی بڑھتی ہوئی دشواریوں کی وجہ سے پاکستان میں ناکافی غذائی تحفظ کی صورت حال تشویش کا باعث ہے۔ ماحولیاتی تبدیلی کی بڑھتی ہوئی رفتار آئندہ برسوں میں برسات میں تغیرات لاسکتی ہے اور بار بار سیلاب یا قحط کا سبب بن سکتی ہے۔ موسم کا ناقابل پیش گوئی ہونا پاکستان کے شعبہ زراعت کے لیے سنگین مضمرات کا حامل ہے۔ اس پس منظر میں ماحولیاتی تبدیلی کے بڑھتے ہوئے چیلنج سے نبرد آزما ہونے کے لیے سوچی سمجھی حکمت عملی تشکیل دینے کی ہنگامی ضرورت ہے۔ بالخصوص بدلتے ہوئے موسم کی مناسبت سے موزوں بیجوں کی نئی اقسام پیدا کرنے کے لیے بیجوں کی تیاری کے شعبے میں تحقیق و ترقی اور ایک ایسا پالیسی فریم ورک، جس میں زرعی پیداوار بڑھانے کی خاطر پانی کے انتظام کی حکمت ہائے عملی پر زور دیا جائے، تشکیل دینے کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

1.2 معاشی منظرنامہ

مالی سال 23ء کے دوران پاکستان کی معاشی نمو خاصی معتدل ہونے کی توقع ہے۔ جیسا کہ بلند تعدد کے طلبی اظہاریوں کی بتدریج کم ہوتی ہوئی فروخت سے مترشح ہوتا ہے، حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے طلب کم کرنے کے اقدامات نے مالی سال 23ء کے ابتدائی مہینوں میں حدت یافتہ معیشت کو ٹھنڈا کرنا شروع کردیا ہے۔ مالی سال 23ء کے آغاز میں جب ملک کے ایک بڑے حصے کو وسیع پیمانے پر سیلاب نے نشانہ بنایا تو معیشت پہلے ہی استحکام کے مرحلے میں تھی۔

شکل 1.6: پاکستان میں خالص غذائی درآمدات

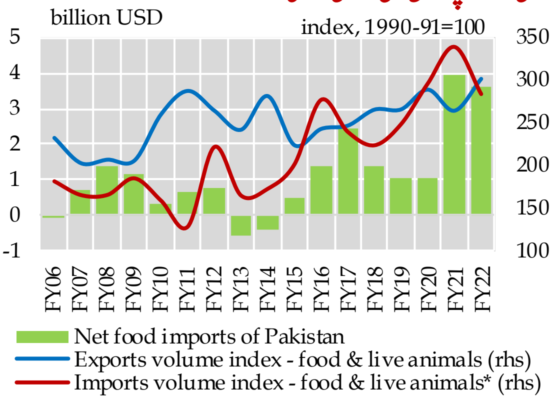

*also includes vegetable/animal oils & fats

Source: Pakistan Bureau of Statistics

امکان ہے کہ مالی سال 23ء کے سیلاب سے مختلف واسطوں سے ملک کی حقیقی معاشی سرگرمیوں پر اثرات مرتب ہوں گے۔ خصوصاً فصلوں اور مویشیوں کو ہونے والے نقصانات سے زراعت کو جو ضرر پہنچا ہے امکان ہے کہ وہ مختلف پیش و پس روابط کے ذریعے بقیہ معیشت کو منتقل ہوگا۔ اسی طرح متاثرہ صوبوں میں انفراسٹرکچر کی وسیع پیمانے پر تباہی سال کے دوران ملک کی نمو کے امکانات کو شدید متاثر کرسکتی ہے۔

دوسری جانب حکومت اور اسٹیٹ بینک نے طلبی دباؤ کو قابو کرنے کی پالیسی کاوشیں جاری رکھتے ہوئے رواں سال میں کئی اصلاحاتی اقدامات کا اعلان کیا۔ ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: (i) 'میرا پاکستان میرا گھر' اور 'کامیاب جوان یوتھ انٹرپرینیورشپ' کی اسکیموں کے تحت نئی رقوم کے اجرا کو عارضی طور پر روکنا تاکہ بعد میں اس پر نظر ثانی کی جاسکے، (ii) فولاد، غذائی مصنوعات اور ٹرانسپورٹ سمیت مختلف زمروں میں اضافی درآمدی ڈیوٹیاں لگانا، (iii) ایندھن پر ٹیکس کی بحالی، (iv) بعض درآمدات پر عارضی پابندیوں کا نفاذ، (v) جولائی 2022ء میں پالیسی ریٹ میں مزید 125 بی پی ایس کا

اضافہ، اور (vi) ای ایف ایس اور ایل ٹی ایف ایف کے قرضوں پر مارک اپ ریٹس کو پالیسی ریٹ سے منسلک کرنا۔ امکان ہے کہ ان اقدامات کے ہمراہ پالیسی ریٹ میں 675 بی پی ایس اضافے اور مالی سال 22ء میں اعلان کردہ طلب سے نمٹنے کے دیگر اقدامات کے مؤخر اثر، اور مالی سال 22ء کے آخر کے قریب ایندھن اور بجلی کی سبسڈیز کا مالیاتی پیکیج ختم کرنے کے حکومت کے فیصلے سے مالی سال 23ء میں معاشی سرگرمی کی رفتار کم ہوگی۔ سیلاب کی وجہ سے ہونے والی تباہی اور استحکام پر پالیسی توجہ کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی یہ ہے کہ مالی سال 23ء میں حقیقی جی ڈی پی نمو گذشتہ اعلان کردہ حدود 4-3 فیصد سے نیچے رہے گی۔

توقع ہے کہ مالی سال 23ء میں قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی قبل ازیں اعلان کردہ 20-18 فیصد کی حدود سے اوپر رہے گی۔ امکان ہے کہ توانائی کی سبسڈیز کے خاتمے اور ایندھن کی ٹیکس کی بحالی کے علاوہ سیلاب کے باعث زرعی پیداوار کو نقصانات کی شکل میں پہنچنے والے رسدی دھچکے مہنگائی کے برتاؤ پر اثر انداز ہوں گے۔ سبسڈیز کے خاتمے اور ایندھن کے ٹیکس میں اضافے نے جون 2022ء سے مہنگائی میں تیزی سے اضافہ کیا اور مالی سال 23ء میں یہ رجحان برقرار رہنے کا امکان ہے۔ اسی طرح سیلاب کی وجہ سے تلف پذیر غذائی اشیا کی قلت قیمتوں میں متوقع طور پر مزید اضافہ کر سکتی ہے۔ دوسری جانب پچھلے برس سے متعارف کردہ استحکام کی پالیسیاں اور سیلاب کے باعث آمدنی کو ہونے والے نقصانات سال کے دوران طلبی مہنگائی کے حجم کو کم کر سکتے ہیں۔

حکومت کا ہدف ہے کہ مالیاتی خسارے کو مالی سال 22ء میں جی ڈی پی کے 7.9 فیصد سے گھٹا کر مالی سال 23ء میں 4.9 فیصد تک لایا جائے۔ یہ نتیجہ محصولاتی اور اخراجاتی دونوں قسم کے اقدامات کے ذریعے حاصل کیا جائے گا۔ مستثنیات کے خاتمے کے ذریعے ٹیکس اساس میں توسیع، ٹیکس ریٹس میں اضافے اور ایندھن کے ٹیکس کے دوبارہ متعارف کرانے سے توقع ہے کہ مالی سال 23ء میں ٹیکس وصولیاں بڑھیں گی۔ پی ڈی ایل کے دوبارہ عائد کیے جانے سے نان ٹیکس محاصل بھی بحال ہوں گے۔ اخراجات کے محاذ پر سبسڈیز کم کرنے سے امکان ہے کہ جاریہ اخراجات قابو میں رہیں گے۔ تاہم حکومت نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت سماجی تحفظ میں اضافے کا پروگرام بنایا ہے جس کا سبب وظیفے کی رقم اور استفادہ کنندگان کی کوریج میں توسیع ہے۔ اسی طرح سیلاب زدہ علاقوں میں امداد اور آبادکاری کی کوششوں سے بھی سال کے دوران اخراجات کی ضروریات بڑھ سکتی ہیں۔ غیر ترجیحی جاریہ اخراجات کی رفتار کو قابو میں کرنے اور محاصل کی وصولی میں اضافے سے مالی سال 23ء کے دوران ترقیاتی اخرجات کا حجم بڑھانے کے لیے مالیاتی گنجائش فراہم ہو سکتی ہے۔

مربوط مالیاتی اور زری پالیسی موقف سے امکان ہے کہ مالی سال 23ء میں بیرونی شعبے پر دباؤ کم ہوگا۔ اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی ہے کہ جاری کھاتے کا خسارہ مالی سال 23ء میں پچھلے سال کی سطح جی ڈی پی کے 4.6 فیصد سے نیچے گر جائے گا۔ یہ بہتری درآمدی نمو میں نمایاں سکڑاؤ کے نتیجے میں آئی ہے۔ جیسا کہ جولائی 2022ء سے درآمدات میں سال بسال کمی سے عیاں ہے، گذشتہ برس متعارف کرائے گئے طلب کم کرنے کے کئی اقدامات درآمدات کی نمو کی رفتار گھٹانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اسی طرح اجناس کی عالمی قیمتیں بھی مالی سال 22ء میں کئی سال کی بلند ترین سطح تک پہنچنے کے بعد کچھ نرم ہونا شروع ہو گئی ہیں جس سے قیمتوں کے بڑے اثر سے پیدا ہونے والے دباؤ کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔

تاہم امکان ہے کہ سیلاب سے زرعی پیداوار کو ہونے والے نقصانات زرعی اجناس، خصوصاً کپاس، کی درآمدات کو بڑھائیں گے۔ دوسری جانب عالمی طلب میں سست روی بھی مالی سال 23ء کے دوران برآمدات کی نمو کو کمزور کر سکتی ہے اور ترقی یافتہ معیشتوں میں پالیسی کی سختی ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کی جانب سرمائے کے بہاؤ کے امکانات کو کم کرے گی۔ کارکنوں کی ترسیلات زر مالی سال 21ء میں اضافے کے بعد مالی سال 22ء میں یکساں ہوتی دکھائی دیتی ہیں اور مالی سال 23ء میں بھی اسی طرح کی سطح پر رہنے کا امکان ہے۔ خلیج تعاون کونسل کے ممالک میں تیل کی قیمت سے یکدم حاصل ہونے والا فائدہ اس پیش گوئی میں اضافے کی علامت ہے۔ مزید برآں، آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی کے بعد مالی کھاتے کا منظرنامہ بھی بہتر ہو گیا ہے۔ آئی ایم ایف پروگرام کی رقوم کے علاوہ توقع ہے کہ پاکستان کو کثیر فریقی اور دوطرفہ قرض دہندگان سے بیرونی فنانسنگ ملے گی جس سے مالی سال 23ء میں زرمبادلہ کے ذخائر کی صورتحال خاصی مضبوط ہو جائے گی۔

باب 2: اقتصادی نمو

پاکستان کی معیشت نے ایک سال پہلے کے فوائد سے استفادہ کرتے ہوئے مزید یکجائی کا سلسلہ جاری رکھا اور مالی سال22ء میں6.0 فیصد نمو حاصل کی، جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال21ء کے دوران5.7 فیصد نمو ہوئی تھی۔ زرعی شعبے میں مالی سال22ء کے دوران گنے اور مکئی کی ریکارڈ پیداوار اور کپاس کی بہتر پیداوار نے گندم کی پیداوار میں کمی کی مکمل تلافی کر دی۔ صنعتی شعبے کی نمو میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) نے اہم کردار ادا کیا۔ ایل ایس ایم میں توسیع کی وجوہات میں ترقیاتی اخراجات میں اضافہ، مالی سال22ء کے بجٹ میں مختلف شعبوں کو ٹیکس ریلیف کی فراہمی اور مالی سال22ء کے ابتدائی چند مہینوں میں معاون زری پالیسی کا تسلسل شامل ہیں۔ نجی سرمایہ کاری اور سرکاری اخراجات میں اضافے کا نتیجہ تعمیراتی شعبے میں تیزی کی صورت میں نکلا، جبکہ بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کے شعبوں میں بھی تیز رفتار نمو ہوئی۔ اجناس کے پیداواری شعبوں کی سرگرمیوں میں اضافے نے خدمات کے شعبے پر بھی مثبت اثرات مرتب کیے۔ خدمات کی نمو میں تھوک اور خردہ تجارت کو بالادستی حاصل رہی، جبکہ اطلاعات اور ٹیلی مواصلات کا حصہ بھی قابل ذکر رہا۔ مالی سال22ء کے دوران افرادی قوت کی منڈی مستحکم رہی۔ پنجاب اور سندھ دونوں میں مزید صنعتی کارکنوں کو بھرتی کیا گیا۔ اس مدت کے دوران خدمات اور تعمیرات کے شعبوں کی اجرتوں میں اضافہ جاری رہا، اگرچہ یہ اضافہ مہنگائی کی مجموعی شرح سے کم تھا۔ تاہم، سال کے اختتام پر اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار سروے (ایس بی پی، بی سی ایس) اور اعتماد صارف سروے (ایس بی پی، سی سی ایس) روزگار کے امکانات میں بگاڑ کو ظاہر کرتا ہے۔

2 اقتصادی نمو

2.1 جی ڈی پی کی نمو

پاکستان کی معیشت نے مالی سال 22ء میں مسلسل دوسرے برس متاثر کن نمو درج کی جبکہ اس سے قبل مالی سال 20ء میں کووڈ کے سبب قدرے معتدل سکڑاؤ دیکھنے میں آیا تھا۔ اس نمو میں معیشت کے تمام تین شعبوں نے کردار ادا کیا۔ گندم کے علاوہ تمام اہم اور چھوٹی فصلیں گذشتہ برس کے مقابلے میں قابل ذکر نمو کی عکاس ہیں۔ اجناس کے پیداواری شعبے کی اعانت کے سبب خدمات کے شعبے کا مجموعی نمو میں حصہ نصف سے زیادہ رہا۔

کووڈ کے باعث ساز گار پالیسی ماحول نے بھی مالی سال 22ء کے ابتدائی حصے میں معاشی نمو کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں نمو کو تحریک دینے میں زری اور مالیاتی پالیسی ترغیبات نے کلیدی کردار ادا کیا۔ مالی سال 22ء میں معاشی سرگرمیاں کووڈ وبا کی مزید دو لہروں سے بڑی حد تک محفوظ رہیں۔ تاہم، جاری کھاتے کا خسارہ بڑھنے کے ساتھ ہی ساختی ردوبدل پروگرام کے حصے کے طور پر پالیسی کو سخت کیا گیا۔ بحیثیت مجموعی، مالی سال 22ء کے ابتدائی حصے میں توسیعی پالیسیوں کے اثرات وسیع البنیاد تھے، جنہوں نے مالی سال 22ء کے دوسرے حصے میں کچھ شعبوں کی سرگرمیوں میں سکڑاؤ کی تلافی کر دی۔

مالی سال 22ء میں جی ڈی پی کی نمو 6.0 فیصد رہی، جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 5.7 فیصد تھی (**جدول 2.1** اور **شکل 2.1**)۔ شعبہ جاتی تفصیلات کے مطابق مالی سال 22ء میں زراعت کے شعبے میں 4.4 فیصد توسیع ہوئی، جبکہ گذشتہ برس نمو 3.5 فیصد رہی تھی۔ فصلوں اور گلہ بانی کے ذیلی شعبوں نے مالی سال 22ء میں زرعی شعبے کی نمو میں مثبت حصہ ڈالا۔ مالی سال 22ء میں چاول، مکئی اور گنے کی فصلوں کی ریکارڈ پیداوار اور کپاس کی پیداوار میں اضافے نے گندم کی پیداوار میں کمی کی مکمل تلافی کر دی۔

مالی سال 22ء میں صنعتی شعبے میں 7.2 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس یہ 7.8 فیصد رہی تھی۔ کان کنی اور کوہ کنی کی سرگرمیوں میں کمی سے قطع نظر بحیثیت مجموعی صنعتی شعبے کا جی ڈی پی میں حصہ گذشتہ برس کے قریب تھا۔ خصوصاً، سال کے بیشتر حصے میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں اضافہ دیکھا گیا، اور ملبوسات، غذا اور گاڑیوں کے شعبوں نے نمو میں خاصا حصہ ڈالا۔ مالی سال 22ء کے دوران ترقیاتی اخراجات میں اضافے، برآمدی نوعیت کی صنعتوں، گاڑیوں اور تعمیرات جیسے مختلف شعبوں کو ٹیکس ریلیف کے ساتھ معاون زری پالیسی بشمول اسٹیٹ بینک کی رعایتی فنانسنگ اسکیموں کے مؤخر اثرات سے مینوفیکچرنگ کی سرگرمیوں کو تقویت ملی۔

شکل 2.1 : جی ڈی پی کی نمو (مالی سال 17ء سے 22ء)

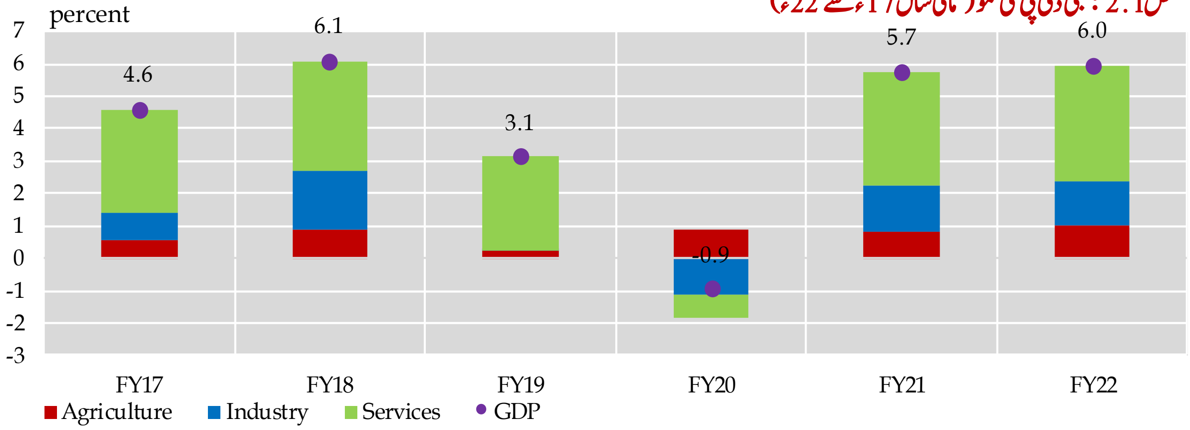

Source: Pakistan Bureau of Statistics

جدول 2.1: نمو، جی ڈی پی کی نمو میں حصہ اور شعبہ جاتی حصہ

	نمو		جی ڈی پی کی نمو میں حصہ		شعبہ جاتی حصہ	
	م س 21ء ن	م س 22ء ع	م س 21ء ن	م س 22ء ع	م س 21ء ن	م س 22ء ع
زراعت	3.5	4.4	0.8	1.0	23.0	22.7
صنعت	7.8	7.2	1.5	1.4	18.9	19.1
خدمات	6.0	6.2	3.5	3.6	58.1	50.2
جی ڈی پی کی شرحِ نمو	**5.7**	**6.0**				

ع: عبوری، ن: نظر ثانی شدہ

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے

خدمات کے شعبے میں تھوک اور خردہ کے جز میں توسیع نے مجموعی کارکردگی پر مثبت اثرات مرتب کیے۔ مالی سال 22ء میں تھوک اور خردہ شعبے کا حصہ بڑھ کر 18.8 فیصد تک پہنچ گیا، جبکہ گذشتہ برس یہ 18.1 فیصد تھا۔ اجناس کے پیداواری شعبے کی سرگرمیاں بڑھنے کے ساتھ درآمدات میں اضافے نے اس ذیلی شعبے کی پیداوار پر مثبت اثر ڈالا۔

ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری، اطلاعات اور مواصلات، اور تعلیم کے شعبوں میں بھی قابل ذکر بہتری دیکھی گئی۔ معاشی سرگرمی میں اضافے کا نتیجہ ٹرانسپورٹ، اطلاعات اور مواصلات کے شعبوں میں توسیع پر منتج ہوا۔

اسی طرح، افرادی قوت کی مارکیٹ میں صنعتی کارکنوں کی تعداد کی جانچ کے مطابق سندھ اور پنجاب میں روزگار کی سطح مستحکم رہی۔ سال کے آغاز پر مارکیٹ میں بہتری زیادہ نمایاں تھی، جب مختلف شعبوں میں بھرتی جاری تھی، لیکن سال گزرنے کے ساتھ اس کی رفتار سست ہوگئی۔ اسٹیٹ بینک اور آئی بی اے کے اعتماد کے متعلق مشترکہ سرویز مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں امید افزا امکانات کو ظاہر کرتے ہیں، تاہم طلب کم کرنے کی پالیسیوں کے ساتھ جغرافیائی اور سیاسی بے یقینی کے سبب امید افزا توقعات میں کمی آگئی۔ اجرتوں میں اضافے کا سلسلہ جاری رہا، تاہم اجرتوں میں نمو مہنگائی کی شرح سے کم رہی۔

اخراجات کے لحاظ سے جی ڈی پی میں تقریباً ساری نمو کا محرک صرف تھا۔ اس نمو میں تقریباً سارا حصہ صرف کا تھا جبکہ سرمایہ کاریوں کا حصہ بہت کم تھا (**شکل 2.2** اور **جدول 2.2**)۔ مختلف ممالک سے تقابل کے لحاظ سے ملک میں سرمایہ کاری کا فقدان اچھی صورت حال کا عکاس نہیں ہے۔[1] مزید برآں، خالص برآمدات مسلسل معاشی نمو میں کمی کا باعث بن رہی ہیں، اور ان کا حصہ منفی 2.5 فیصد رہا۔

شکل 2.2 : جی ڈی پی کی نمو میں حصہ

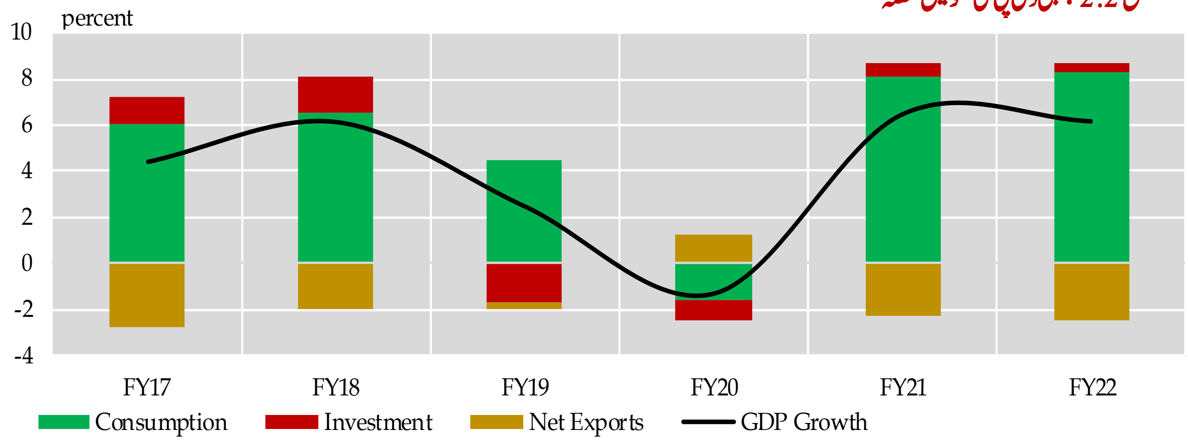

Source: Pakistan Bureau of Statistics

[1] سرمایہ کاری پر حالیہ ملکی تجزیے کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 21ء کا باکس 2.1۔

شکل 2.3: منتخب ممالک کی خام ملکی بچتیں اور سرمایہ کاری

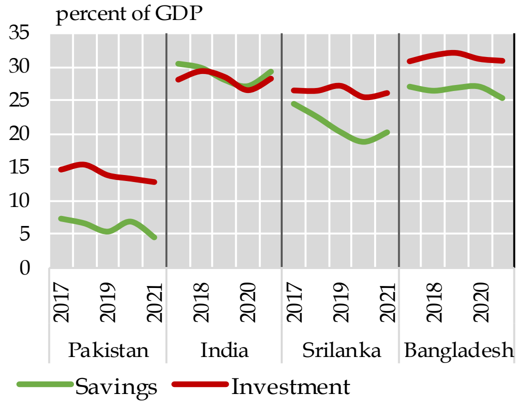

Source: World Bank

معاشی نمو کا اہم محرک نجی صرف تھا، جبکہ سال کے دوران حکومتی اخراجات منجمد رہے۔ صرف میں اضافے کے ساتھ سرمایہ کاریوں کا منجمد ہونا تشویش کا باعث ہے کیونکہ یہ خالص برآمدات کی شکل میں صرف اور سرمایہ کاری کے لیے بیرونی بچتوں کے استعمال کو ظاہر کرتا ہے۔

مالی سال 22ء میں مارکیٹ کے نرخوں پر سرمایہ کاری میں 24.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ 16.0 فیصد بڑھی تھی۔ اس نمو میں اسٹیٹ بینک کی رعایتی قرضہ اسکیموں (ایل ٹی ایف ایف اور ٹی ای آر ایف) نے اہم کردار ادا کیا۔مالی سال 22ء میں سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کے تناسب میں معمولی اضافہ ہوا، تاہم یہ کووڈ سے پہلے اور علاقائی معیشتوں کی سطح کے مقابلے میں کم رہا۔ (**شکل 2.3**)۔ سرمایہ کاریوں میں کمی اور معاشی نمو کے لیے صرف پر زیادہ انحصار نے ملک کو بیرونی شعبے کے دھچکوں کے مقابلے میں کمزور کر دیا۔ اس لیے ایسی ساختی اصلاحات، جن سے وسیع تر ملکی بچتیں پیدا ہوں اور انہیں پیداواری سرمایہ کاریوں میں استعمال کیا جائے، ضروری ہیں تاکہ پاکستان میں پائیدار معاشی نمو کی مضبوط بنیاد فراہم کی جا سکے۔

2.2 زراعت

مالی سال 22ء میں زراعت کے شعبے میں 4.4 فیصد کی شرح سے نمو ہوئی جو نہ صرف مالی سال 21ء کے دوران دیکھی جانے والی 3.5 فیصد نمو (**جدول 2.3**) کے مقابلے میں زیادہ تھی بلکہ 3.5 فیصد کے مقررہ ہدف سے بھی تجاوز کر گئی۔ اس کا اہم سبب اہم فصلوں کی پیداوار میں خاصا اضافہ اور گلہ بانی کے شعبے میں نمو تھی۔

فصل کے شعبے میں اہم فصلوں کی پیداوار میں 7.2 فیصد اضافہ ہوا۔ گنا، چاول اور مکئی کی فصلیں اپنے ہدف سے تجاوز کر گئیں؛ جبکہ گندم اپنے 2.6 ملین ٹن ہدف سے کم رہی۔ مالی سال 21ء کے مقابلے میں بلند پیداوار کے باوجود کپاس کی پیداوار اپنے ہدف سے 2.2 ملین گانٹھیں کم رہی۔ اہم فصلوں کی پیداوار میں اضافے کا اہم سبب زیر کاشت رقبے میں اضافہ اور خصوصاً خریف کے سیزن میں موسم کی سازگار صورت حال تھی۔ اس کے مقابلے میں ربیع کے سیزن پر خام مال کی کم دستیابی اور خراب موسم نے منفی اثرات مرتب کیے۔ بحیثیت مجموعی، خریف کے سیزن میں فصلوں کی پیداوار میں اضافے نے مالی سال 22ء کے دوران اس شعبے کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

خریف اور ربیع کی فصلوں میں پیداواری فرق کا جزوی سبب خام مال کی دستیابی ہے۔ خریف میں پانی کی دستیابی گذشتہ برس جتنی رہی، تاہم ربیع کے سیزن

جدول 2.2: مجموعی طلب کے اجزائے ترکیبی[2]

	جی ڈی پی کا فیصد		نمو کی شرحیں		پوائنٹ حصہ	
	2021ء	2022ء	2021ء	2022ء	2021ء	2022ء
مجموعی صرف	94.3	96.2	8.4	8.5	8.1	8.3
مجموعی سرمایہ کاری	14.6	15.1	4.7	2.9	0.7	0.4
خالص برآمدات	-8.9	-11.4	0.2	0.2	-2.2	-2.5

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2021-2022ء

[2] اخراجات پر مبنی جی ڈی پی اور خام قدر اضافی کی حامل جی ڈی پی کی نمو کے درمیان فرق کا سبب بالواسطہ پیمائش شدہ مالی وساطتی خدمات اور پروڈکٹ ٹیکسوں (منفی زراعانت) کا الگ الگ برتاؤ ہے۔
تفصیلات کے لیے دیکھیے: www.ecb.europa.eu/pub/pdf/other/mb200312_focus06.en.pdf

جدول 2.3: زرعی شعبے کی نمو اور جی ڈی پی کی نمو میں اس کا حصہ

	شعبہ جاتی حصہ		نمو		جی ڈی پی میں حصہ	
	م س21ء	م س22ءع	م س21ء	م س22ءع	م س21ء	م س22ءع
زراعت	**23.0**	**22.7**	**3.5**	**4.4**	**0.8**	**1.0**
فصلیں	7.1	7.8	6	6.6	0.5	0.5
اہم فصلیں	4.4	4.4	5.8	7.2	0.3	0.3
دیگر فصلیں	3.2	3.1	8.3	5.4	0.3	0.2
کپاس کی جننگ	0.3	0.3	-13.1	9.2	0.0	0.0
گلہ بانی	14.4	14.0	2.4	3.3	0.4	0.5
جنگل بانی	0.5	0.5	-0.5	6.1	0.0	0.0
ماہی گیری	0.3	0.3	0.7	0.3	0.0	0.0

ع: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

میں یہ اوسط سے کم رہی۔ کھاد کا استعمال بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہا، خصوصاً ربیع کے سیزن میں، کیونکہ اس کی عالمی قیمتیں خاصی بڑھ گئی تھیں، اور ملک کو سردیوں کے دوران گیس کی قلت کا سامنا رہا۔ گذشتہ برس کی نسبت قرضوں کی دستیابی کی مجموعی صورت حال میں بہتری دیکھی گئی۔

گذشتہ چند برسوں کے دوران زراعت کے شعبے میں شرح نمو مستحکم رہی ہے، اور گذشتہ تین برسوں کے دوران یہ شرح نمو اوسطاً سالانہ تقریباً 3.9 فیصد رہی ہے۔ حتیٰ کہ فصل کے شعبے کی پیداواری کارکردگی زیادہ متاثر کن ہے، جس میں اسی مدت کے دوران اب تک 6.3 فیصد نمو ہو چکی ہے۔

اس کارکردگی کے باوجود مالی سال 22ء میں ملک کو 9.0 ارب ڈالر کی غذائی مصنوعات درآمد کرنا پڑیں، جبکہ برآمدات کی مالیت 5.4 ارب ڈالر رہی، جس کے نتیجے میں خالص غذائی برآمدات میں تجارتی خسارہ 3.6 ارب ڈالر رہا۔ پاکستان میں غذائی سلامتی کے متعلق تشویش میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، کیونکہ ملک نے مسلسل دوسرے برس خاصی مقدار میں بنیادی غذا گندم درآمد کی تھی۔ بڑھتی ہوئی آبادی اور عالمی حدت میں اضافے کے تناظر میں ملک کو درپیش غذائی سلامتی کے خطرات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ **باکس 2.1** میں پاکستان کی غذائی سلامتی پر ماحولیاتی تبدیلی کے ممکنہ اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

باکس 2.1: پاکستان میں ماحولیاتی تبدیلی کے تناظر میں غذائی سلامتی

دنیا کو بڑھتے ہوئے درجہ حرارت، بارشوں کے بدلتے رجحانات اور شدید موسمی حالات کا سامنا ہے، اور پاکستان جیسے علاقوں میں غذائی سلامتی پر ماحولیاتی تبدیلی کے اثرات بعض وجوہات کی بنا پر تشویش کا باعث ہیں۔ اہم پالیسی سازوں نے روایتی طور پر پاکستان میں غذائی تحفظ یقینی بنانے کے لیے قیمتوں اور زراعانت یافتہ خام مال کی فراہمی پر انحصار کیا ہے، تاہم دیگر عوامل کے علاوہ ماحولیاتی تبدیلی کے سبب سیلابوں، کم پیداواریت اور خراب انفراسٹرکچر وغیرہ کی وجہ سے غذائی سلامتی کو درپیش چیلنجز میں شدت آجائے گی۔[3] بڑھتے ہوئے عالمی درجہ حرارت کے سبب ماحولیاتی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثرہ ممالک میں پاکستان 8 ویں نمبر پر ہے، اور 2000ء تا 2019ء کے دوران ماحولیات سے متعلق 173 آفات کے نتیجے میں اس کی جی ڈی پی میں تقریباً 0.5 فیصد کمی واقع ہو چکی ہے۔[4] یو این ای ایس سی اے پی کے تخمینوں کے مطابق بدترین منظر نامے میں پاکستان کو درپیش سالانہ اوسط نقصانات بڑھ کر جی ڈی پی کے 9.1 فیصد تک پہنچ سکتے ہیں، جو کہ جنوبی ایشیا میں بلند ترین سطح پر ہو گی[5] (**شکل** 2.1.1)۔

[3] ماخذ: باب 5، غذائی سلامتی، ماحولیاتی تبدیلی اور زمین پر خصوصی رپورٹ، 2019ء آئی پی سی سی۔

[4] طویل مدتی ماحولیاتی اشاریہ 2019ء، جرمن واچ۔

[5] جنوبی اور جنوب مغربی ایشیا میں ہم آہنگی اور لچکداری، ذیلی علاقائی رپورٹ، 2022ء، ای ایس سی اے پی، اقوام متحدہ:
(http;// www.unescap.org/kp/2022/asia-pacific-disaster-report-2022-escap-subregions-pathways-adaptation-and-resilience-south)

شکل 2.1.1: سالانہ اوسط نقصانات بلحاظ جی ڈی پی فیصد

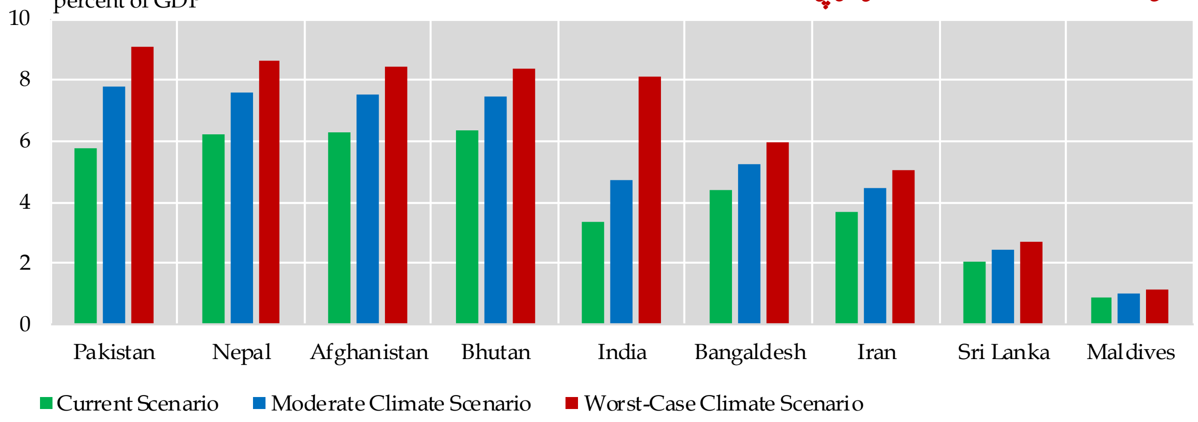

Source: United Nations Economic and Social Commission for Asia and the Pacific

ان کمزوریوں کی وجہ سے پاکستان میں ماحولیاتی تبدیلی کے غذائی سلامتی پر اثرات کا جائزہ لینا ضروری ہے تا کہ پالیسی سازوں کو ان خطرات کو زائل کرنے یا ان سے ہم آہنگ ہونے میں مدد مل سکے۔ پاکستان میں غذائی سلامتی کو یقینی بنانا بنیادی طور پر اس کی بنیادی غذا گندم سے منسلک ہے۔ پاکستان میں گندم کی قیمتوں کی دستیابی اور استحکام کلیدی حیثیت رکھتا ہے، خصوصاً، معاشرے کے سب سے کمزور طبقات پر اس کے وسیع تر اثرات کے سبب۔ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے نتیجے میں پاکستان کی غذائی سلامتی کو لاحق خطرات میں خاصا اضافہ ہو جائے گا، کیونکہ 77.5 فیصد زرعی پیداوار پانی سے محروم ایسے علاقوں میں ہوتی ہے جن کے درجہ حرارت میں دیگر ماحولیاتی علاقوں کے مقابلے میں زیادہ اضافے کا امکان ہے (**شکل 2.1.2**)۔

کئی ایسے ذرائع موجود ہیں، جن سے پاکستان میں غذائی سلامتی دباؤ میں آجائے گی (1) قلیل تا وسط مدت میں ٹیکنالوجی سے متعلق مسائل کے سبب زیر کاشت رقبے میں توسیع (خصوصاً گندم کے لیے) کی بہت کم گنجائش موجود ہے (2) ربیع کے سیزن میں پانی کی دستیابی پاکستان کے نہری آبپاشی والے علاقوں میں بھی رکاوٹ بن جاتی ہے (3) کھاد کے غیر متوازن استعمال اور سیم کی وجہ سے زمین کا خراب ہونا (4) گذشتہ برسوں کے دوران پاکستان میں گندم میں بہتری (**شکل 2.1.3**) کے باوجود ماحولیاتی تبدیلی مستقبل میں اس میں اضافے کو ممکنہ طور پر سست کر سکتی ہے۔ مثلاً بدلتے ہوئے موسمی حالات کی وجہ سے گندم کی عالمی یافتوں میں 17 فیصد کمی کا امکان ہے[6] (5) آبادی میں مسلسل اضافے کے سبب وسائل کی دستیابی کے مسائل (6) ٹڈی دل کے بڑھتے ہوئے خطرات، خصوصاً چاول اور گندم کے فارم نظاموں میں۔

شکل 2.1.3: گندم کی یافت

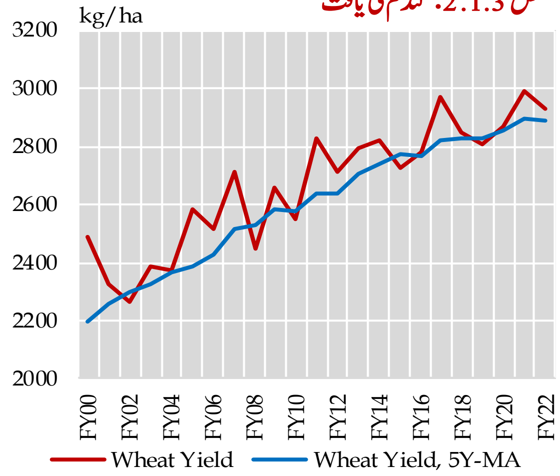

Source: Pakistan Bureau of Statistics Statistics

شکل 2.1.2: بنجرپن سے دوچار زرعی پیداوار اور درجہ حرارت میں تخمین شدہ اضافہ

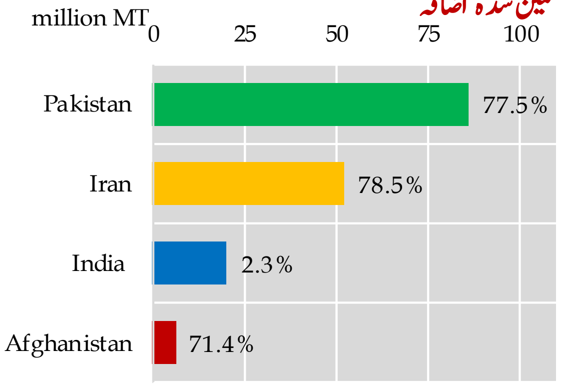

Source: United Nations Economic and Social Commission for Asia and the Pacific

[6] ماخذ: J. Jägermeyr, C. Müller, A.C. Ruane et al. (2021), Climate impacts on global agriculture emerge earlier in new generation of climate and crop models. Nat Food 2, 873–885

ماحولیاتی تبدیلیوں سے ان تخمینوں کو اضافی خطرات لاحق ہوسکتے ہیں، جس سے طلب اور رسد کا فرق بڑھ جائے گا۔ ماحولیاتی تبدیلی سے لے کر غذائی سلامتی کو لاحق خطرے سے نمٹنے کے لیے متعدد پالیسی آپشنز موجود ہیں، جن پر غور کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تحقیق اور ترقی کے ذریعے گندم کی بلند پیداوار کی حامل اقسام متعارف کرانے پر پالیسی توجہ مرکوز کی جائے۔ پانی اور گیس جیسے خام مال پر غیر موثر زراعانت میں کمی سے مالیاتی گنجائش بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے۔ کاربن ٹیکس کے نفاذ کے ساتھ بارڈر کاربن مطابقت سے ماحولیاتی تبدیلیوں کے منفی اثرات سے نمٹنے کے لیے سرکاری آمدنی بڑھے گی۔ پاکستان میں غذائی سلامتی میں بیشتر توجہ بنیادی غذائی اجزا کی دستیابی پر مرتکز رہی ہے۔ رسائی، استعمال اور استحکام جیسے غذائی سلامتی کے دیگر پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرنا طویل مدت میں زیادہ فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے۔ ان اقدامات سے گندم پر انحصار میں کمی آسکتی ہے اور زیادہ متوازن غذا پر منتقل ہونا ممکن ہے جس کے نتیجے میں غذائیت میں کمی کی شرح اور سست نمو کے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

خام مال

کھاد

پورے مالی سال 22ء کے دوران ڈی اے پی کی عالمی قیمت میں اضافہ ہوتا رہا، اور یہ اضافہ روس یوکرین تنازعہ کے آغاز پر زیادہ نمایاں تھا جبکہ اس وقت ربیع کا سیزن تھا۔ ڈی اے پی کا بڑا حصہ درآمد کیا جاتا ہے، اس لیے اس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں ملکی قیمتیں بھی بڑھ گئیں (**شکل 2.4الف، 2.4ب** اور **2.5**)۔[7]

کھاد کی قیمتیں بلند سطح پر رہیں، جس کا نتیجہ کم استعمال کی صورت میں نکلا

کھاد کے استعمال کے لحاظ سے یوریا کا استعمال گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہا، جبکہ خریف کے سیزن میں ڈی اے پی کے استعمال میں کمی آگئی۔ اسی طرح یوریا کے استعمال میں 3.0 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ سیزن کے مقابلے میں ربیع مالی سال 22ء میں (**شکل 2.4الف** اور **2.4ب**) ڈی اے پی کے استعمال میں 16 فیصد کمی آگئی۔ ڈی اے پی کے استعمال میں کمی کو ربیع کے سیزن میں اس کی قیمت میں خاصے اضافے سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔

یوریا کے استعمال کے لحاظ سے رسدی عوامل نے ابتدائی طور پر بوائی کی مدت میں اس کھاد کے استعمال کو متاثر کیا۔ جولائی تا اگست 2021ء کے دوران گیس کی رسد میں کٹوتی کی وجہ سے یوریا کی پیداوار معطل ہوگئی تھی، جس کی وجہ سے ربیع کے سیزن میں اس کھاد کی دستیابی میں کمی آگئی۔[8] بعد ازاں، یوریا کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کے سبب ملکی اور عالمی منڈیوں کی قیمتوں میں

شکل 2.4 الف: سیزن وار یوریا کا استعمال اور قیمت

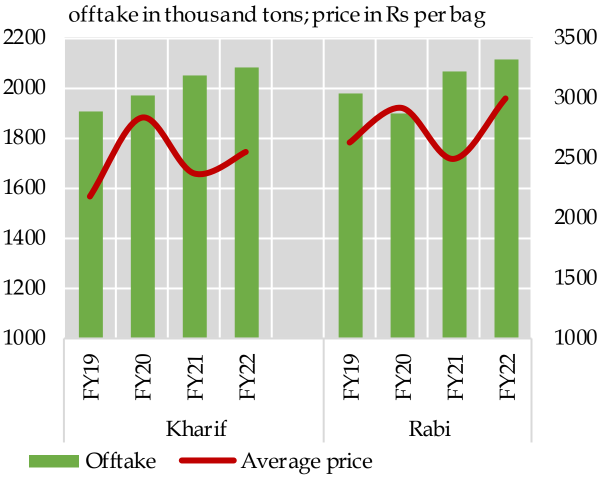

Source: National Fertilizer Development Centre

شکل 2.4 ب: سیزن وار ڈی اے پی کا استعمال اور قیمت

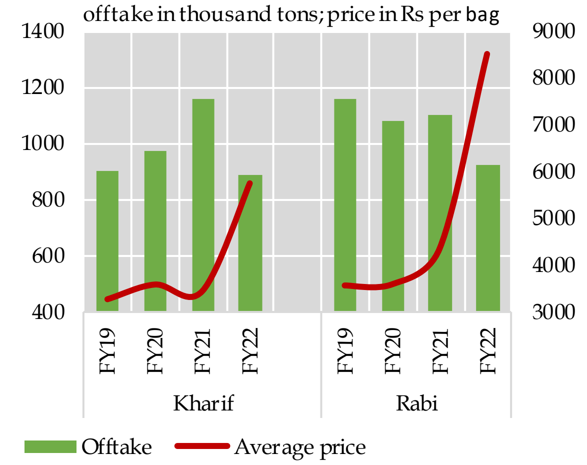

Source: National Fertilizer Development Centre

---

[7] کھاد کی بین الاقوامی قیمتیں توانائی کی بڑھتی ہوئی لاگتوں، رسدی کٹوتیوں اور تجارتی پالیسیوں سے اثرات قبول کرتی ہیں۔ قدرتی گیس کی قیمتوں میں اضافے کا نتیجہ امونیا کی پیداوار میں وسیع کمی کی صورت میں نکلا جبکہ چین میں تھرمل کوئلے کی بڑھتی ہوئی قیمتیں کچھ صوبوں میں بجلی کے استعمال کی راشن بندی پر منتج ہوئیں جس نے کھاد کی فیکٹریوں کو پیداوار میں کٹوتی پر مجبور کر دیا۔ مزید برآں، چین نے غذائی سلامتی کے خدشات کے پیش نظر ملکی دستیابی یقینی بنانے کے لیے کھاد کی برآمدات معطل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ (ماخذ: World Bank Group ;
www.blogs.worldbank.org/opendata/soaring-fertilizer-prices-add-inflationary-pressures-and-food-security-concerns

[8] خصوصاً ربیع کا حالیہ سیزن 0.1 ملین میٹرک ٹن کے ابتدائی ذخائر سے شروع ہوا تھا جبکہ گذشتہ برس ذخائر 0.5 ملین میٹرک ٹن کی سطح پر تھے (ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی و تحقیق)۔

جدول2.4:زرعی قرضوں کی تقسیم

ارب روپے

	مالی سال20ء	مالی سال21ء	مالی سال22ء	نمو
1۔فارم شعبہ(i+ii)	**637.9**	**758.2**	**728.9**	-3.9
i)پیداوار	594.3	711.8	686.9	-3.5
تمام فصلیں	215.3	458.9	374.7	-18.3
ii)ترقیاتی	43.6	46.4	42.0	-9.5
ٹریکٹر	2.5	4.4	10.7	143.2
2۔غیر فارم شعبہ(iii+iv)	**576.8**	**607.7**	**690**	13.5
iii)جاری سرمایہ	538.9	552.5	620.3	12.3
گلہ بانی/ڈیری	279	319.7	349	9.2
مرغبانی	209.9	192.8	222.9	15.6
iv)معین سرمایہ کاری	37.9	55.1	69.7	26.5
گلہ بانی/ڈیری	14.5	22.7	41.2	81.5
مرغبانی	16.1	24	19.9	-17.1
مجموعی زراعت(1+2)	**1214.7**	**1365.8**	**1418.9**	**3.9**

ماخذ:بینک دولت پاکستان

خاصے فرق کا نتیجہ یوریا کی ذخیرہ اندوزی اور اسمگلنگ کی صورت میں نکلا۔[9،10] کم رسد کی وجہ سے ثانوی مارکیٹ کی قیمتوں میں خاصا اضافہ ہو گیا۔[11]

رسد میں اس تعطل کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (ٹی سی پی) کے ذریعے چین سے یوریا درآمد کرنے کی اجازت دی۔[12،13] مارکیٹ میں یوریا کی رسد معمول پر آنے سے مالی سال 21ء کے مقابلے میں فروری اور مارچ مالی سال22ء میں اس کا استعمال بڑھ گیا۔ اس بہتری نے ربیع کے سیزن کی ابتدائی مدت کے دوران استعمال میں کمی کی تلافی کر دی۔

شکل2.5: یوریا اور ڈی اے پی کی عالمی قیمت

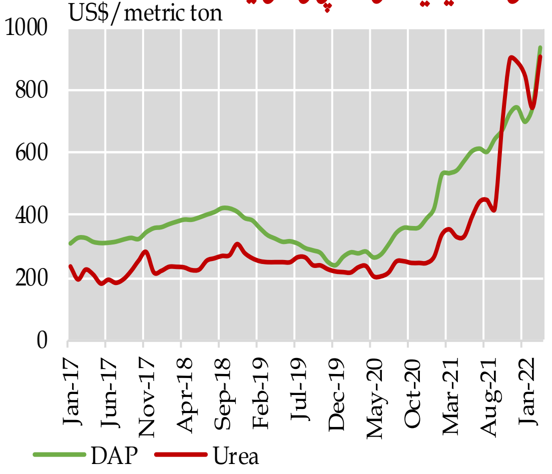

Source: World Bank

---

9 پنجاب حکومت کھاد کے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کرے گی، تاریخ 11 نومبر 2021ء:(www.punjab.gov.pk/node/4660)

10 ماخذ:'پاکستان کسٹمز(ایف بی آر) نے 7.2 ملین روپے مالیت کی یوریا کھاد افغانستان اسمگل کرنے کی کوشش ناکام بنادی۔'(www.fbr.gov.pk/pakistan-customs-fbr-foils-an-attempt-of-smuggling-of-urea-fertilizers-to-afghanistan-worth-rs-7/173311)

11 مارکیٹ ذرائع کے مطابق کاشت کاروں کو یوریا 2,200 روپے تا 2600 روپے میں مل رہا تھا، جبکہ مینوفیکچررز کے لیے 1,725 فی بوری کی تحویلی قیمت مقرر کی گئی تھی۔

12 ماخذ:پریس ریلیز، بتاریخ 05 جنوری 2022ء (پی آر نمبر 680)، وزارت خزانہ حکومت پاکستان۔

13 پاکستان نے فروری اور مارچ 2022ء میں ایک لاکھ ٹن یوریا درآمد کی تھی۔(ماخذ: ایم این ایس ایف آر)

جدول 2.5: ملکیت / حجم وار زرعی قرضوں کی تقسیم

ارب روپے

شعبہ	م س20ء	م س21ء	م س22ء	نمو
1۔ فارم شعبہ				
گذارہ اوقات اراضی کی ملکیت	180.6	226.0	269.0	19.0
معاشی اراضی کی ملکیت	73.1	78.7	99.0	25.8
معاشی اراضی سے زائد ملکیت	384.2	453.5	359.0	-20.8
ذیلی مجموعہ	**637.9**	**758.2**	**728.0**	**-4.0**
2۔ غیر فارم شعبہ				
چھوٹا فارم	139.6	139.4	191.0	37.0
بڑا فارم	437.2	468.2	498.0	6.4
ذیلی مجموعہ	**576.8**	**607.7**	**690.0**	**13.5**
کل (1+2)	**1,214.7**	**1,365.9**	**1,418.0**	**3.8**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

زرعی قرضوں کی تقسیم

مالی سال22ء میں زرعی قرضوں کی تقسیم بڑھ کر 14.2 ارب روپے تک پہنچ گئی، جو گذشتہ برس کے 13.7 ارب روپے کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ فارم شعبے کو پیداواری اور ترقیاتی دونوں قرضوں کی فراہمی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی (**جدول 2.4**)۔ ٹریکٹروں کے قرضے 4.4 ارب روپے سے بڑھ کر 10.7 ارب روپے تک پہنچ گئے، کیونکہ کسانوں نے کامیاب جوان کامیاب کسان ٹریکٹر قرضہ اسکیم سے فائدہ اٹھایا جسے حکومت نے جنوری 2021ء میں متعارف کرایا تھا۔

گلہ بانی اور ڈیری کے شعبے کو جاری سرمائے اور معین سرمائے کے قرضوں کی رفتار برقرار رہی۔ قرضوں کے استعمال میں اضافے کو فیڈ جیسے خام مال کی بلند قیمتوں اور اجرتوں میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس نے گلہ بانی اور مرغبانی کے شعبوں کی قرضوں کی ضروریات کو بڑھادیا۔

مالی سال22ء کے دوران فارم شعبے کو قرضوں کے مقابلے میں غیر فارم شعبے کے قرضوں کے استعمال میں 13.5 فیصد نمو ہوئی۔ یہ قرضہ سب سے زیادہ گلہ بانی اور مرغبانی کے شعبے نے حاصل کیا۔

جدول 2.6: مالی سال22ء کے دوران بارش

	سہ 1م س22ء	سہ 2م س22ء	سہ 3م س22ء
	مون سون	مون سون کے بعد	سرمائی بارش
معمول کے مطابق*	140.9	26.4	74.3
اصل	125	23.5	72.7
اضافی**	-15.9	-2.9	-1.6
بلحاظ فیصد	-11.3	-11.2	-2.2

* معمول کی سطح کی تعریف 1961ء تا 2010ء کی مدتی اوسط (ملی میٹر میں)۔

** منفی کی علامت 'معمول' کے مقابلے میں قلت کو ظاہر کرتی ہے۔

ماخذ: محکمۂ موسمیات پاکستان

قرض گاری کے اجزائے ترکیبی کو دیکھتے ہوئے کم زمین رکھنے والے (گزر اوقاتی) قرض گیروں کے قرضوں کی ضروریات میں تقریباً 19 فیصد اضافہ دیکھا گیا، جبکہ زیادہ زمین رکھنے والے قرض گیروں کے قرضوں میں تقریباً 20 فیصد کمی ہوئی (**جدول 2.5**)۔ غیر فارم شعبے میں چھوٹے فارم رکھنے والوں کی قرض گیری میں تقریباً 37 فیصد اضافہ ہوگیا، کیونکہ چھوٹے کاشت کاروں نے فصل اور گلہ بانی کی بیمہ اسکیموں سے فائدہ اٹھایا۔

مالی سال22ء کے دوران اس رجحان میں استرداد دیکھا گیا کیونکہ پہلے ان قرضوں کا بڑا حصہ بڑی زمینوں کے مالکان حاصل کرتے تھے۔ چھوٹے کاشت کاروں کے مقابلے میں بڑے کاشت کار ممکنہ طور پر معاشی دھچکوں سے نمٹنے کی بہتر پوزیشن میں تھے۔ بڑے کاشت کاروں نے مالی سال22ء میں ممکنہ طور پر شرح سود میں اضافے کے باعث مزید قرضے لینے سے گریز کیا۔ مزید برآں، امکان ہے کہ انہوں نے مالی سال21ء میں بلند زرعی آمدنی سے حاصل شدہ بچتوں کو استعمال کیا ہوگا۔

پانی

سطح پر موجود پانی کی اوسط دستیابی گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی

پانی کے استعمال کے لحاظ سے اس سال سطح پر موجود پانی کی دستیابی گذشتہ برس کے مقابلے میں 4 فیصد کم تھی، جبکہ نظام کے اوسط استعمال کی نسبت 10 فیصد کم رہی۔[14]

[14] ارسا کے تخمینوں کے مطابق نظام کی اوسط 103 ملین ایکڑ فٹ ہے، جبکہ مالی سال22ء کے لیے سطح کے پانی کی دستیابی 92.5 ملین ایکڑ فٹ تھی۔

مالی سال22ء کے ابتدائی مہینوں میں خریف سیزن کے لیے پانی کی دستیابی کم رہی، لیکن سیزن کے اختتام تک صورت حال بہتر ہو گئی۔ سیزن کے لیے پانی کی مجموعی دستیابی گذشتہ برس جتنی سطح پر رہی۔ سطح پر موجود پانی کی دستیابی میں ربیع مالی سال22ء کے دوران مشکلات درپیش رہی۔ مالی سال22ء میں ملک میں27.4ملین ایکڑ فٹ کی آمد دیکھی گئی، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں12.3 فیصد کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، رِم اسٹیشن پر حالیہ ربیع کے سیزن میں پانی کی مجموعی آمد ارسا کے تخمینوں کے مقابلے میں7فیصد کم رہی۔[15] آبپاشی کے پانی کا اجرا بھی طویل مدتی اوسط کے مقابلے میں کم تھا (**شکل2.6**)۔

بارش کے لحاظ سے خریف کے سیزن کی شروعات میں موسم خشک رہا، لیکن اگلے مہینوں میں صورت حال بہتر ہو گئی۔ سیزن کے بیشتر حصے میں مجموعی بارش اوسط سے کم رہی (**جدول2.6**)۔ بارش کی کمی اور برف کے پگھلنے کی سست رفتار کا نتیجہ زیر جائزہ مدت میں ممکنہ طور پر آبپاشی کے پانی کی کم دستیابی کی صورت میں نکلا۔

شکل2.6 : سطح پر پانی کی اصل دستیابی

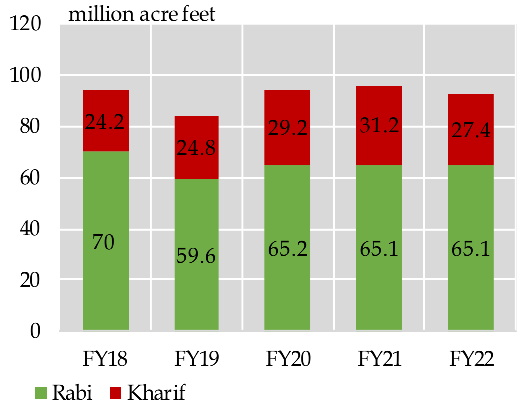

Source: Indus River System Authority

پیداوار

کپاس

زیر کاشت رقبے میں کمی کے باوجود کپاس کی پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں زائد رہی

مالی سال22ء میں کپاس کی پیداوار8.3ملین گانٹھیں رہی، اور اس میں گذشتہ برس کے مقابلے میں17.9 فیصد اضافہ ہوا۔ زیر کاشت رقبے میں کمی کے باوجود کپاس کی فصل کی پیداوار بڑھ گئی، جس کا اہم سبب یافتوں میں اضافہ تھا (**شکل2.7**)۔ یافتوں میں اس اضافے کو سازگار موسمی حالات اور خام مال کی بہتر دستیابی سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اس نمو کو اہم تحریک سندھ سے ملی جہاں پر مالی سال22ء میں پیداوار61.0 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر3.0ملین گانٹھوں تک پہنچ گئی۔ زیر کاشت رقبے میں25.1 فیصد اضافے کے ساتھ یافت میں28.8 فیصد نمو، اور ملکی اور بین الاقوامی دونوں سطح پر بہتر قیمتوں نے سندھ میں کپاس کی پیداوار میں خاصے اضافے میں اہم کردار ادا کیا۔

سب سے زیادہ کپاس پیدا کرنے والے صوبے پنجاب کی یافت میں دوہندسی اضافے نے کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی کی مکمل تلافی کر دی، جس کے نتیجے میں مالی سال22ء کے دوران اس میں2.5 فیصد نمو ہوئی۔ کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی کو جزوی طور پر کاشت کاروں کی گنے اور خصوصاً مکئی کی کاشت کو ترجیح دینے سے منسوب کیا جا سکتا ہے کیونکہ پنجاب میں مکئی کی فصل کو مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔

شکل2.7 : کپاس کی پیداوار، رقبہ اور یافت

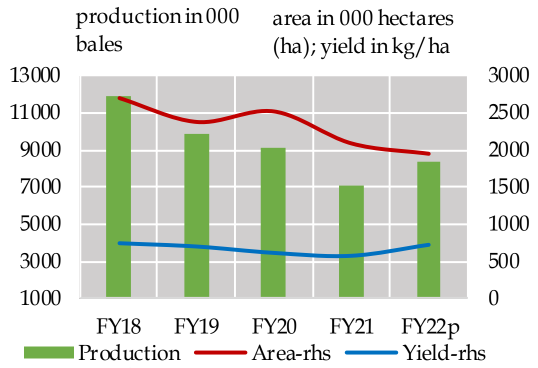

p: provisional
Source: Pakistan Bureau of Statistics

وقت گزرنے کے ساتھ کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ صرف پنجاب میں گذشتہ تین دہائیوں کے دوران زیر کاشت رقبے میں

[15] ماخذ: ارسا نیوز لیٹر بتاریخ یکم تا30مارچ2022ء۔

تقریباً 40 فیصد کمی آچکی ہے۔[16] کپاس کی پیداوار میں کمی کا ایک اہم سبب یہ تھا کہ کپاس کے جرم پلازم (germ plasm) کی جینیاتی بنیاد بیماریوں اور کیڑوں کے حملوں کے مقابلے میں بے حد کمزور ہے۔[17]

چاول

م س 22ء میں چاول کی ریکارڈ پیداوار

مالی سال 22ء میں چاول کی ریکارڈ 9.3 ملین ٹن پیداوار حاصل ہوئی، جو گذشتہ برس 8.4 ملین ٹن تھی (**شکل 2.8**)۔ اس اضافے کا اہم سبب اس فصل کے زیر کاشت رقبے میں 6 فیصد اضافہ تھا، کیونکہ کاشت کاروں نے کپاس کی پیداوار کے بجائے زیادہ مستحکم متبادل فصلوں پر منتقلی جاری رکھی۔ اس ضمن میں چاول کی مخلوط اقسام کاشت کاروں کو بہتر آپشن کی پیشکش کرتی ہیں۔

شکل 2.8 : چاول کی پیداوار، یافت اور رقبہ

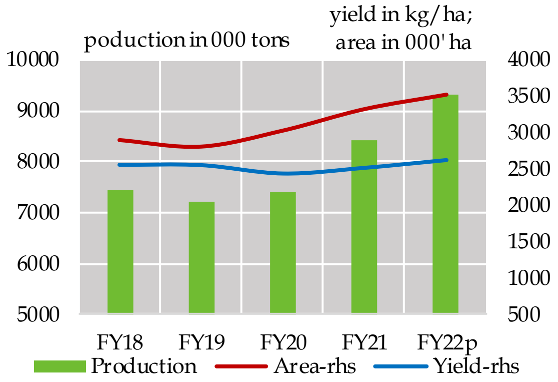

p: provisional
Source: Ministry of Finance

گذشتہ چند برسوں سے کپاس کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کا رجحان ہے، اور خصوصاً پنجاب میں اسے مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ برآمدی منڈیوں میں ملکی چاول کی بلند طلب اور مسابقتی قیمتوں نے اسے عالمی منڈیوں کے لیے پرکشش بنا دیا ہے۔ مال برداری چارجز میں اضافے اور کنٹینرز کی کمی کے

جدول 2.7: گندم کے زیر کاشت رقبہ (ع)

رقبہ ملین ہیکٹر؛ پیداوار ملین میٹرک ٹن میں

	رقبہ		
	م س 21ء	م س 22ء کا ہدف	م س 22ء
پنجاب	6.8	6.6	6.6
سندھ	1.2	1.2	1.2
خیبر پختونخوا	0.8	0.9	0.8
بلوچستان	0.5	0.6	0.5
پاکستان	**9.18**	**9.20**	**9.0**

ع: عبوری

ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی و تحقیق

باوجود چاول سے برآمدی آمدنی بڑھ گئی۔ پاکستان دفتر شماریات کے مطابق مالی سال 22ء کے دوران چاول کی برآمدات میں 23.1 فیصد اضافہ ہوا۔

گندم

گندم کی پیداوار، زیر کاشت رقبے اور یافت میں کمی سے متاثر ہوئی

مالی سال 22ء میں گندم کی پیداوار 4.0 فیصد کمی کے ساتھ 26.4 ملین ٹن پر آ گئی، جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس یہ 27.5 ملین ٹن تھی (**شکل 2.9**)۔[18] گندم کی پیداوار مالی سال 22ء کے لیے مقررہ 27.8 ملین ٹن کے ہدف سے کم رہی۔ پیداوار میں کمی کا سبب رقبے اور یافت کا گھٹنا تھا، جسے ربیع کے سیزن میں خام مال کی کم دستیابی اور معمول سے زیادہ درجہ حرارت سے منسلک کیا جا سکتا ہے (**جدول 2.7**)۔

کم از کم امدادی قیمت میں اضافے کے باوجود ربیع کے پچھلے سیزن کے مقابلے میں گندم کی کاشت میں 2.1 فیصد کمی ہوئی (**جدول 2.7**)۔[19] ربیع کے سیزن میں کئی عوامل نے کاشت کاروں کو گندم کے زیر کاشت رقبے میں کمی کی ترغیب دی۔ اس کا ایک سبب آبپاشی کے پانی کی قلت تھی (**شکل 2.6**)۔[20] اس کا ایک سبب تربیلا ڈیم اور منگلا ڈیم کے پانی کے ذخائر میں گذشتہ برس

---

16 پنجاب کراپ رپورٹنگ سروس کے مطابق 1990ء میں زیر کاشت رقبہ 5.2 ملین ایکڑ تھا، جبکہ مالی سال 22ء میں یہ 3.2 ملین ایکڑ پر آ گیا۔

17 امریکی محکمہ زراعت، 2021ء، سالانہ رپورٹ برائے کپاس اور مصنوعات۔

18 پاکستان اقتصادی سروے، 2021-2022ء۔

19 کم از کم امدادی قیمت کو 1950 روپے فی 40 کلوگرام سے بڑھا کر 2200 روپے فی 40 کلوگرام کر دیا گیا۔

20 ماہانہ ایگرومیٹ بلیٹن، نیشنل ایگرومیٹ سینٹر، پاکستان میٹرولوجیکل ڈپارٹمنٹ۔ جلد 11 تا 2021ء، نومبر 2021ء۔

کے مقابلے میں (آخر ستمبر، جب ربیع سیزن شروع ہوتا ہے) پانی میں بالترتیب 34 فیصد اور 44 فیصد کمی تھی، جس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ فصل کی نمو کے ابتدائی مراحل[21] میں آبپاشی کے پانی کی رسد کم ہو گئی تھی۔ مزید برآں، فصل کے بیج بونے والے مہینوں میں بارانی علاقوں میں بھی خشک سالی دیکھی گئی، جس نے گندم کی فصل سے وابستہ کاشت کاروں کے لیے صورت حال کو قدرے دشوار بنادیا۔ پانی کی دستیابی میں کمی کے علاوہ، پیداوار کی اضافی لاگت نے بھی گندم کی فصل پر مضر اثرات مرتب کیے، کیونکہ کھاد، خصوصاً ڈی اے پی کی قیمتیں عالمی منڈی کی پیش رفتوں کے سبب بلند سطح پر رہیں (**شکل 2.5**)۔

شکل 2.9 : گندم کی پیداوار، یافت اور رقبہ

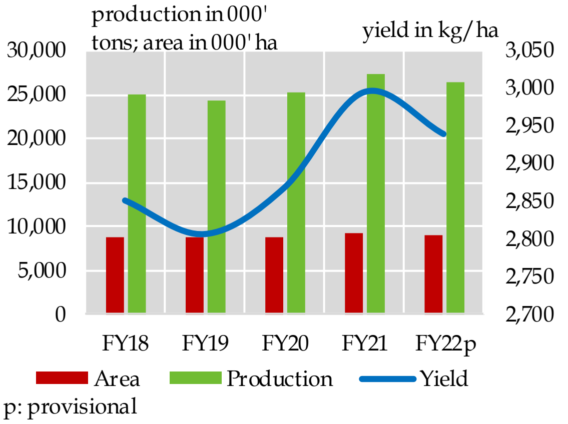

p: provisional
Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.10 : مکئی کی پیداوار، یافت اور رقبہ

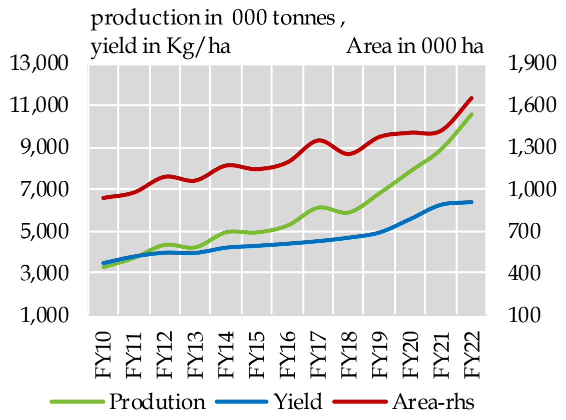

Source: Pakistan Bureau of Statistics

مزید برآں، مقامی میڈیا میں کھاد کے ڈیلروں کی ذخیرہ اندوزی سے متعلق کئی رپورٹس سامنے آئی تھیں۔ ذخیرہ اندوز عالمی قیمت میں اضافے اور ملکی رسد کی قلت، خصوصاً یوریا، کا فائدہ اٹھا رہے تھے، جس کی وجوہات میں گیس کی کم دستیابی اور کھاد کے بعض کارخانوں کی مرمت کے سبب پیداواری سرگرمیوں کا معطل ہونا شامل ہیں۔ اس صورت حال نے حکومت کو یوریا درآمد کرنے پر مجبور کر دیا تاکہ ذخیرہ اندوزی کی سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کی جاسکے۔

مکئی

بلند زیر کاشت رقبے کے سبب مکئی کی ریکارڈ پیداوار حاصل ہوئی

مالی سال22ء میں مکئی کی پیداوار 19 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 10.6 ملین ٹن تک پہنچ گئی تھی، جس کا اہم سبب زیر کاشت رقبے میں 16 فیصد اضافے کے ساتھ یافت کا 2 فیصد بڑھنا تھا (**شکل 2.10**)۔ مالی سال22ء میں فصلوں کی کارکردگی میں مکئی کو بالادستی حاصل رہی، جو زیر کاشت رقبے میں اضافے اور یافت میں بہتری کا نتیجہ تھی (**شکل 2.11**)۔

شکل 2.11 : جی ڈی پی کی نمو میں اہم فصلوں کا حصہ

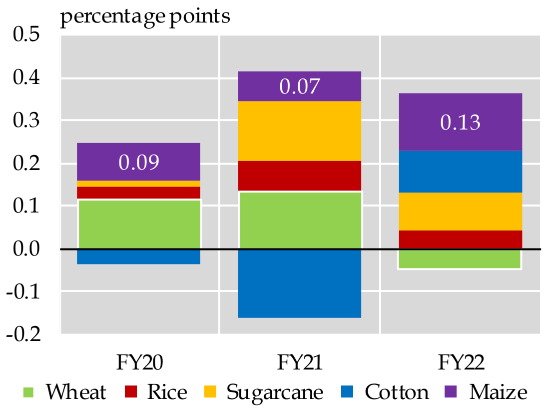

Source: Pakistan Bureau of Statistics and SBP calculations

گزشتہ چند برسوں کے دوران مکئی کے زیر کاشت رقبے میں بتدریج اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، کیونکہ کاشت کار کپاس کی فصل کی جگہ پر مکئی کی کاشت کر رہے

[21] پاکستان: سیٹلائٹ پر مبنی فصل کی مانیٹرنگ کا نظام، والیم XII، شمارہ 04، سیریل نمبر 136، بتاریخ یکم اپریل 2022ء۔

ہیں۔[22،23] کپاس کی طویل مدتی یافت کے مقابلے میں مالی سال 01ء سے مکئی کی یافت میں تین گنا سے زیادہ اضافہ ہو چکا ہے (**شکل 2.12**)۔ طلب کے بڑھنے اور بلند یافت کے حامل بیجوں کی اقسام کے استعمال سے مکئی کے زیر کاشت رقبے میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ مالی سال 22ء میں پیداوار کی پرکشش قیمتوں اور گلہ بانی کے شعبے سے پیدا ہونے والی طلب میں اضافے نے اس میں اہم کردار ادا کیا۔ ریسٹورانوں جیسی غذائی خدمات کی صنعت میں معاشی سرگرمیوں کی بحالی سے مرغبانی کے شعبے کی طلب معمول پر آ گئی۔

شکل 2.12 : کپاس اور مکئی کی یافت کا تقابل

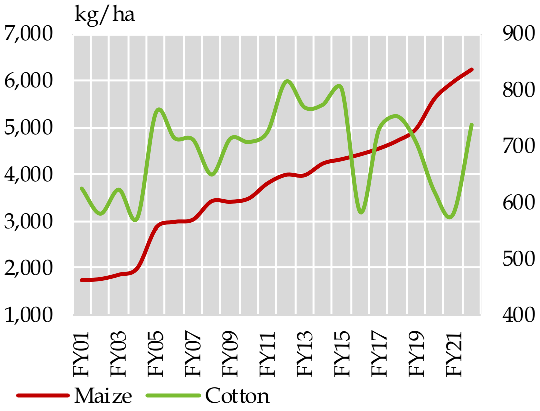

Source: Pakistan Bureau of Statistics

گنا

مالی سال 22ء میں گنے کی بلند ترین پیداوار حاصل ہوئی

مالی سال 22ء میں گنے کی پیداوار بڑھ کر 88.7 ملین ٹن تک پہنچ گئی جو گذشتہ برس 81.0 ملین ٹن تھی (**شکل 2.13**)۔ صوبہ پنجاب میں زیر کاشت رقبے میں اضافے کے سبب ریکارڈ پیداوار حاصل ہوئی اور اس میں دوہندسی اضافہ ہو گیا۔ مزید برآں، صوبہ سندھ میں بھی گنے کی کاشت میں اضافہ درج کیا گیا۔ تاہم، واضح رہے کہ دونوں صوبوں میں اس فصل کی یافتیں کمزور رہیں اور ان میں گذشتہ برس کے مقابلے میں کوئی بہتری نہیں آ سکی۔

پنجاب کے رقبے میں اضافے کو بڑی حد تک تین عوامل سے منسوب کیا جا سکتا ہے، (i) گنے کی علامتی قیمت کو 200 روپے فی من سے بڑھا کر 225 روپے فی من کرنا (ii) حکومت کی جانب سے شوگر ملوں کو یہ ہدایت جاری کرنا کہ وہ

شکل 2.13 : گنے کا رقبہ، پیداوار اور یافت

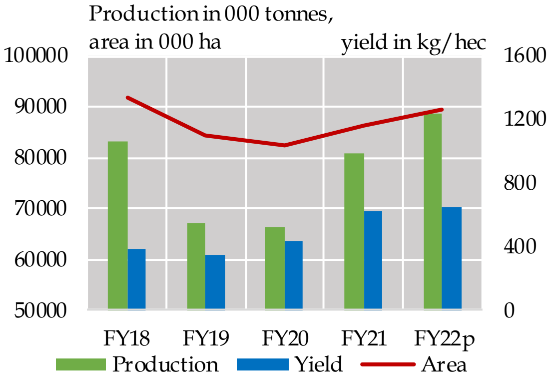

p: provisional

Source: Pakistan Bureau of Statistics

کسانوں کے واجبات ادا کریں، اور (iii) بینکوں کی جانب سے قرضوں کی فراہمی میں بہتری۔

جدول 2.8: گلہ بانی کی آبادی

ملین

	م س20ء	م س21ء	م س22ء
بھینس	41.2	42.4	43.7
مویشی	49.6	51.5	53.4
بکریاں	78.2	80.3	82.5
بھیڑیں	31.2	31.6	31.9
مرغیاں	1,443	1,578	1,725
اونٹ	1.1	1.1	1.1
گدھے	5.5	5.6	5.7
گھوڑے	0.4	0.4	0.4
خچر	0.2	0.2	0.2

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

چھوٹی فصلیں

چھوٹی فصلوں میں سے چنا اور آلو کی پیداوار میں خاصی نمو ہوئی

تخمینوں کے مطابق آلو، مونگ اور چنے جیسی چھوٹی فصلوں کی پیداوار میں بالترتیب 35 فیصد، 30 فیصد اور 51 فیصد اضافہ ہوا (**شکل 2.14**)۔

[22] ایوب زرعی تحقیقاتی ادارے کے مطابق مکئی کی فصل کو عام طور پر پنجاب میں سال میں دوبار اور خیبر پختونخوا میں ایک بار کاشت کیا جاتا ہے۔

[23] امریکی محکمہ زراعت سالانہ رپورٹ برائے اناج اور فیڈ، بتاریخ 22 مارچ 2022ء۔

شکل 2.14: مختلف دالوں کا رقبہ اور پیداوار

production in 000 tonnes, area in ha

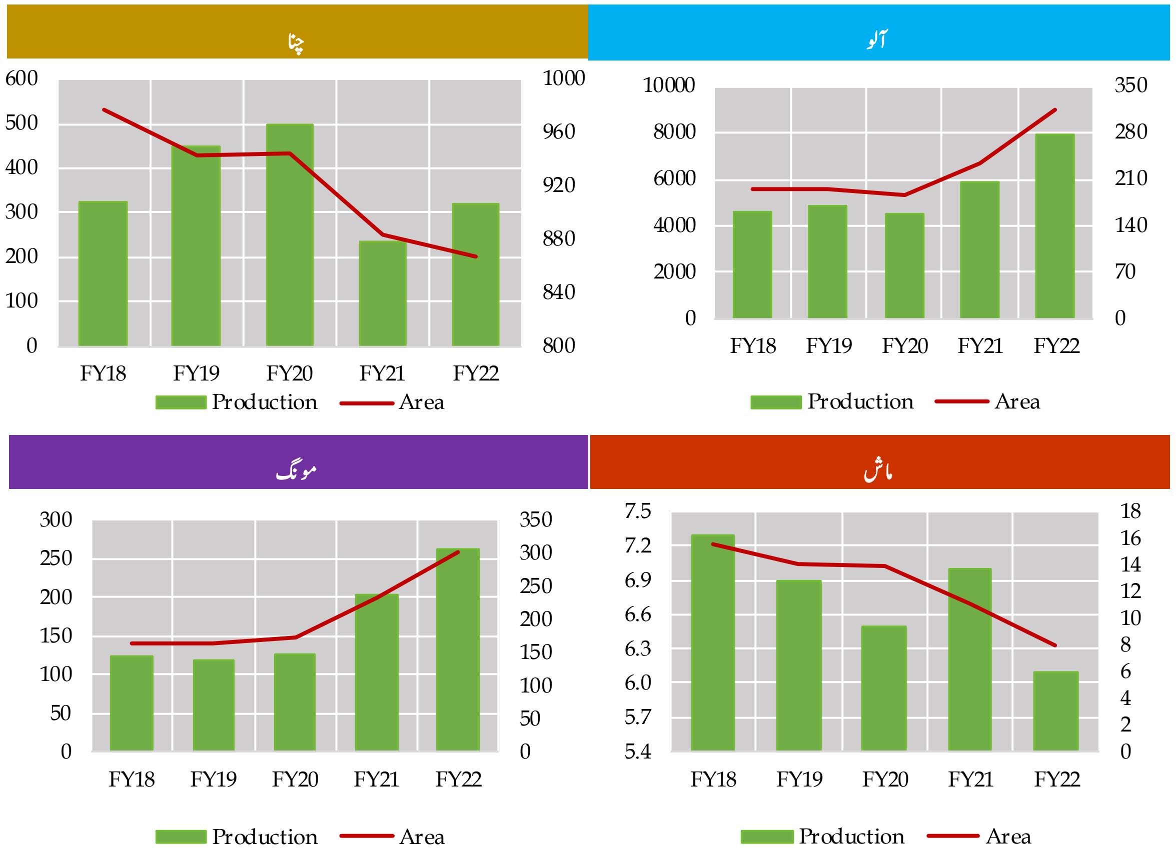

Source: Pakistan Bureau of Statistics

آلو کی پیداوار میں اضافے کا اہم سبب اس کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ ہے۔پنجاب جس کا قومی پیداوار میں حصہ 80 فیصد سے زائد ہے،وہاں پر آلو کا زیرکاشت رقبہ 36 فیصد اضافہ بڑھ گیا۔[24] رقبے میں اضافے کو آلوؤں کی بین الاقوامی طلب میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

روغنی بیجوں کی ملکی پیداوار کی رفتار بھی بڑھ رہی ہے۔مالی سال 22ء میں روغنی بیجوں کی پیداوار میں 24.8 فیصد اضافہ ہو گیا،کیونکہ اسے روغنی بیجوں کی ترقی کے قومی پروگرام سے مسلسل فائدہ پہنچ رہا ہے۔[25]

مزید برآں،چنے اور مونگ جیسی دالوں کی پیداوار میں اضافہ سازگار موسم اور مصدقہ بیجوں کی دستیابی کا مرہون منت تھا۔چنے کی پیداوار میں خاصے اضافے کا سبب یافتوں میں بہتری تھی،کیونکہ اس کا زیر کاشت رقبہ گذشتہ برس کے مقابلے میں کم تھا۔چنے کی یافت میں 54.4 فیصد اضافہ ہوا اور یہ 409.3 کلوگرام فی ہیکٹر رہی۔اگرچہ حاصل شدہ پیداوار گذشتہ سیزن کے مقابلے میں بلند رہی لیکن پھر بھی یہ سالانہ صرف کے مقابلے میں کم تھی جو تقریباً 650 ہزار ٹن سالانہ ہے۔طلب اور رسد کے فرق کی وجہ سے چنے کی قیمتوں میں اضافہ شروع ہو گیا(**شکل 2.15**)۔

[24] کراپ رپورٹنگ سروس پنجاب، حکومت پنجاب۔

[25] پاکستان اقتصادی سروے 2021-2022ء۔

شکل 2.15 : منتخب دالوں کی قیمتیں

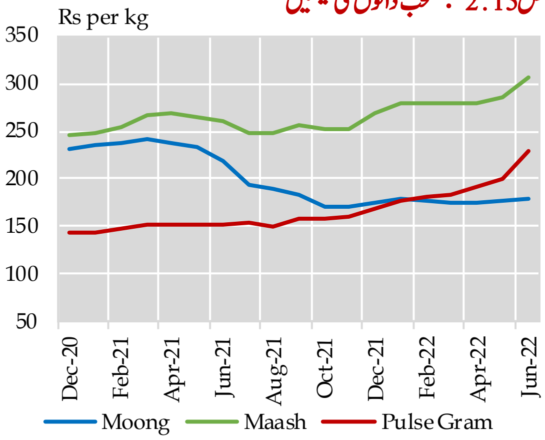

Source: Pakistan Bureau of Statistics

گلہ بانی

مالی سال 22ء میں گلہ بانی کے شعبے[26] کی شرح نمو 3.3 فیصد رہی جبکہ مالی سال 21ء میں 2.6 فیصد نمو درج کی گئی تھی۔ مزید برآں، جی ڈی پی کی نمو میں گلہ بانی کا حصہ مالی سال 22ء میں بڑھ کر 0.5 فیصد تک پہنچ گیا، جو گذشتہ مالی سال کے 0.4 فیصد سے زیادہ ہے۔ گلہ بانی کے شعبے میں نمو کو اہم تحریک مرغبانی کے شعبے سے ملی، جس میں 10 تا 12 فیصد کی سالانہ شرح سے نمو ہو رہی ہے (**جدول 2.8** اور **جدول 2.9**)۔[27]

جدول 2.9: تخمینہ شدہ مقامی/دیہی اور کمرشل مرغبانی

ملین

	م س 20ء	م س 21ء	م س 22ء
ایک دن کے چوزے	1370	1504	1651
مرغیاں	1443	1578	1725
انڈے	20,133	21,285	22,512
مرغی کا گوشت	1657	1809	1977

ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی و تحقیق

دودھ کی پیداوار مالی سال 21ء کے 63.7 ملین ٹن سے بڑھ کر مالی سال 22ء میں 65.7 ملین ٹن تک پہنچ گئی۔ دودھ کی مجموعی پیداوار میں بڑا حصہ گائے (24 ملین ٹن) اور بھینس (39 ملین ٹن) کا تھا۔

گلہ بانی کے شعبے میں نمو کی عکاسی گوشت کی برآمدات (**شکل 2.16**) سے بھی ہوتی ہے۔ پاکستان مویشیوں، تازہ اور ٹھنڈے گوشت کا خالص برآمد کنندہ ہے۔ مالی سال 22ء کے دوران مویشیوں کے گوشت کی برآمدات میں اضافے کا رجحان جاری رہا، اگرچہ اس زمرے کی مجموعی برآمدات میں کمی دیکھی گئی۔ منہ اور کھر کی بیماری، مویشیوں کی سراغ پذیری اور کولڈ چین کے مناسب انفراسٹرکچر کے فقدان کی وجہ سے عالمی منڈیوں تک پاکستان کی رسائی محدود رہی۔[28]

جدول 2.10: صنعتی شعبے کی نمو

فیصد

	م س 20ء ح	م س 21ء ن	م س 22ء ع
صنعتی سرگرمیاں	-5.7	7.8	7.2
کان کنی اور کوہ کنی	-7.2	1.2	-4.5
مینوفیکچرنگ	-7.8	10.5	9.8
بڑا پیمانہ	-11.2	11.5	10.5
چھوٹا پیمانہ	1.4	9.0	8.9
ذبیحہ	5.9	6.1	6.2
بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی	3.5	6.3	7.9
تعمیرات	-3.1	2.5	3.1

ح: حتمی، ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

2.3 صنعت

مالی سال 22ء کے دوران صنعتی شعبے میں 7.2 فیصد نمو درج کی گئی، جبکہ گذشتہ برس یہ 7.8 فیصد تھی (**جدول 2.10**)۔ اگرچہ مالی سال 21ء کے مقابلے میں مالی سال 22ء میں نمو معتدل رہی لیکن بظاہر کچھ سست رفتاری بلند اساسی اثر کا

[26] اگرچہ معیشت کے بیشتر شعبوں کا دوبارہ تخمینہ نئی معلومات اور مالی سال 16ء کے لیے قومی آمدنی کھاتوں کی نئی اساس بندی کے لیے شاری کی بنیاد پر لگایا گیا ہے، لیکن کچھ شعبوں کو اپڈیٹ نہیں کیا گیا ہے جن میں سب سے قابل ذکر گلہ بانی ہے۔ نئی معلومات کے فقدان اور تخمینہ لگانے کے پرانے طریقہ کار کے سبب گلہ بانی کے شعبے کا تجزیہ کرنے میں کچھ مشکلات پیش آتی ہیں (باکس 2.1 ''قومی آمدنی کھاتوں کی نئی اساس بندی'' باب 2، پاکستانی معیشت کی کیفیت، ششماہی رپورٹ، بینک دولت پاکستان)۔

[27] پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن، سالانہ رپورٹ 2020-2021ء۔

[28] http:www.pbc.org.pk/wp-content/uploads/scaling-up-bovine-meat-exports-of-pakistan

نتیجہ تھی، جبکہ گذشتہ برس کی نمو کووڈ کے سخت لاک ڈاؤن کے باعث مالی سال20ء میں کمی کے بعد بحالی کی عکاس تھی۔ جی ڈی پی میں حصے کے لحاظ سے صنعتی شعبے کا حصہ گذشتہ برس جتنا ہی رہا، اور کان کنی اور کوہ کنی کے ذیلی شعبوں میں منفی نمو درج کی گئی کیونکہ مالی سال22ء میں اس میں 4.5 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس 1.2 فیصد کی نمو حاصل ہوئی تھی۔

شکل 2.16 : پاکستان سے گوشت کی برآمدات

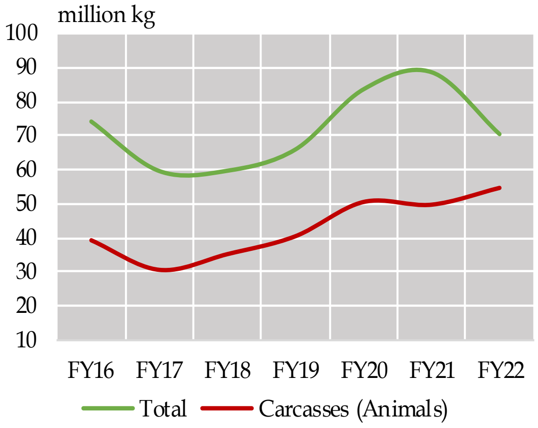

Source: Pakistan Bureau of Statistics

خصوصاً مالی سال22ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی اعانت نے صنعتی نمو میں اہم کردار ادا کیا۔ صوبائی حکومت کی جانب سے ترقیاتی اخراجات میں اضافے، ٹیکسٹائل، ملبوسات، گاڑیوں اور فرنیچر جیسے برآمدی نوعیت کے شعبوں کو ٹیکس ریلیف کی فراہمی سے صنعتی نمو کو بڑھانے میں مدد ملی۔ تعمیرات کے شعبے کے لیے وزیر اعظم کے قبل ازیں اعلان کردہ پیکیج کے نتیجے میں تعمیرات کے شعبے کی سرگرمیوں میں نمو جاری رہی۔

کم شرح سود، خصوصاً مالی سال22ء کی پہلی سہ ماہی میں، اور ایل ٹی ایف ایف جیسی رعایتی قرضہ اسکیموں اور کسی حد تک عارضی معاشی ری فنانس سہولت (ٹی ای آر ایف) نے بھی مالی سال22ء میں صنعتی شعبے کی نمو میں کردار ادا کیا۔ برآمدی نوعیت کے ٹیکسٹائل شعبے نے معین سرمایہ کاری قرضوں کا بڑا حصہ حاصل کیا جس کے نتیجے میں مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ کے نظام کی وجہ سے بہتر عالمی مسابقت کے سبب بیرونی طلب میں اضافے سے اس شعبے کی پیداواری گنجائش میں توسیع ہوگئی۔

سال کے دوران کان کنی اور کوہ کنی کی پیداوار کم رہی جسے جپسم اور چونے کے پتھر جیسی معدنیات کی کم کھدائی سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ ان معدنیات کو زیادہ تر سیمنٹ کی مینوفیکچرنگ میں استعمال کیا جاتا ہے، اس لیے سیمنٹ کی کم پیداوار سے ان اجناس کی پیداوار میں کمی کی وضاحت ہوتی ہے۔ مزید برآں، سنگ مرمر نکالنے میں بھی کمی ہوئی۔ توانائی کی قیمتوں میں اضافے نے اس صنعت پر مضر اثرات مرتب کیے کیونکہ کھدائی، کٹائی، پسائی اور پالش کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوگیا۔ کھدائی اور مال برداری کی بڑھتی ہوئی لاگتوں کے سبب مقامی پیداوار کی ملکی قیمتوں میں اضافہ ممکنہ طور پر طلب کو کمزور کرنے کا باعث بنا۔

مالی سال22ء کے دوران بجلی، گیس اور واٹر سپلائی کے شعبے میں 7.9 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 6.3 فیصد رہی تھی۔ اسے بنیادی طور پر گذشتہ برس کے مقابلے میں حالیہ مدت میں بلند زراعانت سے منسوب کیا گیا۔[29] یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ مالی سال22ء کے بجٹ میں واپڈا/پیپکو اور کے الیکٹرک کو بالترتیب 511 ارب روپے اور 85 ارب روپے کا زراعانت فراہم کیا گیا، جبکہ گذشتہ برس ان کے لیے نظر ثانی شدہ 350.4 ارب روپے اور 16 ارب روپے مختص کیے گئے تھے۔ جولائی تا مارچ مالی سال22ء کے دوران بجلی کی پیداوار میں 33.1 فیصد اضافہ ہوا۔

اسی طرح، مالی سال22ء کے دوران تعمیرات کے شعبے کی نمو بڑھ کر 3.1 فیصد ہوگئی، جبکہ گذشتہ برس یہ 2.5 فیصد رہی تھی۔ اسے بنیادی طور پر ترقیاتی اخراجات میں اضافے اور نجی شعبے کی تعمیراتی سرگرمیوں میں توسیع سے منسوب کیا گیا۔ خصوصاً، صوبوں کے خاصے ترقیاتی اخراجات کو انفراسٹرکچر منصوبوں پر خرچ کیا گیا جن میں سندھ اور پنجاب میں سڑکوں کی تعمیر اور ٹرانسپورٹ خدمات شامل ہیں۔

29 بجلی کے ذیلی شعبے کے لیے ڈسٹری بیوشن کی سطح پر دیے گئے زراعانت کو پیداوار کا حصہ بنادیا گیا ہے۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات (پاکستان کے قومی کھاتے، اساس کا سال 2015-2016ء)۔

ایل ایس ایم کی نمو بڑھ گئی جسے نمو پر مبنی پالیسیوں سے تقویت ملی[30]

مالی سال22ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) کے شعبے کی پیداوار میں 11.9 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال21ء میں 11.6 فیصد نمو ہوئی تھی (**جدول 2.11**)۔ یہ توسیع قدرے وسیع البنیاد تھی، اور زیر جائزہ مدت میں 22 میں سے 19 شعبوں نے نمو درج کی، جبکہ مالی سال21ء میں ان کی تعداد 15 تھی۔ مالی سال22ء کے دوران نمو میں زیادہ قابل ذکر حصہ ملبوسات، غذا اور گاڑیوں کے شعبوں کا تھا۔

نمو پر مبنی پالیسیوں نے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی رفتار بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ملبوسات کے شعبے کو بجلی پر زراعانت، خام مال کی درآمدات پر ٹیکسوں میں رعایت اور اسٹیٹ بینک کی ٹی ای آر ایف اور ایل ٹی ایف ایف جیسی اسکیموں سے فائدہ پہنچا۔ گذشتہ برس کے مقابلے میں کپاس کی پیداوار میں اضافہ اور خام مال کی درآمدات سے ٹیکسٹائل اور ملبوساتی صنعتوں نے فائدہ اٹھایا، تاہم صنعت کو اپنی مصنوعات کی طلب پوری کرنے کے لیے خام مال کی درآمدات پر انحصار کرنا پڑا۔ غذائی شعبے میں چینی کے ذیلی شعبے کی نمو کو گنے کی ریکارڈ پیداوار سے تقویت ملی، جسے امدادی قیمتوں میں خاصے اضافے

جدول 2.11: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کارکردگی

		نمو										حصہ	
		پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		تیسری سہ ماہی		چوتھی سہ ماہی					
	وزن	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کارکردگی	**78.4**	**-2.4**	**9.9**	**5.7**	**5.5**	**9.6**	**15.7**	**40.6**	**16.1**	**11.6**	**11.9**		
ٹیکسٹائل	18.2	-1.9	6.5	10.1	0.7	16.9	2.8	64.3	4.1	18.3	3.5	3.7	0.7
ملبوسات	6.1	-44.8	20.3	-36.7	20.5	-23.2	58.7	74.9	95.3	-23.3	49.4	-2.6	3.8
غذا	10.7	46.8	3.0	48.7	0.3	8.4	23.6	4.8	-4.1	22.2	8.4	3.5	1.4
چینی	3.8	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	72.1	-4.0	0.4	59.3	16.5	113.9	16.7	39.1	0.7	1.7
مشروبات	2.1	-2.3	7.7	-6.7	2.3	9.8	-6.0	12.0	2.9	3.6	2.0	0.2	0.1
تمباکو	6.7	31.2	16.7	0.9	26.9	23.8	8.0	-4.1	13.1	11.8	15.9	0.3	0.4
کوئلہ اور پیٹرولیم مصنوعات	6.5	1.5	6.1	6.3	-4.2	34.6	4.0	37.1	-2.6	17.9	0.7	1.2	0.0
کیمیکلز	3.9	5.4	1.5	13.5	4.9	8.2	18.3	22.9	10.5	12.3	8.7	0.9	0.7
کھاد	5.2	2.2	-7.3	13.6	-1.7	2.1	21.5	11.8	1.2	7.4	2.7	0.4	0.1
ادویات	5.0	13.1	4.7	9.4	-13.9	9.5	8.1	8.0	54.8	9.9	13.6	0.6	0.9
غیر دھاتی معدنیات	4.6	17.7	1.2	12.4	2.3	26.4	-0.3	34.7	0.9	22.1	1.0	1.6	0.1
سیمنٹ	3.4	22.8	1.4	19.2	-2.9	34.1	-6.5	34.4	-5.8	27.3	-3.6	1.7	-0.3
لوہا اور فولاد کی مصنوعات	0.4	-17.6	18.7	-6.5	18.1	-1.5	13.2	83.6	15.7	4.9	16.3	0.2	0.7
ڈھالی ہوئی دھات	3.1	-13.9	-4.1	3.6	-5.5	12.0	-10.1	60.8	5.6	9.0	-3.7	0.0	0.0
گاڑیاں	0.7	-12.9	81.9	41.4	57.1	63.8	33.4	463.3	32.2	65.9	47.4	1.5	1.6
دیگر ٹرانسپورٹ آلات	0.2	17.1	-1.3	16.0	-12.6	25.0	-17.7	139.6	-12.4	35.8	-11.2	0.3	-0.1
برقی سازوسامان	2.0	-15.5	-3.7	-19.7	-4.0	-16.3	5.6	83.4	11.9	-2.3	2.7	-0.1	0.1
مشینری اور آلات	0.4	13.3	10.8	61.8	18.6	95.5	11.3	44.9	20.5	49.7	15.4	0.2	0.1
کاغذ اور بورڈ	1.6	-2.2	11.3	-3.2	5.5	3.7	9.8	18.0	16.2	3.4	10.6	0.1	0.2
چمڑے کی مصنوعات	1.2	-44.5	13.5	-40.5	-0.1	-27.9	-4.5	61.9	-2.4	-25.6	0.9	-0.3	0.0
فرنیچر	0.5	-16.7	848.0	-12.2	407.0	212.5	152.0	872.2	53.1	171.0	180.2	0.4	1.1

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات (اکتوبر 2022ء میں جاری شدہ ڈیٹا پر مبنی)

30 بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کا تجزیہ پاکستان دفتر شماریات کے جاری کردہ ایل ایس ایم انڈسٹریز کے کوانٹم انڈیکس برائے اکتوبر مالی سال 22ء پر مشتمل ہے۔ جی ڈی پی اور مجموعی صنعتی شعبے کا حساب لگانے کے لیے قومی آمدنی کھاتوں میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اعداد و شمار اس وقت دستیاب مارچ 2022ء کے عبوری تخمینوں پر مبنی تھے۔

شکل 2.17 : ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات

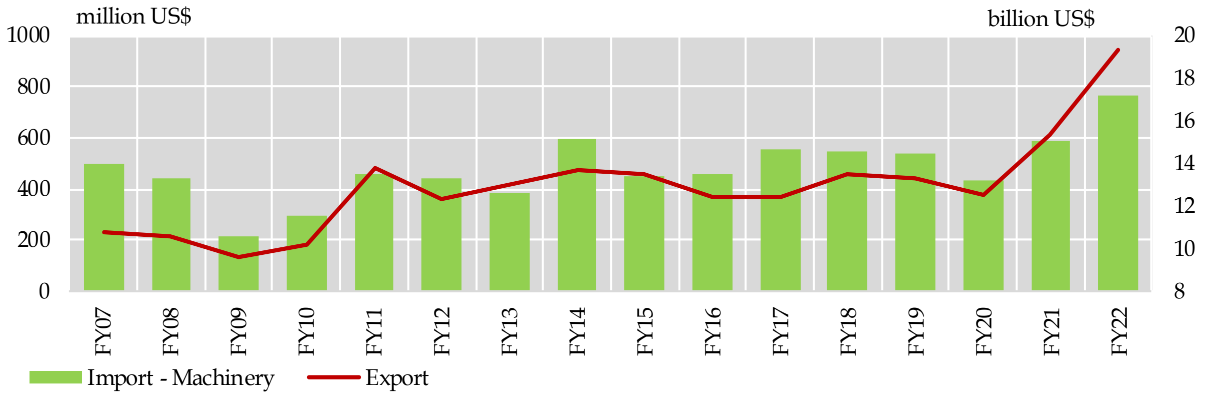

Source: Pakistan Bureau of Statistics

سے فائدہ پہنچا۔[31] خصوصاً، گاڑیوں کے شعبے نے مالی سال22ء کے بجٹ میں دیے گئے ڈیوٹی ریلیف کے ساتھ ساتھ معاون زری پالیسی کے مؤخر اثرات سے استفادہ کیا۔

نمو کا اہم محرک ملبوسات تھے

مالی سال22ء کے دوران ملبوسات کی پیداوار میں 49.4فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال21ء میں 23.3فیصد کمی آئی تھی۔ گذشتہ برس، کووڈ کے پھیلاؤ کے سبب پابندیوں نے اشیاوخدمات کی بین الاقوامی تجارت کو معطل کر دیا تھا، جس سے برآمدی نوعیت کی ٹیکسٹائل صنعت پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے۔ مالی سال22ء میں معاشی بحالی کو تیار ملبوسات کے شعبے کی بہتر کارکردگی سے منسوب کیا گیا، جس کی برآمدات کو امریکہ، یورپی یونین27 اور برطانیہ جیسی پاکستان کی اہم برآمدی منڈیوں میں مضبوط طلب سے فائدہ پہنچا۔[32] بیرونی طلب بلند رہی، کیونکہ ان ممالک میں گھر سے کام کے بندوبست میں صارفین کی زیادہ تعداد نے سوتی مصنوعات کو ترجیح دی (**باب6: بیرونی شعبہ**)۔

پیداواری گنجائش میں حالیہ توسیع سے بھی اس شعبے کے امکانات کو تقویت ملی ہے۔ مثلاً، مالی سال22ء میں ٹیکسٹائل مشینری کی سالانہ درآمدات765.7ملین ڈالر تک پہنچ گئیں (گذشتہ پانچ برسوں کے دوران اس میں اوسطاً43.3فیصد اضافہ ہو چکا ہے) (**شکل2.17**)۔ ٹیکسٹائل فرموں نے اسٹیٹ بینک کی رعایتی قرضہ اسکیموں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معین سرمایہ کاری قرضے بھی حاصل کیے۔[33] مزید برآں، مرکزی بینک نے بھی مالی سال22ء میں اپنی برآمدی فنانس اسکیم کی وسعت میں توسیع کی تھی، جس سے برآمد کنندگان بشمول ملبوسات کے تیار کنندگان کو اپنی جاری سرمائے کی ضروریات پوری کرنے میں سہولت ملی۔[34]

معاون پالیسیوں اور پیداواری استعداد میں توسیع سے ریڈی میڈ گارمنٹس کی برآمدات کی نمو میں مدد ملی جن میں مالی سال22ء کے دوران55.3فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس23.3فیصد کا سکڑاو دیکھنے میں آیا تھا۔ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی نے بھی اس شعبے کو بین الاقوامی منڈی میں مسابقت کے حصول میں مدد دی۔

31 خصوصاً، پنجاب اور سندھ حکومت نے حالیہ سیزن کے لیے گنے کی امدادی قیمت225روپے اور250روپے فی من مقرر کی تھی، جبکہ گذشتہ برس یہ بالترتیب200روپے اور202روپے تھی۔

32 مالیت کے لحاظ سے مالی سال22ء میں ریڈی میڈ گارمنٹس کی برآمدات28.7فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر3.9ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس یہ3.0ارب ڈالر تھیں۔

33 نجی شعبے کے قرضوں میں ٹیکسٹائل مینوفیکچرنگ نے معین سرمایہ کاری کے لیے م س20ء میں42.9ارب روپے، مالی سال21ء میں66.0ارب روپے اور مالی سال22ء میں122.2ارب روپے کا قرضہ لیا۔

34 اس اقدام سے برآمد کنندگان کو امدادی نرخوں پر برآمدی بلوں / قابل وصولی رقوم کی ڈسکاؤنٹنگ کے ذریعے اپنی آمدنی پر قرضے حاصل کرنے کی اجازت دی گئی۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے، اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز بعنوان، 'اسٹیٹ بینک کی جانب سے برآمدات اور زرمبادلہ رقوم کی آمد میں بہتری لانے کے لیے ایکسپورٹ ری فنانس اسکیم میں توسیع' بتاریخ16 فروری2022ء ملاحظہ فرمائیے۔

شکل 2.18 : گاڑیوں کا اشاریہ

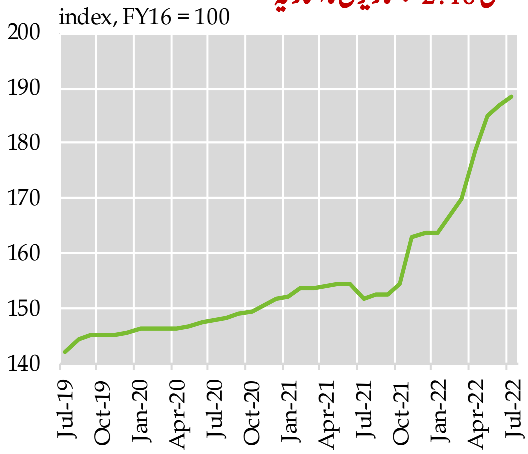

Source: Pakistan Bureau of Statistics

گاڑیوں کے شعبے کو سازگار پالیسیوں اور معاشی سرگرمیوں میں وسیع تر اضافے سے تقویت ملی

مالی سال22ء میں گاڑیوں کے شعبے نے 47.4 فیصد نمو درج کی، جبکہ مالی سال21ء میں 65.9 فیصد نمو دیکھنے میں آئی تھی (**جدول 2.11**)۔ مالی سال22ء کے بجٹ میں اعلان کردہ کم ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں، اور مالی سال22ء کی پہلی سہ ماہی میں برقرار رکھی گئی توسیعی زری پالیسی، جو گذشتہ برس کی پالیسی کا تسلسل تھی، نے گاڑیوں کی قیمتوں اور قرضوں تک رسائی پر مثبت اثرات مرتب کیے (**شکل 2.18**)۔ معاشی سرگرمیوں اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں خاصی تیزی، فارم آمدنی میں بہتری، اور نئے ماڈلز اور اقسام کی آمد سے بھی شعبہ جاتی طلب بڑھانے میں مدد ملی۔ حتیٰ کہ آخر ستمبر 2021ء سے توسیعی زری پالیسی مؤقف کے خاتمے کے بعد بھی پورے مالی سال22ء کے دوران گاڑیوں کی پیداوار میں تیزی دیکھی گئی۔

ٹیکس میں رعایتوں کے لحاظ سے حکومت نے مالی سال22ء کے بجٹ میں 3,000 سی سی تک کی گاڑیوں پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں 2.5 فیصد کمی کر دی تھی، 1,000 سی سی تک کی گاڑیوں کے لیے جنرل سیلز ٹیکس میں کٹوتی کرتے ہوئے اسے 17.0 فیصد سے 12.5 فیصد کر دیا گیا، اور 850 سی سی یا اس سے کم والی مقامی ساختہ کاروں کو ویلیو ایڈڈ ٹیکس (وی اے ٹی) سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ تاہم، فنانس (ضمنی) بل 2021ء میں ایف ای ڈی کی ساخت میں ترمیم کی گئی (**جدول 2.12**)۔ ترمیم کے نتیجے میں قیمت بڑھ گئی جسے گاڑیوں کے اسمبلروں نے صارفین کو منتقل کر دیا۔

جدول 2.12: ایف ای ڈی کی ساخت اور شرحیں

فیصد

گاڑی کا سلیب	شرح
پرانی ساخت:	
صفر تا 1,000 سی سی	0.0
1,001 تا 2,000 سی سی	2.5
2,000 سی سی سے زیادہ	5.0
نئی ساخت*:	
صفر تا 1,300 سی سی	2.5
1,301 تا 2,000 سی سی	5.0
2,000 سی سی سے زیادہ	10.0

* فنانس (ضمنی) بل 2021ء کے بعد

ماخذ: ایف بی آر

اسی طرح، اسٹیٹ بینک نے ستمبر 2021ء سے زری پالیسی سخت کر دی۔ قدرے مہنگے قرضوں کے نتیجے میں مالی سال22ء کی پہلی سہ ماہی میں گاڑیوں کے قرضوں کی رفتار سست ہو گئی، اور مالی سال22ء کی پہلی سہ ماہی میں قرضوں کا بہاؤ 30.1 ارب روپے رہا، جس کے بعد سہ ماہی بہاؤ میں کمی آ گئی اور یہ دوسری، تیسری اور چوتھی سہ ماہی میں کم ہو کر بالترتیب 15.5 ارب روپے، 9.9 ارب روپے اور 4.3 ارب روپے پر آ گیا (**شکل 2.19**)۔[35] یہاں یہ بات اجاگر کرنا ضروری ہے کہ اسٹیٹ بینک نے بھی ستمبر 2021ء سے کار فنانسنگ پر پابندیاں متعارف کرائیں جن کے تحت درآمدی گاڑیوں کے قرضوں پر پابندی عائد کر دی گئی اور 1,000 سی سی سے زائد انجن کی گنجائش والی مقامی ساختہ / اسمبل شدہ گاڑیوں کی ضوابطی شرائط کو سخت کر دیا گیا۔[36]

سال کے دوران استحکام پروگرام خصوصاً بیرونی خسارہ کم کرنے کے حوالے سے زری اور مالیاتی معاونت کی واپسی ضروری تھی۔ مالی سال22ء کی پہلی

[35] مجموعی طور پر مالی سال22ء میں کاروں کے قرضے معتدل ہو کر 59.7 ارب روپے پر آ گئے، جبکہ مالی سال21ء میں یہ 97.0 ارب روپے تھے۔

[36] تفصیلات کے لیے دیکھیے اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز بعنوان، 'اسٹیٹ بینک نے درآمدات اور طلب کی نمو کو معتدل کرنے کے صارفی قرضوں کے محتاطیہ ضوابط میں نظر ثانی کر دی' بتاریخ 23 ستمبر 2021ء ملاحظہ فرمایئے۔

شکل 2.19 : کاروں کی مینوفیکچرنگ (سال بسال نمو)

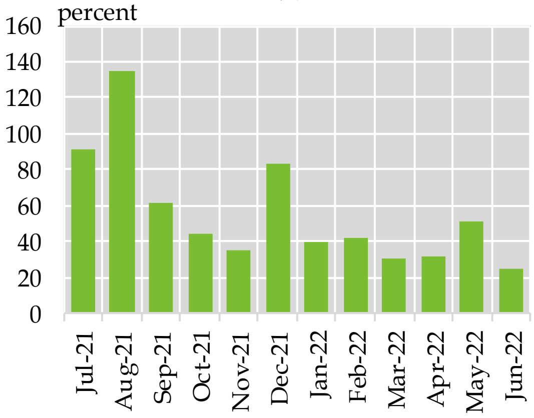

Source: Pakistan Bureau of Statistics

ششماہی میں روڈ موٹر گاڑیوں کی درآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا تھا، تاہم گاڑیوں کے شعبے سمیت لگژری اجزا پر پابندی کے نتیجے میں مالی سال22ء کی دوسری ششماہی میں ان کی درآمدات تیزی سے کم ہو گئیں۔ **شکل 2.20** میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح سال کے دوران درآمدات میں کمی آئی۔ اس صورت حال میں گاڑیوں کے مقامی پیداکاروں کو سہولت ملی کیونکہ قیمتوں میں اضافے کے باوجود صارفین مقامی تیار کردہ گاڑیوں پر منتقل ہوگئے۔

گاڑیاں اسمبل کرنے والوں کو بھی شرح مبادلہ میں کمی، خام مال اور مال برداری کی بلند لاگتوں، اور سیمی کنڈکٹر چپس کی عالمی قلت کی شکل میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جس نے زیر جائزہ مدت کے دوران کچھ ماڈلز کی تاخیر سے فراہمی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس صورت حال سے قطع نظر، گاڑیوں کی پیداوار اور ان کی فروخت میں تیزی دیکھی گئی اور مینوفیکچررز قیمتوں میں اضافے کی شکل میں بڑھتی ہوئی کچھ لاگت صارفین کو منتقل کرنے میں کامیاب رہے۔

تعمیرات سے منسلک شعبوں کو پالیسی کی اعانت سے فائدہ پہنچا

تعمیرات سے منسلک شعبے سال کے دوران اعلان کردہ بعض پالیسی اقدامات سے مستفید ہوتے رہے۔ ان میں تعمیرات کے لیے حکومت کے اعلان کردہ ترغیباتی پیکج، تعمیراتی شعبے کے لیے وزیر اعظم کے پیکج، مکانات اور تعمیرات کے قرضوں کے لیے اسٹیٹ بینک کے لازمی اہداف اور میرا پاکستان میرا گھر اسکیم کے نرخوں کا تعین اور اسے فروغ دینا شامل ہیں۔ مالی سال22ء میں مرکزی بینک نے بینکوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ مکانات اور تعمیرات کے قرضوں کے اہداف کا حصول یقینی بنائیں۔ بینکوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ دسمبر2021ء تک اپنے ملکی نجی شعبے کے قرضوں کا کم از کم 7 فیصد مکانات کے شعبے کو فراہم کریں۔[37] مزید برآں، مالی سال22ء میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات میں 33.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 11.2 فیصد نمو ہوئی تھی، جس سے بڑے پیمانے کے انفراسٹرکچر منصوبوں کی تعمیراتی سرگرمیوں کو سہولت ملی۔

شکل 2.20 : روڈ موٹر گاڑیوں کی درآمدات

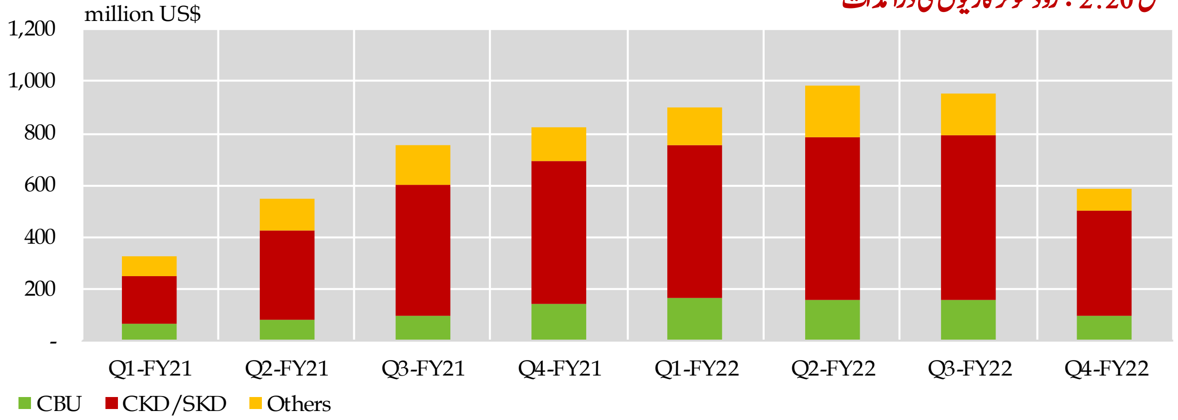

Source: Pakistan Bureau of Statistics

[37] تفصیلات کے لیے دیکھیے 2022ء کا آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 02 برائے 21 جنوری 2022ء۔ قبل ازیں، اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کے مکانات اور تعمیرات کے قرضوں (رہائشی اور غیر رہائشی دونوں) کا ان کے ملکی نجی شعبے کے قرضوں میں حصہ 31 دسمبر 2021ء تک کم از کم 5 فیصد تک پہنچ جائے (آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 10 برائے 2020ء، بتاریخ 15 جولائی 2020ء)۔

شکل 2.21 : سیمنٹ کی فروخت

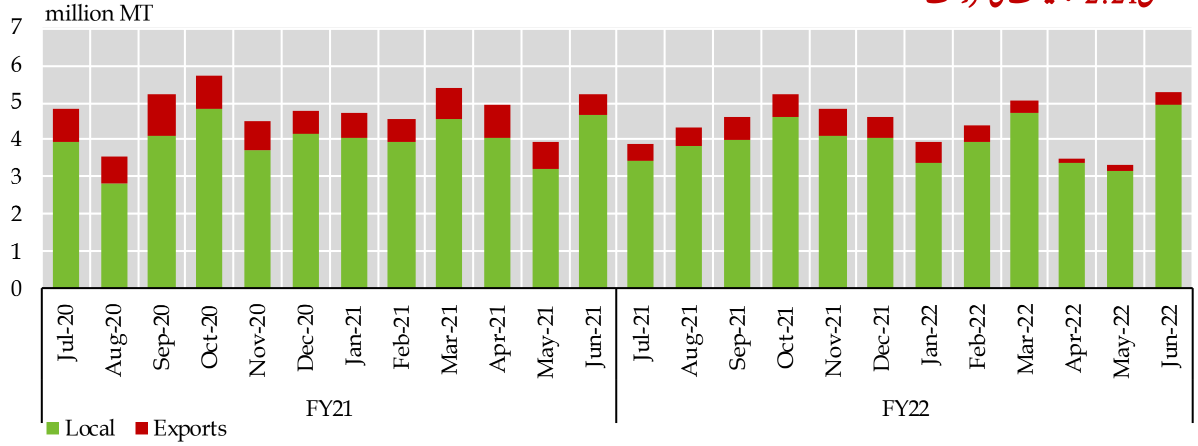

Source: All Pakistan Cement Manufacturers Association

مالی سال 22ء میں سیمنٹ کی مقامی ترسیلات میں معمولی نمو اور کم ہوتی برآمدات نے سیمنٹ کی صنعت کو متاثر کیا

مالی سال 22ء کے دوران سیمنٹ کے شعبے کی پیداوار میں 3.6 فیصد کمی ہوئی، جبکہ مالی سال 21ء میں 27.3 فیصد تک نمو ہوئی تھی۔ زیر جائزہ مدت میں سیمنٹ کی برآمدات میں خاصی کمی دیکھی گئی۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں سیمنٹ کی ملکی ترسیلات میں اضافہ دیکھا گیا، اور مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران اس میں مالی سال 21ء کے مقابلے میں کمی واقع ہوئی، اور یہ کمی مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی زیادہ نمایاں تھی (**شکل 2.21**)۔

خصوصاً مالی سال 22ء میں سیمنٹ کی ترسیلات میں 7.9 فیصد کمی ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 20.1 فیصد نمو دیکھنے میں آئی تھی (**شکل 2.22**)۔ دوسری جانب، مالی سال 22ء میں برآمدات کی ترسیلات تیزی سے کم ہوگئیں اور ان میں مالی سال 21ء کے دوران 43.6 فیصد کمی ہوئی، جبکہ مالی سال 21ء میں 18.7 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس کارکردگی کو مال برداری کی بلند لاگت اور افغانستان اور بنگلہ دیش سے سیمنٹ اور کلنکر کی طلب میں کمی سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔

دوسری جانب سیمنٹ کی ترسیلات میں مالی سال 22ء کے دوران 1.0 فیصد کمی ہوئی اور یہ گذشتہ برس کی 48 ملین ٹن سطح سے کم رہی۔ اس کمی کا سبب اپریل اور مئی کے مہینوں میں اس کے استعمال میں سست رفتاری تھی کیونکہ سیاسی بے یقینی نے تعمیراتی شعبے کی سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب کیے تھے۔ اس سست رفتاری کا جزوی سبب ملکی مارکیٹ میں سیمنٹ کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے منفی اثرات تھے۔ خصوصاً، مالی سال 22ء میں سیمنٹ کی قیمتوں میں اوسطاً 28.0 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 21ء میں 3.1 فیصد کمی ہوئی تھی۔ خصوصاً، مالی سال 22ء میں سیمنٹ کی قیمتیں اوسطاً 28.0 فیصد بڑھ گئیں، جبکہ مالی سال 21ء میں ان میں 3.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اسی طرح، سیمنٹ کی بلند ملکی قیمتوں کو کوئلے جیسے خام مال کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے ساتھ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔

شکل 2.22: سیمنٹ کی ترسیلات میں نمو۔ مقامی بمقابلہ برآمدات

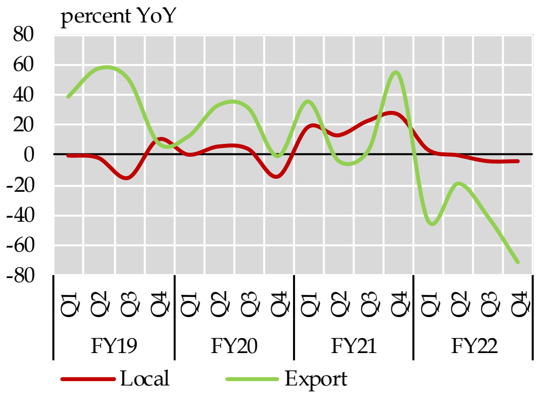

Source: All Pakistan Cement Manufacturers Association

فولاد کے شعبے کی بحالی کو گاڑیوں اور برقی آلات کی مینوفیکچرنگ میں تیزی سے اعانت ملی

مالی سال 22ء کے دوران فولاد کے شعبے کی پیداوار میں 16.3 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 21ء میں 4.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس شعبے میں مالی سال 22ء

کے دوران چپٹے فولاد کے ذیلی شعبے نے 7.4 فیصد نمو درج کی، جبکہ گذشتہ برس 9.8 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.23**)۔ گاڑیوں کی مینوفیکچرنگ میں مضبوط نمو (جس پر پہلے بحث کی جاچکی ہے) اور ملکی برقی آلات نے چپٹے فولاد کی طلب کو بڑھادیا تھا۔

شکل 2.23 : فولاد کے شعبے میں نمو

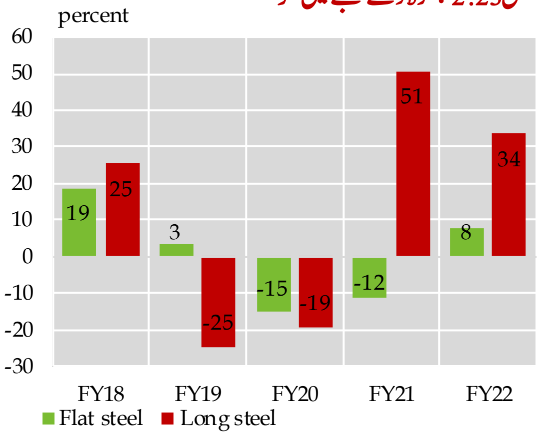

Source: Pakistan Bureau of Statistics

دوسری جانب، مالی سال 22ء میں لمبے فولاد کے ذیلی شعبے میں 33.1 فیصد نمو ہوئی، جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس 51.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اسے بنیادی طور پر سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات (جو مالی سال 21ء کے مقابلے میں مالی سال 22ء میں 33.5 فیصد زیادہ تھے) اور انفراسٹرکچر ترقیاتی منصوبوں سے متعلق تعمیراتی سرگرمیوں سے منسوب کیا گیا۔ مزید برآں، کچھ بڑے فولاد سازوں نے بھی چھوٹے اور بے ضابطہ شعبے کی فرموں کی پیداوار کے مقابلے میں سریے کی اعلیٰ مصنوعات کی فراہمی کے ذریعے فرق پیدا کرکے مارکیٹ کے حصے کو حاصل کیا ہے۔

فولاد کی صنعت میں جاذب توانائی چھوٹے پیداکاروں کے بجائے جدید بڑے پیمانے اور مستعد کارخانوں کی پیداوار کے استعمال میں اضافے کی ساختی تبدیلی سے فولادی ٹکڑوں کی پیداوار میں خاصے اضافے کی وضاحت ہوتی ہے۔ بڑے پیمانے کے حامل نجی شعبے نے حالیہ برسوں میں اپنی پیداواری گنجائش میں توسیع کی ہے تاکہ پاکستان اسٹیل ملز کی بندش کے بعد پیدا ہونے والے ملکی طلب اور رسد کے فرق کو پورا کیا جاسکے اور صارفین کی طلب کے مطابق بلند معیار کی مصنوعات فراہم کی جائیں۔[38]

ریئل اسٹیٹ ڈویلپرز نے بلند عمارات کی تعمیر میں استعمال ہونے والے لمبے فولادی اجزا کے حصول کے لیے مصدقہ اور امتیازی مصنوعات کے حامل فولاد سازوں سے استفادہ کیا۔[39] یہ تبدیلی توانائی کی مسلسل بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے غیر مستعد فولاد سازوں کو صنعت سے بے دخل کررہی ہے۔ اس کے ساتھ بڑے فولادی کارخانوں نے اس پیش رفت سے فائدہ اٹھایا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی پیداواری گنجائش میں توسیع کی ہے مختلف مصنوعات میں فرق پیدا کیا ہے۔ اس کی عکاسی لوہے اور فولاد کے اسکریپ کی درآمدات میں نمایاں کمی سے ہوتی ہے، جو اس صنعت میں چھوٹے پیمانے کی فرموں کے لیے زیادہ تر خام مال کے طور پر استعمال ہوتا ہے (**شکل 2.24**)۔

شکل 2.24: لوہے اور فولاد کے اسکریپ کی درآمدات

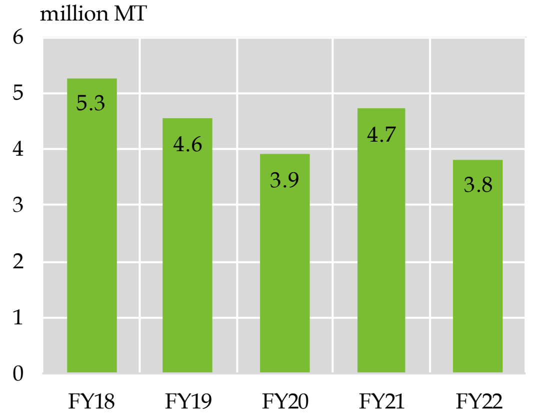

Source: Pakistan Bureau of Statistics

کھاد کے شعبے کی سست رفتاری میں مختلف ملکی اور بین الاقوامی عوامل نے کردار ادا کیا

مالی سال 22ء میں کھاد سازی کی صنعت میں 2.7 فیصد نمو درج کی گئی، جبکہ گذشتہ برس اس میں 7.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یہ سست رفتاری نائٹروجن اور فاسفورس پر مبنی دونوں کھادوں میں نمایاں تھی۔

[38] باکس 2.1 پاکستان کے فولاد کے شعبے میں پیش رفت، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر سالانہ رپورٹ برائے 18-2017ء، بینک دولت پاکستان۔
[39] چپٹے فولاد کے ضمن میں گاڑیوں اور برقی آلات کے شعبے نے ملک میں پیدا ہونے والی فولادی مصنوعات کا فائدہ اٹھایا، جس سے ان کی لاگت میں کمی آگئی۔

شکل 2.25الف: یوریا کی قیمتیں: ملکی بمقابلہ بین الاقوامی

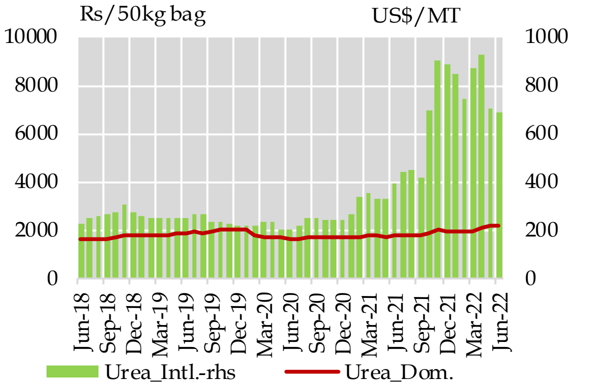

شکل 2.25ب: ڈی اے پی کی قیمتیں: ملکی بمقابلہ بین الاقوامی

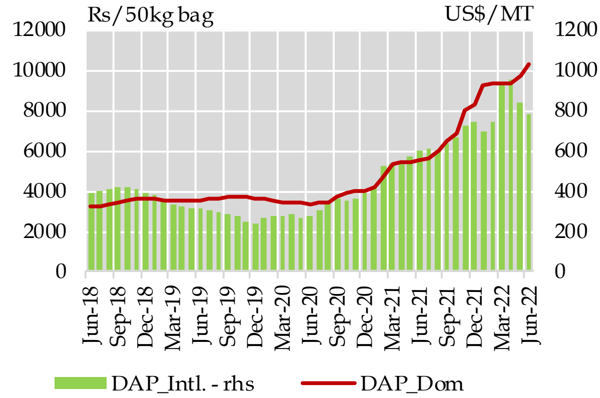

Source: National Fertilizer Development Centre & World Bank

طلب کے تناظر میں ڈی اے پی کی قیمت میں تیزی سے اضافے نے کھاد کے استعمال پر منفی اثرات مرتب کیے، جس کے نتیجے میں اس جز میں سرگرمیوں کی رفتار سست ہوگئی۔ ڈی اے پی کی قیمتوں میں اضافے کو اس پروڈکٹ کی عالمی قیمت کے بڑھنے سے منسوب کیا جا سکتا ہے، جسے محدود ملکی پیداواری گنجائش کے سبب زیادہ تر درآمد کیا جاتا ہے (**شکل 2.25الف**)۔ اس کے مقابلے میں ملکی یوریا کی قیمتیں عالمی قیمتوں میں اضافے کے باوجود بڑی حد تک مستحکم رہیں (**شکل 2.25ب**)۔ پاکستان میں یوریا کی پیداوار کی نصب شدہ استعداد اس پروڈکٹ کی حالیہ طلب سے کافی حد تک ہم آہنگ ہے، اور اسی وجہ سے یہ صنعت عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے محفوظ رہتی ہے۔

خصوصاً نائٹروجن سے بنی ہوئی کھاد، زیادہ تر یوریا، میں مالی سال 22ء کے دوران 2.0 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 21ء میں 5.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔ فاسفیٹ سے بنی کھاد کی پیداوار میں مالی سال 22ء کے دوران 7.5 فیصد نمو درج کی گئی، جبکہ گذشتہ برس 18.6 فیصد توسیع ہوئی تھی۔

یوریا کے پیداکاروں میں مالی سال 21ء کے مقابلے میں مالی سال 22ء کے دوران بڑی فرموں کی پیداوار میں معمولی اضافہ ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ کچھ پلانٹس نے تعمیر و مرمت اور اپ گریڈیشن کے لیے اپنی پیداوار کو معطل کر دیا تھا۔ مزید برآں، چھوٹی فرموں کی پیداوار، خصوصاً مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں گیس کی رسد میں تعطل نے چھوٹی فرموں کی پیداوار کو متاثر کیا۔

ڈی اے پی کی قیمت اور طلب اجناس کی عالمی قیمتوں میں تیزی کے ساتھ اضافے سے متاثر ہوئی تھی۔ پاکستان ڈی اے پی کی پیداوار میں خود کفیل نہیں ہے، اس لیے اس کھاد کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ملکی منڈی میں قیمتوں کو متاثر کرتا ہے۔ مالی سال 22ء میں خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت، رسدی زنجیر کے مسائل، کھاد کی برآمدات پر چین کی پابندیوں اور جاری روس یوکرین تنازعہ کے سبب کھاد کی عالمی قیمتیں بڑھ گئی تھیں۔ چونکہ روس اور بیلاروس پوٹاش سے بنی کھادوں کے اہم پیداکاروں میں شامل ہیں، اس لیے ان ممالک کے ساتھ تجارت پر پابندیاں اجناس کی قیمتوں میں اضافے پر منتج ہوئیں۔ اس تنازع کے علاوہ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی نے بھی ملکی قیمت بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

یوریا کے مقابلے میں ڈی اے پی کی بلند قیمت نے کھاد کے غیر متوازن استعمال میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس کی عکاسی اس کھاد کے استعمال کی مقدار سے ہوتی ہے۔ مالی سال 22ء میں یوریا کے استعمال میں 6.8 فیصد اضافہ ہو گیا، جبکہ اسی مدت میں ڈی اے پی کے استعمال میں 14.0 فیصد کمی آ گئی۔

پیداواری استعداد کے مسائل اور صاف شدہ پیٹرولیم کی بڑھتی ہوئی درآمدات نے پیٹرولیم مصنوعات کی نمو کو معتدل کر دیا

مالی سال 22ء میں پیٹرولیم مصنوعات کے شعبے کی نمو سست ہو کر 0.7 فیصد رہ گئی، جبکہ مالی سال 21ء میں 17.9 فیصد رہی تھی۔ متعدد عوامل نے پیداواری سرگرمیوں کو نقصان پہنچایا۔ ریفائنریوں کو یورو 5 سے ہم آہنگ ایندھن کی پیداوار کے مطابق اپ گریڈ نہیں کیا گیا ہے، جس کا نتیجہ فرنس آئل کی اضافی پیداوار کی صورت میں نکلتا ہے۔ فرنس آئل کی طلب قدرے کم ہے اور ماحولیاتی اعتبار سے بھی یہ نقصان دہ ہے۔ اس کے نتیجے میں زیر جائزہ مدت کے

دوران خام پیٹرولیم کے مقابلے میں ریفائنڈ پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات بڑھ گئیں۔ خصوصاً، مالی سال22ء کے دوران صاف پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات28.3فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر18.1 ملین میٹرک ٹن تک پہنچ گئیں، جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال21ء میں14.1 ملین میٹرک ٹن رہی تھیں(**شکل2.26**)۔اس کے مقابلے میں خام پیٹرولیم کی درآمدات5.3 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر9.3 ملین میٹرک ٹن پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس8.8 ملین میٹرک ٹن تھیں۔

شکل2.26: پیٹرولیم اجزا کی درآمدی مقدار

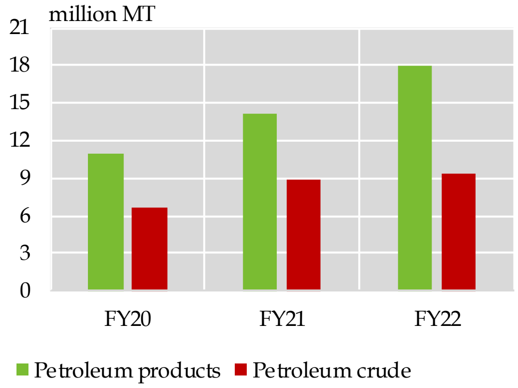

Source: Pakistan Bureau of Statistics

پیداواری استعداد کے مسائل سے جزوی طور پر صاف پیٹرولیم مصنوعات کی بڑھتی ہوئی درآمدات کو ترجیح دینے کی وضاحت ہوتی ہے، کیونکہ کچھ آئل ریفائنریاں مارکیٹ کے بدلتے ہوئے محرکات اور ضوابط کے پیش نظر اپنے پلانٹس اپ گریڈ کرنے اور یورو5سے ہم آہنگ ایندھنوں کے مطابق پیداواری ساخت کو ڈھالنے کے مرحلے سے گزر رہی ہیں۔عالمی سطح پر ترقی یافتہ معیشتوں نے فضائی آلودگی میں کمی کی غرض سے مسلسل خود کو نئے یورو معیارات سے ہم آہنگ کیا ہے،1992ء میں متعارف کیے گئے یورو ون سے لے کر2014ء میں یورو6 تک، تا کہ فضائی آلودگی میں کمی کی جا سکے۔ پاکستان2020ء سے مرحلہ وار یورو5 پر منتقل ہو رہا ہے، جبکہ قبل ازیں2008ء تا2020ء کے دوران یورو 2 معیار پر عملدرآمد کیا گیا تھا۔

پیٹرولیم کی صنعت نے خود کو اب تک اپ گریڈیشن کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں کیا ہے، جن پر خاصی مالی لاگت آتی ہے۔[40]

مزید بر آں، اپنے موجودہ ریفائننگ پروسیس میں صنعت خاصی مقدار میں فرنس آئل کی پیداوار کرتی ہے، جس کا بڑا حصہ بجلی کے پلانٹس استعمال کر رہے ہیں۔ حکومت کی جانب سے گیس، کوئلے، ایٹمی اور قابل تجدید توانائی کے سستے ذرائع پر منتقلی کے سبب گذشتہ چند برسوں میں فرنس آئل کی طلب میں کمی آنا شروع ہو گئی ہے۔ نتیجتاً، فرنس آئل کے ذخائر میں خاصا اضافہ ہو چکا ہے۔[41] یہ صورت حال اس وقت تک برقرار رہنے کا خدشہ ہے جب تک کہ مقامی ریفائنریاں فرنس آئل کو کریک کر کے ہلکے سلفر کے حامل ڈیزل اور پیٹرول جیسی صاف پیٹرولیم مصنوعات تیار کرنے کے لیے خود کو اپ گریڈ نہیں کر لیتیں۔ مقامی ریفائنریاں اپنے کارخانوں کی اپ گریڈیشن میں سرمایہ کاری کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہیں، جس سے فرنس آئل کی پیداوار کم ہو گی اور پیٹرول جیسی بلند طلب کی حامل مصنوعات کی پیداوار میں اضافہ ہو جائے گا۔[42]

شکل2.27: گنا اور چینی

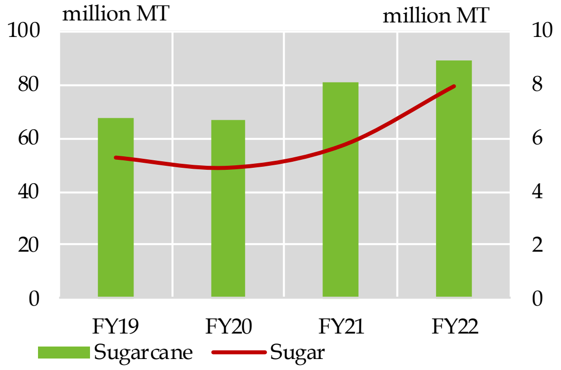

Source: Pakistan Bureau of Statistics

نظر ثانی شدہ چین پاکستان آزاد تجارتی سمجھوتے کے تحت کسٹم ڈیوٹی سے استثنیٰ کی وجہ سے آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کے لیے چین سے ایندھن کی درآمد منافع

[40] مثلاً، پاکستان ریفائنری لمیٹڈ کے ریفائنری توسیع اور اپ گریڈ پروجیکٹ کی تخمین شدہ لاگت، بشمول یورو5 تعمیل اور پیداواری گنجائش کو دگنا کرنا،1.2 ارب ڈالر ہے۔ماخذ: پاکستان ریفائنری لمیٹڈ، فنانشیل رپورٹ برائے نومہینے،31مارچ2022ء۔

[41] ماخذ: نیپرا۔

[42] پاکستان ریفائنری لمیٹڈ اور سنرجیکو جیسے مقامی ریفائنرز منتقلی کے گہرے طریقوں میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔

بخش بن گئی۔ نتیجتاً، چین سے موٹر اسپرٹ کا درآمدی حجم مالی سال 22ء میں تقریباً چار گنا سال بسال اضافے کے ساتھ بڑھ کر 4.1 ملین میٹرک ٹن تک پہنچ گیا، جبکہ گذشتہ برس یہ 1.2 ملین میٹرک ٹن تھا۔

غذائی شعبے کی نمو کا اہم محرک چینی کی پیداوار تھی

مالی سال 22ء میں غذائی شعبے میں 8.4 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 21ء میں 22.2 فیصد نمو ہوئی تھی۔ مالی سال 22ء میں چینی کی پیداوار 39.1 فیصد بڑھ گئی، جبکہ گذشتہ برس 16.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس اضافے کو گذشتہ برس کے مقابلے میں گنے کی پیداوار میں 9.4 فیصد اضافے سے منسوب کیا گیا (**شکل 2.27**)۔ گنے کی پیداوار میں اضافے کو بلند دیکھ بھال کی حامل کپاس کی فصل کے مقابلے میں اس کی اضافی نفع یابی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ وقت کے لحاظ سے اس اضافی پیداوار کی عکاسی مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی میں ایل ایس ایم ڈیٹا سے ہوتی ہے کیونکہ ایک سال پہلے کے مقابلے میں اس سیزن میں گنے کی کٹائی اور کچل کاری میں تاخیر ہوئی تھی۔

فرنیچر

مالی سال 22ء میں فرنیچر سازی کی صنعت میں 180.2 فیصد توسیع ہوئی، جبکہ ایک سال قبل 171 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس شعبے کی کارکردگی کو جزوی طور پر لکڑی کے فرنیچر کی برآمدات سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ زیر جائزہ مدت میں فرنیچر کی برآمدات میں 171.0 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 38.0 فیصد کمی ہوئی تھی۔ برآمدات کے ڈیٹا کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ کو لکڑی کے فرنیچر کی برآمدات خاصی بڑھ گئیں۔ اسی طرح، منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ گھریلو استعمال کے لیے لکڑی کے فرنیچر کی مشرقی یورپ کو برآمدات بھی بڑھ رہی ہیں۔

2.4 خدمات

مالی سال 22ء میں خدمات کے شعبے کی پیداوار میں 6.2 فیصد توسیع ہوئی جبکہ پچھلے سال 6.0 فیصد اضافہ ہوا تھا (**جدول 2.13**)۔ اس شعبے کی سرگرمی میں اضافے کو مسلسل پالیسی اعانت سے منسوب کیا جاسکتا ہے، نتیجتاً درآمدات بڑھ گئیں اور اجناس کے پیداواری شعبوں کو پیداوار بڑھانے میں سہولت ملی۔

مزید برآں، میرا پاکستان میرا گھر اور روشن اپنا گھر جیسی اسکیموں نے بھی بینکاری اور ریئل اسٹیٹ کے شعبوں پر مثبت اثرات مرتب کیے۔[43]

جدول 2.13: خدمات کے شعبے میں نمو

	نمو فیصد میں		جی ڈی پی کی نمو میں حصہ	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
خدمات	**6.0**	**6.2**	**3.5**	**3.6**
تھوک اور خردہ تجارت	10.6	10.0	1.8	1.8
ٹرانسپورٹ اور اسٹوریج	5.1	5.4	0.5	0.6
رہائش اور غذائی خدمات	4.1	4.1	0.1	0.1
معلومات اور مواصلات	7.5	11.9	0.2	0.3
فنانس اور بیمہ کی سرگرمیاں	5.9	4.9	0.1	0.1
ریئل اسٹیٹ سرگرمیاں	3.6	3.7	0.2	0.2
نظم عامہ اور سوشل سیکیورٹی	-0.5	-1.2	0.0	-0.1
تعلیم	3.3	8.7	0.1	0.3
انسانی صحت اور سماجی سرگرمیاں	2.8	2.2	0.0	0.0
دیگر نجی خدمات	5.0	3.8	0.4	0.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

تھوک اور خردہ شعبہ

اجناس کے پیداواری شعبے کی بدولت تھوک اور خردہ شعبے میں توسیع کا عمل جاری رہا

تھوک اور خردہ شعبے میں نمو کی رفتار جاری رہی اور اس میں مسلسل دوسرے برس 10 فیصد نمو درج کی گئی۔ زراعت اور مینوفیکچرنگ میں نمو کا نتیجہ تھوک اور خردہ شعبے کی پیداوار میں توسیع کی صورت میں نکلا (**جدول 2.14**)، اور سال بسال بنیادوں پر زرعی شعبے میں 4.4 فیصد اور ایل ایس ایم میں 11.9 فیصد نمو ہوئی۔

مالی سال 22ء کے دوران درآمدات بڑھ کر 80.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس 56.4 ارب ڈالر رہی تھیں، جو اس میں 42.1 فیصد اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔[44] درآمدات میں اضافے کا اہم سبب غذائی اجزا جیسی صارفی اشیاء اور زراعت اور صنعت کے خام مال میں اضافہ تھا۔

43 وزارت خزانہ، وسط سال معاشی جائزہ، جولائی 2021ء دسمبر 2021ء۔

44 پاکستان دفتر شماریات۔

جدول2.14: تھوک اور خردہ تجارت

زرعی قرضہ ارب روپے میں، درآمدات ارب امریکی ڈالر

	م س21ء	م س22ء
ایل ایس ایم میں سال بسال نمو	10.2	11.7
زرعی قرضوں کی تقسیم	13.6	14.2
درآمدات	56.4	80.1

ماخذ: ایس بی پی، پی بی ایس

ٹرانسپورٹ

ٹرانسپورٹ کے شعبے کی سرگرمی میں اضافہ دیکھا گیا

مالی سال22ء میں ٹرانسپورٹ کے شعبے میں5.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس5.1 فیصد اضافہ ہوا تھا (**جدول2.15**)۔ اس شعبے کی نمو کا اہم سبب پوری معیشت میں معاشی سرگرمیوں میں بہتری تھی۔

جدول2.15: ٹرانسپورٹ، اسٹوریج اور مواصلات، تین سرکاری اجزا کی خام قدر اضافی نمو

	م س21ء	م س22ء
روڈ ٹرانسپورٹ	9.0	5.0
فضائی ٹرانسپورٹ	-59.6	26.5
مواصلات	-12.1	0.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کووڈ کے دوران نافذ پابندیوں کے ہٹنے سے فضائی ٹرانسپورٹ بحال ہو گئی۔ مالی سال22ء میں ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں 10 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس3 فیصد نمو ہوئی تھی[45] (**شکل2.28**)۔ مالی سال22ء میں ہوابازی اور ریلوے فروخت بھی بڑھ گئی[46]، جبکہ اس کے ساتھ ہلکی کمرشل گاڑیوں کی فروخت میں اضافہ ہو گیا۔ ان اظہاریوں سے ٹرانسپورٹ کے شعبے کی سرگرمی میں اضافے کی نشاندہی ہوتی ہے۔

شکل2.28: ٹرانسپورٹ شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں نمو

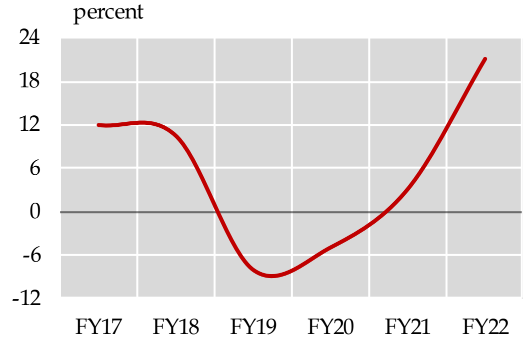

*MS and HSD

Source: Oil Companies Advisory Council

ٹریکٹروں کی فروخت میں خاصا اضافہ دیکھا گیا۔ مالی سال22ء میں ٹریکٹروں کی فروخت58,940 اکائیاں رہی، جبکہ مالی سال21ء میں فروخت ہونے والے ٹریکٹروں کی تعداد[47] 50,920 تھی۔ فروخت میں اضافے کو حکومت کے ریلیف پیکج سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس نے کم ٹیرف پر درآمدی فارم مشینری اور آلات فراہم کرنے کا موقع فراہم کیا۔[48]

اطلاعات اور ٹیلی مواصلات

اطلاعات اور ٹیلی مواصلات کی رفتار خاصی بڑھ گئی

مالی سال22ء میں اطلاعات اور ٹیلی مواصلات کے شعبے میں11.9 فیصد نمو ہوئی، جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس7.5 فیصد نمو ہوئی تھی۔ جون مالی سال22ء تک ٹیلی گنجانیت بڑھ کر88.34 فیصد تک پہنچ گئی، جو مالی سال21ء میں84.6 فیصد تھی۔[49] مالی سال22ء میں براڈبینڈ کے استعمال کنندگان کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا، جسے گھر سے کام کرنے کے انتظامات، آن لائن تعلیم و تربیت اور ملک میں ای کامرس پلیٹ فارموں میں مسلسل اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔[50]

45 تیل کی صنعت کے اعداد و شمار، او سی اے سی۔
46 او سی اے سی۔
47 پی اے ایم اے، سالانہ رپورٹ برائے فروخت اور پیداوار۔
48 کسٹم ڈیوٹی صفر تا دو فیصد اور جی ایس ٹی 5 فیصد، پاکستان اقتصادی سروے۔
49 پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی۔
50 تفصیلات کے لیے دیکھیے باکس6.1: پاکستان کی آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات میں توسیع کے بنیادی عوامل، باب6۔

ٹیلی مواصلات، کمپیوٹر اور اطلاعاتی خدمات سمیت آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات مالی سال 22ء میں بڑھ کر 2.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 2.1 ارب ڈالر تھیں۔ سافٹ ویئر، کال سینٹروں اور مشاورتی خدمات میں قابل ذکر نمو ہوئی جسے کووڈ کی وبا کے سبب آئی سی ٹی خدمات کی عالمی طلب میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

مزید برآں، ملک بھر میں ڈجیٹل بینکاری کے استعمال میں اضافہ ہو رہا ہے، جس کی عکاسی ریئل ٹائم آن لائن برانچوں جیسے ذرائع سے ٹرانزیکشنوں کی تعداد میں مسلسل اضافے سے ہوتی ہے (**شکل 2.29**)۔

شکل 2.29: بروقت آن لائن بینکاری اور انٹرنیٹ بینکاری لین دین

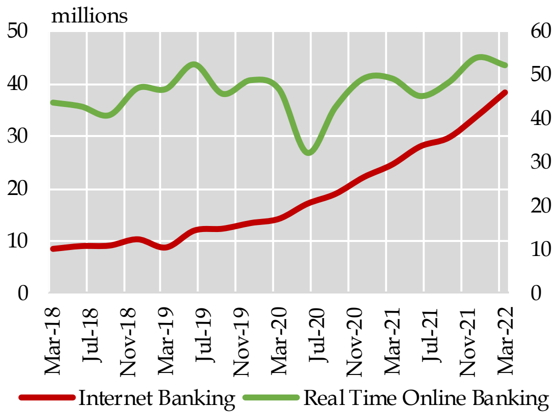

Source: State Bank of Pakistan

مالیات اور بیمہ

مالیات اور بیمہ کے شعبے کی رفتار سست رہی

مالی سال 22ء میں مالیات اور بیمہ کی سرگرمیوں میں 4.9 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس ان میں 5.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس شعبے کی نمو میں اہم کردار بینکاری کے شعبے کا تھا (**جدول 2.16**)۔ شعبۂ بینکاری کی سرگرمیوں میں اضافے کی عکاسی اثاثوں اور ڈپازٹس کے بڑھنے سے ہوتی ہے۔ مالی سال 22ء میں بینکوں کے ڈپازٹس 15 فیصد اضافے سے بڑھ کر 22.8 ٹریلین روپے تک پہنچ گئے، جو مالی سال 21ء میں 19.8 ٹریلین روپے تھے۔ ڈپازٹس میں اضافے کو بلند ترسیلات زر اور شرح سود میں اضافے سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مالی سال 22ء کے دوران منافع بعد از ٹیکس، اثاثوں پر منافع اور ایکویٹی پر منافع جیسے دیگر اظہاریوں میں بھی نمایاں بہتری دیکھی گئی۔

مزید برآں، مالی سال 22ء میں بینکوں کے قرضوں میں بھی 21 فیصد اضافہ ہوا، جس کی اہم وجوہات میں بلند معاشی نمو اور اسٹیٹ بینک کی ری فنانس اسکیموں کے تحت قرضوں کی تقسیم تھی۔

دیگر مالی خدمات کی خام قدر اضافی میں سکڑاؤ (**جدول 2.16**) دیکھا گیا، کیونکہ سیاسی بے یقینی، جاری کھاتے کے بڑھتے ہوئے خسارے اور آئی ایم ایف پروگرام کی شروعات میں تاخیر کے سبب پاکستان اسٹاک ایکس چینج کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لائف انشورنس کے شعبے کی اثاثہ جاتی بنیاد میں سست رفتاری کے سبب بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈز میں بھی سکڑاؤ دیکھا گیا۔[51]

جدول 2.16: مالیات اور بیمہ کی خام قدر اضافی

	پوائنٹ حصہ	م س 21ء	م س 22ء
دیگر زری وساطت	5.2	7.1	6.1
جدولی بینک	4.9	7.0	5.9
غیر جدولی بینک	0.3	14.0	18.0
بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈز	-0.1	0.0	-2.1
مالی خدمات کی ضمنی سرگرمیاں	-0.1	15.6	-1.9
مرکزی بینکاری	0.0	-25.0	0.6
دیگر مالی خدمات	-0.1	15.6	-1.9
مالیات اور بیمہ	4.9	5.9	4.9

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

ریئل اسٹیٹ

ریئل اسٹیٹ نے اپنی رفتار برقرار رکھی

مالی سال 22ء میں ریئل اسٹیٹ کے شعبے میں 3.7 فیصد نمو ہوئی، جو تقریباً گذشتہ برس کی 3.6 فیصد جتنی ہی ہے۔ ریئل اسٹیٹ اور جی ڈی پی کا حصہ بھی گذشتہ پانچ برسوں کے دوران تقریباً 5 فیصد رہا ہے۔[52] تاہم، مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی میں پچھلی سہ ماہیوں کے مقابلے میں اجناس کے پیداواری شعبوں میں سست رفتاری نے بھی ریئل اسٹیٹ سرگرمیوں کو متاثر کرنا شروع

[51] باب 6.3: مالی استحکام کا جائزہ برائے 2021ء، بینک دولت پاکستان۔

[52] پاکستان اقتصادی سروے 2021-2022ء۔

کر دیا تھا (**شکل 2.30**)۔ تاہم، ریئل اسٹیٹ کی قیمتوں میں اضافہ مہنگائی کی مجموعی شرح سے بلند رہا، جس سے ریئل اسٹیٹ کے شعبے میں منافع کے تسلسل کی نشاندہی ہوتی ہے۔

شکل 2.30: ریئل اسٹیٹ قیمتوں میں نمو

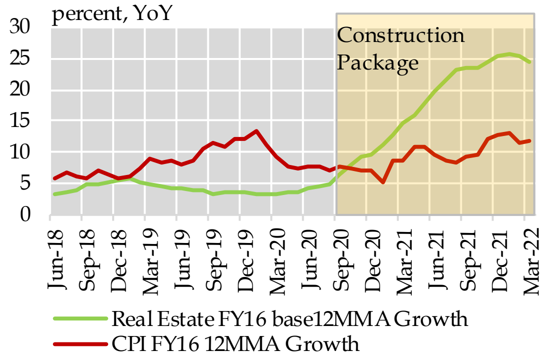

Note: Residential property prices; real estate index has been rebased to FY16 to correspond with CPI base year
Source: Zameen.com, Pakistan Bureau of Statistics

اسٹیٹ بینک کی دو زر اعانت یافتہ اسکیموں، میرا پاکستان میرا گھر (اندرون ملک افراد کے لیے) اور روشن اپنا گھر (بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے لیے) نے بھی اس شعبے کی سرگرمیوں کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔

دیگر خدمات

معمول کی کلاس روم سرگرمیوں کے آغاز کے ساتھ تعلیم کے شعبے کی سرگرمیوں میں تیزی آگئی، کیونکہ مالی سال 22ء میں کووڈ کے اثرات ختم ہو گئے تھے۔ گذشتہ برس نقل و حرکت پر پابندیوں کی وجہ سے تعلیمی اداروں نے زیادہ تر آن لائن کلاسیں شروع کر دی تھیں۔

شعبہ صحت کے اہلکاروں کی تعداد[53] میں اضافے کے باوجود اس شعبے میں سکڑاؤ دیکھا گیا۔ حالیہ برسوں میں صحت اور تعلیم پر اخراجات کسی تبدیلی کے بغیر اپنی سطح پر برقرار رہے ہیں۔

گذشتہ برس کی نسبت مالی سال 22ء میں غذا اور رہائش کے شعبے میں 4.1 فیصد نمو ہوئی۔ پبلک ایڈمنسٹریشن اور سوشل سیکورٹی خدمات میں 1.2 فیصد کی ہوئی، جبکہ مالی سال 21ء میں 0.2 فیصد سکڑاؤ دیکھنے میں آیا تھا۔

2.5 افرادی قوت

عبوری تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 22ء میں افرادی قوت کی مارکیٹ مستحکم رہی۔ پنجاب اور سندھ میں زیادہ صنعتی کارکنوں کو بھرتی کیا گیا اور خدمات اور تعمیرات دونوں شعبوں کی اجرتوں میں اضافہ جاری رہا۔ اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار سروے (ایس بی پی، بی سی ایس) اور اسٹیٹ بینک کے اعتماد صارف سروے (ایس بی پی، سی سی ایس) کے تازہ ترین نتائج میں روزگار کے امکانات میں معمولی بگاڑ دیکھا گیا۔

سندھ اور پنجاب دونوں میں صنعتی روزگار میں اضافہ دیکھا گیا

سندھ اور پنجاب کے صنعتی روزگار کے اشاریے کی پیمائش کے مطابق مالی سال 22ء میں صنعتی شعبے میں 8.8 فیصد زیادہ کارکنوں کو بھرتی کیا گیا، جبکہ گذشتہ برس 4.7 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.31**)۔ سندھ میں روزگار کی نمو دواسازی اور چینی کے شعبوں میں بلند تھی، جبکہ پنجاب میں چمڑے کے جوتوں کی صنعت میں زیادہ کارکنوں کو بھرتی کیا گیا۔

شکل 2.31: پنجاب اور سندھ کا مشترکہ روزگار اور ایل ایس ایم اشاریہ

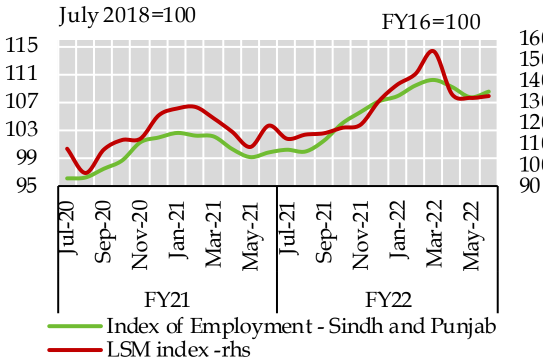

Source: Bureau of Statistics, Punjab, Bureau of Statistics Sindh and Pakistan Bureau of Statistics

53 پاکستان اقتصادی سروے 2021-2022ء۔

پنجاب نے ٹیکسٹائل، چمڑے اور گندم کی پسائی کی صنعتوں میں زیادہ کارکنوں کو بھرتی کیا

مالی سال22ء میں پنجاب کے صنعتی شعبے کے روزگار میں 1.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 1.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔[54] اس نمو میں اہم حصہ چمڑے، جوتوں، سوتی ٹیکسٹائل اور گندم کی پسائی کرنے والی صنعتوں کا تھا۔ ان شعبوں کے روزگار میں نمو ان صنعتوں کی پیداوار کی بلند سطح کو ظاہر کرتی ہے **(جدول 2.17)**۔ ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی صنعتوں کی پیداوار میں نمو کا اہم محرک برآمدات تھیں، جن میں مالی سال22ء میں ڈالر کی مالیت کے لحاظ سے 25.5 فیصد نمو ہوئی۔ برآمدات کا حجم بھی بڑھ گیا، خصوصاً ریڈی میڈ گارمنٹس کا، جس کے حجم میں زیر جائزہ مدت کے دوران 55.3 فیصد تک اضافہ ہوگیا۔

جدول 2.17: م س22ء کے دوران صنعتی شعبے میں بھرتی / نکالے گئے ملازمین کی اوسط تعداد

	م س21ء	م س22ء
پنجاب	**4,873**	**5,638**
سوتی ٹیکسٹائل	2,901	2,592
گندم کی پسائی	1,384	1,037
چینی	1,053	655
چمڑے کے جوتے	-157	1,751
سیمنٹ	-76	54
دواسازی	-200	366
گاڑیاں	4	-2
سندھ*	**-1,909**	**19,550**
سوتی ٹیکسٹائل	-744	15,629
چینی	-261	3,673
کھال کو چمڑے میں بدلنا	440	-1,131
سیمنٹ	419	-2,191
دواسازی	2,714	6,840
گاڑیاں	1,153	-5,464

*علاوہ فولادی صنعت

ماخذ: پنجاب دفتر شماریات، اور سندھ دفتر شماریات

چمڑے کے جوتوں کی صنعت میں مصنوعات کی بیرونی طلب نے ممکنہ طور پر روزگار کے مواقع بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ بلند مقدار کے بل بوتے پر مالی سال22ء میں اس صنعت کی برآمدات کے حجم میں 11.4 فیصد اضافہ درج کیا گیا۔ اسی طرح، سوتی ٹیکسٹائل کے شعبے میں روزگار کی نمو کو مقامی تیار شدہ سامان کی بیرونی طلب میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مالی سال22ء میں ٹیکسٹائل برآمدات 25.5 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 19.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس 15.4 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا تھا۔

پنجاب میں گندم کی پسائی کے کارکنوں کی ملازمتوں کی مارکیٹ میں تیزی دیکھنے میں آئی ہے، کیونکہ جولائی تا اپریل مالی سال22ء میں روزگار کے اضافی مواقع پیدا کیے گئے۔ زیر جائزہ مدت میں گندم کی فصل کی کم پیداوار کے باوجود اس صنعت میں صنعتی کارکنوں کی تعداد میں اضافہ ممکنہ طور پر اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ گندم کے بیشتر کاشت کار چھوٹی صنعتوں کو آٹے کے لیے استعمال کرنے کے بجائے بڑے صنعتی یونٹوں کو گندم فروخت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ملک نے مالی سال22ء میں 2.2 ملین ٹن گندم بھی درآمد کی، جس سے اس شعبے کی سرگرمی بڑھ گئی جو زیادہ کارکنوں کی بھرتی پر منتج ہوئی۔

سندھ میں روزگار میں نمو کی صورت حال متاثر کن رہی، خصوصاً دواسازی کے شعبے میں

مالی سال22ء کے دوران سندھ کے مینوفیکچرنگ شعبے میں زیادہ کارکنوں کو بھرتی کیا گیا[55] **(جدول 2.17)**۔ زیر جائزہ مدت میں اوسطاً روزگار میں 19,550 کارکنوں کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 1,909 کارکنوں کی کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ پنجاب کی طرح سوتی ٹیکسٹائل کے شعبے میں روزگار کے مواقع میں خاصا اضافہ دیکھا گیا۔

نجی شعبے کی صحت کی خدمات میں اضافہ اور دواسازی کی مصنوعات کی پیداوار میں دوہندسی نمو سے مالی سال22ء میں اس صنعت میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں مدد ملی۔ مالی سال22ء میں دواسازی کے شعبے میں 13.3 فیصد توسیع ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 9.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔ نتیجتاً، مالی سال22ء کے دوران اوسطاً 6840 مزید کارکنوں کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 2714 ملازمین کو بھرتی کیا گیا تھا۔ اس اضافے کو صحت کے شعبے کی معاشی سرگرمیوں میں اضافے، خصوصاً سندھ میں، سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جہاں پر دواسازی کے شعبے کی بیشتر پیداواری تنصیبات واقع ہیں۔

[54] صنعتی پیداوار اور روزگار کا ماہانہ سروے، دفتر شماریات سندھ۔
[55] سندھ میں صنعتی پیداوار اور روزگار کا ماہانہ سروے

شکل 2.32 الف: شعبہ خدمات کے کاروباری اعتماد سروے کا اشاریہ برائے روزگار

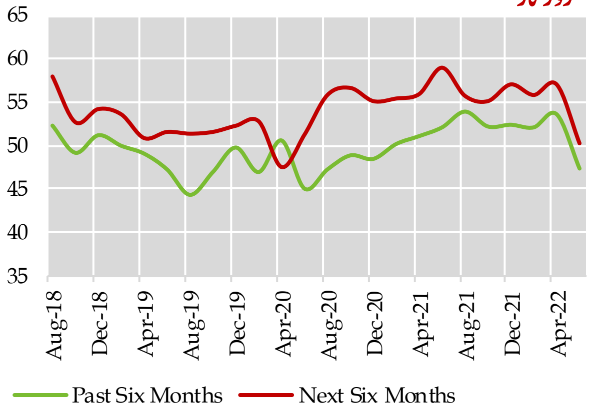

Source: State Bank of Pakistan

مزید برآں، گنے کی ریکارڈ پیداوار سے پنجاب کے مقابلے میں سندھ میں روزگار کے مزید مواقع تخلیق کرنے میں مدد ملی۔ جولائی تا اپریل مالی سال22ء کی مدت میں گاڑیوں اور سیمنٹ کی صنعتوں میں کارکنوں کی کمی کا سلسلہ جاری رہا۔ بیرونی طلب میں کمی، جزوی طور پر مال برداری کی لاگت میں اضافے کے سبب، جنوب میں سیمنٹ کے پیداکاروں کی نمو میں رکاوٹ ثابت ہوئی، جس کے نتیجے میں ممکنہ طور پر کارکنوں کو برطرف کیا گیا۔ گاڑیوں کے معاملے میں گاڑیوں کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ، مقامی سطح پر پرزوں کی کم تیاری اور سیمی کنڈکٹر چپس کی قلت نے افرادی قوت کی طلب پر منفی اثرات مرتب کیے، جس کا نتیجہ ملازمین کی برطرفیوں کی صورت میں نکلا۔

اسٹیٹ بینک کے اعتماد سرویز بڑی حد تک مثبت رہے

جون2022ء میں اسٹیٹ بینک کے کاروباری اعتماد کے سروے اور جولائی2022ء میں اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار سروے سے ظاہر ہوتا ہے کہ روزگار کے متعلق توقعات کم ہوگئی تھیں، جسے مالی سال22ء کی دوسری ششماہی میں نسبتاً سست معاشی سرگرمیوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

خدمات کے شعبے میں مالی سال22ء کے دوران گذشتہ چھ مہینوں میں روزگار کے اشاریے میں 4.7 پوائنٹس کمی ہوئی، جبکہ آئندہ چھ مہینوں میں روزگار

شکل 2.32 ب: صنعتی شعبے کے کاروباری اعتماد سروے کا اشاریہ برائے روزگار

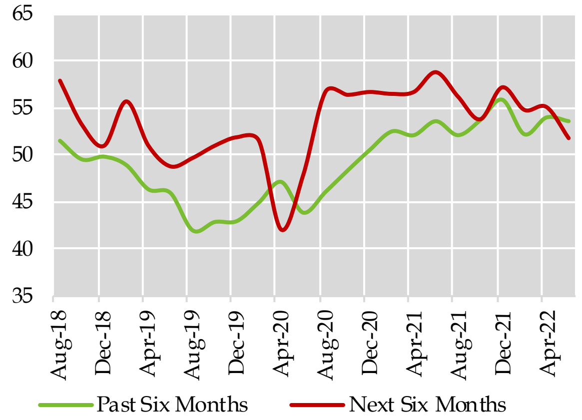

Source: State Bank of Pakistan

کے امکانات 8.6 پوائنٹس کمی کو ظاہر کرتے ہیں (**شکل2.32الف**)۔[56] گذشتہ چھ مہینوں کے دوران انڈیکس50 سے کم ہوگیا، جس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ منفی احساسات، مثبت احساسات پر غالب آگئے۔[57]

شکل2.33: مستقبل کا بیروزگاری کا اشاریہ (اگلے چھ ماہ): اسٹیٹ بینک اعتماد صارف سروے

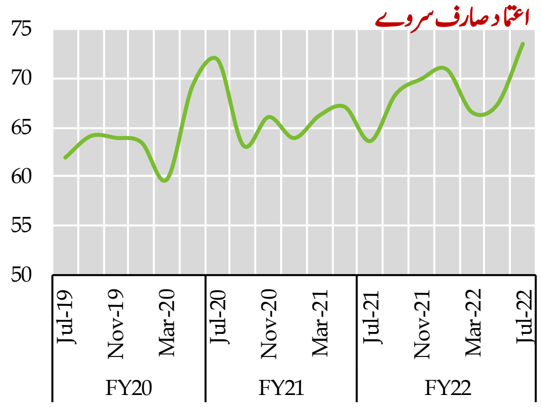

Source: State Bank of Pakistan

---

[56] کاروباری اعتماد سروے کی جون 2021ء کی لہر سے لے کر جون 2022ء تک۔

[57] کاروباری اعتماد سروے اور اعتماد صارف سروے کے نتائج کو ڈیفوژن انڈیکس فارمیٹ میں پیش کیا گیا ہے، جو صفر اور 100 کے درمیان ہے۔ ڈیفوژن انڈیکس کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے: DI < 50 اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کریڈٹ / فنڈز کی دستیابی / قرض گیری کی لاگت کے متعلق منفی رائے کے مقابلے میں مثبت رائے زیادہ ہے۔ DI = 50 اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مثبت رائے اور منفی رائے ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ اور DI > 50 سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ منفی آرا کے مقابلے میں مثبت آرا زیادہ ہیں۔

اسی طرح، صنعت کے معاملے میں اگلے چھ ماہ کے اشاریوں میں بھی7.0 پوائنٹس کی ہوئی، تاہم گذشتہ چھ مہینوں کا اشاریہ اسی سطح پر رہا (**شکل2.32ب**)۔ خدمات کے شعبے کے برعکس اشاریے بڑی حد تک مثبت رہے، کیونکہ مالی سال22ء میں دونوں اشاریے50 کی حد سے اوپر رہے۔

شکل2.34: تعمیراتی شعبے کی اجرتوں میں نمو

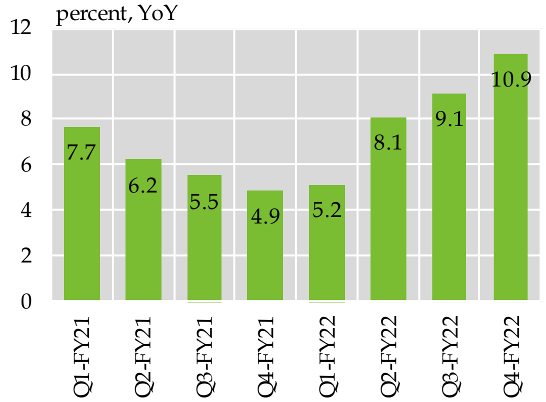

Source: Pakistan Bureau of Statistics

اسٹیٹ بینک کے اعتماد صارف سروے سے2022ء میں افرادی قوت کی منڈی کے متعلق احساسات میں بگاڑ کی نشاندہی ہوتی ہے (**شکل2.33**)۔ اسٹیٹ بینک کے اعتماد صارف سروے کے جولائی2021ء سے جولائی2022ء تک کی لہروں میں بیروزگاری کے پھیلاؤ کے اشاریے میں10 پوائنٹس کا اضافہ ہو گیا۔ تاہم، چونکہ بیروزگاری کا اشاریہ50 سے زائد رہا، اس لیے اس پوری مدت میں روزگار کے امکانات کے متعلق ناامیدی موجود رہی۔[58] اعتماد کاروبار سروے میں بیروزگاری کے اشاریے میں غیر موافق تبدیلی توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور ان کے دورِ ثانی اثرات کے بارے میں خدشات کو اجاگر کرتی ہے۔

سال کے دوران اجرتیں بڑھ گئیں

مالی سال22ء میں خدمات اور تعمیرات دونوں شعبوں کی اجرتوں کے اظہاریوں میں نمو دیکھی گئی۔ خدمات کے شعبے میں بھی وسیع البنیاد اضافہ دیکھا گیا۔ مختصر یہ کہ مالی سال22ء میں اجرتوں میں مہنگائی کی شرح، مجموعی مہنگائی کی شرح کے مقابلے میں کم رہی۔

تعمیرات کے شعبے میں مالی سال22ء کے آغاز میں اجرتوں میں معمولی اضافہ ہوا تھا، لیکن سال گزرنے کے ساتھ اس کی رفتار بڑھ گئی۔ اجرتوں میں نمو کی سہ ماہی تفصیلات کو **شکل2.34** میں دیا گیا ہے۔ بحیثیت مجموعی مالی سال22ء کے دوران اجرتوں میں11.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ5.1 فیصد تک بڑھی تھیں۔

شکل2.35: خدمات کے شعبے کے پیشوں کی آمدنی میں نمو

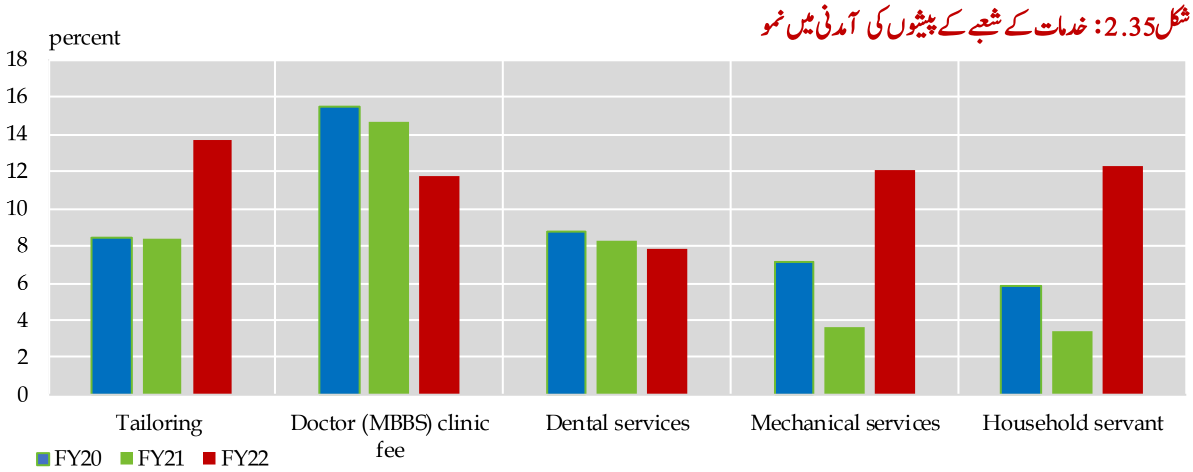

Source: Pakistan Bureau of Statistics

[58] معاشی حالات کے متعلق صارف اور کاروباری توقعات سے انحراف میں کوئی نئی بات نہیں ہے، اور Mankiw et al (2003) کے مطابق یہ کلی معاشی تحرکات میں کلیدی اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے۔ معلومات کے اسی دستیاب مجموعے کے تبادلے کے باوجود مختلف اقتصادی عاملین کی توقعات میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہ بڑا فرق ہو سکتا ہے، اور وقت گزرنے کے ساتھ اس میں تبدیلی آسکتی ہے، اور کچھ لوگ پرانی معلومات پر اپنی توقعات تشکیل دیتے ہیں۔ (Source: N.G. Mankiw, R. Reis and Justin Wolfers (2003). Disagreement about inflation expectations. NBER Chapters. NBER Macroeconomics Annual 2003, Volume 18, pages 209-270. Massachusetts, NBER.)۔

خدمات کے شعبے میں طبی مشاورت اور دندان سازی جیسے بلند آمدنی والے پیشوں کی نمو سست ہو گئی۔ تاہم، کم آمدنی والے مکینکوں اور گھریلو ملازمین جیسے پیشہ ور ملازمین کی آمدنیوں میں ڈاکٹروں اور دندان سازوں کے مقابلے میں کافی تیز رفتاری سے اضافہ ہو گیا(**شکل2.35**)۔

مختصر یہ کہ خدمات اور تعمیرات کے شعبوں کی اجرتوں میں نمو پورے سال کے دوران مہنگائی کی شرح سے کافی نیچے رہی، جو ان پیشوں کی حقیقی آمدنیوں میں بگاڑ کی نشاندہی کرتی ہے (**شکل2.36**)۔مالی سال22ء میں اجرتوں کی نمو اور مجموعی مہنگائی میں فرق گذشتہ برس کے مقابلے میں بہت بڑھ گیا۔

شکل2.36: مجموعی بمقابلہ آمدنی کی مہنگائی

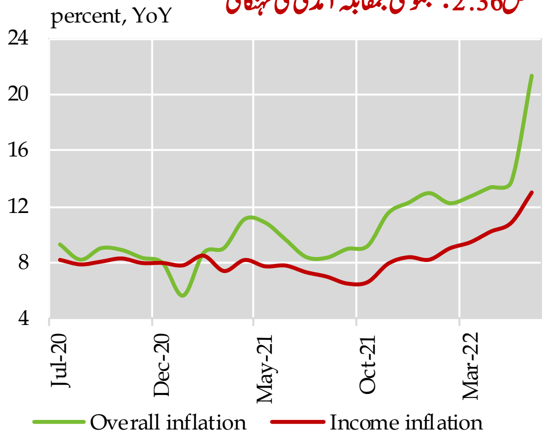

Source: Pakistan Bureau of Statistics

باب 3: زری پالیسی اور مہنگائی

مالی سال 22ء میں زری پالیسی کمیٹی نے زری پالیسی کے موافق موقف کو معکوس کرکے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 675 بی پی ایس کا اضافہ کردیا، کیونکہ سال کے دوران متعدد ملکی اور عالمی پیش رفتوں کے پاکستان کی کارکردگی پر گہرے اثرات پڑے اور معاشی استحکام کو لاحق خطرات میں اضافہ ہوگیا۔ 2021ء میں وبائی دور کے بعد عالمی طلب کی بحالی اور رسدی زنجیر میں تعطل اجناس کی عالمی قیمتوں کے سُپر سائیکل کا سبب بنا، جو فروری 2022ء میں روس یوکرین تنازع شروع ہونے کے بعد شدت اختیار کرگیا۔ م س 22ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران چین میں کووڈ کی نئی لہر کے پھیلاؤ کے باعث اجناس کی عالمی قیمتوں میں مزید اضافہ ہوا۔ اس کے ردعمل میں دنیا بھر کے کئی مرکزی بینکوں نے پالیسی ریٹس بڑھادیے جو مالی منڈیوں میں سختی پر منتج ہوا اور پاکستان کے بیرونی کھاتے پر اضافی دباؤ کی وجہ بنا۔ ملکی اعتبار سے ایک غیرمتوقع مالی پیکیج، مضبوط بحالی، سیاسی عدم استحکام اور پالیسی کی طویل غیریقینی نے سال بھر میں مہنگائی کے منظرنامے اور بیرونی کھاتے کو اضافی خطرات سے دوچار کیا۔ ان پیش رفتوں کے تحت م س 22ء میں قومی صارفی مہنگائی بڑھ کر 12.2 فیصد تک پہنچ گئی، جو حکومتی ہدف کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے سال کے لیے مہنگائی کے 9 تا 11 فیصد کے ترمیمی تخمینے سے متجاوز تھی۔ قوزی مہنگائی میں اضافے کے رجحان سے معیشت میں مہنگائی کا بنیادی طلبی دباؤ ظاہر ہوتا ہے، م س 22ء میں قرضوں کی طلب دگنی سے زائد یعنی 10.5 فیصد سے بڑھ کر 21.1 فیصد ہوگئی، جس سے بڑھتے ہوئے لاگتی دباؤ اور مضبوط ملکی نمو کے اعدادوشمار کی عکاسی ہوتی ہے۔ م س 22ء میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے جاری سرمائے کے قرضوں کو وسعت دینے کے ساتھ ساتھ رعایتی مالکاری اسکیموں (ایل ٹی ایف ایف اور ٹی ای آر ایف) نے معین سرمایہ کاری قرضوں کی طلب بڑھادی۔

باب 3 زری پالیسی اور مہنگائی

3.1 پالیسی جائزہ

مالی سال 22ء میں پاکستان کو دنیا کے دوسرے ملکوں کی طرح اجناس کی عالمی قیمتوں میں مسلسل اضافے اور روس اور یوکرین کے تنازع کے بھرپور منفی اثرات کا سامنا رہا۔ م س 22ء میں پاکستان کے حوالے سے کئی ملکی عوامل، بشمول معاشی سرگرمی میں مستقل اضافہ، غیر طے شدہ توسیعی مالیاتی پالیسی، ملک میں سیاسی عدم استحکام اور آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی کے بارے میں غیر یقینی صورت حال جو روپے پر اثر انداز ہوئی، نے بھی توقع سے زائد مہنگائی اور جاری کھاتے کے خسارے کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔

م س 22ء میں اوسط عمومی قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 12.2 فیصد ہوگئی، جو مہنگائی کے حکومتی اہداف کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے 9 تا 11 فیصد کے سالانہ نظرثانی شدہ تخمینے سے بھی متجاوز ہے (**شکل 3.2**)۔ پاکستان کا تجربہ جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک سے مختلف نہیں تھا۔ 2022ء کی پہلی ششماہی میں ایندھن اور غذا کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے ہمراہ معاشی سرگرمیوں میں وسعت نے ان ممالک میں عمومی مہنگائی کے مجموعی اعدادوشمار کو اہداف سے بڑھادیا (ملاحظہ کیجیے **باکس 3.1**)۔

جاری کھاتے کا خسارہ گذشتہ برس کے 2.8 ارب ڈالر سے بڑھ کر امسال 17.3 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جس سے پاکستان میں اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور ملکی طلب کی عکاسی ہوتی ہے۔ م س 22ء میں منڈی پر مبنی شرح مبادلہ نے دھچکوں کو جذب کرنے میں اپنا کردار ادا کیا اور 23.1 فیصد کی خاصی کمی آئی۔ تاہم اس صورتِ حال سے بلند خطرات کے تدارک کی ضرورت پیدا ہوئی، تاکہ مہنگائی اور بیرونی کھاتے پر توجہ دے کر مالی منڈیوں میں معاشی نمو معتدل ہوسکے (**شکل 3.1**)۔ اس لیے اسٹیٹ بینک نے م س 21ء میں موافق زری موقف برقرار رکھنے کے بعد م س 22ء میں پالیسی ریٹ کو خاصا سخت رکھتے ہوئے اسے مجموعی طور پر 675 بی پی ایس تک بڑھاکر 7.0 فیصد سے 13.75 فیصد کردیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک نے طلب کے دباؤ اور مہنگائی کی توقعات پر قابو پانے کے لیے ضوابطی اقدامات بھی متعارف کرائے۔

جولائی 2021ء کے دوران زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس کے موقع پر مہنگائی کے دباؤ میں بظاہر کمی آئی۔ اپریل 2021ء میں اگرچہ مہنگائی بلند سطح پر رہی، تاہم یہ 11.1 سے کم ہوکر جون 2021ء میں 9.7 فیصد رہ گئی۔ مزید برآں، قوزی مہنگائی شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں مستحکم رہی، جبکہ جولائی 2021ء میں مہنگائی کی توقعات پست ہوگئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کووڈ کی وجہ سے معاشی سرگرمیوں میں جو سُست روی آئی تھی، اس کی بحالی مزید پختہ ہوئی۔ علی الخصوص، م س 21ء میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں 11.6 فیصد نمو آئی، دوسری طرف بلند تعدّد کے حامل طلبی اظہاریوں نے مسلسل زبردست نمود کھائی۔

شکل 3.1: مہنگائی اور جاری کھاتے کا توازن

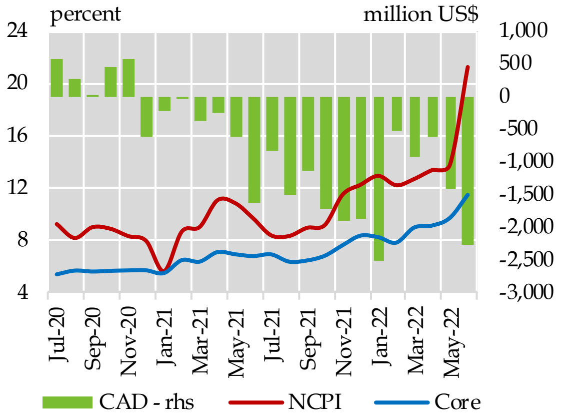

Source: Pakistan Bureau of Statistics & State Bank of Pakistan

شکل 3.2: مہنگائی کا تخمینہ اور 12 ماہی حرکت پذیر اوسط-م س 22ء (فیصد)

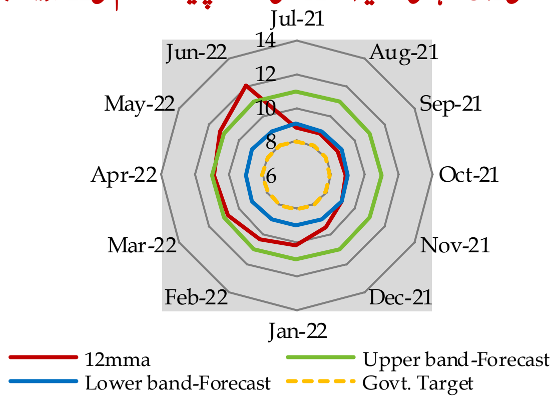

Source: Pakistan Bureau of Statistics, Planning Commission and SBP projections and calculations

اسٹیٹ بینک نے ان پیش رفتوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے م س22ء میں مہنگائی کا تخمینہ 7 تا 9 فیصد مقرر کیا جس میں نچلے (کمی) اور اوپری (بیشی) خطرات موجود ہیں۔ اوپری خطرات میں: (i) اجناس کی عالمی قیمتوں میں توقع سے زائد اضافہ، (ii) توانائی کی قیمتوں اور پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی میں اضافہ؛ (iii) شرح مبادلہ میں غیر موافق ردّوبدل، جس سے درآمدی مہنگائی کی صورتِ حال خراب ہوسکتی ہے اور (iv) مالیاتی رساؤ شامل ہیں، جس سے ملکی طلب مزید بڑھ سکتی تھی۔ بنیادی نچلا عامل وبا کا دوبارہ پھیلاؤ تھا، جس سے ملکی اور عالمی معاشی بحالی کا عمل تعطل کا شکار ہوسکتا تھا۔ زری پالیسی کمیٹی نے ملکی معیشت کی مسلسل بحالی اور مہنگائی کے منظرنامے میں بہتری کے پیشِ نظر جولائی 2021ء کے فیصلے میں پالیسی ریٹ 7 فیصد پر برقرار رکھا۔

جیسے جیسے پہلی سہ ماہی گذری اجناس کی عالمی قیمتوں میں مستقل اضافے اور ملک کے طلبی دباؤ نے مہنگائی اور جاری کھاتے کے لیے خطرات پیدا کرنے شروع کردیے۔ وسعت پر مبنی غیر متوقع مالیاتی پالیسی اور زری پالیسی کے مسلسل موافق موقف نے معاشی بحالی کی رفتار توقعات سے زیادہ بڑھادی۔ زرعی کارکردگی بھی اطمینان بخش رہی جیسا کہ چاول، مکئی اور گنے کی فصلوں کے زیرِ کاشت رقبے میں اضافے سے عیاں ہے۔ اسٹیٹ بینک نے ان رجحانات کی بنیاد پر م س22ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی نمو کا تخمینہ 4.0 تا 5.0 فیصد لگایا۔ تاہم، معاشی بحالی کے توقع سے تیزتر مشترکہ اثرات، اجناس کی قیمتوں میں اضافہ اور بیرونی کھاتے کا دباؤ روپے کی قدر میں کمی پر منتج ہوا، جس سے درآمدی مہنگائی میں مزید اضافہ ہوا۔ لہٰذا، جولائی اور اگست 2021ء میں نہ صرف ماہانہ مہنگائی میں سرعت آئی بلکہ گھریلو اور کاروباری دونوں زمروں کی مہنگائی کی توقعات بھی گذشتہ سروے کی نسبت تھوڑی سی بڑھ گئیں۔

زری پالیسی کمیٹی کو سال بھر مہنگائی کے دباؤ پر قابو پانے کے لیے مناسب پالیسی ردعمل اور معاشی بحالی کا تحفظ کرنے کے تقاضے کے مابین توازن پیدا کرنے کا چیلنج درپیش رہا۔ وبائی صورتِ حال کی غیر یقینی میں کمی ہونے کے ساتھ ساتھ معاشی بحالی پختہ ہوتی نظر آئی اور نمو کی پائیداری یقینی بنانے، مہنگائی کی توقعات پر قابو پانے اور جاری کھاتے کے خسارے کی نمو پر گرفت مضبوط کرنے کے لیے زری پالیسی کے بندوبست میں تبدیلی درکار تھی۔ چنانچہ زری پالیسی کمیٹی نے ستمبر 2021ء میں معاشی بحالی کے اس پختہ مرحلے پر پالیسی ریٹ 25 بی پی ایس بڑھاکر 7.25 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا، جو سمت کی تبدیلی کی عکاسی کرتا ہے کیونکہ 14 ماہ تک برقرار رہنے کے بعد زری پالیسی موقف میں تبدیلی آئی تھی۔

دوسری سہ ماہی میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں مسلسل اضافے، ملکی توانائی کی قیمتوں میں اضافہ اور معاشی سرگرمیوں میں زبردست توسیع نے مہنگائی کا دباؤ مزید بڑھادیا؛ جبکہ جاری کھاتے کے خسارے کے منظرنامے کو لاحق خطرات اور بھی زیادہ نمایاں ہوگئے۔ بالخصوص، نومبر 2021ء میں ماہ بہ ماہ قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت دہائیوں کی بلند سطح پر پہنچ گئی، جبکہ اس مہینے تجارتی خسارہ بھی بلند رہا۔ اس دوران ملکی طلب کے بلند تعدّد اظہاریوں کے بلند تعدّد سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشی نمو میں تیزی رہی، گوکہ فروخت اور اشیا سازی کی چند مصنوعات کی پیداواری سطح معمول پر آنا شروع ہوگئی، بالخصوص گاڑیوں اور صارفی پائیدار اشیا میں۔ زری پالیسی کمیٹی نے مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے م س22ء کے لیے مہنگائی کی پیشگوئی کی سطح کو 7 تا 9 فیصد سے بڑھاکر 9 تا 11 فیصد کردیا۔

لہٰذا، زری پالیسی کمیٹی نے خطرات کے توازن کا جھکاؤ توقع سے زائد سرعت کے ساتھ نمو کی بجائے مہنگائی اور ابتر جاری کھاتے کی طرف ہوتا دیکھ کر دوسری سہ ماہی میں پالیسی ریٹ دو مرتبہ بڑھادیا گیا، یعنی نومبر 2021ء میں 150 بیسس پوائنٹس اور اس کے بعد دسمبر 2021ء میں 100 بیسس پوائنٹس کا اضافہ ہوا۔ زری پالیسی کمیٹی نے پیشگی رہنمائی بھی فراہم کی جس میں بتایا گیا کہ پالیسی ریٹ میں اضافہ کرنے سے حقیقی شرح سود تھوڑی سی مثبت رکھنے کے حتمی ہدف کا حصول قریب تھا اور بنیادی تخمینے کے مطابق قریبی مدت میں زری پالیسی کی ترتیب بالعموم برقرار رکھی جانی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک نے مہنگائی کے مضبوط ہوتے دباؤ کے لیے بھی اضافی اقدامات متعارف کرائے۔ ان میں، مطلوبہ نقد محفوظ بڑھانا، صارفی مالکاری کے لیے محتاطیہ ضوابط میں سختی اور مختلف مصنوعات کے لیے درآمدات پر کیش مارجن عائد کرنا شامل ہیں (**جدول 3.1**)۔ مزید برآں، نومبر میں زری پالیسی کمیٹی نے زری پالیسی جائزوں کی سالانہ تعداد چھ سے بڑھاکر 8 کردی، جو بہترین بین الاقوامی روایات کے مطابق زری پالیسی کی تشکیل کے عمل کو زیادہ قابلِ پیش گوئی بنانے کی کوششوں کا حصہ تھا۔

جدول 3.1: م س22ء میں طلب کو استحکام دینے والے اقدامات

زمرہ	تفصیلات	
صارفی مالکاری	محتاطیہ ضوابط نے درآمدی گاڑیوں کی مالکاری موئثر انداز سے روکی، اور ملک میں تیار کردہ / اسمبل شدہ 1000 سی سی انجن سے زیادہ استعداد کی حامل گاڑیوں کی مالکاری اور دیگر صارفی مالکاری سہولیات جیسے ذاتی قرضے اور کریڈٹ کارڈز کے حوالے سے ضوابط کے تقاضوں کو سخت کر دیا تھا۔ 1000 سی سی سے بڑے انجن کی حامل گاڑیوں پر قرضے کی سہولت کی مدت بھی پانچ سال سے کم کرکے تین سال جبکہ 1000 سی سی تک انجن والی گاڑیوں کے لیے قرضے کی مدت سات سال سے کم کرکے 5 سال کر دی گئی تھی۔	**ستمبر 2021ء**
درآمدات	اضافی 114 اشیا کی درآمدات پر 100 فیصد کیش مارجن عائد کر دیا گیا تھا۔	**ستمبر 2021ء**
محتاطیہ ضوابط	دو ہفتوں کی مدت میں جدولی بینکوں کے لیے اوسط نقدِ محفوظ کی شرائط 5 فیصد سے بڑھا کر 6 فیصد جبکہ اس کا یومیہ حجم 3 فیصد سے بڑھا کر 4 فیصد کر دیا گیا تھا۔	**نومبر 2021ء**
درآمدات	اضافی 177 اشیا کی درآمدات پر 100 فیصد کیش مارجن عائد کر دیا گیا۔	**اپریل 2022ء**

ماخذ: اسٹیٹ بینک

پاکستان کا زری پالیسی موقف معمول پر آنا عالمی تجربات کی روشنی میں تھا، کیونکہ مہنگائی کی توقعات کو قابو میں رکھنے کے لیے دنیا بھر کے کئی اور مرکزی بینکوں نے بھی سال کے دوران پالیسی ریٹ میں اضافہ کر دیا تھا۔

م س22ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران زری پالیسی کمیٹی نے پیشگی رہنمائی کے تحت پالیسی ریٹ برقرار رکھا۔ زری پالیسی اجلاس کے موقع پر جنوری 2022ء میں مہنگائی کی رفتار (ماہ بہ ماہ مہنگائی) ماندپڑنا شروع ہوگئی، جبکہ گذشتہ برس کی نسبت سال بسال مہنگائی کے اعداد و شمار قدرے بلند تھے۔ مزید برآں، جیسا کہ سیمنٹ کی ترسیل اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت، ٹریکٹرز اور کمرشل گاڑیوں سمیت بلند تعدّد کے طلبی اظہاریوں سے پتہ چلتا ہے، طلبی دباؤ معتدل ہونا شروع ہو گیا۔ رسدی حوالے سے جولائی تا نومبر م س22ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی دھیمی ہو کر 3.3 فیصد (سال بسال) رہ گئی، جو بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت اور معاشی سرگرمیوں کی رفتار کو قابو کرنے کی غرض سے کیے جانے والے متعدد اصلاحی اقدامات کے اثرات سے ظاہر ہوتا ہے۔

مارچ 2022ء میں زری پالیسی کمیٹی کے بعد میں ہونے والے اجلاس میں بھی کمیٹی نے پالیسی ریٹ برقرار رکھا، جس میں یہ نوٹ کیا گیا کہ ایندھن اور بجلی کی قیمتوں میں کمی، جس کا اعلان حکومتی ریلیف پیکیج میں کیا گیا، کے باعث مہنگائی کے منظر نامے میں بہتری آئی، جو ریلیف پیکیج کی مدت سے مشروط ہے۔ مزید برآں، مالیاتی ایکٹ (ضمنی) 2022ء کے نفاذ سے بجٹ کی نسبت اضافی مالیاتی یکجائی اور م س23ء میں مہنگائی کے منظر نامے میں بہتری ظاہر ہوتی ہے۔ فروری 2022ء میں شہری علاقوں میں قوزی مہنگائی کم ہوئی جبکہ ملکی طلب میں سُست روی نے جاری کھاتے کے خسارے پر دباؤ بھی کم کر دیا۔

فروری 2022ء میں تجارتی خسارے میں مزید 10 فیصد ماہ بہ ماہ کمی آئی، حالانکہ عالمی قیمتوں میں اضافے کے باوجود ایک ماہ قبل ہی اس میں 29 فیصد کمی آئی تھی۔ بلند تعدّد اظہاریوں سے معلوم ہوا کہ نمو معتدل ہوتی رہے گی۔

م س22ء کی تیسری سہ ماہی میں صارفین اور کاروباری اداروں کی مہنگائی کی توقعات، گوکہ بلند تھیں، مجموعی طور پر جوں کی توں رہیں۔ بالخصوص، جنوری 2022ء میں صارفین کی مہنگائی کی توقعات کا اشاریہ لگ بھگ نومبر 2021ء کی سطح پر رہا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشیا کی بلند قیمتوں سے جنم لینے والے مہنگائی کے ثانوی دور کے اثرات قابو میں رہے۔ اسی طرح، فروری 2022ء میں کاروباری اداروں کی مہنگائی کی توقعات کا اشاریہ سابقہ سطح پر مستحکم رہا، جس میں دسمبر 2021ء میں بڑی کمی آئی تھی۔

عین اس وقت جب معاشی اظہاریوں میں استحکام آنا شروع ہوا، تو کچھ عالمی اور ملکی پیش رفتوں نے م س22ء کی آخری سہ ماہی میں پاکستان کے معاشی استحکام کو سنگین چیلنجز سے دوچار کر دیا۔ اوّل، یوکرین کے بحران کا آغاز عالمی معیشت کے لیے سنگین رسدی دھچکے پر منتج ہوا۔ جب اس تنازع کے اثرات رسدی زنجیر میں تعطل اور اجناس کی قیمتوں میں تازہ اضافے کے ذریعے دنیا بھر میں پھیلے، تو اس نے مہنگائی کے منظر نامے اور پاکستان کے بیرونی کھاتے کو بھی ابتر کر دیا۔ دوم، امریکی فیڈرل ریزرو نے 2008ء کے بعد سے پہلی مرتبہ مارچ 2022ء میں شرح سود بڑھادی اور 2022ء کے دوران فیڈ ریٹ میں زبردست سختی کا پروگرام واضح کیا۔ یہ اور اس کے ہمراہ اہم مرکزی بینکوں کی جانب سے پالیسی میں متوقع سختی کے اثرات عالمی مالی حالات پر مرتب ہونے کا امکان تھا۔ دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کی طرح پاکستان کو بھی ایکویٹی منڈیوں سے خالص رقوم کے انخلا کا سامنا تھا، جبکہ بیرونی مالکاری کی لاگت بھی بڑھ گئی، جس سے پاکستان کے بیرونی کھاتے پر دباؤ بڑھ

گیا۔ سوم، ملکی سیاسی عدم استحکام کے ہمراہ پالیسی کی غیر یقینی سے معاشی منظر نامہ مزید سنگین ہو گیا۔ چہارم، چین میں کووڈ وبا کی نئی لہر سے رسدی زنجیر میں پیدا ہونے والے تعطل نے مہنگائی کے منظر نامے کو نئے خطرات سے دوچار کر دیا۔

شکل3.1.1 الف: مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت

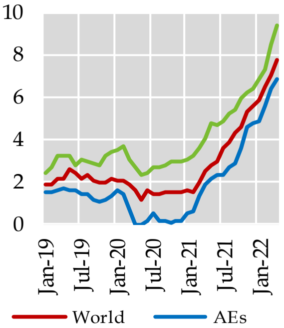

شکل3.1.1ب: مہنگائی کا تسلسل بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت

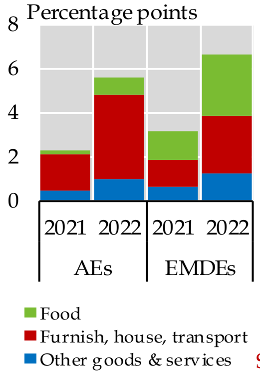

Source: World Bank

اپریل 2022ء میں زری پالیسی کمیٹی نے اپنے ایک ہنگامی اجلاس میں ان پیش رفتوں کی روشنی میں پالیسی ریٹ 250 بیسس پوائنٹس بڑھا کر 12.25 فیصد جبکہ مئی 2022ء میں اسے مزید بڑھا کر 13.75 فیصد کر دیا گیا۔ م س 22ء میں زری پالیسی کمیٹی نے عمومی اوسط قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کی پیشگوئی میں ترمیم کر کے اسے 11 فیصد سے تھوڑا بڑھا دیا۔

شکل3.1.2: ہدف سے متجاوز مہنگائی

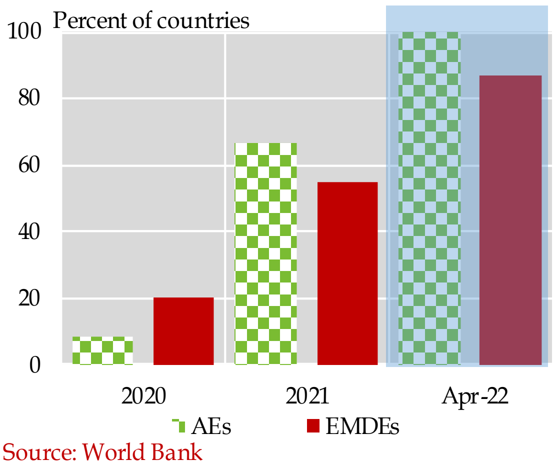

Source: World Bank

باکس 3.1: جنوبی ایشیائی ممالک–مہنگائی کی برداشت کی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں

عالمی معیشت کی بحالی کی مستحکم رفتار کے باعث کووڈ سے متعلق رسدی زنجیر میں رکاوٹیں اور موسمی حالات کی غیر یقینی کے باعث سال 2021ء میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا رجحان رہا۔[1] روس یوکرین تنازع کے باعث 2022ء میں معیشتوں کو نرخوں کے مزید دباؤ کا سامنا رہا(**شکل 3.1.1 الف** اور **ب**) کیونکہ حملے اور اس کے نتیجے میں روس پر پابندیوں کی وجہ سے پہلے ہی سے اجناس کی بلند قیمتوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں نہ صرف بڑا اضافہ ہوا بلکہ یہ ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی ترقی پذیر معیشتوں (ای ایم ڈی ایز) دونوں میں مرکزی بینکوں کی اہدافی شرحوں سے تجاوز کر گئی (**شکل 3.1.2**)۔ اسی تناظر میں 2022ء میں جنوبی ایشیا کی ابھرتی ہوئی ترقی پذیر معیشتوں پر یوکرین میں تنازع کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ جنوبی ایشیا میں صارفی مہنگائی میں بہ سرعت اضافہ ہو رہا ہے اور اس نے مرکزی بینکوں کے اہداف سے تجاوز کرنا شروع کر دیا ہے (**شکل 3.1.2**)۔

2022ء کے دوران مختلف خطوں میں بلحاظِ حصہ عمومی مہنگائی میں توانائی اور غذائی گروپ پیش پیش رہے (**شکل 3.1.1ب**)۔ ترقی یافتہ معیشتوں میں تیل اور گیس کے نرخوں میں اضافے نے توانائی کی لاگت میں بڑھانے میں بڑا کردار ادا کیا۔ تاہم، ابھرتی ہوئی ترقی پذیر معیشتوں میں صارفی باسکٹ میں غذا کے بڑے حصے کے پیشِ نظر ایندھن کی بلند قیمتوں کے ہمراہ غذائی اشیا کی قیمتوں میں اضافے نے بھی مجموعی مہنگائی بڑھانے میں بڑا کردار ادا کیا۔[2] بیشتر معیشتوں میں طلبی دباؤ کے ساتھ ساتھ رسدی زنجیر کے مسائل کی وجہ سے بیشتر معیشتوں میں قوزی مہنگائی بھی قبل از وبائی دور کی شرحوں سے متجاوز ہو گئی۔[3] اسی طرح، جنوری 2022ء کے بعد سے پاکستان میں مہنگائی کے دباؤ میں نہ صرف بڑی حد تک اضافہ ہوا بلکہ یہ ماسوا سری لنکا جنوبی ایشیا کی دیگر معیشتوں سے بلند رہی۔ توانائی اور غذائی مہنگائی نے عمومی مہنگائی کے اعداد و شمار بڑھانے میں بنیادی کردار ادا کیا (**شکل 3.1.3**)۔ تاہم، پاکستان کے معاملے میں کرنسی کی قدر میں بڑی تخفیف اور بیرونی شعبے کی بڑھتی ہوئی زد پذیری نے درآمدی مہنگائی کے اثرات بڑھا دیے (**شکل 3.1.4**)۔

3.2 زری مجموعے

م س 22ء میں زرِ وسیع کی نمو 13.6 فیصد رہی، جو گذشتہ برس 16.2 فیصد تھی۔[4] اثاثوں کے اعتبار سے بنیادی طور پر یہ خالص بیرونی اثاثوں میں کمی کے اثرات ہیں، جس سے زری رسد کی نمو سکڑ گئی۔ اس کے برخلاف گذشتہ برس کی نسبت م س 22ء میں خالص ملکی اثاثے دگنے سے بھی زیادہ بڑھ گئے (**جدول 3.2**)۔

1 تفصیلات کے لیے پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے م س 22ء 'بعنوان پاکستانی معیشت کی کیفیت' کا باکس 3.1 ملاحظہ کیجیے۔

2 ایف ڈیوڈ (2015ء)، ''عالمی غذائی قیمتیں اور ملکی مہنگائی: مختلف ممالک سے چند شواہد''، آئی ایم ایف ورکنگ پیپر

3 عالمی اقتصادی منظر نامہ، اپریل 2022ء

4 جون 2021ء میں ایم ٹو تا جی ڈی پی تناسب 44 فیصد تھا، جو جون 2022ء میں کم ہو کر 41 فیصد رہ گیا۔

شکل 3.1.3: جنوبی ایشیائی ممالک میں مہنگائی

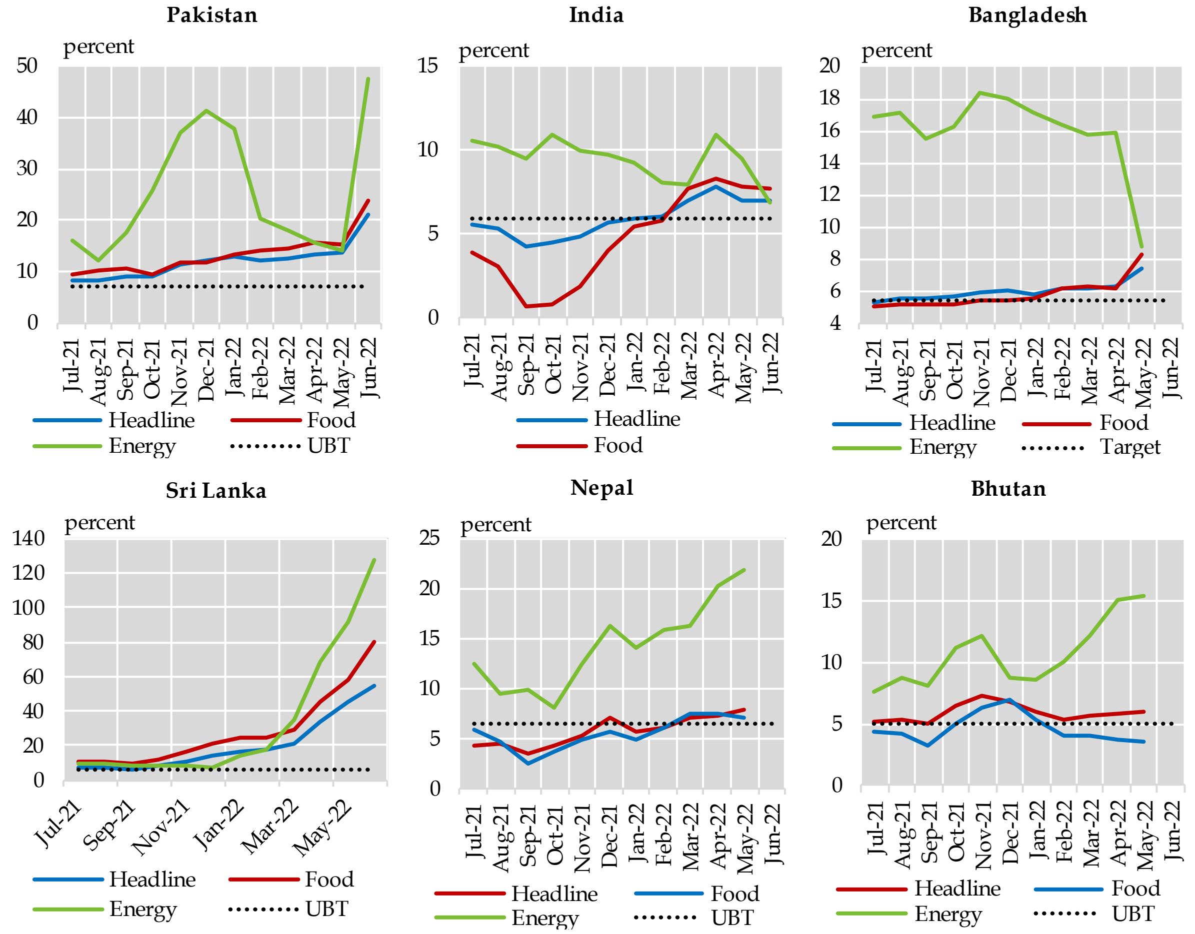

*UBT: Upper Band Target
Source: Central Bank Websites, Haver Analytics

بینکاری نظام سے حکومتی میزانی قرض گیری میں بڑے اضافے اور نجی قرضوں کے استعمال نے خالص ملکی اثاثوں میں اضافہ کر دیا، جس میں اوّل الذکر کا اثر غالب رہا۔ اجناس کی قیمتوں میں اضافے، اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں اور اور عالمی عوامل کی بنا پر معاشی سرگرمیوں میں توسیع سے م س22ء میں نجی شعبے کے قرضے بڑھ کر 1612.1 ارب روپے تک پہنچ گئے، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 766.2 ارب روپے تھے۔ اسی طرح بینکاری نظام سے سرکاری قرضوں کی طلب بھی بلند سطح پر رہی۔ اس کے ساتھ ساتھ م س 22ء میں حکومت کی اجناس خریدنے کی ایجنسیوں کے قرضوں نے بھی خالص ملکی اثاثے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

م س 22ء کی چاروں سہ ماہیوں میں خالص بیرونی اثاثے مسلسل سکڑتے رہے۔ مجموعی طور پر م س22ء میں خالص بیرونی اثاثوں میں 1481.3 ارب روپے کی کمی آئی، اس کی نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 1240.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ م س22ء میں یہ کمی بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں 1493.8 ارب روپے کمی کے باعث ہوئی، جبکہ م س21ء کے دوران اس میں 1111.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ اس سے سال کے دوران جاری کھاتے کے خسارے میں بڑی کمی کا اثر ظاہر ہوتا ہے، جو م س22ء کے دوران بڑھ کر 17.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، اس کی نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے میں یہ حجم محض 2.8 ارب ڈالر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ بیرونی قرضوں کی طے شدہ واپسی نے ملک کی مالکاری کی طلب بڑھادی۔ تاہم، معقول بیرونی رقوم کی عدم موجودگی میں م س22ء کے دوران یہ ادائیگیاں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں جزوی کمی لانے پر منتج ہوئیں۔

م س22ء کی تیسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بڑی کمی آئی (**شکل 3.3**)، بیرونی قرضوں کی بڑی واپسی کی وجہ سے اسٹیٹ بینک

شکل 3.3: خالص بیرونی اثاثوں کی سہ ماہی رقوم

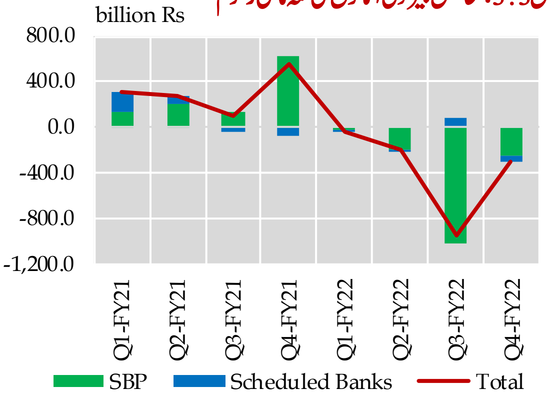

Source: State Bank of Pakistan

کے خالص بیرونی اثاثوں میں نمایاں تخفیف ہوئی۔ اس کے برعکس کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں 12.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا، اس کی نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 129.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ گذشتہ برس اور روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس کی رقوم کی نسبت م س 22ء میں اس کا جزوِ اسبب کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں 6.1 فیصد سال بسال نمو ہے۔

واجبات کے لحاظ سے م س 22ء میں زیرِ گردش کرنسی میں 9.6 فیصد اضافہ ہوا، جو م س 21ء میں 12.5 فیصد تھا۔ م س 22ء میں کمرشل بینکوں کے ڈپازٹس میں 15.0 فیصد کی نمو آئی جو گذشتہ برس 17.6 فیصد تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ م س 22ء کی پہلی ششماہی میں ڈپازٹس کی نمو میں مثبت اضافہ برقرار رہا جس کے توسط سے دسمبر 21ء میں کرنسی تا ڈپازٹ تناسب 38.2 فیصد رہ گیا۔ دسمبر 2018ء کے بعد سے کم ترین۔

تاہم، م س 22ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران نجی کاروبار، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) اور غیر بینک مالی اداروں کے ڈپازٹس نکلوائے جانے کی وجہ سے ڈپازٹس میں کمی آئی (**شکل 3.4**)۔ تین بنیادی عوامل نے ڈپازٹس کے انخلا میں اپنا کردار ادا کیا: (i) تیسری سہ ماہی میں ڈپازٹس کی نمو میں موسمی کمی کے اثرات؛ (ii) سیاسی اور پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال؛ اور (iii) م س 22ء کی تیسری سہ ماہی میں سرکاری شعبے کے تین نجی اداروں کی جانب سے یکبارگی رقوم نکلوانا۔[5]

شکل 3.1.4: شرحِ مبادلہ (قومی کرنسی / ڈالر)

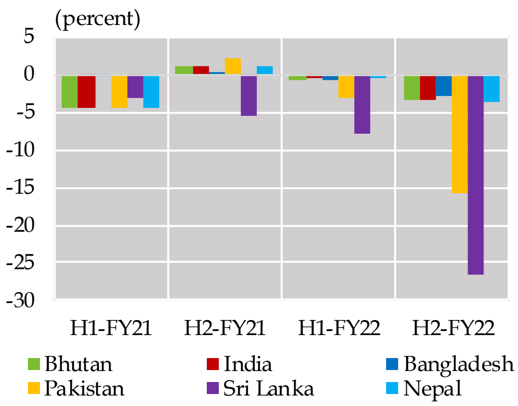

Source: Haver Analytics

تاہم مئی 2022ء کے بعد سے ڈپازٹ میں اضافہ سابقہ ڈگر پر واپس آ گیا۔ اس کے نتیجے میں جون 2022ء کے دوران کرنسی تا ڈپازٹ تناسب گھٹ کر 38.0 فیصد رہ گیا۔ اس کی بنیادی وجہ گذشتہ سہ ماہی کی نسبت موسمی حالات اور سیاسی افق پر استحکام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈپازٹ بڑھانے کے لیے سازگار پالیسیوں جیسے م س 22ء[6] کے آغاز میں ہی بینکاری ٹرانزیکشنز پر ودہولڈنگ ٹیکس کے خاتمے اور بلند شرح سود نے بھی کرنسی تا ڈپازٹ تناسب کو بہتر بنانے میں مدد دی۔

شکل 3.4: ڈپازٹ کا سہ ماہی بہاؤ

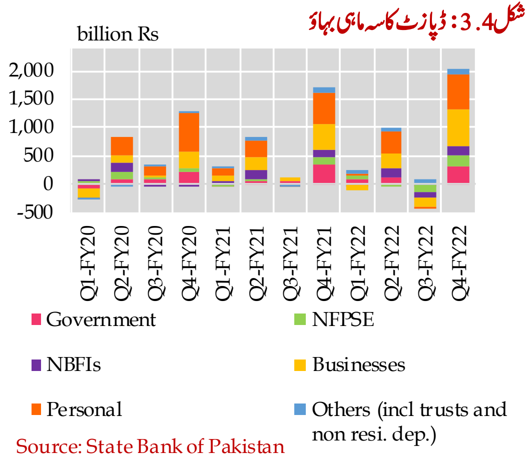

Source: State Bank of Pakistan

5 پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ، آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کمپنی لمیٹڈ اینڈ گورنمنٹ ہولڈنگ (پرائیویٹ) لمیٹڈ کی جانب سے تیتھیان کاپر کمپنی پاکستان (پرائیویٹ) لمیٹڈ (ٹی سی سی پی) کے حصص کے حصول کے لیے ڈپازٹ نکلوائے جانے کا اندراج ہوا۔ ماخذ: www.ogdcl.com/sites/default/files/Nine%20Monthly%20Report%20for%20the%20Period%20Ended%2031%20March%202022.pdf

6 وزارت خزانہ، 2021ء
www.download1.fbr.gov.pk/Docs/2021751375221891FinanceAct2021.pdf

شکل 3.5: بینکاری نظام سے سرکاری قرضے

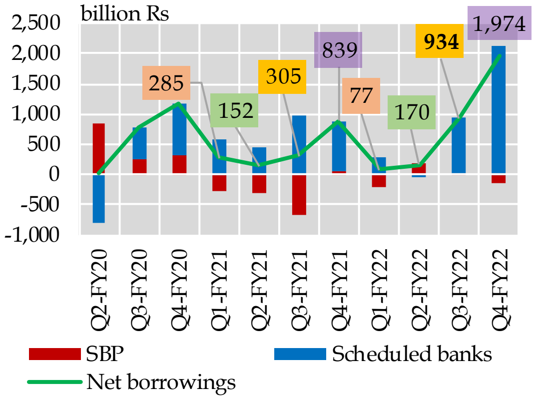

Source: State Bank of Pakistan

سرکاری قرضے

م س 22ء میں خالص میزانی قرض گیری جو گذشتہ برس 1625.2 ارب روپے تھی، لگ بھگ دُگنی ہو کر 3177.0 ارب روپے تک پہنچی۔ مالی سال کے شروع میں بینکاری نظام سے میزانی قرض گیری گذشتہ برس کی نسبت پست تھی۔ تاہم، حکومت نے اسٹیٹ بینک ترمیمی ایکٹ 2022ء کی روشنی میں اپنی مالکاری کی طلب پوری کرنے کے لیے کُلّی طور پر کمرشل بینکوں پر انحصار کیا۔ گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت م س 22ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی خسارے میں تھوڑی سی کمی آئی، اس کے ساتھ ساتھ م س 22ء کی پہلی سہ ماہی میں بھرپور بیرونی مالکاری سے ملکی بینکاری نظام پر دباؤ میں کمی آئی۔

جیسے جیسے سال گزرا بینکاری نظام پر حکومتی انحصار بڑھ گیا، علی الخصوص، م س 22ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران جس میں حکومت نے گذشتہ برس کے 304.9 ارب روپے کی نسبت 934.1 ارب روپے کے قرضے لیے۔ یہ سلسلہ چوتھی سہ ماہی میں بھی جاری رہا (**شکل 3.5**)۔ یہ امر م س 22ء کی تیسری سہ ماہی کے بعد سے مالیاتی خسارے میں نمایاں اضافے کے اثرات کا عکاس ہے۔

تاہم، م س 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران، بیرونی قرضوں کی خاطر خواہ رقوم کی عدم دستیابی کی صورت میں، مالکاری کی بڑھتی ہوئی طلب نے ملکی بینکاری نظام پر دباؤ بڑھادیا۔

ابتدائی نیلامیاں

م س 22ء کے دوران حکومت نے اپنی بیشتر مالکاری ضروریات رواں شرح کے حامل پی آئی بیز کے ذریعے پوری کیں۔ مجموعی طور پر سرکاری تمسکات کی نیلامی کے اہداف کا تقریباً 50 فیصد خالص عرصیت پر مبنی تھا، اس کے بعد ایم ٹی بیز 23 فیصد، صکوک 20 فیصد اور 6 فیصد معین شرح والے پی آئی بیز کی باری آتی ہے۔

م س 22ء میں اسٹیٹ بینک نے اپنا زری پالیسی موقف تبدیل کرتے ہوئے سال بھر میں پالیسی ریٹ مجموعی طور پر 675 بی پی ایس بڑھادیا۔ ستمبر 2021ء میں پہلی مرتبہ ریٹ بڑھانے کے بعد قلیل مدتی سودی شرحیں بڑھنا شروع ہوگئیں جو پہلے مستحکم تھیں (**شکل 3.6**)۔ قلیل مدتی شرحوں کی بنسبت طویل مدتی شرحوں میں اضافہ کم نمایاں تھا، جو میعادی پریمیم میں کمی پر منتج ہوا۔ عرصیت سے منہا، م س 22ء کی پہلی ششماہی میں ٹی بلز کے اہداف 772.6 ارب روپے رہے۔ قلیل مدتی یافتوں کے دباؤ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حکومت نے م س 22ء کی دوسری ششماہی میں عرصیت سے منہا ٹی بلز کے اہداف کم کرکے 368.5 ارب روپے کردیے۔ م س 22ء میں حکومت نے عرصیت سے منہا معین شرح پی آئی بیز کی نسبت رواں شرح پی آئی بیز کے لیے بلند اہداف مقرر کیے۔

شکل 3.6: م س 22ء میں ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ

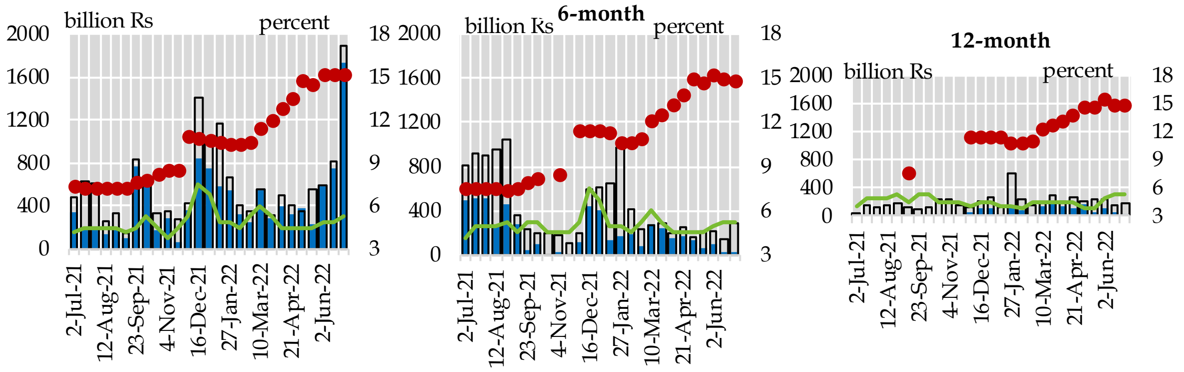

م س22ء میں مالی سال کے آغاز پر شرح سود نچلی ترین سطح تک پہنچنے کی توقع پر منڈی کا زیادہ جھکاؤ ایم ٹی بیز اور پی آئی بیز کے رواں کوپن کی جانب رہا۔ م س 22ء میں طویل مدتی معین شرح بانڈز میں منڈی کی دلچسپی بحال ہوگئی تاکہ خطِ یافت کی افقیت سے استفادہ کیا جاسکے۔

م س 22ء میں حکومت نے معین شرح والے پی آئی بیز کی طرف منڈی کی بڑھتی ہوئی رغبت کے پیشِ نظر اس کی قبولیت (عرصیت سے منہا) بڑھانے کے موقع سے فائدہ اٹھایا (**جدول 3.3**)۔ م س 22ء میں حکومت نے معین شرح والے پی آئی بیز کوپن کے عوض 1839.8 ارب روپے جمع کیے، حالانکہ اس کا ہدف 1400.0 ارب روپے تھا۔ دریں اثنا، منڈی کے شراکت داروں کو رواں شرح والے پی آئی بیز کے جانب مائل کرنے کے لیے سخت زری پالیسی کا تسلسل برقرار رکھا گیا۔ اس میں بولیوں کی قبولیت کا حجم قبل از نیلامی ہدف سے متجاوز ہوگیا تھا یعنی، م س 22ء میں 2475.0 ارب روپے کے ہدف کے عوض 2722.3 ارب روپے جمع کیے گئے۔

جہاں تک شریعت سے ہم آہنگ آلات کا تعلق ہے، تو مالی سال کے آغاز پر منڈی کی بنیادی دلچسپی متغیر رینٹل ریٹ صکوک (جی آئی ایس–وی آر آر) میں رہی، لیکن جیسے جیسے شرحوں میں اضافہ ہوا، م س 22ء کی دوسری سہ ماہی سے منڈی کی معین رینٹل ریٹ صکوک (جی آئی ایس–ایف آر آر) میں منڈی کی دلچسپی بحال ہوگئی۔ تاہم، مجموعی طور پر جی آئی ایس–وی آر آر کی قبولیت کا کُل حجم جی آئی ایس–ایف آر آر سے تجاوز کرگیا۔ یہ رجحان جی آئی ایس–وی آر آر کی نسبت جی آئی ایس–ایف آر آر کے بلند حکومتی ہدف سے بھی مطابقت رکھتا ہے۔

مالی سال کے آغاز میں ثانوی منڈی کی یافتیں قدرے مستحکم رہیں۔ تاہم، اس مالی سال کے دوران پہلی مرتبہ شرح میں اضافے کے بعد سے دوسری سہ ماہی میں دباؤ بڑھنا شروع ہوا (**شکل 3.7**)۔ نتیجتاً، پالیسی ریٹ اور سہ ماہی ٹی بل کی شرح میں تفاوت کے تسلسل سے سہ ماہی بنیادوں پر بہ سرعت اضافے کی عکاسی ہوتی ہے، اس طرح دوسری سہ ماہی میں یہ تقریباً 115 بی پی ایس رہا، اور اپریل 2022ء میں بڑھ کر 305 بی پی ایس تک بلند ہوگیا۔

شکل 3.7: ثانوی منڈی کی یافتیں

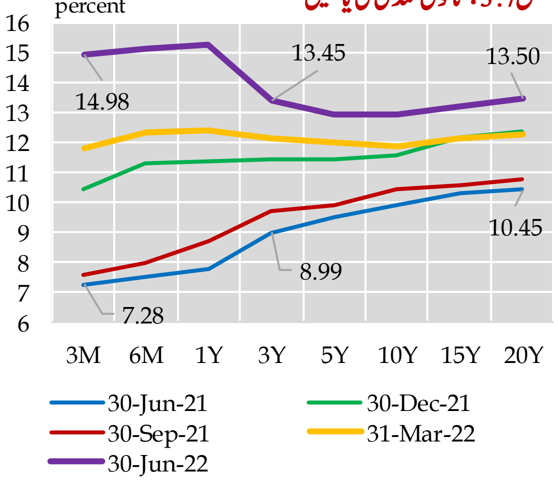

Source: Financial Market Association of Pakistan

یہ امر جن پیش رفتوں کے امتزاج سے وقوع پذیر ہوا، وہ یہ ہیں: (i) اجناس کی قیمتوں کے سُپر سائیکل کی وجہ سے بلند مہنگائی کی روشنی میں شرح سود میں اضافے کی توقعات، روس اور یوکرین کا تنازع، اور ترقی یافتہ ممالک کے مرکزی بینکوں کی جانب سے زری پالیسی میں سختی اور جاری کھاتے کے خسارے میں اضافے کے سبب شرح مبادلہ پر دباؤ؛ (ii) نان بینک اور بیرونی ذرائع سے معقول مالکاری کی کمی اور بجٹ خسارہ بڑھنے کے سبب بڑھتی ہوئی مالکاری ضروریات نے حکومت کا ملکی بینکوں پر انحصار بڑھادیا۔ (iii) نجی شعبے کی بڑھتی ہوئی قرضے کی طلب؛ (iv) توانائی پر زرِ اعانت کے خاتمے سے جنم لینے والی پالیسی کی بڑھتی ہوئی غیر یقینی اور زری پالیسی کے ہنگامی اجلاس کی منڈی کی توقعات بھی بلند تفاوت پر منتج ہوئیں۔ قلیل مدتی یافتوں میں یہ اضافہ ستمبر 2021ء کے بعد خط یافت کی افقیت پر منتج ہوا، جو بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بیرونی شعبے کی ابتر صورتِ حال کے حوالے سے منڈی کے خدشات کی عکاسی کرتا ہے۔

مہنگائی میں مسلسل اضافے، بیرونی کھاتے کی ابتری اور موجودہ معاشی حالات کے بارے میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی کی کیفیت نے مارچ 2022ء کے بعد سے ایک سال کی مدت والے تمسکات کی یافتوں کو طویل مدتی بانڈز سے زیادہ بڑھادیا۔ م س 22ء میں اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ کو مجموعی طور پر 675 بی پی ایس بڑھایا، تاہم، سہ ماہی اور ششماہی یافتیں بالترتیب 739 بی پی ایس اور 716 بی پی ایس بڑھیں، جبکہ 10 سالہ اور 15 سالہ مدت کے تمسکات کی یافتوں میں بالترتیب 247 بی پی ایس اور 265 بی پی ایس کا اضافہ ہوا۔

جدول 3.2:زری مجموعے ع

ارب روپے

	اسٹاک میں تبدیلی		نمو		ایم ٹو کی نمو میں حصہ	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
ایم ٹو (الف+ب)	3,389.7	3,305.3	16.2	13.6	16.2	13.6
الف۔ خالص بیرونی اثاثے	1,240.9	-1,481.3	240.4	-204.4	5.9	-6.1
ب۔ خالص ملکی اثاثے	2,148.8	4,786.6	10.0	20.2	10.3	19.6
میزانی قرض گیری	1,625.2	3,177.0	11.8	20.5	7.8	13.0
بینک دولت پاکستان	-1,206.3	-147.1	-18.4	-2.8	-5.8	-0.6
جدولی بینک	2,831.5	3,324.1	39.3	32.9	13.5	13.6
اجناس کے آپریشنز	90.6	229.7	11.1	25.4	0.4	0.9
نجی شعبہ	766.2	1,612.1	11.2	21.1	3.7	6.6
سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے	-53.8	-43.3	-3.7	-3.1	-0.3	-0.2
دیگر اجزا خالص	-311.0	-193.5	-20.8	-10.7	-1.5	-0.8
زر بنیاد	983.6	662.9	12.8	7.7	-	-
زیر گردش کرنسی	767.9	662.5	12.5	9.6	3.7	2.7
بینکوں کے پاس مجموعی ڈپازٹ	2,595.0	2,615.0	17.6	15.0	12.4	10.7

ع: عبوری

ماخذ: بینک دولت پاکستان

بین البینک سیالیت

م س22ء میں بینک البینک بازارِ زر میں سیالیت کی صورتِ حال گذشتہ برس کی نسبت قدرے دباؤ میں رہی۔ بازارِ زر کے واجب الادا اوسط سودے م س 21ء کے 1289.5 ارب روپے سے بڑھ کر زیر جائزہ مدت میں 2479.9 ارب روپے تک جا پہنچے۔ م س21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بازارِ زر میں سہ ماہی بنیادوں پر سیالیت پر دباؤ کے آثار ظاہر ہوئے۔ تاہم، م س 22ء میں

شکل 3.8: شیڈ ریپو منڈی

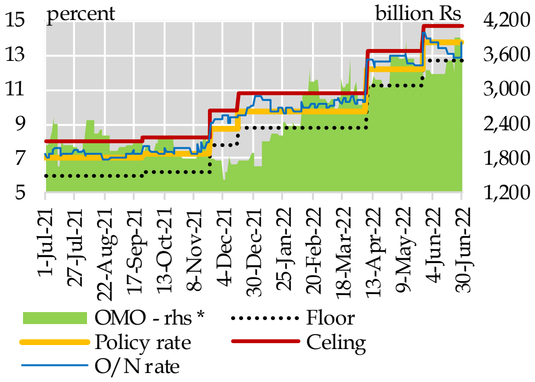

* Outstanding

Source: State Bank of Pakistan

اسٹیٹ بینک کے بازارِ زر کے ادخالات سُست روی اختیار کر گئے کیونکہ ڈپازٹ کے جمع ہونے میں اضافہ ہو گیا تھا، اور مالکاری ضروریات کے لیے آئی ایم ایف کے ایس ڈی آر کے اختصاص کی دستیابی کے سبب کمرشل بینکوں سے حکومتی قرضے محدود ہوگئے تھے۔[7] دوسری طرف، قرضوں کے بلند استعمال اور نقدِ محفوظ کی شرائط میں اضافے نے نظام میں سیالیت کے بہاؤ کو جزواً زائل کر دیا۔ بازارِ زر کے سودوں کے اوسط واجب الادا ادخالات گذشتہ سہ ماہی کے 2127.2 ارب روپے سے کم ہو کر م س22ء کی دوسری سہ ماہی میں 1875.0 ارب روپے رہ گئے۔

مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں جدولی بینکوں سے حکومتی قرضوں میں بتدریج اضافہ ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ نجی شعبے کے قرضے کی طلب اور اسٹیٹ بینک کی زرمبادلہ کی کارروائیوں نے سیالیت کے حالات مزید سخت کر دیے۔ فنڈز کی رسد کے لحاظ سے م س22ء کی تیسری سہ ماہی میں جدولی بینکوں کے ڈپازٹس میں کمی آئی۔ بعدازاں، م س22ء کی چوتھی سہ ماہی میں تمام اقسام کے ڈپازٹس میں موسمی اضافہ ظاہر ہوا، لیکن سرکاری قرضوں میں

7 م س21ء کی پہلی سہ ماہی میں آئی ایم ایف کے ایس ڈی آر اختصاص کے تحت ملک کو 2.8 ارب ڈالر موصول ہوئے۔ م س22ء کی دوسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک نے حکومت کو ویکسین مہم کی مالکاری اور کووڈ بحران کے موثر انتظام کے لیے 474.9 ارب روپے کے غیر معمولی قرضے دیے۔

جدول 3.3: نیلامی کا خلاصہ

ارب روپے

	ہدف	عرصیت	پیشکش کردہ*	قبول کردہ
ٹریژری بلز				
م س22ء کی پہلی سہ ماہی	4,700.0	4,174.6	9,335.2	4,425.4
م س22ء کی دوسری سہ ماہی	5,950.0	5,702.8	7,821.3	4,375.4
م س22ء کی تیسری سہ ماہی	4,400.0	4,528.0	7,876.0	4,158.7
م س22ء کی چوتھی سہ ماہی	4,500.0	4,004.00	8,041.91	5,684.82
م س22ء	**19,550.0**	**18,409.4**	**33,074.4**	**18,644.3**
پاکستان سرمایہ کاری بانڈز				
معین شرح				
م س22ء کی پہلی سہ ماہی	450.0	1,053.0	943.9	399.6
م س22ء کی دوسری سہ ماہی	300.0	37.0	990.1	287.6
م س22ء کی تیسری سہ ماہی	300.0	0.0	1,793.2	592.0
م س22ء کی چوتھی سہ ماہی	350.0	0.0	1,075.6	657.9
م س22ء	**1,400.0**	**1,090.0**	**4,802.8**	**1839.8**
رواں شرح				
م س22ء کی پہلی سہ ماہی	495.0	0.0	1,325.6	913.1
م س22ء کی دوسری سہ ماہی	650.0	0.0	1,004.9	606.2
م س22ء کی تیسری سہ ماہی	600.0	0.0	990.1	794.4
م س22ء کی چوتھی سہ ماہی	700.0	0.0	1,038.6	480.3
م س22ء	**2,475.0**	0.0	**4,359.2**	**2,722.3**
اجارہ صکوک				
جی آئی ایس — وی آر آر				
م س22ء کی پہلی سہ ماہی	0.0	0.0	0.0	0.0
م س22ء کی دوسری سہ ماہی	300.0	0.0	585.4	507.2
م س22ء کی تیسری سہ ماہی	225.0	0.0	313.0	201.7
م س22ء کی چوتھی سہ ماہی	225.0	0.0	514.9	430.7
م س22ء	**750.0**	0.0	**1,414.3**	**1,138.6**
جی آئی ایس — ایف آر آر				
م س22ء کی پہلی سہ ماہی	0.0	0.0	0.0	0.0
م س22ء کی دوسری سہ ماہی	75.0	0.0	185.2	80.7
م س22ء کی تیسری سہ ماہی	75.0	0.0	422.9	255.8
م س22ء کی چوتھی سہ ماہی	75.0	0.0	115.8	41.0
م س22ء	**250.0**	0.0	**746.8**	**374.7**

*صرف مسابقتی بولیاں

ماخذ: بینک دولت پاکستان

نمایاں اضافے کے سبب بینکاری نظام کی سیالیت پر اس کے اثرات کی تلافی ہوگئی۔ ان تمام عوامل نے مل کر م س22ء کی تیسری اور چوتھی سہ ماہی میں بازارِ زر کے سودوں کے اوسط واجبات بڑھ کر بالترتیب 2615.2 ارب روپے اور 3349.2 ارب روپے تک پہنچ گئے (**شکل 3.8**)۔

دریں اثنا، م س22ء میں شبینہ بازارِ زر زیادہ زدپذیر رہا، جہاں شبینہ شرحوں کا پالیسی ریٹس سے مطلق اوسط انحراف م س21ء کے 8 بی پی ایس سے بڑھ کر امسال 27 بی پی ایس رہا۔ مالی سال کی ہر سہ ماہی میں پالیسی ریٹ اور شبینہ

شکل 3.9: شبینہ شرحوں کا پالیسی ریٹ سے انحراف

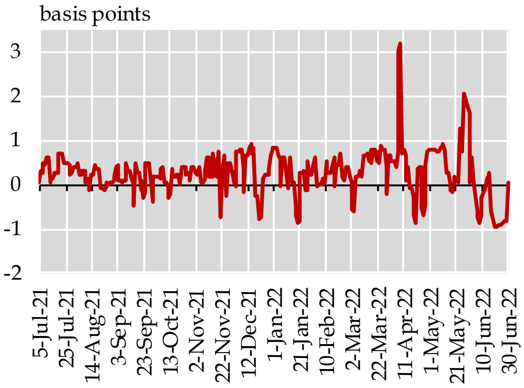

Source: State Bank of Pakistan

شرح کے مابین تفاوت تھوڑا تھوڑا بڑھتا رہا، جو بازارِ زر میں بلند زدپذیری کی علامات ظاہر کرتا ہے۔(**شکل 3.9**)۔

مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی روشنی میں بازارِ زر کی بلند شرحوں کی کلیدی عوامل منڈی کے ریٹ بڑھنے کی توقعات اور میزانی قرض گیری کی بڑھتی ہوئی حکومتی طلب کے ہمراہ نجی شعبے کی قرضوں کی بلند طلب تھے۔ شبینہ شرحوں کے پالیسی ریٹ سے بلند انحراف کو کم کرنے اور دسمبر 2021ء کی پالیسی میں درج مستقبل کے لیے ہدایات کو مزید وسعت دینے کی خاطر دسمبر تا جون م س 22ء کے دوران بازارِ زر کے سودوں کے 63 یومیہ آٹھ ادخالات اور 30 جون 2022ء کو ایک 77 یومیہ ادخال کیا گیا۔

دسمبر 2021ء میں اسٹیٹ بینک نے اسلامی بینکاری اداروں کے لیے بھی شریعت سے ہم آہنگ مضاربہ پر مبنی بازارِ زر کے سودے (ادخالات) متعارف کرائے۔[8] اسٹیٹ بینک نے اسلامی بینکاری اداروں کو معکوس ریپو/ قرضے کی سہولت کی پیشکش کی۔ یکم اپریل 2022ء کو پہلی مرتبہ شریعت سے ہم آہنگ بازارِ زر کے سودوں کی نیلامی کا انعقاد کیا گیا۔ بعد ازاں، م س 22ء کی چوتھی سہ ماہی میں ہفتہ وار بازارِ زر کے سودوں کی نیلامیوں کے ذریعے بازارِ زر کے اوسط اسلامی سودوں کا حجم 467.3 ارب روپے رہا۔ ان ادخالات سے اسلامی بینکاری اداروں کو نہ صرف سیالیت مؤثر انداز سے سنبھالنے میں مدد ملے گی بلکہ اس سے بالعموم بینکاری نظام کی سیالیت کو بھی تقویت ملے گی۔ فی الوقت یہ طریقہ کار اسلامی بینکوں کو صرف بازارِ زر کے ادخالات یا زیادہ سے زیادہ حد (سیلنگ) کی سہولت کے تحت مرکزی بینک سے قرضے حاصل

شکل 3.10: نجی شعبے کے قرضے کی نمو

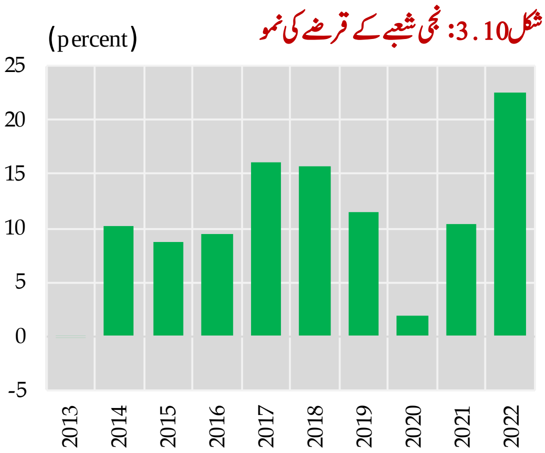

Source: State Bank of Pakistan

کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے؛ جبکہ بازارِ زر کے سودوں کا انجذاب اور کم از کم حد (فلور) کی سہولت منڈی کے اس زمرے کے لیے دستیاب نہیں ہے۔

3.3 نجی شعبے کو قرضے

م س 22ء میں معاشی سرگرمیوں میں وسعت اور پیداواری لاگت میں اضافے نے نجی شعبے کے قرضوں کی نمو 21.1 فیصد تک بڑھادی، جو گذشتہ سال 11.2 فیصد تھی (**شکل 3.10**)۔ اس کی بڑی وجہ جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ تھا، جبکہ اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں (ایل ٹی ایف ایف اور ٹی ای آر ایف) نے اس عرصے میں معین سرمایہ کاری کو جلا بخشی۔ تاہم، حقیقی لحاظ سے (ڈبلیو پی آئی سے متاثرہ)، م س 22ء میں نجی شعبے کے قرضوں میں 3.0 فیصد کمی آئی، جبکہ گذشتہ برس اس میں 1.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

مالی سال کے آغاز پر حقیقی معاشی سرگرمیوں کے لیے پالیسی کا ماحول بڑی حد تک سازگار تھا۔ بالخصوص، ترقیاتی مصارف میں اضافے کی شکل میں مالیاتی پالیسی سے اعانت، صنعت کے لیے مستقل ٹیکس مراعات، برآمدی اور تعمیراتی شعبے، وبا کے بعد بیرونی طلب کی بحالی، ہاؤسنگ اور تعمیرات کے لیے اسٹیٹ بینک کے اہداف، ٹی ای آر ایف کے تحت استعداد میں توسیع، موافق زری پالیسی کے تاخیری اثرات کے وبا کی شدت میں کمی کے باعث بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور نتیجتاً نجی شعبے کی نمو بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

8 ڈی ایم ایم ڈی سرکلر نمبر 25 برائے 2021ء، اسٹیٹ بینک

شکل 3.11: قرضوں کا سہ ماہی بہاؤ

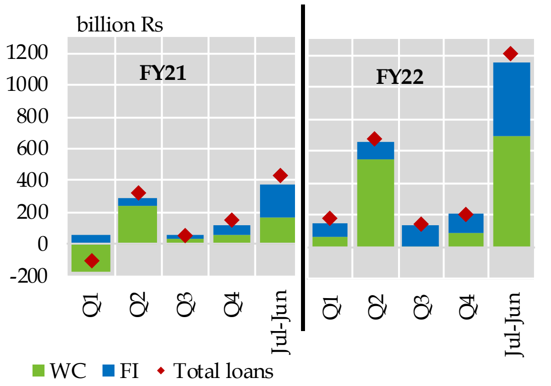

FI: Fixed Investment; WC: Working Capital
Source: State Bank of Pakistan

جیسے جیسے سال گزرا، م س 22ء میں مختلف عوامل کے امتزاج نے ملکی پیداواری لاگت بڑھادی، جس سے قرضوں کی طلب مزید بڑھ گئی۔ اوّل، اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے سے پاکستان کے بیرونی کھاتے کو دھچکا لگا، جس کے نتیجے میں روپے کی قدر میں 23.1 فیصد کمی آئی اور درآمدی خام مال کی قیمتیں بڑھ گئیں (**جدول 3.4**)۔ دوم، م س 22ء میں حکومت نے گردشی قرضوں کے انتظامی منصوبے (سی ڈی ایم پی)[9] کے تحت بجلی کی قیمتیں بڑھادیں، جس سے پیداواری لاگت مزید بڑھی اور اس کے نتیجے میں فرموں کی قلیل مدتی مالکاری طلب میں بھی اضافہ ہوا۔

م س 22ء میں جاری سرمائے کے قرضوں میں 698.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس 169.5 ارب روپے تھا۔ اس میں بیشتر اضافہ م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں ہوا، کیونکہ خام مال کی بلند لاگتوں نے موسمی قرض گیری کے اثرات میں مزید اضافہ کردیا تھا (**شکل 3.11**)۔

برآمدی شعبے نے قلیل مدتی مالکاری کی طلب بڑھادی

برآمدی سرگرمیوں میں اضافے کے سبب برآمدات سے متعلق کاروباری اداروں کی مالکاری کی طلب بلند رہی (**شکل 3.12**)۔ یہ اضافہ م س 22ء کے دوران مجموعی برآمدی حجم کے اشاریے میں 15.0 فیصد اضافے کا تسلسل ہے، جس میں گذشتہ برس 6.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

جدول 3.4: قرضوں کی طلب بڑھانے والے عوامل

فیصد تبدیلی

	م س 21ء	م س 22ء
اضافی پیداواری لاگت		
شرح مبادلہ (روپے/ڈالر)	6.7	-23.1
بجلی کے نرخ	10.8	22.6
ملکی ایندھن کی قیمتیں	-1.0	37.8
کپاس کی قیمتیں	17.9	69.1
تعمیراتی خام مال کی اشیا	5.8	11.4
بین الاقوامی پام آئل کی قیمتیں	45.0	49.6
معاشی سرگرمیوں میں وسعت		
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	11.6	11.9
بجلی کی پیداوار	6.9	9.6
برآمدی حجم کا اشاریہ	6.0	15.0
تیار ملبوسات	-23.3	44.5
فروخت		
کاروں کی فروخت	56.7	54.9
پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت	16.3	14.4
عارضی صارفی مصنوعات	22.3	17.4
سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام	11.2	33.5
ترسیلاتِ زر	27.3	6.1

ماخذ: اسٹیٹ بینک، وزارتِ خزانہ، پاکستان دفتر شماریات، آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچرز ایسوسی ایشن، پاکستان آٹو مینوفیکچرز ایسوسی ایشن، آئل کمپنیوں کی مشاورتی کونسل، نیپرا، عالمی بینک

قرضوں کے حوالے سے اشیاسازی میں ٹیکسٹائل کے شعبے کا غلبہ رہا، جس نے م س 22ء میں 237.7 ارب روپے کا قرضہ لیا، اس کی نسبت گذشتہ برس 42.6 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ بیشتر اضافہ پہلی ششماہی میں ہوا۔ م س 22ء کی تیسری سہ ماہی میں ٹیکسٹائل فرموں نے 24.9 ارب روپے واپس کیے، اس کی نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 18.2 ارب روپے کی رقم واپس کی گئی تھی۔ ٹیکسٹائل سے منسلک کاروباری اداروں نے برآمدات بڑھانے کے لیے قلیل مدتی مالکاری سے استفادہ کیا، جیسا کہ سال کے دوران ٹیکسٹائل کی اہم برآمدی مصنوعات کے بلند حجم سے ظاہر ہے۔ مثلاً، م س 22ء میں تیار ملبوسات کا برآمدی حجم 55.3 فیصد بڑھا، اس کی نسبت گذشتہ برس اس میں 23.3 فیصد کمی آئی تھی۔ متعدد معاون عوامل میں بعد از وبا بیرونی طلب کی بحالی، ٹیکس اور ڈیوٹی کا اجرا اور بجلی پر زرِ اعانت کے باعث

9 گردشی قرضوں کے انتظامی منصوبے کے باعث بجلی کے نرخوں میں تبدیلی آئی تھی تاکہ لاگت کی وصولی یقینی بنائی جاسکے۔ آئی ایم ایف (2021ء)۔ دوم، سوم، چہارم اور پنجم جائزے توسیعی فنڈ فیسلٹی کے تحت توسیعی بندوبست اور دوبارہ رسائی کی درخواست کی وساطت سے - پریس ریلیز؛ اسٹاف رپورٹ؛ اسٹاف سپلیمنٹ، اور پاکستان کے بارے میں ایگزیکٹو ڈائریکٹر کا بیان۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف

شکل 3.12: مالکاری کی قسم

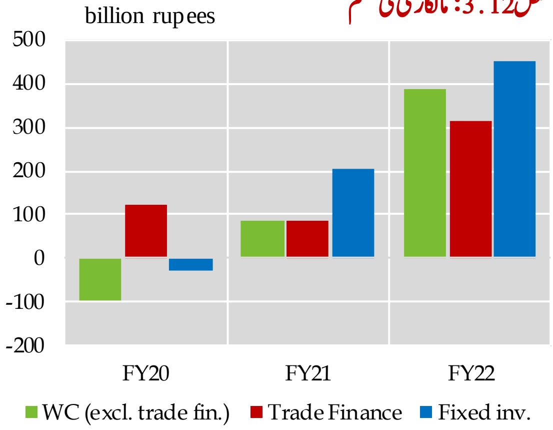

Source: State Bank of Pakistan

جولائی تا مئی م س22ء کے دوران ٹیکسٹائل کی پیداوار میں اضافہ ہوا(**باب 5**)۔ اس کے ساتھ ساتھ کپاس کی قیمتوں میں اضافے کے رجحان نے قرضے کی طلب مزید بڑھادی۔

م س22ء کے دوران پاکستان میں کپاس کی پیداوار 8.3 ملین گانٹھیں رہی، جو شعبے کی طلب پوری کرنے کے لیے ناکافی تھی، جس کی وجہ سے سال کے دوران کپاس کی قیمتوں میں 69.1 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔[10] م س22ء میں طلب و رسد کے فرق کو ختم کرنے کے لیے ملک میں خام کپاس کی تقریباً 4.6 ملین گانٹھیں درآمد کی گئیں۔[11] تاہم، م س22ء میں روپے کی قدر میں بڑی کمی نے کپاس کی عالمی قیمتوں میں تقریباً 57 فیصد اضافے کے اثرات مزید بڑھادیے، جس سے شعبے کی قرضے کی طلب مضبوط ہوئی۔

نان ٹیکسٹائل شعبے کے قرضے نمایاں رہے

چینی کے شعبے نے بھاری قرضے لیے

م س22ء میں چینی کے شعبے نے 49.2 ارب روپے کے قرضے لیے، گذشتہ برس یہ حجم 16.0 ارب روپے تھا (**جدول 3.5**)۔ م س22ء کی پہلی سہ ماہی میں قرضوں کی واپسی کے بعد چینی سازوں نے گنے کے کرشنگ سیزن کے آغاز کے ساتھ آئندہ سہ ماہیوں میں قرض گیری بڑی حد تک بڑھادی۔ اس امر کی وضاحت م س22ء میں گنے کی پیداوار 9.6 فیصد بڑھ کر 88.8 ملین میٹرک ٹن تک پہنچنے سے ہوتی ہے، گذشتہ برس 81.0 ملین میٹرک ٹن تھی۔

شکل 3.13: پٹرولیم مصنوعات کی صفائی (نفع بعد از ٹیکس)*

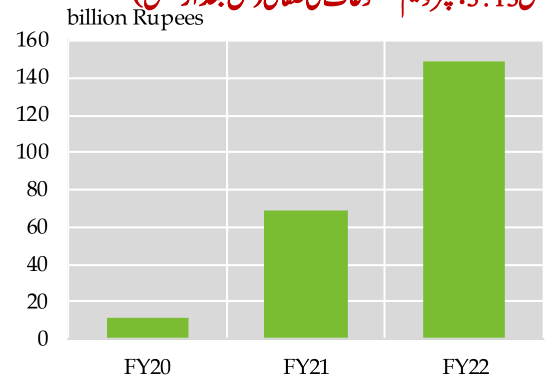

*Financial statement analysis of selected non-financial listed companies during Jul-Mar
Source: State Bank of Pakistan

چاول کی پیداوار اور برآمدات بڑھنے سے رائس پروسیسنگ قرضے تھوڑے بہت بڑھے

م س22ء کے دوران چاول کی پراسیسنگ فرموں نے 27.2 ارب روپے کے قرضے لیے، جس کا حجم گذشتہ برس 26.7 ارب روپے تھا۔ م س22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضوں کی عمومی موسمی واپسی کے بعد اس شعبے کی تمام تر قرض گیری دوسری سہ ماہی میں عمل میں آئی، جب چاول کی پراسیسنگ فرموں نے برآمدات بڑھانے کے لیے بینکوں سے مالکاری حاصل کی۔ بالخصوص، م س22ء میں چاول کی پیداوار میں 10.7 فیصد سال بسال اضافہ ہوا، جس کی وساطت سے م س22ء کے دوران چاول کا برآمدی حجم 35 فیصد سال بسال بڑھا۔

اجناس کی بلند قیمتوں اور روپے کی قدر میں کمی نے درآمدی نوعیت کے حامل شعبوں کے قرضے کی طلب بڑھادی

کاغذ اور اس کی مصنوعات سازی کی فرموں کے قرضے بڑھ گئے

م س22ء میں کاغذ اور کاغذی مصنوعات سازی کے شعبے نے 24.9 ارب روپے کے قرضے لیے، اس کی نسبت گذشتہ برس یہ حجم 2.3 ارب روپے تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ شرح مبادلہ میں تخفیف نے درآمدی خام مال کی قیمتیں بڑھادیں، م س22ء میں کاغذی مصنوعات کی پیداوار میں 10.6 فیصد سال

10 ماخذ: کراچی کاٹن ایسوسی ایشن

11 م س19 تا21ء کے دوران مل کے شعبے کی صرفیت اوسطاً 12 ملین گانٹھوں سے زائد رہی۔

جدول 3.5: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے

(بہاؤ ارب روپے میں)

	مجموعہ		جاری سرمایہ**		معین سرمایہ کاری	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
نجی شعبے کے کاروباری ادارے	441.4	1,215.5	169.5	698.8	203.5	451.4
اشیا سازی	258.2	903.0	111.1	610.0	141.5	279.6
ٹیکسٹائل	26.3	364.1	-42.6	237.7	66.0	122.2
شکر	24.1	47.3	16.0	49.2	7.9	-1.9
لوہا اور فولاد	28.0	44.2	20.4	32.4	7.5	11.8
چاول کی پروسیسنگ	28.0	33.1	26.7	27.2	1.3	5.7
کاغذ اور کاغذی مصنوعات	6.4	40.9	2.3	24.9	4.1	16.0
موٹر گاڑیاں	-15.8	29.9	-23.7	18.2	7.9	10.7
بنیادی دواسازی کی مصنوعات	18.5	11.0	6.2	9.2	12.3	0.0
سیمنٹ، چونا اور پلاسٹر	0.2	42.6	-8.0	7.9	7.8	34.3
نباتی اور جانوروں کے تیل اور چربی	34.8	6.2	29.2	4.4	5.6	1.5
صاف شدہ پیٹرولیم مصنوعات	13.7	2.9	13.1	4.4	0.5	-1.5
کھاد	37.6	-1.5	41.0	-9.9	-3.4	8.4
ٹیلی کمیونیکیشن	21.8	91.2	9.3	-4.3	12.4	95.4
بجلی کی پیداوار، تقسیم اور ترسیل	66.5	58.8	7.2	17.2	59.7	41.7
زراعت، جنگلات اور ماہی گیری	12.1	34.2	17.0	19.2	-5.0	13.9
کان کنی اور کوہ کنی	-15.8	-3.1	-13.4	-8.6	-2.4	5.5
نقل و حمل اور ذخیرہ کاری	-5.9	13.5	-5.9	10.0	-0.1	2.9
تھوک اور خردہ تجارت	16.6	69.3	7.5	64.3	8.4	2.7
رئیل اسٹیٹ سرگرمیاں	1.5	6.2	-1.0	0.7	-2.7	0.7
تعمیرات	24.9	33.9	3.0	-0.4	-16.7	-4.4

*م س21ء اور م س22ء میں مجموعی قرضے بشمول 68.4 ارب روپے اور 65.3 ارب روپے تعمیراتی مالکاری، جیسا کہ قرضوں کے اعداد و شمار جون 2020ء سے ترمیم شدہ ہیں، جس کی وجہ نجی شعبے کے کاروباری اداروں میں شعبہ جاتی تطبیق ہے (آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 28 برائے 2020ء)۔ چنانچہ اس جدول میں ضروری نہیں مجموعی قرضے جاری سرمائے اور معین سرمایہ کاری قرضوں کے مجموعے کے برابر ہوں؛ ** جاری سرمائے میں تجارتی مالکاری شامل ہے۔

ماخذ: بینک دولتِ پاکستان

بسال نمو کے باعث قرضوں میں اضافہ ہوا، اس کی نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے میں پیداوار 3.4 فیصد بڑھی تھی۔

پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات بڑھنے سے تھوک اور خردہ تجارت کی قرضے کی طلب بڑھی

م س22ء میں تھوک اور خردہ تاجروں نے 64.3 ارب روپے کے قلیل مدتی قرضے لیے، اس کی نسبت گذشتہ سال قرضوں کا استعمال 7.5 ارب روپے تھا۔ یہ امر بڑی آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات کی مالکاری کے لیے قرضوں کی عکاسی کرتا ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں وسعت نے ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی طلب بڑھادی، جو م س22ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں 14.4 فیصد نمو سے ظاہر ہوتا ہے۔ بیشتر ملکی طلب درآمدات سے پوری کی گئی، جو م س 22ء میں پیٹرولیم مصنوعات کے حجم میں 28.3 فیصد نمو پر منتج ہوئی۔ بلند درآمدی حجم اور قیمتوں نے مل کر آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کے قرضوں میں نمایاں اضافہ کیا۔

نرخ بڑھنے سے صاف شدہ پٹرولیم کی قیمتوں میں اضافہ ہوا

پیٹرولیم مصنوعات صاف کرنے والے شعبے نے تیل کی ملکی طلب اور عالمی قیمتوں میں اضافے سے فائدہ اٹھایا، جو جولائی تا مارچ م س22ء میں ان کی بلند نفع آوری سے ظاہر ہوتا ہے (**شکل 3.13**)۔ ملکی صنعت پیٹرولیم مصنوعات کی صفائی کے لیے بڑی حد تک درآمدی خام تیل پر منحصر ہے۔ اگرچہ م س22ء

جدول3.6: صارفی مالکاری

بلحاظ ارب روپے میں	م س20ء	م س21ء	م س22ء
مجموعہ	**-7.9**	**174.0**	**192.2**
مکاناتی قرضے	-12.8	23.8	97.1
گاڑیوں کے قرضے	-4.3	97.0	59.7
کریڈٹ کارڈز	-1.3	12.0	17.7
ذاتی قرضے	9.2	43.0	16.4
صارفی پائیدار اشیا	1.3	-1.8	1.2

ماخذ: بینک دولت پاکستان

میں خام تیل کی درآمدات میں 5.3 فیصد اضافہ ہوا، تاہم اس عرصے میں درآمدی اکائی قیمتیں 71.3 فیصد بڑھیں۔ روپے کی قدر میں نمایاں کمی نے تیل کی عالمی قیمتوں کے اثرات کو مزید بڑھادیا، جس سے شعبے کی قرضے کی طلب بڑھ گئی۔ تاہم م س22ء کی پہلی ششماہی میں تیل صاف کرنے کے شعبے کے بلند قرضے م س 22ء کی دوسری ششماہی میں لگ بھگ مکمل طور پر ادا کردیے گئے، کیونکہ سال کے دوران بہتر نفع آوری اور سیالیت کی صورت حال نے اس شعبے کو قلیل مدتی قرضوں کی واپسی میں مدد دی۔

معین سرمایہ کاری قرضوں کا حجم زیادہ رہا

م س 22ء میں معین سرمایہ کاری قرضوں کا حجم دگنے سے بھی زیادہ ہوکر 451.4 ارب روپے ہوگیا، جو گذشتہ برس 203.5 ارب روپے تھا۔ نجی شعبے کے کاروباری اداروں نے مشینری کی درآمدات اور استعداد کاری کے لیے اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں (ایل ٹی ایف ایف اور ٹی ای آر ایف) سے استفادہ کیا۔ آخر جون 2022ء تک ٹی ای آر ایف کے تحت 436 ارب روپے کے کُل منظور شدہ قرضوں کے عوض 340 ارب روپے (تقریباً 78 فیصد) جاری ہوئے، اور م س22ء میں 201 ارب روپے کا اجرا ہوا۔

م س22ء میں اشیاسازی کے شعبے میں ٹیکسٹائل سے منسلک ادارے 122.2 ارب روپے کے قرضوں کے ساتھ سرفہرست رہے، گذشتہ برس یہ حجم 66.0 ارب روپے تھا۔ ٹیکسٹائل شعبے نے ایل ٹی ایف ایف اور ٹی ای آر ایف، اور عالمی طلب کی بحالی سے فائدہ اٹھاکر استعداد کاری کے لیے طویل مدتی قرضے لیے جو م س22ء کے دوران ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات میں 29.3 فیصد نمو پر منتج ہوا۔

شکل3.14: مکاناتی اور تعمیراتی قرضے

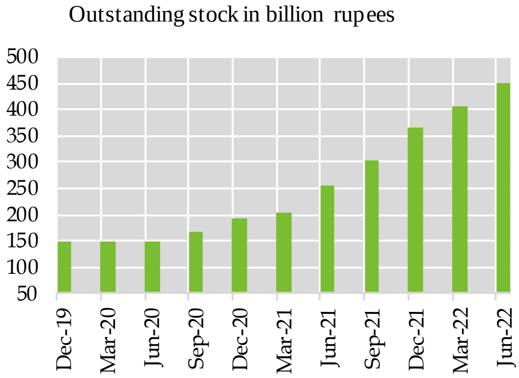

Source: State Bank of Pakistan

اشیا سازی میں ٹیکسٹائل کے ساتھ ساتھ سیمنٹ کا شعبہ معین سرمایہ کاری قرضوں کے استعمال کنندگان میں دوسرے نمبر پر تھا۔ م س 22ء میں اس شعبے کے قرضوں میں 34.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس 7.8 ارب روپے تھا۔ یہ تمام تر اضافہ م س22ء کی تیسری سہ ماہی میں مرتکز تھا، کیونکہ بڑے سیمنٹ ساز اداروں نے استعداد کاری اور مشینری کی خریداری کے لیے بینک مالکاری کی راہ اپنائی تھی۔

غیر اشیاساز اداروں میں ٹیلی کمیونیکیشن شعبے نے بلند سرمایہ کاری قرضے حاصل کیے۔ م س22ء میں اس شعبے نے 95.4 ارب روپے کے قرضے لیے، اس کی نسبت گذشتہ برس یہ حجم 12.4 ارب روپے تھا۔ بنیادی طور پر یہ اضافہ موبائل فون کمپنیوں کی جانب سے لائسنس کی تجدیدی فیس اور ٹیلی کام مشینری کی درآمدات کے لیے قرضوں کے حصول کا باعث ہوا۔

شکل3.15: گاڑیوں کے قرضے

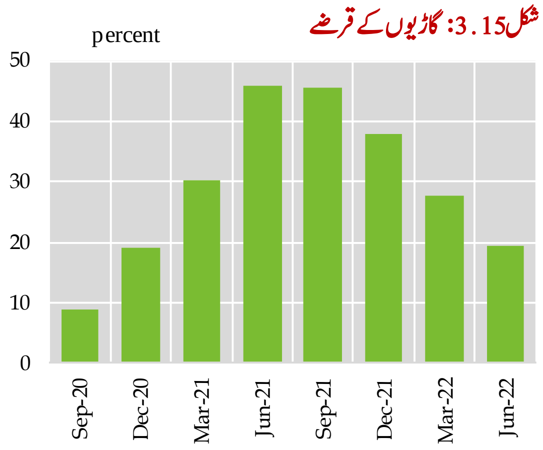

Source: State Bank of Pakistan

شکل 3.16: سال بسال مہنگائی - حصہ (شہری علاقے)

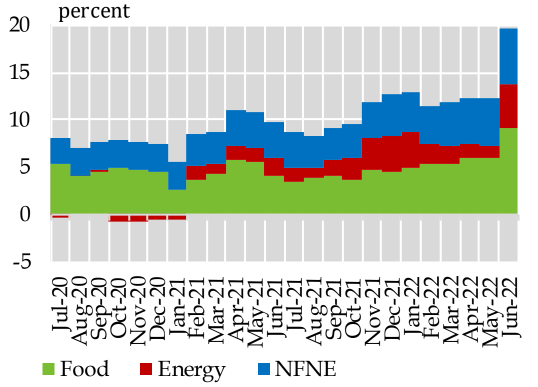

Source: Pakistan Bureau of Statistics

دریں اثنا، بجلی کے شعبے نے بھی بینک مالکاری حاصل کی، البتہ وہ گذشتہ برس سے کم تھی۔ م س 22ء میں اس شعبے نے 41.7 ارب روپے کے قرضے لیے، جو گذشتہ برس 59.7 ارب روپے تھے۔ زیادہ بڑا اضافہ پہلی سہ ماہی میں ہوا، کیونکہ ایک اہم یوٹیلٹی کمپنی نے ادارے کی ملکیت تبدیل کرنے کی خاطر اپنی بنیادی کمپنی کا قرض واپس کرنے کی غرض سے قرضہ لیا۔

مکاناتی اور تعمیراتی قرضے پھلے پھولے

تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی قرضوں کی طلب مضبوط رہی

م س 22ء کے دوران لوہے اور فولاد کی فرموں کے جاری سرمائے کے قرضوں میں 32.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس 20.4 ارب روپے تھا۔ یہ اضافہ معیشت کی تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے، یہ امر جولائی تا مئی م س 22ء کے دوران فولاد سازی میں 16.3 فیصد نمو سے عیاں ہے، جو گذشتہ برس 4.9 فیصد تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ تعمیراتی شعبے کے لیے حکومتی پیکیج کے علاوہ کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں مسلسل اضافہ بھی تعمیرات اور اس سے منسلک صنعتوں کی سرگرمیوں کو مسلسل بڑھانے میں بھی نمایاں رہا۔

م س 22ء میں سرکاری شعبے کے منصوبوں پر بھی کاموں میں تیزی آئی، جس کی عکاسی م س 22ء میں سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے مصارف میں 33.5 فیصد اضافے سے ہوتی ہے، جس میں گذشتہ برس 11.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ تعمیرات کے شعبے کے علاوہ عماراتی خام مال کی لاگت میں اضافے نے بھی تعمیراتی شعبے کی قرضے کی طلب بلند کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے مکاناتی اور تعمیراتی مالکاری کو فروغ دینے کی کوششوں کے سبب مکاناتی اور تعمیراتی شعبے کے واجب الادا قرضے جون 2022ء میں تقریباً دگنے ہو کر 450.8 ارب روپے تک جا پہنچے جو ایک سال پہلے 256.7 ارب روپے تھے (**شکل 3.14**)۔[12]

مزید برآں، صارفی مالکاری کے تحت ہاؤس بلڈنگ قرضوں میں اضافہ درج کیا گیا، جسے حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے ملک میں مکاناتی اور تعمیراتی مالکاری کو فروغ دینے کی غرض سے م س 22ء سے جاری اقدامات سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ آخر جون 2022ء تک پست لاگتی مکاناتی اسکیم کے تحت بینکوں نے کُل 236.0 ارب روپے کے قرضے منظور کیے، جس میں سے 99.8 ارب روپے کے قرضے جاری کیے گئے۔ اسٹیٹ بینک نے جولائی 2020ء میں مکاناتی اور تعمیراتی مالکاری کو مزید فروغ دینے کی غرض سے بینکوں کو یہ اہداف جاری کیے کہ وہ آخر دسمبر 2021ء تک مکاناتی اور تعمیراتی مالکاری کو ملک میں نجی قرضوں کے 5 فیصد تک بڑھادیں۔[13] 30 جون 2022ء تک تقریباً 98 فیصد سہ ماہی اہداف حاصل کر لیے گئے ہیں۔[14]

صارفی مالکاری میں سست روی دیکھنے میں آئی

م س 22ء دو پہلوؤں سے مختلف تھا۔ اوّل، گذشتہ برس کی نسبت پالیسی کا ماحول کم سازگار رہا، کیونکہ جون 2021ء میں پالیسی ریٹ 7.0 فیصد تھا، جو جون 2022ء میں 675 بی پی ایس اضافے کے ساتھ 13.75 فیصد تک پہنچ گیا۔ دوم، اسٹیٹ بینک نے بالعموم درآمدات کو بحیثیتِ مجموعی دھیما کرکے معیشت کی ملکی طلب معتدل کرنے اور بالخصوص ملک کے توازنِ ادائیگی کو

12 مکاناتی اور تعمیراتی جزدان میں یہ اجزا شامل ہیں: (i) تعمیراتی مالکاری کے مقاصد کے لیے نجی شعبے کو قرضے؛ (ii) صارفی مالکاری کے تحت ہاؤس بلڈنگ قرضے؛ (iii) رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ مینجمنٹ کمپنیوں کے جاری کردہ صکوک / ٹی ایف سیز / بانڈز میں براہ راست سرمایہ کاری اور یا مالکاری؛ (iv) رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ کے جاری کردہ یونٹس / حصص میں سرمایہ کاری قابلِ اطلاق تمام دیگر ضوابط سے مشروط ہے؛ (v) پاکستان مورگیج ری فنانس کمپنی (پی ایم آر سی) کے جاری کردہ صکوک / بانڈز میں سرمایہ کاری، تاہم، پی ایم آر سی کے صکوک / بانڈز میں سرمایہ کاری اور پی ایم آر سی سے حاصل شدہ نومالکاری میں سے لاگت، اخراجات اور گھسائی منہا کرکے اسے لازمی ہدف کے لیے رکھا جائے گا؛ اور (vi) مائیکرو فنانس بینکوں کی جانب سے اہل قرض گیروں کو مکاناتی مالکاری کی فراہمی کے لیے ان اداروں کی جانب سے رقوم کی تقسیم کی اصل حد۔

13 دسمبر 2021ء میں ان اہداف کو مزید بڑھاتے ہوئے دسمبر 2022ء تک بینکوں کے ملکی نجی شعبے کے قرضوں کا 7 فیصد کر دیا گیا۔

14 ماخذ: آئی ایچ ایس ایم ای ایف ڈی کے سرکلر نمبر 2 برائے 2022ء، بتاریخ 21 جنوری 2022ء اس لنک پر دستیاب ہے: https://www.sbp.org.pk/smefd/circulars/2022/C2.htm

جدول 3.7: اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت

اشیا	شہری علاقے						دیہی علاقے					
	وزن*	م س22ء		مالی سال			وزن*	م س22ء		مالی سال		
		شش1	شش2	م س21ء	م س22ء	حصہ*		شش1	شش2	م س21ء	م س22ء	حصہ*
صارف اشاریہ قیمت	100.	10.1	13.5	8.1	11.8		100.0	9.4	15.8	10.0	12.6	
غذا اور نان الکحل مشروبات	30.4	10.7	16.6	13.1	13.7	4.3	40.9	8.4	17.9	13.4	13.2	5.6
تلف پذیر غذائی اشیا	4.5	-6.1	24.4	0.1	7.5	0.3	5.8	-7.2	30.6	-1.2	9.0	0.5
غیر تلف پذیر اشیا	26.0	14.0	15.4	15.7	14.7	4.0	35.1	11.4	16.2	16.1	13.9	5.1
گندم	0.6	7.4	14.3	31.2	10.9	0.1	3.5	5.0	13.3	31.6	9.2	0.4
آٹا	3.0	15.8	16.1	17.5	16	0.5	3.4	14.3	17.4	20.6	15.9	0.5
خوردنی تیل	1.1	42.9	55.9	15.0	49.9	0.6	0.6	46.3	62.9	19.3	55.4	0.4
گوشت	2.0	16.8	23.9	11.7	20.7	0.5	1.7	17.3	23.8	11.5	21.0	0.4
دودھ تازہ	7.1	11.6	13.5	13.9	12.5	0.9	10.4	8.9	12.6	8.6	11.0	1.1
سبزی گھی	1.0	44.5	55.3	18.9	50.4	0.6	2.4	43.6	60.1	20.2	52.6	1.5
دال مسور	0.2	16.6	47.2	9.3	32.1	0.0	0.2	14.4	47.6	14.3	31.1	0.1
چائے	0.8	4.7	11.7	1.7	8.2	0.1	1.3	4.0	11.5	2.0	7.7	0.1
کپڑے اور جوتے	8.0	10.4	11.2	9.9	10.8	0.9	9.5	8.9	11.0	10.3	9.9	1.0
اقامت، بجلی، گیس	27.0	10.8	8.4	5.7	9.6	2.5	18.5	13.8	13.1	7.5	13.5	2.3
بجلی چارجز	4.6	32.1	14.6	10.8	22.6	0.9	3.4	32.1	14.6	10.8	22.6	0.7
گھریلو تزئین و آرائش کی اشیا	4.1	9.8	13.9	7.2	11.9	0.5	4.1	10.6	16.7	10.2	13.7	0.5
صحت	2.3	9.2	10.3	8.0	9.7	0.2	3.5	7.8	10.2	8.9	9.0	0.3
ٹرانسپورٹ	6.1	15.9	32.5	1.2	24.4	1.5	5.6	13.7	32.8	1.2	23.4	1.3
موٹر ایندھن	2.9	26.3	48.0	-0.7	37.5	1.2	2.5	25.1	48.5	-0.9	37.1	1.0
مواصلات	2.4	3.6	2.8	0.9	3.2	0.1	2.0	0.9	1.0	0.4	1.0	0.0
تفریحی اور ثقافتی	1.7	6.7	9.8	3.3	8.3	0.1	1.4	7.5	11.1	6.5	9.3	0.1
تعلیم	4.9	2.2	7.5	1.1	4.9	0.2	2.1	3.8	5.2	2.0	4.5	0.1
ریستوران اور ہوٹل	7.4	9.8	15.5	8.6	12.7	0.2	6.2	8.3	16.2	8.4	12.3	0.8
متفرق اشیا و خدمات	4.8	8.9	11.9	10.7	10.4	0.5	5.0	8.3	13.4	12.8	10.9	0.6
غیر غذائی غیر توانائی	53.7	7.0	9.2	6.0	8.1	4.3	42.6	7.2	10.8	7.6	9.0	3.7

* م س22ء میں وزن اور حصہ

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

سہارا دینے کی غرض سے محتاطیہ ضوابط کا اعلان کیا۔ کلّی طور پر م س22ء میں صارفی قرضے گذشتہ برس کے 174.0 ارب روپے بڑھ کر 192.2 ارب روپے تک جا پہنچے (**جدول 3.6**)۔

گاڑیوں کے قرضوں میں کمی آئی

م س22ء میں گاڑیوں کے قرضے کم ہو کر 59.7 ارب روپے رہ گئے جو گذشتہ برس 97.0 ارب روپے تھے۔ بلند سودی شرحوں کے ہمراہ اس کمی کو دو اور عوامل سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اوّل، م س22ء میں اسٹیٹ بینک کے محتاطیہ ضوابط میں ترامیم، جس کی بنا پر گاڑیوں کے قرضوں کی رفتار بتدریج کم ہوئی۔ وہ ترامیم یہ ہیں: (i) گاڑیوں کے قرضوں کی سہولت کی زیادہ سے زیادہ مدت 7 سال سے کم کرکے 5 سال کرنا؛ (ii) کوئی بھی شخص تمام بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں سے زیادہ سے زیادہ 3 ملین روپے کی مالکاری حاصل کرنے کا مجاز ہے؛ (iii) گاڑیوں کے قرضوں کے حصول کے لیے کم از کم یکمشت ادائیگی (ڈاؤن پیمنٹ) 15 سے بڑھا کر 30 فیصد کرنا۔[15]

15 ماخذ: اسٹیٹ بینک: اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز بتاریخ 23 ستمبر 2021ء۔

شکل 3.17: مہنگائی کی توقعات

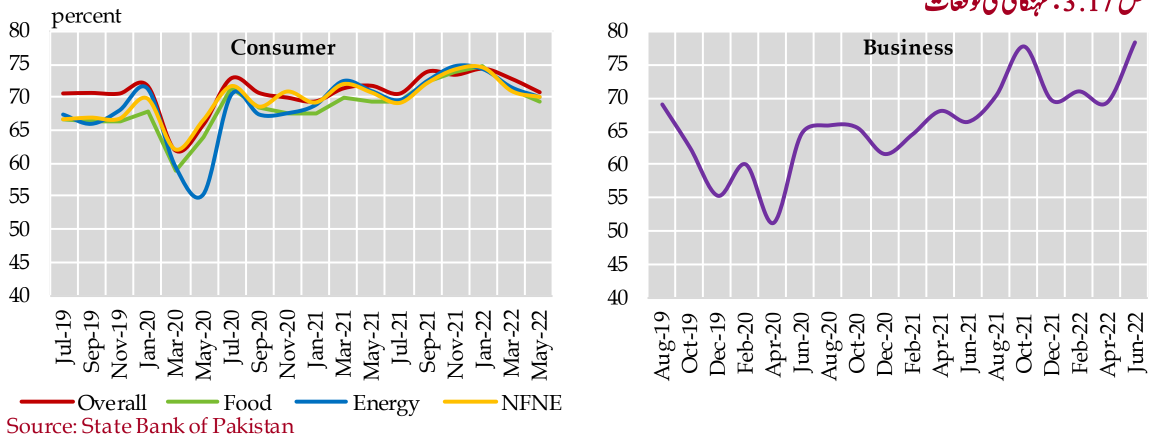

Source: State Bank of Pakistan

دوم، جنوری 2022ء میں حکومت نے ملک میں بننے یا اسمبل ہونے والی گاڑیوں پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی بڑھادی۔[16] ان ضوابطی اقدامات کے اثرات گاڑیوں کے لیے قرضوں پر بھی نظر آئے، کیونکہ زیر جائزہ مدت میں اس ضمن کے قرضے مائل بہ اعتدال ہوتے رہے تھے (**شکل 3.15**)۔ اس کے ہمراہ م س22ء کی دوسری سہ ماہی کے بعد سے گاڑی سازوں نے بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت صارف کو منتقل کرنے کے لیے کاروں کی قیمتوں میں بڑا اضافہ کردیا، کیونکہ شرح مبادلہ میں سکڑاؤ اور باربرداری کے چارجز میں اضافے نے صنعت کے لیے خام مال کی لاگت کو بڑھادیا (ملاحظہ کیجیے پیرا بعنوان مہنگائی)۔

3.4 مہنگائی

م س22ء میں مہنگائی کا دباؤ مسلسل بڑھتا رہا اور قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت گذشتہ برس کی 8.9 فیصد کی سطح سے بڑھ کر 12.2 فیصد تک پہنچ گئی، جو اسٹیٹ بینک کے 9 تا 11 فیصد کے تخمینے سے متجاوز ہے۔[17] جیسے جیسے سال گزرا، م س22ء کی چوتھی سہ ماہی میں قومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 16.1 فیصد تک جاپہنچی جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 10.6 فیصد تھی۔ بالخصوص، جون 2022ء میں عمومی اور قوزی مہنگائی دونوں میں بڑی حد تک اضافہ ہوا، جو 14 برسوں میں بلند ترین تھا (**شکل 3.16**)۔ وسعت کے اعتبار سے مہنگائی شہری اور دیہی دونوں ذیلی اشاریوں میں وسیع البنیاد تھی۔

م س22ء کے دوران مہنگائی میں اضافہ متعدد عوامل کے باعث ہوا، جو یہ ہیں: (i) مختلف عوامل جیسے رسدی زنجیر میں تعطل کے باعث اجناس کی عالمی قیمتوں میں پائیدار اضافہ (توانائی، غذا اور دھاتی گروپ)؛ خوردنی تیل، گندم اور مکئی جیسی اجناس کی رسدی کمی میں طوالت؛ وبائی دور کے بعد عالمی طلب کی بحالی؛ اور روس یوکرین تنازع؛ (ii) م س22ء میں غیر متوقع مالیاتی ادخال کے ملکی طلب پر اثرات؛ (iii) آمدنی کی سطحوں میں اضافہ اور معاشی سرگرمیاں بڑھنا؛ (iv) گردشی قرضوں کے انتظامی منصوبے کے تحت بجلی کے نرخوں میں اضافہ؛ اور (v) م س22ء میں شرح مبادلہ میں 23.1 فیصد کی کمی۔ م س22ء میں ان تحرکات کی عکاسی کرتے ہوئے مہنگائی کی توقعات بڑھ گئیں، جس کا تعین ایس بی پی آئی بی اے اعتمادِ صارف سروے اور اعتمادِ کاروبار سروے میں کیا گیا (**شکل 3.17**)۔[18]

ان کلیدی عوامل کے ساتھ ساتھ م س22ء کی تیسری سہ ماہی میں چند ایک تلف پذیر اجناس جیسے ٹماٹر، تازہ پھل اور سبزیوں کی رسد میں کمی (**شکل 3.18**) اور ضمنی مالیات ایکٹ کے تحت ٹیکس کی شرحوں میں اضافے نے بھی

16 جنوری 2022ء میں 1300 سی سی کاروں پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں 2.5 فیصد اضافہ کردیا گیا، 1301 تا 2000 سی سی کاروں پر 5 فیصد اور 2000 سی سی سے زائد کی کاروں پر 10 فیصد کردی گئی۔ (ماخذ: www.fbr.gov.pk/Categ/Federal-Excise-Act/346)۔

17 اسٹیٹ بینک کا تخمینہ برائے قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت جولائی م س21ء کی بنسبت م س22ء میں کم ہوکر 7 تا 9 فیصد کی حد میں آگیا۔ تاہم، سال کے شروع میں ظاہر ہونے والے اُوپری خطرات کے احساس کے تناظر میں ابتدائی مہینوں کے دوران مہنگائی کے حقیقی اعدادوشمار توقعات سے بڑھ گئے۔ لہٰذا، اسٹیٹ بینک نے دسمبر 2021ء کے زری پالیسی کمیٹی اجلاس میں م س22ء کے لیے مہنگائی کے تخمینے کی حد بڑھادی تھی۔

18 ستمبر 2021ء، نومبر 2021ء، جنوری 2022ء، مارچ 2022ء اور مئی 2022ء میں اعتمادِ صارف سروے کرایا گیا، جبکہ اکتوبر 2021ء، دسمبر 2021ء، فروری 2022ء، اپریل اور جون 2022ء میں اعتمادِ کاروبار سروے کرایا گیا۔

شکل 3.18: مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی

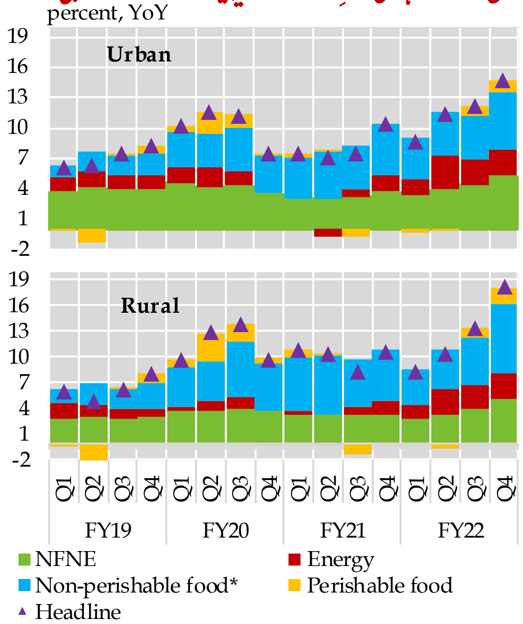

*Inclusive of alcohol beverages and readymade food

Source: Pakistan Bureau of Statistics & SBP calculations

سال کے دوران مہنگائی کا دباؤ بڑھا دیا۔ اسٹیٹ بینک نے مہنگائی کے اس دباؤ پر قابو پانے کی غرض سے پالیسی موقف تبدیل کیا اور سال کے دوران پالیسی ریٹ میں 675 بی پی ایس کا اضافہ کیا۔ تاہم، زری پالیسی کے اشاروں کی منتقلی میں تاخیر کے پیشِ نظر سال کے دوران مہنگائی بلند سطح پر رہی۔

غذائی گروپ مہنگائی کا سب سے بڑا سبب

م س22ء میں غذائی گروپ، خاص طور پر غیر تلف پذیر زمرہ، کا مہنگائی کے اضافے میں تقریباً ایک تہائی حصہ ہے (**جدول 3.8**)۔ عالمی غذائی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے ہمراہ چند اجناس (بالخصوص، دودھ اور گوشت) کے طلب و رسد کے میں فرق نے م س22ء کی تیسری سہ ماہی کے بعد سے اس گروپ سے پیدا ہونے والے مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ کر دیا۔[19]

اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافہ مہنگائی کے دباؤ کی کلیدی وجہ تھی

شہری علاقوں میں مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں تقریباً دس فیصد حصہ غذا کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے براہ راست اثرات کے باعث ہوا، جس کی

شکل 3.19: گوشت اور دودھ کا حصہ

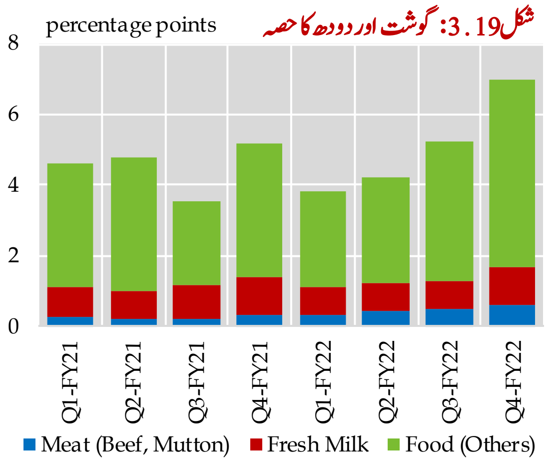

Source: Pakistan Bureau of Statistics & SBP calculations

وجہ سے ترسیلی لاگت میں اضافہ اور خوردنی تیل، گھی اور چائے کی قیمتیں بڑھ گئی تھیں اور روپے کی قدر میں کمی نے بھی اس میں اپنا حصہ ڈالا۔ م س22ء کی دوسری ششماہی میں غذائی مہنگائی میں اضافے نے اجناس کی عالمی قیمتوں میں بڑھنے کی چغلی کھائی۔

خاص طور پر سال بھر میں خوردنی تیل کے ساتھ ساتھ نباتی گھی کا غذائی مہنگائی میں سب سے بڑا حصہ رہا۔ پام آئل اور سویابین کی قیمتیں جون 2022ء سے بتدریج مائل بہ پرواز رہیں، جس کی وجہ اہم فصلیں پیدا کرنے والے علاقوں میں ناموافق موسمی حالات کے ساتھ ساتھ کووڈ وبا کے باعث کارکنوں کی کمی تھی۔[20] م س22ء میں نرخوں کے دباؤ کے باعث انڈونیشیا سے برآمدات میں کمی کے خدشات ظاہر ہوئے، جو پام آئل کا دنیا کا سب سے بڑا برآمد کنندہ ہے، مارچ 2022ء کے بعد پام، سوئے اور تِلّی کے بیج کے تیل کی قیمتیں مزید بڑھیں کیونکہ روس یوکرین تنازع کی وجہ سے سورج مکھی کے تیل کی برآمدات میں کمی آ گئی تھی۔ لہٰذا، سال بھر میں خوردنی تیل کی وجہ سے شہری مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں 1.2 فیصدی پوائنٹس کا اضافہ ہوا۔[21]

م س22ء کی دوسری سہ ماہی کے بعد سے اجناس کی عالمی قیمتوں کے دباؤ کے باعث چائے کی پتی، جس کا شہری غذائی باسکٹ میں حصہ 2.3 فیصد ہے، کی قیمتیں بھی بلند رہیں۔ کینیا دنیا بھر میں چائے کی پتی کا سب سے بڑا برآمد کنندہ

19 م س22ء کی تیسری اور چوتھی سہ ماہی میں شہری علاقوں میں غذائی مہنگائی 14.0 فیصد سے بڑھ کر 18.3 فیصد تک پہنچ گئی جو م س22ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہی میں بالترتیب 10.1 فیصد اور 11.0 فیصد تک پہنچ گئی۔

20 ایف اے او غذائی قیمت اشاریہ–دسمبر 2021ء

21 ایف اے او غذائی قیمت اشاریہ–مارچ 2021ء

شکل 3.20: تلف پذیر غذائی گروپ

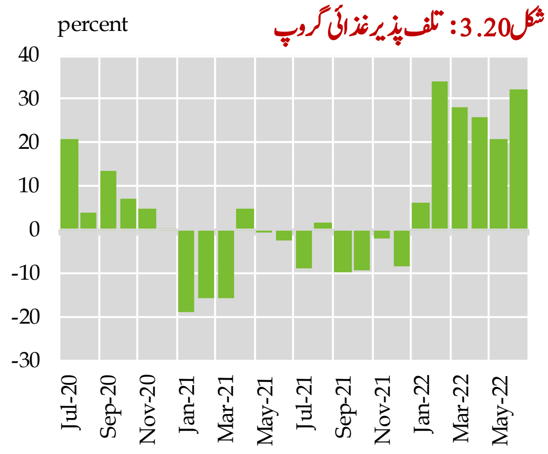

Source: Pakistan Bureau of Statistics

ملک ہے،[22] وہاں حکومت کی جانب سے چھوٹے کاشت کاروں کو تحفظ دینے کی غرض سے کم از کم تحفظی نرخ متعارف کرائے جانے کی وجہ سے سال کے دوران اس جنس کی عالمی قیمتوں کے دباؤ میں مزید اضافہ ہوا(**جدول 3.7**)۔ باربرداری کی لاگت میں اضافے نے بھی مختلف دالوں کی قیمتیں بڑھانے میں کردار ادا کیا۔[23] بالخصوص، دال مسور، دال چنا، ثابت چنے کی قیمتوں میں دوہندسی مہنگائی درج کی گئی۔

طلب و رسد کاکردار اور غذائی مہنگائی کی بالواسطہ لاگت

سال کے دوران لائیو اسٹاک (گائے، بکرے کا گوشت اور دودھ) کا شہری اور دیہی غذائی مہنگائی میں تقریباً 27 فیصد کا غالب حصہ رہا(**جدول 3.7**)۔ بالخصوص، گوشت کے گروپ میں مہنگائی مسلسل بڑھ رہی ہے اور گذشتہ تین برسوں سے قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت سے مجموعی طور پر تجاوز کررہی ہے۔اس زمرے میں اضافے کا رجحان طلب ورسد کے فرق کی عکاسی کرتا ہے، کیونکہ ملک میں کمزور قدری زنجیر کے ساتھ ساتھ ملکی رسد کو داؤ پر لگا کر گذشتہ برسوں میں گوشت کے برآمدی حجم میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔[24]

شکل 3.21: چاول کی مہنگائی

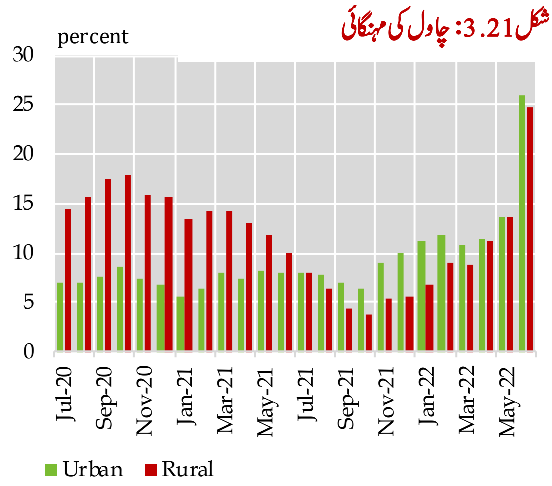

Source: Pakistan Bureau of Statistics

م س22ء میں ان مسائل کے ہمراہ جانوروں میں لمپی اسکن کی بیماری اور توانائی کی بلاواسطہ اور بالواسطہ قیمتوں (ایندھن اور بجلی کے نرخ) میں اضافے نے غذائی اشاریے کو مزید بلند کردیا(**شکل 3.19**)۔

تلف پذیر غذائی گروپ کی مہنگائی سال بھر تغیر پذیر رہی (**شکل 3.20**)۔ سال کی پہلی ششماہی میں خاطر خواہ ملکی رسد اور معقول درآمدات نے مہنگائی کا دباؤ کم کیا۔ تاہم، م س22ء کی تیسری سہ ماہی کے بعد سے تازہ پھلوں، ٹماٹر اور سبزیوں کی قیمتوں میں نرخوں کا دباؤ پیدا ہونا شروع ہوگیا۔ چند پھلوں کی قدرے پست درآمدات کی وجہ سے رسدی رکاوٹوں اور گذشتہ برس کی نسبت (جیسے پیاز اور تازہ سبزیاں) اساس کی نسبت قیمتوں کے معمول پر آنے سے اس گروپ میں مہنگائی مزید بڑھی۔[25] اس کے علاوہ موسمی قلت کو دور کرنے کے لیے قدرے مہنگے ایرانی ٹماٹروں پر انحصار سے اس گروپ کی مہنگائی میں مزید اضافہ ہوا۔[26]

---

22 ماخذ: کینیا چائے ڈویلپمنٹ ایجنسی۔ مندرجہ ذیل لنک پر دستیاب ہے:
www.ktdateas.com/wp-content/uploads/2021/08/STATEMENT-ON-INCREASE-IN-FARMERS-PAYMENT-23RD-AUGUST-2021.pdf

23 گذشتہ سال کی نسبت م س22ء میں دال ماش کی پیداوار میں 11.6 فیصد کمی آئی، جبکہ دال مسور کی پیداوار گذشتہ برس کے برابر رہی۔ مزید برآں، م س22ء میں دالوں کی اوسط اکائی درآمدی مالیت میں 21.6 فیصد اضافہ ہوا، جو م س21ء میں 10.5 فیصد تھا۔

24 ایس کے، جعفری، ایس زیڈ، حسین، اے عباسی۔(2022ء)، ''پاکستانی گوشت کے برآمدی امکانات کا تجزیہ''، ایس بی پی اسٹاف نوٹ 22/3۔

25 م س21ء کی تیسری سہ ماہی میں متعدد تلف پذیر فصلوں کی خاطر خواہ مقامی پیداوار کے ہمراہ درآمدات کے باعث منڈی میں سبزیوں کی بہتات ہوگئی تھی۔

26 بلوچستان کی فصل ختم ہونے اور سندھ کی فصل آنے کے درمیانی وقفے کے باعث فصلوں کی قلت پیدا ہوئی۔

شکل 3.22: غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی سال بسال رجحانات

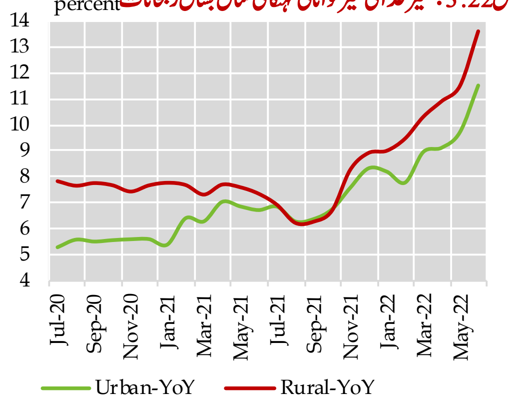

Source: Pakistan Bureau of Statistics

م س 22ء میں فوری تیار ہو جانے والی غذائی اشیا کے گروپ میں دوہندسی مہنگائی ہوئی۔ گندم، خوردنی تیل، مرغی کے گوشت، بجلی اور ٹرانسپورٹ کی لاگت بڑھنا اس اضافے کی بنیادی وجوہ ہیں۔

م س 22ء میں کم از کم اعانتی قیمت[27] میں اضافے اور خریداری ایجنسیوں کی جانب سے گندم کی اجرائی قیمت میں اضافے کے سبب گندم کے آٹے کی قیمت بلند رہی۔[28] دوسری جانب گذشتہ برس کی نسبت قدرے بہتر رسدی صورتِ حال کے باعث م س 22ء میں گندم کی قیمت میں اضافہ رُک گیا۔ م س 21ء میں گندم کی پیداوار میں 8.9 فیصد نمو آئی، جبکہ م س 22ء میں ملک میں 2.2 ملین ٹن گندم درآمد بھی کی۔ تاہم اپریل 2022ء کے بعد سے نرخ بڑھنا شروع ہوئے، جس کا سبب آئندہ برس گندم کی متوقع کمی ہے۔[29] اس کے ساتھ ساتھ نئی فصل کے لیے گندم کی اعانتی قیمت میں اضافے نے بھی نرخ بڑھادیے۔[30]

م س 22ء میں چاول کے گروپ میں دوہندسی مہنگائی دیکھنے میں آئی، حالانکہ گذشتہ تین برس سے لگاتار یک ہندسی مہنگائی دیکھی جاتی رہی تھی۔ چاول کی قیمتوں میں اضافہ دسمبر 2021ء میں شروع ہوا، جبکہ چاول کی مختلف اقسام میں غیر معمولی اضافہ مئی 2022ء سے دیکھنے میں آیا (**شکل 3.21**)۔ م س 22ء میں چاول کی پیداوار میں 10.7 فیصد کا نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔ تاہم

شکل 3.23: م س 22ء میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی

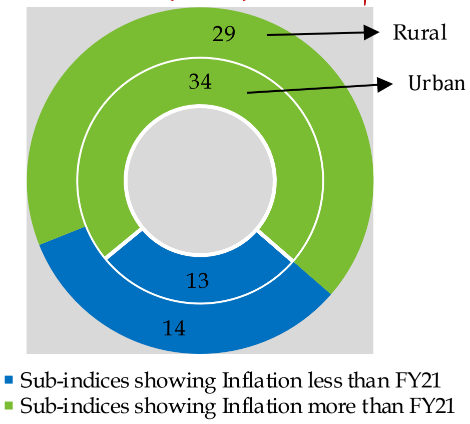

Source: Pakistan Bureau of Statistics

اس جنس کی بڑی برآمدات کے سبب ملکی منڈی میں رسد کم ہوگئی۔[31] پاکستان کے چاول کے برآمد کنندگان کے لیے بھارت کے چاول کی بلند قیمتوں اور روپے کی قدر میں کمی کے باعث اچھے امکانات پیدا ہوئے، جس سے برآمدات میں اور زیادہ مسابقت آگئی۔ اس پس منظر میں مختلف رسد کنندگان کی جانب سے ذخیرہ اندوزی، جیساکہ منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے، نے بھی اس سہ ماہی میں چاول کی مقامی قیمتیں بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

غیرغذائی غیرتوانائی مہنگائی میں اضافہ ہوا

م س 22ء میں غیر غذائی غیر توانائی گروپ میں مہنگائی کا دباؤ بڑھ گیا۔ بالخصوص، م س 22ء کی پہلی ششماہی اور گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت، م س 22ء کی دوسری ششماہی کے آغاز سے ہی شہری اور دیہی دونوں علاقوں کے لیے غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی بڑھنا شروع ہوگئی، جبکہ م س 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران یہ اضافہ دوہندسی تک پہنچ گیا۔ (**شکل 3.22**) بلحاظِ پھیلاؤ زیرِ جائزہ مدت کے دوران یہ اضافہ وسیع البنیاد تھا (**شکل 3.23**)۔ دریں اثنا، م س 22ء کے تقریباً پورے عرصے میں شہری علاقوں کی نسبت دیہی علاقوں میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی بلند رہی۔

بلند غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی نے طلب اور لاگتی عناصر کے دباؤ کا احاطہ کیا (**شکل 3.24**)۔ م س 22ء میں توسیعی مالیاتی پالیسی کے اثرات نے حقیقی

27 م س 21ء اقتصادی رابطہ کمیٹی نے گندم کی فصل کی کم از کم قیمت فروخت 1400 روپے فی 40 کلو سے بڑھا کر 1800 روپے فی 40 کلو مقرر کردی تھی۔ سندھ نے یہ قیمت یکطرفہ طور پر 2000 روپے فی 40 کلو تک بڑھادی۔

28 ستمبر 2021ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی کی جانب سے زرِاعانت کے خاتمے کے بعد کم از کم اجرائی قیمت 1475 روپے سے بڑھا کر 1950 روپے مقرر کردی گئی تھی۔

29 م س 22ء میں ضمنی تخمینے کے مطابق گندم کی پیداوار 26.4 ملین ٹن رہی جو گذشتہ برس 28.9 ملین ٹن کے ہدف کے عوض 27.5 ملین ٹن رہی تھی۔ ماخذ: اقتصادی سروے 22-2021ء۔

30 مئی 2022ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 6.9 ملین میٹرک ٹن گندم خریدنے کے لیے گندم کی اعانتی قیمت بڑھا کر 2200 روپے فی 40 کلو کردی۔

31 م س 22ء میں چاول کے برآمدی حجم میں 35 فیصد اضافہ ہوا جبکہ م س 21ء میں 11.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔

شکل 3.24: طلب اور لاگتی دباؤ

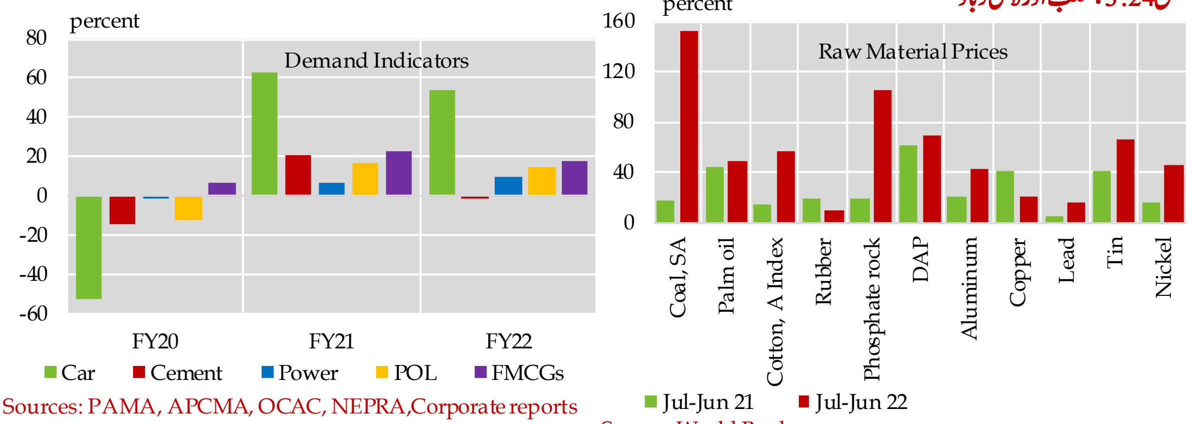

Sources: PAMA, APCMA, OCAC, NEPRA,Corporate reports (various issues)

Source: World Bank

معاشی سرگرمیوں کو روانی بخشی اور اس طرح سال کے دوران ملکی طلب بھی بڑھی۔ برآمدی شعبے کو بھی پالیسی اعانت اور بیرونی شعبے میں مسلسل اضافے سے فائدہ پہنچا۔ م س22ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں وسیع البنیاد توسیع دیکھی گئی۔ صنعت میں قابلِ ذکر نمو کارپوریٹ نفع آوری میں بہتری سے بھی عیاں ہوتی ہے۔ م س22ء میں خریف کی فصلی کارکردگی میں بہتری سے دیہی علاقوں کی آمدن بھی بڑھی (شکل 3.24)۔ چنانچہ معاشی سرگرمیوں میں پائیدار اضافے نے معیشت میں آمدنی سطحوں کو دوام بخشا۔ اس کے ساتھ ساتھ م س22ء میں ترسیلاتِ زر کی بلند آمد نے بھی معیشت کے مختلف گھرانوں کی آمدنی میں اضافہ کیا۔(شکل 3.25)[32]

دوسری جانب سال کے دوران کئی عوامل نے پیداواری لاگت بڑھادی، جس میں پام آئل، ایندھنوں، خام مال کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں،(شکل 3.25) کارکنوں کی اجرتوں میں اضافہ، روپے کی قدر میں کمی اور عالمی منڈی میں کپاس کی بلند قیمتوں کے تناظر میں پست ملکی پیداوار شامل ہیں۔ لاگتی عوامل کے ساتھ ساتھ زیرِ جائزہ عرصے میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی پر بھی پست اساسی اثرات پڑے (کووڈ سے متعلق ریلیف کی فراہمی کے بعد م س 22-2021ء کے بجٹ میں کچھ سروس چارجز میں ردّوبدل مثال کے طور پر اسکول فیسوں اور ٹرانسپورٹ کرایوں میں، گذشتہ برس کووڈ وبا کے باعث خدمات کی طلب قدرے کم رہی)۔

م س 22ء میں غیر غذائی اور غیر توانائی مہنگائی گروپ میں خدمات اور اشیا کا اشاریہ تھوڑا اوپر گیا؛ تاہم موخر الذّکر کے اثرات زیادہ نمایاں تھے(شکل 3.26)۔ م س 22ء میں بنیادی طور پر پست اساس کے سبب مکاناتی کرائے کا اشاریہ بڑی حد تک بڑھ گیا(کووڈ سے متعلق سرگرمیاں) تاہم، م س22ء کی تیسری سہ ماہی میں اس حصے میں تھوڑی سی کمی آئی۔

شکل 3.25: آمدنی کی بڑھتی ہوئی سطحیں

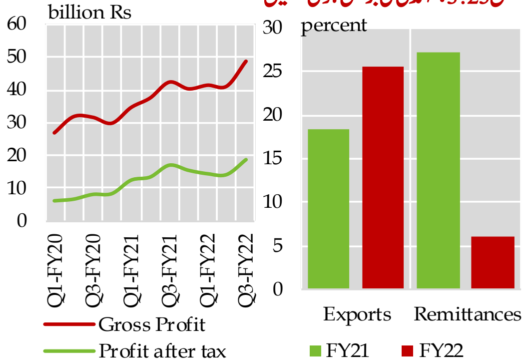

Source: 25 listed companies and State Bank of Pakistan

ایک تہائی غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں کپڑوں اور جوتوں، پلاسٹک مصنوعات، گھریلو آلات، ادویات، موٹر گاڑیوں اور نصابی کتابوں کا حصہ ہے، جو درآمدی خام مال کے ساتھ ساتھ طلبی اضافے کی بھی عکاس ہے۔[33] مثلاً، کپڑوں کے حوالے سے ٹیکسٹائل صنعت کے لیے کپاس کے ایک اہم خام مال ہونے کے ناتے اس نے سال کے دوران نرخوں کے رجحان کا تعین کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ م س 22ء میں کپاس کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوا کیونکہ ہدف سے کم ملکی پیداوار نے طلب و رسد کا فرق بڑھادیا تھا۔ مقامی ٹیکسٹائل

---

32 م س21ء میں حکومت نے گندم کی فصل کی کم از کم اعانتی قیمت 1400 روپے فی 40 کلو سے بڑھا کر 1800 روپے فی چالیس کلو کردی تھی۔ اسی طرح، م س22ء میں سندھ اور پنجاب نے گنے کی اعانتی قیمت 225 روپے فی چالیس کلو سے بڑھا کر 250 روپے فی چالیس کلو کردی، جو گذشتہ برس بالترتیب 200 روپے اور 202 روپے تھی۔

33 کپاس، پلاسٹک اور کاغذ کی عالمی قیمتیں عالمی رسدی زنجیروں میں تعطل کے باعث بڑھ رہی ہیں۔

شکل 3.26: غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی - حصہ

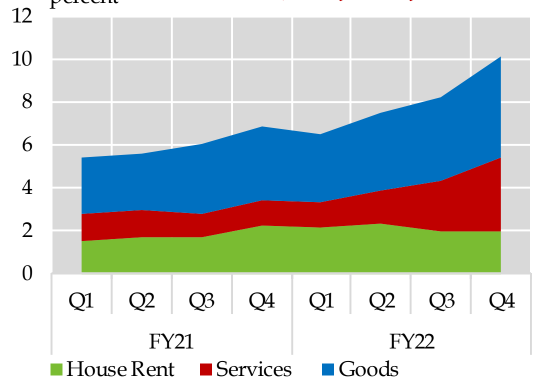

Source: Pakistan Bureau of Statistics

صنعت کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ملک کو ایک ایسے وقت میں درآمدات پر انحصار کرنا پڑا جب کپاس کی عالمی قیمتیں بھی بلندیوں پر تھیں۔ اسی طرح جولائی تا مارچ م س 22ء میں ٹیکسٹائل کی تیار ملبوسات کی مضبوط طلب، یعنی 13 فیصد سال بسال نمو، نے قیمتوں کے دباؤ کو مزید بڑھادیا۔

اسی طرح م س 22ء میں تعمیراتی خام مال کے اشاریے نے بڑھتی ہوئی طلب اور عالمی قیمتوں دونوں کے اثرات کی عکاسی کرتے ہوئے شہری قوزی مہنگائی میں تقریباً 10 فیصد کا حصہ شامل کیا۔ طلبی اعتبار سے تعمیراتی شعبے کے لیے میرا پاکستان میرا گھر اسکیم کے تحت مختلف ٹیکس مراعات، انفراسٹرکچر منصوبوں پر تعمیراتی مصارف میں اضافے کے ہمراہ ترسیلاتِ زر کی رقوم کی مسلسل آمد اور دبی ہوئی طلب کی گلو خلاصی نے تعمیراتی مواد کی قیمتوں میں دباؤ بڑھادیا۔ لوہے کی سلاخوں کی قیمتوں میں اضافے نے تعمیراتی خام مال کے اشاریے کو بڑھانے کے لیے مزید دباؤ ڈالا۔[34]

م س 22-2021ء کے بجٹ میں گاڑیوں کے گروپ میں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں کمی کا اعلان کیا گیا، جس سے م س 22ء کی پہلی سہ ماہی میں مہنگائی کم ہوگئی (**شکل 3.27**)۔[35] تاہم، م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں گاڑی سازوں نے بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت صارفین تک منتقل کرنے کے لیے قیمتوں میں اچھاخاصا اضافہ کردیا۔ شرح مبادلہ میں کمی اور باربرداری کے بڑھتے ہوئے

شکل 3.27: موٹر گاڑیوں کی مہنگائی

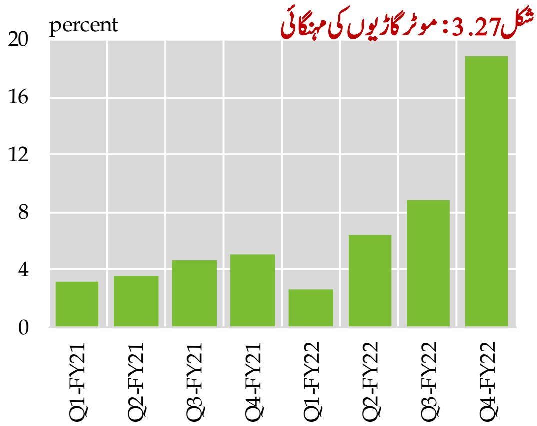

Source: Pakistan Bureau of Statistics

چارجز نے صنعتی خام مال کی لاگت بڑھادی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے بھی جنوری 2022ء میں ضمنی مالیات بل کے توسط سے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی بڑھادی۔[36] م س 22ء میں قیمتوں میں اضافے کے باوجود کاروں کی فروخت تقریباً 54 فیصد رہی جو مستحکم طلبی دباؤ ظاہر کرتا ہے۔

م س 21ء کی نسبت م س 22ء میں ادویات کی قیمتوں میں بھی دوہندسی اضافہ ہوا۔ یہ اشاریہ م س 22ء کی تیسری سہ ماہی کے بعد سے تھوڑا اوپر آنا شروع ہوا، جس کا سبب بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت بشمول اجرتیں، بجلی، خام مال اور روپے کی قدر میں کمی ہے۔ خاص طور پر فروری 2022ء میں ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی نے چین سے آنے والے خام مال کی لاگت میں اضافے کے باعث مختلف ادویات میں استعمال ہونے والی پیراسٹامول کی خردہ قیمت میں اضافہ کردیا۔[37] صحتِ عامّہ بلحاظِ صارف اشاریہ کے تفصیلی اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی کیمیائی اجزا کی قیمتیں بڑھنے کے بعد غذائیت سے متعلق ادویات کے ساتھ ساتھ زندگی بچانے والی ادویات کی قیمتوں میں بھی اضافہ دیکھا گیا۔

خدمات کے شعبے میں مہنگائی میں اضافے کی جزواً عکاسی اساسی اثر سے ہوتی ہے کیونکہ قیمتیں گذشتہ سال کی بہ نسبت بلند تھیں، جس کی وجہ م س 21ء میں

34 م س 22ء میں آئی ایم ایف کے اشاریہ برائے بنیادی دھات میں 14.8 فیصد اضافہ ہوا، جو م س 21ء میں 40.3 فیصد اضافے سے زائد تھی۔

35 1000 سی سی تک کی گاڑیوں پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی ختم کردی گئی جبکہ 1000 سی سی تک کی کاروں پر سیلز ٹیکس 17 فیصد سے کم کرکے 12.5 فیصد کردیا گیا۔

36 ضمنی مالیاتی بل (2022ء)، جسے جنوری 2022ء میں منظوری ملی، میں ملکی سطح پر اسمبل اور تیار کردہ 850 سی سی تک کی گاڑیوں پر سیلز ٹیکس کی شرح 12.5 فیصد کردی گئی۔ 1000 سی سی یا اس سے اوپر کی گاڑیوں پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی 2.5 فیصد سے بڑھاکر 5.0 فیصد کردی گئی۔

37 مجلسِ قائمہ برائے قومی صحت، ضوابط اور رابطے کی پریس ریلیز، 9 فروری 2022ء۔ (https://na.gov.pk/en/pressrelease_detail.php?id=4732)

شکل 3.28: نقشہ حرارت-شہری خدمات

	وزن	جولائی 21ء	اگست 21ء	ستمبر 21ء	اگست 21ء	اگست 21ء	دسمبر 21ء	جنوری 22ء	فروری 22ء	مارچ 22ء	اپریل 22ء	مئی 22	22 جون ء
خدمات	16.3	**4.5**	**3.6**	**3.4**	**3.3**	**5.6**	**6.3**	**6.3**	**6.8**	**9.7**	**10.0**	**10.9**	**13.5**
درزی	1.1	8.3	8.2	7.9	7.8	8.4	9.0	9.1	8.9	9.1	11.0	11.9	13.2
دھوبی	0.1	12.9	8.0	4.6	4.5	21.2	20.4	22.0	22.9	23.6	23.6	27.4	30.3
مستقل اجرتیں	0.2	5.5	4.1	3.6	7.4	8.0	7.9	8.0	7.8	7.8	9.3	10.1	11.7
پانی کی فراہمی	0.5	10.5	6.6	4.1	4.0	3.9	3.3	3.6	3.6	4.1	4.3	5.2	5.0
کچرا اٹھانا	0.1	4.4	3.8	4.7	4.7	5.1	4.9	4.8	5.4	5.2	5.3	12.9	13.8
گھریلو ملازمین	0.8	2.2	2.4	2.5	2.3	3.0	3.0	4.0	9.4	9.4	9.8	11.8	12.3
ڈاکٹر کلینک فیس	0.4	11.9	11.3	8.9	6.3	7.7	8.7	8.9	8.8	9.1	10.2	10.2	11.0
دندان ساز کی خدمات	0.0	8.5	7.1	6.3	6.1	6.4	7.2	4.9	6.6	5.7	5.7	6.3	7.0
طبی ٹیسٹ	0.2	6.4	5.1	3.5	3.8	4.1	5.0	5.0	7.5	7.2	9.1	8.9	11.0
اسپتالوں کی خدمات	0.6	8.2	7.9	9.0	8.2	8.1	8.8	9.1	10.1	8.8	8.5	8.5	7.5
میکینیکل خدمات	0.4	5.3	5.6	5.1	4.9	9.8	8.8	9.9	12.6	13.2	14.1	15.0	16.2
گاڑیوں پر ٹیکس	0.0	7.6	7.6	7.6	7.6	7.6	7.6	7.6	7.6	7.6	7.6	7.6	7.6
ٹرانسپورٹ خدمات	1.7	8.5	-0.8	-0.3	0.8	12.2	12.7	11.6	9.3	19.1	20.3	22.4	34.8
ڈاک کی خدمات	0.0	11.1	11.1	11.1	10.9	10.9	10.9	8.4	2.1	2.1	1.4	1.4	13.6
مواصلاتی خدمات	1.9	2.5	2.5	2.5	2.5	2.0	2.0	2.0	2.0	2.0	0.3	0.3	0.3
تفریحی اور ثقافتی خدمات	0.6	3.7	3.5	3.2	3.3	3.4	4.7	4.6	4.2	4.2	4.2	5.0	8.3
تعلیم	4.9	1.5	2.5	2.2	1.9	2.2	2.6	3.0	3.2	9.0	9.2	10.4	10.4
شادی ہال	1.8	3.4	2.5	2.6	2.2	9.2	12.6	12.8	13.5	13.3	13.2	13.2	21.5
اقامتی خدمات	0.1	0.8	0.5	4.4	4.0	4.4	4.9	4.9	4.9	8.4	8.4	8.5	8.4
بناؤ سنگھار کی خدمات	0.8	7.8	6.4	6.4	6.5	7.1	7.7	6.0	10.7	10.6	10.7	10.9	14.2

سرخ: بلند ترین؛ پیلا: پست ترین

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کووڈ سے متعلق حکومتی ریلیف پیکیج ہے (**شکل 3.28**)۔[38] م س 22ء میں ٹرانسپورٹ کے شعبے میں ایندھن کی بلند قیمتوں کی وجہ سے مہنگائی بڑھی۔ اسی طرح مواصلاتی خدمات جیسے کوریئر چارجز نے بھی ٹرانسپورٹ لاگت میں اضافہ ظاہر کیا۔ معاشی سرگرمیوں میں مضبوطی، اور ایندھن کی بڑھتی ہوئی سال بسال قیمتوں کے اثرات تفریحی اور ثقافتی خدمات میں بھی نظر آئے کیونکہ اس گروپ میں مہنگائی بڑھی۔ کم اجرت کے دباؤ (تعمیراتی اجرتیں، درزی، صاف صفائی اور دھوبی، بناؤ سنگھار، کچرا جمع کرنا، گھریلو ملازمین اور میکینیکل خدمات)، جس کا شہری مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں وزن 3.5 ہے، م س 22ء کی دوسری سہ ماہی کے بعد سے سال بسال بنیاد پر بلند سطح پر رہے، جس کا سبب پست اساسی اثر ہے۔ اس امر سے بھی معیشت میں مہنگائی کے مجموعی دباؤ کی عکاسی ہوتی ہے، جو پست آمدنی والے گھرانوں کی آمدنی پر نظر آنا شروع ہوئے (**شکل 3.29**)۔

توانائی بڑی حد تک مہنگی ہوئی

م س 22ء میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے نہ تھمنے والے سلسلے اور گردشی قرضوں کے انتظامی منصوبے کے تحت بجلی کے نرخوں میں اضافے نے توانائی کی مہنگائی میں بنیادی کردار ادا کیا (**شکل 3.30**)۔ سال کے دوران روپے کی قدر میں 23.1 فیصد کی تخفیف نے مہنگائی کے دباؤ کو مزید ہوا دی۔ مجموعی طور پر م س 22ء میں شہری اور دیہی علاقوں میں توانائی کی مہنگائی کے اشاریے میں بالترتیب 25.3 فیصد اور 24.8 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس 4.1 فیصد اور 6.6 فیصد تھا۔

38 مثلاً، م س 22ء کے بجٹ میں گاڑیوں پر ٹیکس اور پوسٹل خدمات کے چارجز بڑھا دیے گئے۔

شکل 3.29: پست اجراتی شرحیں (شہری)

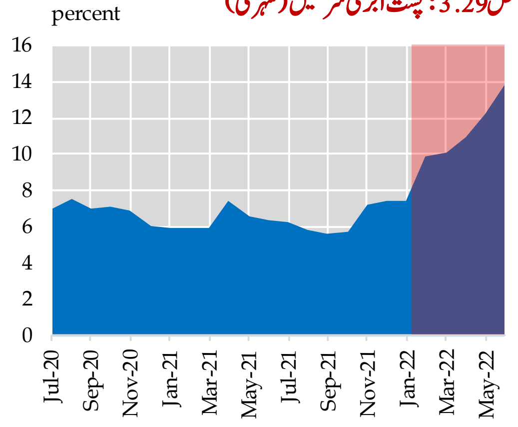

Source: Pakistan Bureau of Statistics

م س 22ء کے دوران شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں موٹر ایندھن اشاریے میں تقریباً 37 فیصد اضافہ ہوا، جس سے سال بھر میں عمومی مہنگائی 1.0 فیصدی پوائنٹس بڑھ گئی۔ حکومت نے اجناس کی عالمی قیمتوں (**شکل 3.31**)[39] میں اضافے سے ملکی صارفین کو ریلیف دینے کے لیے سال کے

بیشتر حصے میں ایندھن پر پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی اور جی ایس ٹی کو کم کر دیا تھا (**شکل 3.32**)۔ مارچ 2022ء میں حکومت نے یوکرین کے بحران کے منفی اثرات سے صارفین کو بچانے کے لیے پیٹرولیم مصنوعات اور بجلی کی قیمتوں کو کم کر دیا۔

شکل 3.31: ایندھن کی قیمتیں

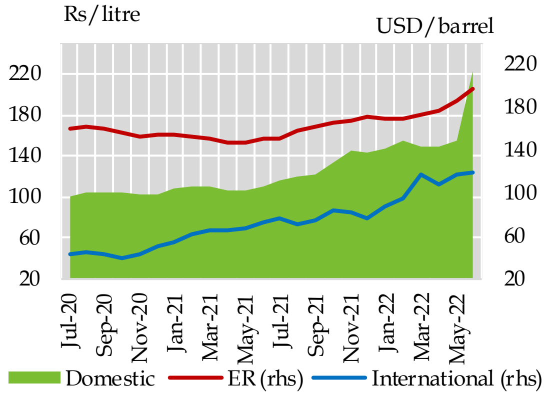

Source: PBS, SBP and Bloomberg

جولائی تا مارچ م س 22ء میں ریلیف کے ان اقدامات کے باوجود شہری علاقوں میں ایندھن اشاریہ 30.2 فیصد بڑھا۔ بالخصوص، م س 22ء کی تیسری سہ ماہی کے بعد سے ایندھن کی قیمتیں دباؤ میں آئیں اور م س 22ء کی تیسری سہ ماہی (سال بسال) میں اس کے بلند ترین براہ راست اثرات مجموعی مہنگائی میں 1.0 فیصد پوائنٹس بڑھانے پر منتج ہوئے۔ تاہم حکومت نے بیرونی کھاتے کی بڑھتی ہوئی زد پذیری اور مالی مشکلات کے سبب 27 مئی 2022ء سے ریلیف پیکیج کو بتدریج ختم کرنا شروع کر دیا۔ زراعانت کے خاتمے سے ایندھن کی مہنگائی کا اشاریہ 58.5 فیصد بڑھا، جس نے م س 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران عمومی مہنگائی (14.8 فیصد) میں 1.8 فیصد پوائنٹس کا حصہ ڈالا۔

شکل 3.30: توانائی کی مہنگائی کے اجزائے ترکیبی

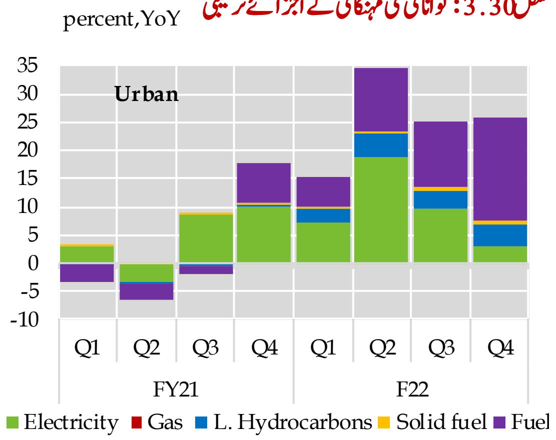

Source: Pakistan Bureau of Statistics

اسی طرح اجناس کی بلند قیمتوں کے باعث گردشی قرضوں کے انتظامی منصوبے کے تحت بجلی کے چارجز میں تبدیلی کے لیے ایندھن کی لاگتی ایڈجسٹمنٹ کی ضرورت پیدا ہوئی۔ م س 22ء میں اس تبدیلی سے بجلی کے نرخوں کے اشاریے میں 22.6 فیصد اضافہ ہوا، شہری اور دیہی دونوں زمروں کے لیے، جس سال بھر میں عمومی مہنگائی میں ایک فیصدی پوائنٹ کا اضافہ کیا۔ م س 22ء کی دوسری سہ ماہی میں ایندھن کی لاگتی ایڈجسٹمنٹ میں بڑی تبدیلی سے پست اساسی اثر کے باعث اس گروپ کی مہنگائی میں بڑی حد تک اضافہ ہوا (**شکل 3.33**)۔ تاہم، م س 22ء کی چوتھی سہ ماہی میں حکومتی مراعات کے پیکیج کے سبب اس کے اثرات تھوڑے سے محدود رہے، کیونکہ

39 کووڈ کے وبائی دور کے بعد طلب کی بحالی اور طوفان کے باعث امریکہ میں پیداواری تعطل سے منسلک رسدی تعطل کے باعث ایندھن کی عالمی قیمتیں بڑھتی رہی ہیں۔ طوفان آئیڈا نے امریکہ میں تیل کی پیداوار اور صفائی کی سرگرمیاں متاثر ہوئیں، جو آخر اگست 2021ء میں امریکی ریاست لوزیانہ کے شہر پورٹ فورشوں میں آیا۔ امریکی محکمہ داخلہ کے شعبہ سلامتی اور ماحولیاتی نفاذ کے تخمینے کے مطابق امریکی وفاق کے زیرِ انتظام خلیج میکسیکو کے علاقوں میں خام تیل کی تقریباً 96 فیصد پیداوار تعطل کا شکار ہوئی۔

شکل 3.32: پیٹرول کی قیمت کے اجزائے ترکیبی

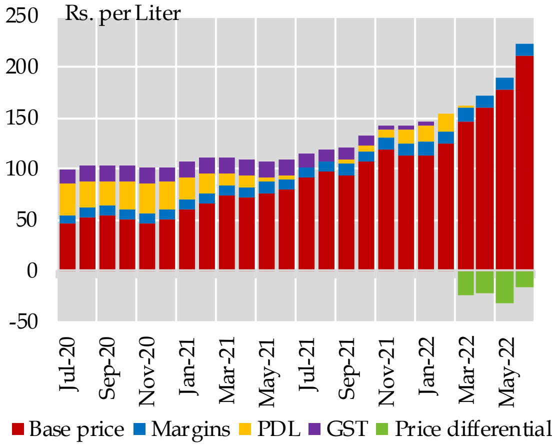

Source: Oil & Gas Regulatory Authority

اس کے ذریعے بنیادی نرخ میں 5 روپے کی کمی کر دی گئی۔ فروری 2022ء میں وزیر اعظم کے اعلان کردہ ریلیف پیکیج کے تحت 5 کلوواٹ سے کم لوڈ کے حامل کمرشل صارفین اور 700 یونٹ تک بجلی استعمال کرنے والے ”نان ٹائم یوز“ گھریلو صارفین (ماسوائے 100 یونٹ تک بجلی استعمال کرنے والے صارفین جنہیں لائف لائن صارفین کہا جاتا ہے) اس پیکیج سے استفادے کے اہل تھے۔[40] اس کے اثرات ریلیف پیکیج کے خاتمے سے قبل جون 2022ء تک جاری رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مائع ہائیڈروکاربن (ایل پی جی)

شکل 3.33: ایندھن چارج میں ردوبدل

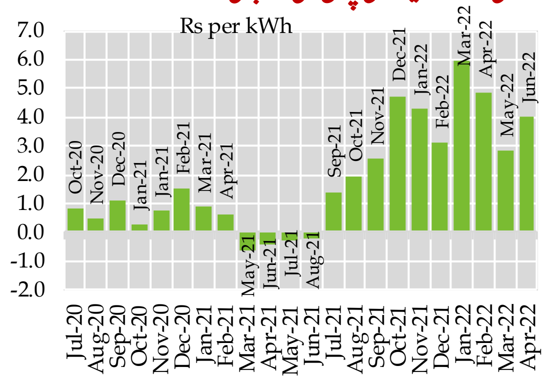

Note: x-axis indicate months for which fuel charge adjustment was charged

Source: National Electric Power Regulatory Authority

کے زمرے نے بھی توانائی کی مہنگائی میں ایک بڑا حصہ ڈالا۔ م س 22ء میں شہری اور دیہی علاقوں دونوں میں ایل پی جی اشاریے میں بالترتیب 67.1 فیصد اور 54.1 اضافہ ہوا، جبکہ م س 21ء کے دوران 1.8 فیصد اور 2.9 فیصد کی آئی تھی۔ عالمی قیمتوں میں اضافے کے رجحان کے بعد جولائی 2021ء سے ملک میں ایل پی جی کی قیمتیں دباؤ میں ہیں۔ م س 22ء میں وبائی دور کے بعد عالمی طلب کی بحالی کے تناظر میں رسد ناکافی تھی اس کے ساتھ ساتھ م س 22ء کے دوران روس یوکرین تنازع کی وجہ سے بھی ایل پی جی کی عالمی قیمتیں بڑھ کر ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ گئیں۔

---

40 ماخذ: www.nepra.org.pk

باب 4: مالیاتی پالیسی

کووڈ کے دوران اپنائی گئی مالیاتی احتیاط کے دو سال گذرنے کے بعد مالی سال 22ء میں بجٹ سے بالا اور بڑی مالیاتی توسیع دیکھی گئی۔ مجموعی اخراجات میں اضافے سے ٹیکس محصولات میں ہونے والی خاطر خواہ نمو پس منظر میں چلی گئی اور مالی سال 22ء کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 7.9 فیصد ہوگیا، جو گذشتہ مالی سال 6.1 فیصد تھا۔بنیادی توازن اور محصولات کے توازن میں بھی بگاڑ دیکھا گیا جس سے مجموعی محصولات کی نسبت اخراجاتِ جاریہ اور غیر سودی اخراجات میں اضافے کی عکاسی ہوتی ہے۔ سہ ماہی تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مالیاتی اظہاریے بگڑتے گئے۔خاص طور پر، زیادہ گرانٹس، گردشی قرضے کے بندوبست کے منصوبے (سی ڈی ایم پی) اور پٹرولیم مصنوعات پر زرِ اعانت کے تحت گردشی قرضے کے تصفیے کے درمیان آخری سہ ماہی کے دوران اخراجاتِ جاریہ میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ دریں اثنا، بڑھتی ہوئی شرح سود کے باعث بلند سودی اخراجات نے بگڑتے ہوئے مالی توازن کو مزید بگاڑ دیا۔محصولات میں سارا اضافہ ٹیکس محصولات کی وجہ سے ہوا ،جس نے غیر ٹیکس محصولات میں کمی کو مؤثر طریقے سے پورا کیا۔مستحکم معاشی سرگرمیوں، مالیاتی اقدامات اور مسلسل انتظامی کوششوں کی بدولت ایف بی آر کا نظرثانی شدہ اضافی ہدف بھی کامیابی سے حاصل کر لیا گیا۔تاہم دوسری طرف مالی سال 22 ء کے دوران غیر ٹیکس محصولات میں کمی واقع ہوئی۔سب سے پہلے، منافع کی منتقلی کا دورانیہ بدلنے سے اسٹیٹ بینک کا منافع جزوی طور پر منتقل ہوا۔دوسرا، مالی سال کی چوتھی سہ ماہی میں پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی ہٹانے سے محصولات کی وصولی کم ہوئی۔اُدھر صوبوں نے اپنی مالی استحکام کی کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے مشترکہ فاضل رقم فراہم کی جو مالی سال 22 ء میں جی ڈی پی کے 0.5 فیصد کے مساوی ہے ۔صوبائی فاضل رقم نے مجموعی مالیاتی خسارے پر قابو پانے میں مدد کی۔

4 مالیاتی پالیسی

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ

مالی سال 22ء کے دوران مالیاتی کارکردگی ناقص رہی جبکہ گذشتہ سال نمایاں بہتری آئی تھی۔ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 7.9 فیصد ہو گیا جبکہ گذشتہ سال یہ خسارہ 6.1 فیصد رہا تھا (**جدول 4.1**)۔ بنیادی خسارہ مالی سال 21ء کے دوران 1.2 فیصد رہا تھا جو دگنے سے زائد ہو کر جی ڈی پی کا 3.1 فیصد ہو گیا، اس سے محصولات کے مقابلے میں غیر سودی اخراجات میں زیادہ نمو ظاہر ہوتی ہے۔ یکجائی کے دو سال بعد، یہ ایک ایسے وقت بڑے اور غیر منصوبہ جاتی مالیاتی محرّک کا اظہار کرتا ہے جب معیشت کووڈ سے مستحکم انداز میں بحال ہو رہی تھی۔ بجٹ میں درج شدہ مجموعی اور بنیادی خسارے جی ڈی پی کا بالترتیب 6.3 فیصد اور 0.7 فیصد تھے۔ محصولات کا خسارہ بھی مالی سال 21ء کے 3.9 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 22ء میں جی ڈی پی کے 5.2 فیصد تک پہنچ گیا۔ مالیاتی اظہاریوں میں بگاڑ کی وجہ اخراجات میں تیزی سے اضافہ ہے، جس نے محصولات میں خاطر خواہ اضافے کو زائل کر دیا۔ دوسری طرف، صوبوں نے مالی سال 22ء میں جی ڈی پی کی 0.5 فیصد مشترکہ طور پر فاضل رقم جمع کرائی جو گذشتہ سال 0.6 فیصد رہی تھی۔[1]

کل اخراجات سال بسال بنیادوں پر 29.0 فیصد بڑھ گئے جن میں ایک سال پہلے 6.8 فیصد کی معمولی نمو دیکھی گئی تھی۔[2] رواں اور ترقیاتی دونوں طرح کے اخراجات نے اس نمو کو بڑھایا۔ رواں اخراجات میں اضافہ سود کی بڑھتی ہوئی ادائیگیوں، سماجی تحفظ کی رقوم اور زرِ اعانت کی بنا پر ہوا۔ گردشی قرضے کے بندوبست کا منصوبہ، وزیر اعظم کے ریلیف پیکج کے تحت پٹرولیم مصنوعات پر زرِ اعانت کا غیر منصوبہ جاتی اجرا اور صنعتی سپورٹ پیکیج وہ مدات تھیں جن سے مجموعی زرِ اعانت میں ہدف سے زائد اضافہ ہوا۔[3] جہاں تک سودی اخراجات کا سوال ہے تو قرض کی بیشتر ادائیگیاں ملکی شرحِ سود میں تیز رفتار اضافے کی بنا پر ہوئیں جبکہ قرضوں کا حجم بھی بڑھتا رہا۔ زیرِ جائزہ عرصے میں ترقیاتی اخراجات میں بھی 26 فیصد سال بسال اضافہ درج کیا گیا جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 9.3 فیصد رہا تھا۔[4] اس کو مہمیز زیادہ تر صوبائی اخراجات سے ملی، کیونکہ وفاقی حکومت نے ترقیاتی اخراجات میں کمی کی۔

شکل 4.1: مالیاتی اظہاریے – سہ ماہی

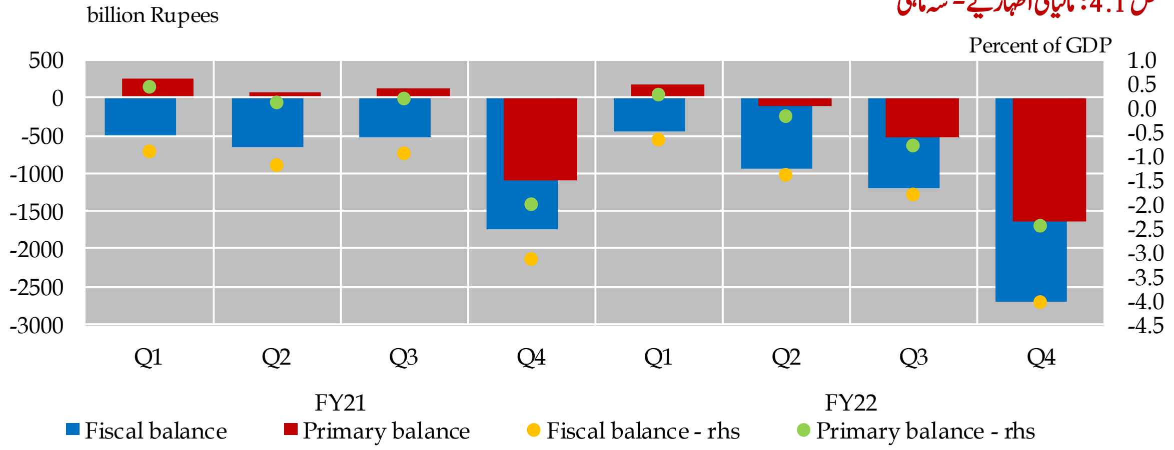

Source: Ministry of Finance

1 مالی سال 22ء میں صوبائی فاضل رقم 351 ارب روپے جمع ہوئی جو گذشتہ مالی سال 263.3 ارب روپے رہی تھی۔ مالی سال 22ء کے لیے بجٹ کا ہدف 570 ارب روپے تھا۔

2 مطلق معنوں میں مالی سال 22ء کے دوران مجموعی اخراجات 133 کھرب روپے کے ہوئے جبکہ ہدف 85 کھرب روپے تھا۔ مالی سال 21ء میں 103 کھرب روپے کے اخراجات ہوئے تھے۔

3 حکومت نے سی ڈی ایم پی کے تحت 564 ارب روپے جاری کیے، وزیر اعظم کے ریلیف پیکیج کے تحت 241.4 ارب روپے، اور صنعتی تعاون کے لیے 132.3 ارب روپے جاری کیے (صنعتی شعبے کو رعایتی ایل این جی کی فراہمی سمیت)۔ یہ تمام زرِاعانت مل کر جی ڈی پی کا 1.4 فیصد بنتا ہے۔

4 مالی سال 22ء کے دوران 1657.4 ارب روپے کے ترقیاتی اخراجات ہوئے جو مالی سال 21ء میں 1315.7 ارب روپے تھے۔

جدول 4.1: مجموعی مالیاتی اظہاریے

ارب روپے، نمو فیصد میں

	سہ 4		جولائی تا جون		سال بسال نمو (سہ 4)		سال بسال نمو	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب)	**1,910.8**	**2,161.2**	**6,903.4**	**8,035.4**	**20.8**	**13.1**	**10.1**	**16.4**
(الف) ٹیکس محاصل	1,507.7	1,933.3	5,272.7	6,755.2	44.1	28.2	19.5	28.1
وفاقی	1,369.4	1,759.2	4,764.3	6,142.8	43.6	28.5	19.2	28.9
صوبائی	138.3	174.1	508.4	612.4	49.7	25.9	22.9	20.5
(ب) غیر ٹیکس	403.1	228.0	1,630.7	1,280.2	-24.8	-43.4	-12.4	-21.5
وفاقی	335.0	193.4	1,480.4	1,151.9	-34.8	-42.3	-15.8	-22.2
صوبائی	68.1	34.6	150.3	128.3	199.1	-49.3	46.8	-14.6
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**3,662.1**	**4,855.5**	**10,306.7**	**13,295.3**	**11.9**	**32.6**	**6.8**	**29.0**
(الف) اخراجاتِ جاریہ	2,998.6	4,143.3	9,084.0	11,521.4	2.7	38.2	6.5	26.8
جس میں سے: مارک اپ	645.9	1,064.0	2,749.7	3,182.4	-12.7	64.7	5.0	15.7
دفاع	532.5	529.8	1,316.4	1,411.6	29.6	-0.5	8.5	7.2
نان مارک اپ	2,352.7	3,079.4	6,334.3	8,338.9	7.9	30.9	7.1	31.6
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	592.7	606.3	1,315.7	1,657.4	40.3	2.3	9.3	26.0
(ج) شماریاتی تفرق	70.8	105.8	-93.0	116.5	-200.5	49.5	6.6	--
3۔ بجٹ کی مجموعی رقم	-1,751.3	-2,694.3	-3,403.3	-5,259.9	3.6	53.8	0.8	54.6
جی ڈی پی کا فیصد	-3.2	-4.0	-6.1	-7.9				
4۔ بنیادی توازن	-1,105.4	-1,630.3	-653.6	-2,077.5	16.3	47.5	-13.6	217.9
جی ڈی پی کا فیصد	-2.0	-2.4	-1.2	-3.1				
5۔ محاصل کا توازن	-1,087.8	-1,982.1	-2,180.6	-3,486.0	-18.7	82.2	-3.5	59.9
جی ڈی پی کا فیصد	-2.0	-3.0	-3.9	-5.2				
6۔ مالکاری (الف+ب)	1,751.3	2,694.3	3,403.3	5,259.9	3.6	53.8	0.8	54.6
(الف) بیرونی (خالص)	775.9	197.0	1,338.1	1,178.4	264.0	-74.6	49.4	-11.9
(ب) ملکی (خالص)	975.3	2,497.3	2,065.2	4,081.5	-34.0	156.0	-16.8	97.6
غیر بینک	-95.9	448.1	196.2	980.6	-169.4	-567.0	-63.7	399.8
بینک	1,071.3	2,049.2	1,869.0	3,100.9	-20.0	91.3	-3.7	65.9

ماخذ: وزارتِ خزانہ

مالی سال 22ء میں مجموعی محصولات میں 16.4 فیصد اضافہ درج کیا گیا جو گذشتہ سال 10.1 فیصد تھا۔ محصولات میں حالیہ تمام اضافہ ٹیکس محصولات سے ہوا جس نے غیر ٹیکس محصولات میں ہونے والی کمی کو بخوبی پورا کردیا۔ وفاقی اور صوبائی دونوں کے ٹیکس محاصل گذشتہ سال سے زائد رہے۔ درحقیقت مالی سال 22ء میں ایف بی آر کے ٹیکسوں نے 29.1 فیصد نمو درج کی جو 6 سال کی بلند ترین نمو ہے، اور یہ گذشتہ سال 18.7 فیصد رہی تھی۔ اضافی ٹیکس وصولی کو یقینی بنانے میں جن عوامل نے اہم کردار ادا کیا ان میں معاشی سرگرمیوں میں اضافہ، مالیاتی اقدامات جیسے ضمنی مالی بل میں بعض استثنیٰ کو ختم کرنا اور نئے ٹیکسوں کا نفاذ اور مسلسل انتظامی کوششیں شامل ہیں۔ ٹیکس آمدنی کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کا دو تہائی سے زائد حصہ درآمد سے متعلق ٹیکسوں سے آیا۔ درآمدات کی روپے میں قدر بلند رکھنے میں زیادہ ملکی طلب اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کارفرما رہی۔ دوسری طرف، ایس بی پی ایکٹ میں ترمیم کی بنا پر اسٹیٹ بینک کے منافع کی جزوی منتقلی، اور مالی سال کی آخری سہ ماہی میں پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی واپس لیے جانے سے وصولی میں کمی ہوئی چنانچہ غیر ٹیکس محصولات میں تخفیف درج کی گئی۔ اسٹیٹ بینک کے منافع میں کمی منتقلی کا دورانیہ بدلنے کی وجہ سے ہوئی جبکہ پی ڈی ایل سے حاصل ہونے والی آمدنی میں کمی کا سبب یہ تھا کہ حکومت نے مالی سال کی آخری سہ ماہی میں اس محصول کو واپس لے لیا تھا۔

سہ ماہی تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ زیادہ تر مالیاتی اتار چڑھاؤ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی سے سامنے آنا شروع ہوا (**شکل 4.1**)۔ اس کے

جدول 4.2: محاصل کی مجموعی وصولی

ارب روپے، نمو فیصد میں

	وصولی						نمو					
	پہلی سہ ماہی 1		دوسری سہ ماہی 2		جولائی تا جون		پہلی سہ ماہی 1		دوسری سہ ماہی 2		جولائی تا جون	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
مجموعی محاصل (1+2)	**3351.2**	**3956.0**	**3552.2**	**4079.4**	**6903.4**	**8035.4**	**3.7**	**18.0**	**16.8**	**14.8**	**10.1**	**16.4**
1۔ ٹیکس محاصل (الف+ب)	**2455.9**	**3191.0**	**2816.8**	**3564.1**	**5272.7**	**6755.2**	**6.4**	**29.9**	**23.4**	**26.5**	**11.1**	**28.1**
(الف) وفاقی	2210.0	2919.8	**2554.3**	**3223.0**	4764.3	6142.8	5.6	32.1	22.6	26.2	9.9	28.9
(ب) صوبائی	245.9	271.2	**262.5**	**341.1**	508.4	612.4	14.7	10.3	31.8	29.9	22.9	20.5
2۔ غیر ٹیکس محاصل	**895.3**	**764.9**	**735.4**	**515.3**	**1630.7**	**1280.2**	**-3.1**	**-14.6**	**-2.9**	**-29.9**	**7.0**	**-21.5**

ماخذ: وزارتِ خزانہ

برعکس مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی اخراجات میں کمی آئی اور محصولات سے آمدنی میں زبردست نمو ہوئی تھی۔ دوسری سہ ماہی کے آخر میں مالیاتی خسارہ وسیع ہو گیا، جب کہ پہلی سہ ماہی کے دوران حاصل کی گئی بنیادی فاضل رقم دوسری سہ ماہی کے دوران خسارے میں بدل گئی۔ یہ مالیاتی خرابی مالی سال 22ء کی اگلی سہ ماہیوں میں برقرار رہی، اور مالیاتی اور بنیادی دونوں خساروں کو شدید خرابی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس خرابی کی وجہ سودی اور غیر سودی اخراجات دونوں میں بہت زیادہ اضافہ تھا خاص طور پر فروری 2022ء میں وزیر اعظم کے ریلیف پیکیج کے تحت ایندھن پر زرِ اعانت کا جو اعلان کیا گیا تھا وہ مالی سال کے بیشتر دورانیے میں برقرار رہا۔ اس کے علاوہ بنیادی طور پر پٹرولیم مصنوعات سے ہونے والی پست وصولیوں کی بنا پر محصولات میں سست روی دیکھی گئی۔

مالی سال 22ء میں توسیعی مالیاتی پالیسی مؤقف اپنایا گیا جو پچھلے دو سال کے دوران مالی استحکام کی راہ سے مختلف ہونے کا اظہار ہے۔ اس کے نتیجے میں مالیاتی خسارے میں اضافہ ہوا اور اس وجہ سے قرض لینے کی ضروریات نے قرض کی واپسی کا بوجھ مزید بڑھا دیا۔ سرکاری شعبے کے اداروں میں اصلاحات کو تیز کرتے ہوئے ساختی چیلنجوں سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر بجلی کے شعبے میں اصلاحات کو اولین ترجیح بنانا چاہیے تاکہ گردشی قرضہ مزید جمع ہونے سے بچا جا سکے۔ اسی طرح ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھا کر ٹیکس وصولی میں مسلسل اضافے کو یقینی بنانے اور مالیاتی گنجائش وسیع کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ کام چھوٹ کے خاتمے، ٹیکس ڈیزائن میں بہتری اور بالواسطہ ٹیکسوں پر حد سے زیادہ انحصار کم کر کے پورا کیا جا سکتا ہے۔

4.2 محصولات

مالی سال 22ء میں مجموعی محصولات میں 16.4 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ سال 10.1 فیصد رہا تھا (**جدول 4.2**)۔ یہ پورا حصہ ٹیکس محصولات سے آیا کیونکہ زیرِ جائزہ مدت کے دوران غیر ٹیکس محصولات میں کمی دیکھی گئی (**شکل 4.2**)۔ وفاقی اور صوبائی دونوں کے ٹیکس محصولات گذشتہ سال سے زائد رہے۔ پہلے سے زیادہ ٹیکس محصولات اکٹھا ہونے کا سبب کئی عوامل کا امتزاج تھا، مثال کے طور پر مستحکم اقتصادی سرگرمی، زیادہ درآمدات، زیادہ مہنگائی، ٹیکس استثنیٰ کا خاتمہ، فنانس (ضمنی) ایکٹ 2021ء میں نئے ٹیکسوں کا نفاذ اور مسلسل انتظامی کوششیں۔[5]

ٹیکس آمدنی میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کا تقریباً دو تہائی حصہ درآمد سے متعلق سرگرمیوں سے آیا۔ بلند ملکی طلب، اجناس کی بلند عالمی قیمتوں اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر گرنے سے درآمدات کی روپے میں

شکل 4.2: محاصل کی نمو میں حصہ

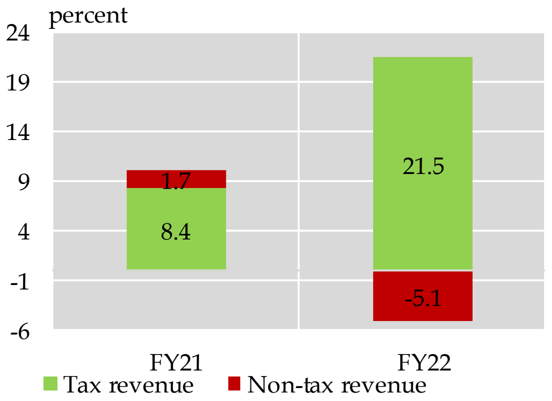

Source: Ministry of Finance & SBP calculations

5 فنانس (ضمنی) ایکٹ 2021ء کا نفاذ 15 جنوری 2022ء سے ہوا۔

قدر بلند سطح پر رہی جس سے محصولات بڑھے۔ تاہم ملکی سیلز ٹیکس سے وصولی میں کمی آئی کیونکہ حکومت نے مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران پٹرولیم مصنوعات پر سے سیلز ٹیکس واپس لے لیا۔ ضمنی فنانس بل میں متعارف کرائے گئے مالیاتی اقدامات کی وجہ سے براہ راست ٹیکسوں کی وصولی بھی گذشتہ سال سے زیادہ رہی۔

ایف بی آر ٹیکس

ایف بی آر کے ٹیکسوں میں زیرِ جائزہ مدت کے دوران 29.1 فیصد نمو ہوئی جو 6 سال کی بلند ترین نمو ہے جبکہ پچھلے سال 18.7 فیصد نمو رہی تھی۔ مزید برآں، سالانہ ہدف جو نظر ثانی کے بعد بڑھا دیا گیا تھا، اسے بھی عبور کر لیا گیا (**شکل 4.3**)۔ ابتدا میں ٹیکس وصولی کا ہدف 5,800 ارب روپے تھا، جسے بڑھا کر 6,100 ارب روپے کر دیا گیا، جبکہ مالی سال 22ء کے دوران اصل وصولی 6,126.1 ارب روپے رہی۔

ایف بی آر ٹیکسوں کی نمو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران زیادہ نمایاں تھی۔ اس عرصے کے دوران سال بسال ماہانہ اوسط 33.4 فیصد نمو ہوئی جو دوسری ششماہی میں گر کر 26 فیصد رہ گئی (**جدول 4.3**)۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں اضافہ معاشی سرگرمیوں میں مسلسل اضافے کی وجہ سے ہوا جیسا کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو، ملکی طلب کے اظہاریوں اور درآمدات میں بلند نمو سے ظاہر ہوتا ہے (**جدول**

4.4)۔ مزید برآں، ایف بی آر نے ٹیکس انتظامیہ کو مضبوط بنانے کی مسلسل کوششیں کیں، اور عالمی سطح پر اشیا کی بلند قیمتوں، نیز پاکستانی روپے کی قدر میں تخفیف نے، جس سے ملکی مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے، زائد وصولی میں اپنا کردار ادا کیا۔ آخر میں، ضمنی فنانس بل میں مستثنیات کے خاتمے اور مالیاتی اقدامات سے بھی وصولی کا ہدف پورا کرنے میں مدد ملی۔ یہ اجاگر کرنا ضروری ہے کہ پٹرولیم مصنوعات، کھاد، کیڑے مار ادویات اور دواسازی جیسے شعبوں کو گذشتہ سال کی نسبت زائد رقم کی واپسی کے باوجود زائد وصولی ہوئی۔[6] تفصیلات کے مطابق ایف بی آر ٹیکسوں میں اضافہ بنیادی طور پر مالی سال 22 کے دوران درآمدات سے متعلق ٹیکسوں (20.6 فیصدی درجے) سے ہوا (**شکل 4.4**)۔ اس کی وجہ درآمدات کے حجم میں اضافہ ہے جس سے بلند ملکی طلب، اجناس کی بلند قیمتوں اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی کی عکاسی ہوتی ہے۔[7]

ایف بی آر کی انتظامی کوششوں کا اہم کردار

ٹیکس حکام نے مالی سال 22 کے پورے عرصے کے دوران ٹیکس کے انتظام سے متعلق اصلاحات جاری رکھیں۔ ان اصلاحات کا مقصد انتظامی کارگزاری بڑھانا، ٹیکس چوری کی روک تھام کرنا اور کاروباری کرنے کی آسانی کو یقینی بنانا تھا۔ تمباکو اور شکر کے شعبوں کے لیے ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم متعارف کرایا گیا جس سے معیشت کو دستاویزی صورت دینے میں مدد ملی اور ان شعبوں میں ٹیکس چوری کم ہوئی۔[8,9] اسی طرح گذشتہ سال پوائنٹ آف سیل انوائسنگ

شکل 4.3: ٹیکس وصولی کا ہدف اور حقیقی وصولی

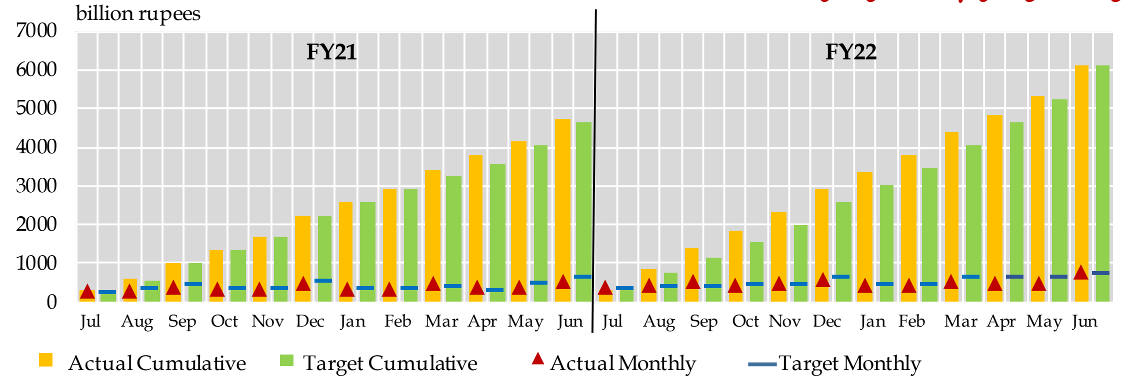

Source: Federal Board of Revenue

6 مالی سال 22ء کے دوران ری فنڈ کی مالیت 34.0 فیصد اضافے سے 336.9 ارب روپے ہوگئی جبکہ گذشتہ سال یہ 251.5 ارب روپے رہی تھی۔

7 مالی سال 22ء میں درآمدات کی روپے میں مالیت چونکہ 59.0 فیصد بڑھ گئی جبکہ گذشتہ سال 27.8 فیصد بڑھی تھی، چنانچہ درآمدات سے متعلق ٹیکسوں سے وصولی کا تناسب نمایاں طور پر بڑھ گیا۔

8 تمباکو اور شکر پر ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم (ٹی ٹی ایس) بالترتیب اکتوبر اور نومبر 2021ء میں متعارف کرایا گیا۔

9 شکر سازی کی صنعت پر ٹی ٹی ایس کے نفاذ سے اس شعبے سے سیلز ٹیکس کی وصولی مالی سال 22ء کے دوران 31 فیصد بڑھ گئی۔

جدول4.3:ایف بی آر کی ٹیکس وصولی

ارب روپے،نمو فیصد میں

	وصولی						نمو					
	ش1		ش2				ش1		ش2			
	م س21ء	م س22ء		م س21ء	م س22ء		م س21ء	م س22ء		م س21ء	م س22ء	
ایف بی آر ٹیکس(الف+ب)	**2,210.0**	**2,919.8**	**2,534.1**	**3,206.3**	**4,744.2**	**6,126.1**	**5.6**	**32.1**	**33.1**	**26.5**	**18.7**	**29.1**
(الف)براہِ راست ٹیکس	830.8	1,019.5	900.3	1,260.6	1,731.1	2,280.1	5.9	22.7	21.8	40.0	13.6	31.7
(ب)بالواسطہ ٹیکس	1,379.2	1,900.3	1,633.9	1,945.7	3,013.1	3,846.0	5.4	37.8	40.3	19.1	21.8	27.6
کسٹم ڈیوٹی	337.9	480.3	409.1	521.5	747.0	1,001.8	3.0	42.2	37.1	27.5	19.2	34.1
سیلز ٹیکس	918.1	1,274.5	1,064.3	1,248.0	1,982.5	2,522.4	6.9	38.8	44.2	17.3	24.1	27.2
درآمدات	508.6	892.3	647.3	924.9	1,155.9	1,817.2	13.8	75.4	50.7	42.9	31.9	57.2
ملکی	408.1	383.7	418.4	321.5	826.6	705.2	-0.7	-6.0	35.2	-23.2	14.7	-14.7
فیڈرل ایکسائز	123.2	145.5	160.4	176.2	283.6	321.7	0.8	18.1	25.1	9.9	13.2	13.4

ماخذ:فیڈرل بورڈ آف ریونیو

سسٹم متعارف کراتے ہوئے سطح اوّل کے خوردہ فروشوں کو اس میں شامل کیا گیا تھا،اس کے تسلسل کو آگے بڑھاتے ہوئے بڑے خوردہ فروشوں کو بھی اس سسٹم میں شامل کیا گیا۔اپنے آغاز سے مالی سال 22ء کے اختتام تک 4,563 خوردہ فروش اس سسٹم میں شامل ہو چکے ہیں اور 10,611 پی او ایس مشینیں نصب کی جاچکی ہیں۔[10]

ان جاری کوششوں کے سلسلے میں مالی سال 22ء کے دوران 500 سب سے بڑے خوردہ فروشوں کو اس سسٹم میں شامل کرنا ایف بی آر کا ہدف تھا جس نے صوبوں کے ریونیو اداروں کے اشتراک سے ایک سنگل سیلز ٹیکس پورٹل بھی متعارف کرایا۔اس طرح ٹیکس جمع کرانے میں لگنے والا وقت اور اخراجات کم ہوئے، یوں کاروبار کرنے کی لاگت میں کمی آئی۔ اس پورٹل سے ٹیکس دہندگان کو ماہانہ سیلز ٹیکس ریٹرن ایک بار جمع کرانے کی سہولت ملی، اس سے قبل انہیں صوبائی ریونیو پورٹل پر چھ ریٹرن جمع کرانے پڑتے تھے۔ایف بی آر کے ایک اور اقدام 'پاکستان سنگل ونڈو' (پی ایس ڈبلیو) کا مقصد یہ تھا کہ قانونی اور جائز تجارت کی منظوری کے حصول میں لگنے والا وقت کم کیا جائے۔سب سے آخر میں، 'ای ہیئرنگ' کا طریقہ کار بنایا گیا تا کہ روبرو ہوئے بغیر ٹیکس انتظامیہ سے رابطہ کیا جائے،اس طرح وقت کی بچت ہوئی۔

درآمدات میں اضافے سے بالواسطہ ٹیکس بڑھ گئے

دورانِ سال بالواسطہ ٹیکسوں میں 26.9 فیصد کی وسیع البنیاد نمو ہوئی جو گذشتہ سال 22.5 فیصد ہوئی تھی۔

شکل 4.4: ایف بی آر کی مجموعی ٹیکس وصولی کی نمو میں درآمداتی ٹیکسوں کا حصہ

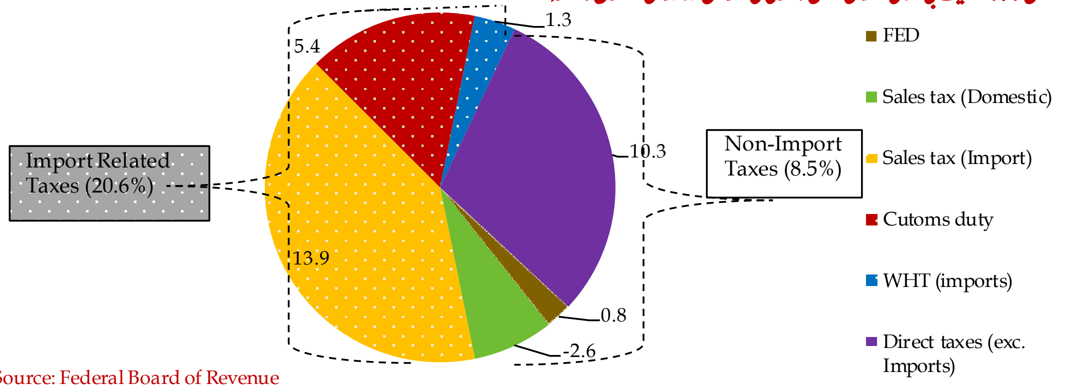

Source: Federal Board of Revenue

[10] ایف بی آر کا پریس ریلیز، بتاریخ 30 جون 2022ء

مالی سال 22ء کے دوران بالواسطہ ٹیکسوں میں سب سے بڑا حصہ درآمدات سے متعلق ٹیکسوں (درآمدات پر سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی) کا تھا (**شکل 4.5**)۔ جیسا کہ معاشی سرگرمیوں میں تیزی آنے سے ملکی طلب میں اضافہ ظاہر ہوا، وہ پٹرولیم مصنوعات، لوہے اور فولاد، گاڑیوں، خوردنی تیل اور مشینری کی زائد درآمدات میں ڈھل گیا جس سے محاصل کی وصولی میں اضافہ ہوا۔ اجناس کے عالمی نرخ بڑھنے اور پاکستانی روپے کی قدر گرنے سے بھی یہ محاصل زیادہ وصول ہوئے۔

ملکی منڈی میں گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی طلب اور نتیجتاً گاڑیوں کی مکمل ساختہ یونٹ اور الگ الگ پرزوں کی شکل میں درآمد بڑھنے سے بھی مالی سال 22ء کے دوران درآمدی ٹیکسوں میں اضافہ ہوا۔ اسی طرح ٹیکس وصولی کو غذائی درآمدات سے مزید مہمیز ملی۔ اس وصولی کے بڑھنے کی وجہ عالمی مارکیٹوں میں غذائی اشیا کے بلند نرخ تھے جنہوں نے ان کی درآمدی مالیت بڑھادی جس سے ٹیکس وصولی میں بھی اضافہ ہو گیا (**شکل 4.6** اور **باب 5**)۔

دوسری طرف، ملکی سیلز ٹیکس کی وصولی گذشتہ سال کی نسبت گر گئی۔ اس کمی کی وجہ پٹرولیم مصنوعات پر ٹیکس کی پست وصولی ہے کیونکہ حکومت نے مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران ان مصنوعات پر سیلز ٹیکس ہٹالیا تھا۔ ایک تو پٹرولیم مصنوعات کی فروخت کا حجم کم ہوا، دوسرے حکومت نے (ایندھن کے نرخ کم کرتے ہوئے) ریلیف پیکیج دیا، لہٰذا مالی سال کی خصوصاً تیسری سہ ماہی کے دوران محاصل کی وصولی کم ہوئی۔ دریں اثنا عاجلی اقدامات مثلاً پٹرولیم مصنوعات، کھاد، گاڑیوں، گھی پر زرِ اعانت دینے سے صرف مارچ تا مئی 2022ء کے دوران محاصل کی وصولی تقریباً 188 ارب روپے گر گئی۔[11] اس سے قطع نظر، پٹرولیم مصنوعات کے سوا دیگر مصنوعات سے محاصل کی وصولی زبردست رہی۔

براہِ راست ٹیکسوں سے وصولی مزید بڑھ گئی

مالی سال 22ء کے دوران براہِ راست ٹیکسوں میں بھی 31.7 فیصد کا نمایاں اضافہ دیکھا گیا جو گذشتہ سال 13.6 فیصد رہا تھا (**جدول 4.4**)۔ بیشتر نمو ودہولڈنگ ٹیکسوں سے ہوئی۔ استثنٰی کے خاتمے اور پیشگی ٹیکسوں کے نفاذ جیسے مالیاتی اقدامات کی بنا پر پہلے سے زائد وصولی ممکن ہوئی۔ رضاکارانہ ادائیگیوں

شکل 4.5: بالواسطہ ٹیکسوں کی نمو میں حصہ

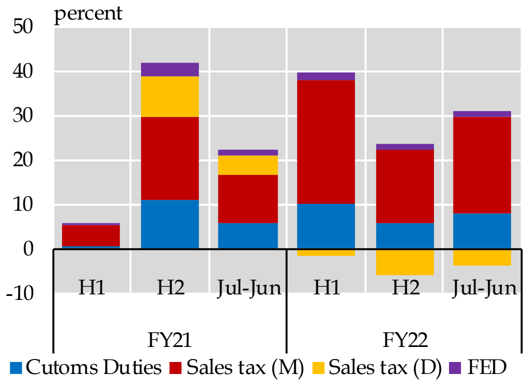

Source: Federal Board of Revenue

اور عندالطلب وصولیوں دونوں کے مثبت اثرات ہوئے، مہلت بھی 90 دن سے بڑھا کر 180 دن کر دی گئی تھی۔

ودہولڈنگ ٹیکسوں کی بلند وصولی میں جو اہم عوامل کارفرما رہے وہ یہ تھے: درآمدات کا زیادہ حجم، وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، شرح سود میں اضافے کا رجحان اور اقتصادی و تعمیراتی

جدول 4.4: براہِ راست ٹیکس

ارب روپے، فیصد

	م س21ء	م س22ء	نمو م س21ء	نمو م س22ء
عندالطلب وصولی	**80.1**	**101.1**	**31.8**	**26.1**
رضاکارانہ ادائیگی	**467.8**	**676.4**	**15.6**	**44.6**
پیشگی ٹیکس	413.7	597.9	--	44.5
ودہولڈنگ ٹیکس	**1237.3**	**1534.0**	**13.3**	**24.0**
درآمدات	218.5	280.6	9.4	28.4
تنخواہیں	151.8	197.3	17.3	29.9
منافع منقسمہ	63.8	83.3	15.8	30.6
بینک کا سود اور تمسکات	135.0	154.9	5.2	14.7
کنٹریکٹ	272.0	341.0	14.6	25.4
برآمدات	42.2	64.9	9.7	53.7
کیش کی وصولی	15.1	0.3	-0.4	-98.2
بجلی کے بل	51.3	71.4	12.9	39.3
ٹیلیفون	63.2	67.9	15.7	7.5
براہِ راست ٹیکس مجموعی	**1,731.3**	**2,280.1**	13.6	**31.7**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

11 ایف بی آر کے پریس ریلیز برائے مارچ، اپریل اور مئی 2022ء

شکل 4.6: درآمدات سے متعلق وصولیوں کے اہم محرکات

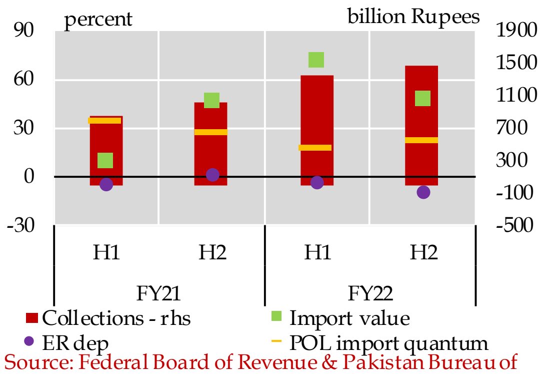

Source: Federal Board of Revenue & Pakistan Bureau of Statistics

سرگرمیوں کی بحالی۔ آن لائن تعلیمی سرگرمیوں اور وبا کے دوران ورچوئل میٹنگز کی وجہ سے ٹیلی مواصلات کی خدمات کا استعمال مسلسل بڑھتا رہا چنانچہ ٹیلی مواصلات کی خدمات سے وصولیاں بڑھنے میں مدد ملی۔ یہ اضافہ سیلولر صارفین کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس عرصے کے دوران براڈ بینڈ ڈیٹا کے زائد استعمال سے بھی ظاہر ہوتا ہے (**شکل 4.7**)۔

4.3 غیر ٹیکس محاصل

مجموعی طور پر غیر ٹیکس محاصل میں مسلسل دوسرے سال کمی آئی (**جدول 4.5**)۔ حکومت کو اسٹیٹ بینک کے منافع کی منتقلی گذشتہ سال سے کم رہی کیونکہ منافع کی منتقلی کا طریقہ کار تبدیل کیا گیا ہے۔ قبل ازیں، ہر سہ ماہی کے اختتام پر اسٹیٹ بینک کا منافع حکومت کو منتقل کیا جاتا تھا۔ تاہم ایس بی پی ایکٹ میں ترامیم ہونے کے بعد اب ہر مالی سال کے اختتام پر سالانہ مالی

شکل 4.7: ٹیلی کمیونیکیشن صارفین کی تعداد

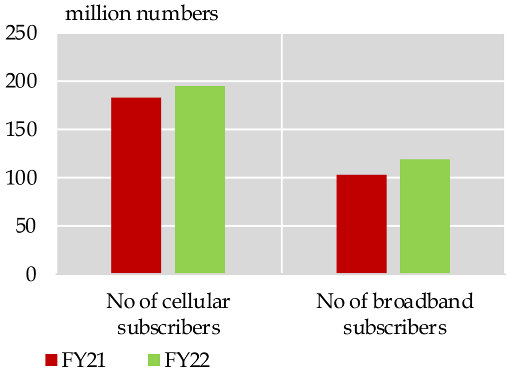

Source: Pakistan Telecommunication Authority

گوشوارے کو حتمی شکل دینے کے بعد اسٹیٹ بینک کا منافع حکومت کو منتقل کیا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس منتقلی میں مالی سال کے بعد کچھ تاخیر ہوگی۔ طریقہ کار میں یہ تبدیلی مالی سال 22 کی تیسری سہ ماہی سے نافذ ہوئی۔

پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی سے وصولی بھی زیر جائزہ عرصے میں کم ہوگئی کیونکہ حکومت نے اپریل 2022ء سے اسے ہٹا لیا (**شکل 4.8**)۔ اپریل 2022ء سے پہلے بھی پی ڈی ایل کے نرخ گذشتہ سال سے کم تھے۔[12] دوسری طرف، دو سیلولر کمپنیوں کو اسپیکٹرم لائسنسوں کے اجراسے پی ٹی اے کا منافع بڑھ گیا۔

شکل 4.8: پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی کی شرحیں اور ششماہی وصولی میں نمو (سال بسال)

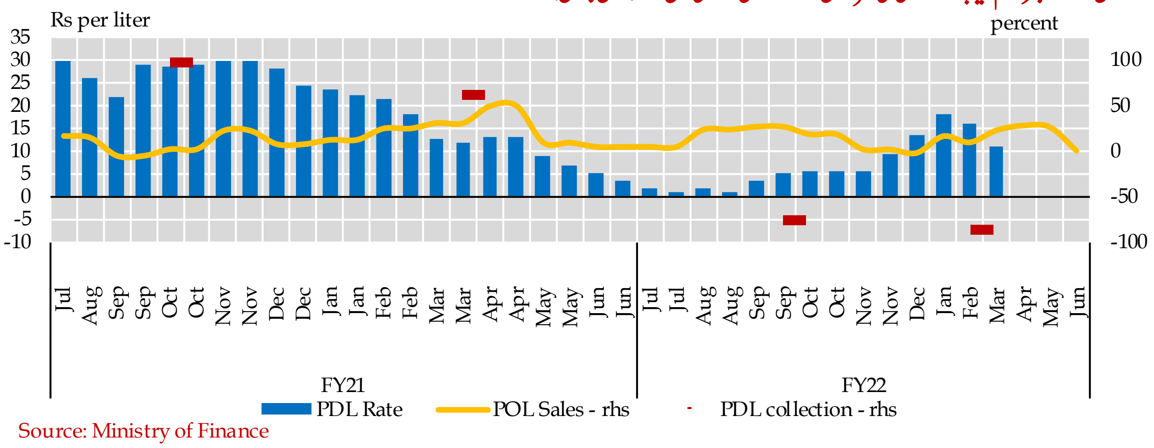

Source: Ministry of Finance

12 پی ڈی ایل شرحیں مالی سال 22ء کے آغاز پر کم کر کے 2 روپے کر دی گئی تھیں جنہیں بتدریج بڑھا کر مارچ 2022ء تک 18 روپے کر دیا گیا۔ جب پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں بڑھنے لگیں تو عام صارف پر اُن کا اثر کم کرنے کی خاطر چوتھی سہ ماہی میں یہ شرحیں واپس لے لی گئیں۔

جدول 4.5: غیر ٹیکس محاصل (مجموعی)

ارب روپے، نمو فیصد میں

	وصولی				نمو	
	ش1		جولائی تا جون		ش1	جولائی تا جون
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س22ء	م س22ء
اسٹیٹ بینک کا منافع	372.5	380.0	650.5	473.6	2.0	-27.2
پٹرولیم لیوی	275.3	70.0	424.7	127.5	-74.6	-70.0
پی ٹی اے کا منافع	18.6	38.9	39.1	103.4	108.9	164.8
مارک اپ (سرکاری شعبے کے ادارے اور دیگر)	44.0	32.6	76.2	87.8	-25.9	15.2
گیس اور تیل پر رائلٹی	35.1	39.1	70.9	90.8	11.2	28.1
منافع منقسمہ	11.9	26.0	43.9	42.9	118.8	-2.2
پاسپورٹ اور دیگر فیس	7.0	10.4	13.0	21.6	49.2	65.7
دفاع	6.5	7.7	14.9	17.3	18.6	16.2
مجموعہ	**895.3**	**764.9**	**1630.7**	**1280.2**	**-14.6**	**-21.5**

ماخذ: وزارت خزانہ

4.4 وفاق کے اخراجات[13]

مالی سال 22ء کے دوران وفاق کے اخراجات میں 28.2 فیصد کا نسبتاً زیادہ اضافہ دیکھا گیا جو گذشتہ سال 4.7 فیصد رہا تھا۔سب سے بڑا دھچکا رواں اخراجات کی طرف سے آیا کیونکہ سودی اور غیر سودی دونوں طرح کی ادائیگیاں بشمول زرِ اعانت تیزی سے بڑھیں خاص طور پر مالی سال کی دوسری ششماہی میں (**شکل 4.9**)۔ نیز پنشن میں اضافے، سول حکومت چلانے کے اخراجات اور گرانٹس نے بھی رواں وفاقی اخراجات بڑھا دیے۔ اس کے برعکس، ترقیاتی اخراجات میں مالی سال 21ء کے دوران 1.0 فیصد کے معمولی اضافے کے مقابلے مالی سال 22ء میں 19.6 فیصد کمی ہوئی (**جدول 4.7**)۔

وفاق کے اخراجاتِ جاریہ

اخراجاتِ جاریہ میں مالی سال 21ء کے دوران معمولی اضافہ ہوا تھا، مالی سال 22ء میں یہ نمایاں طور پر بڑھ گئے۔ توسیع زیادہ تر زرِاعانت سے ہوئی جس نے مالی سال 22ء میں 1.5 ٹریلین روپے کا ہندسہ عبور کرلیا، یہ مالی سال 21ء کے مقابلے میں تقریباً 3.6 گنا زیادہ ہے۔ سرکلر ڈیٹ مینجمنٹ پلان کے تحت آئی پی پیز کو نرخوں کے تفرّق کی ادائیگیوں اور پٹرولیم مصنوعات پر زرِ اعانت سے اس مد میں بھاری ادائیگی کی جزوی وضاحت ہوتی ہے۔ دریں اثنا صوبوں کو

شکل 4.9: وفاقی حکومت کے اخراجاتِ جاریہ میں سہ ماہی آمد

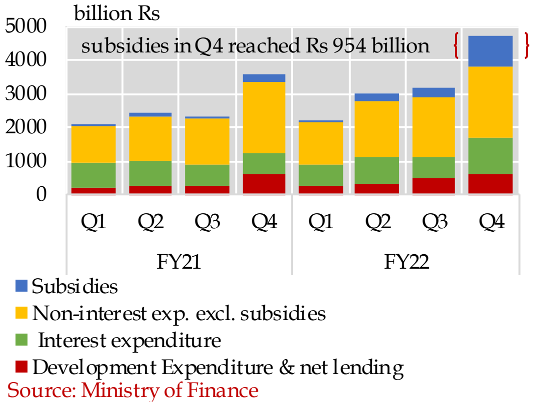

گرانٹس، ملکی اور غیر ملکی سودی ادائیگیوں، پنشن اور حکومت چلانے کے اخراجات میں بھی مالی سال 22ء کے دوران نمایاں اضافہ ہوا (**شکل 4.10**)۔

سودی اخراجات میں تیزی سے نمو ہوئی

مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی تک سودی ادائیگیاں بڑی حد تک کم رہیں، تاہم اگلے مہینوں کے دوران یہ رجحان جاری نہ رہ سکا۔[14] مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران ملکی اور بیرونی سودی ادائیگیوں نے مجموعی سودی اخراجات کو بڑھا دیا جو ایک ٹریلین (1000 ارب) روپے سے بھی آگے نکل گئے اور یہ جی ڈی پی کا 1.6 فیصد بنا۔ بلند سودی ادائیگیوں کی بنیادی وجہ ملکی شرحِ سود میں اضافے کا رجحان ہے جبکہ رواں شرح پر قرضے کا تناسب بڑھ رہا

13 اس سیکشن میں بحث اخراجات کی اساس پر کی گئی ہے جس میں شماریاتی تفرق شامل نہیں ہے۔

14 مالی سال 22ء کے جولائی تا مارچ عرصے کے دوران سودی ادائیگیوں میں بحیثیت مجموعی 0.7 فیصد واجبی نمو ہوئی جو گذشتہ مالی سال اسی عرصے میں 11.9 فیصد رہی تھی۔

شکل4.10: وفاقی حکومت کے اخراجاتِ جاریہ کی نمو میں حصہ

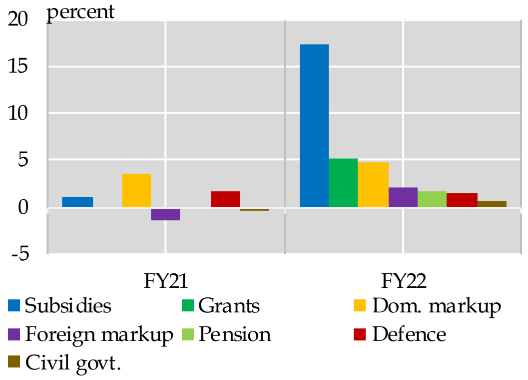

Source: Ministry of Finance

ہے اور دو طرفہ قرض دینے والوں کو ڈی ایس ایس آئی کے تحت ملتوی کی گئی ادائیگیاں بھی بحال ہو چکی ہیں (**شکل4.11**)۔[15]

زرِ اعانت اور گرانٹس میں خاصا اضافہ ہوا

مالی سال 21ء کی نسبت مالی سال 22ء کے دوران زرِ اعانت اور گرانٹس خاصے اضافے کے بعد میزانیہ رقم سے آگے نکل گئیں (**شکل4.12**)۔

زرِ اعانت: مالی سال 22ء کے دوران مجموعی زرِ اعانت کا حجم 1529.6 ارب روپے تک جا پہنچا جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 425.0 ارب روپے تھا۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے یہ 2.3 فیصد کے مساوی ہو گیا۔ گذشتہ سال یہ تناسب 0.8 فیصد تھا۔[16] زرِ اعانت میں بیشتر اجرا بجلی کے شعبے سے متعلق ادائیگیوں کے لیے ہوا جن میں ٹیرف کے تفرقات (differentials) اور ڈسکوز، پی ایچ پی ایل، کے-الیکٹرک، واپڈا/پیپکو کی قابلِ وصولی رقوم شامل ہیں (**شکل4.13**)۔ اِن اخراجات کا ایک حصہ نظرِ ثانی شدہ سی ڈی ایم پی کے تحت آئی پی پیز کو جاری کیا گیا۔ گردشی قرضے کو محدود کرنے کی غرض سے یہ پلان کابینہ کمیٹی برائے توانائی نے فروری 2022ء میں منظور کیا۔ گردشی قرضہ جون 2022ء کے اختتام پر 2.2 ٹریلین روپے سے آگے نکل گیا۔[17]

شکل4.11: سودی ادائیگیوں میں سہ ماہی رجحان

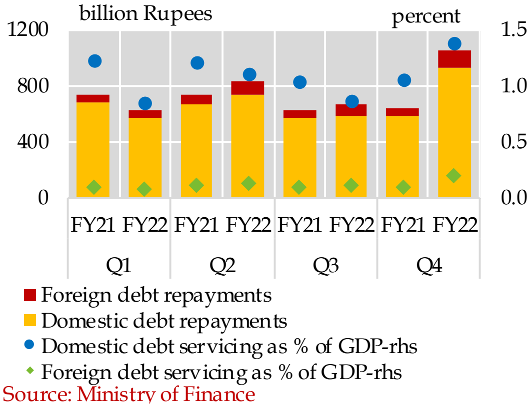

Source: Ministry of Finance

پٹرولیم مصنوعات خصوصاً موٹر اسپرٹ اور ڈیزل پر نرخوں کے تفرق سے متعلق دعوے مالی سال کے دوران زرِ اعانت میں اضافی نمو کا سبب بنے جن کا اعلان فروری 2022ء میں متعارف کرائے گئے وزیرِ اعظم ریلیف پیکیج میں ہوا، جو بقیہ مالی سال کے بیشتر عرصے میں برقرار رہے۔ اس پیکیج کا مقصد یہ تھا کہ بین الاقوامی منڈیوں میں پٹرولیم کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اثرات سے ملکی صارفین کو بچایا جائے۔ ابتدا میں توقع تھی کہ یہ پیکیج جون 2022ء تک جاری رہے گا تاہم زرِ اعانت کی بڑھتی ہوئی لاگت اور آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی سے یہ پیکیج مئی 2022ء میں واپس لے لیا گیا۔ ایندھن پر زرِ اعانت کی مد میں اس پیکیج پر قومی خزانے سے 241.4 ارب روپے لگے (**شکل4.13**)۔[18]

مالی سال 22ء کے دوران صنعتی شعبے کو زرِ اعانت میں بھی 219.7 ارب روپے کا بڑا اضافہ ہوا جو گذشتہ مالی سال 37 ارب روپے تھا جبکہ ہدف 73 ارب روپے تھا۔ صنعتی شعبے کو زرِ اعانت میں نمایاں اضافہ مختلف زمروں کے تحت ہوا، مثلاً 1) صنعت کو رعایتی نرخوں پر ایل این جی کی فراہمی، 2) صفر شرح والے برآمدی شعبے کو کم نرخوں پر بجلی کی فراہمی، اور 3) صنعتی تعاون کے پیکیج (آئی ایس پی) میں توسیع۔[19]

15 تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 5 'ملکی اور بیرونی قرضہ'

16 زرِ اعانت کا مجموعی ہدف 682 ارب روپے رکھا گیا تھا جس میں سے 596 ارب روپے گردشی قرضوں کی ادائیگی سمیت بجلی کے شعبے کے لیے مختص تھے۔ مالی سال 22ء کے دوران بجلی کے شعبے نے اس اختصاص کے مقابلے میں 1026.3 رب روپے حاصل کیے، اجرا کے ہدف سے اتنا بڑا انحراف دراصل گردشی قرضوں کے زیادہ اکٹھا ہو جانے اور مالیاتی پیکج کے تحت کی گئی ادائیگیوں کی وجہ سے تھا۔

17 آئی ایم ایف (2022ء)، کنٹری رپورٹ نمبر 288/22

18 وزیرِ اعظم ریلیف پیکیج کا اعلان 28 فروری 2022ء کو کیا گیا اور مارچ 2022ء سے نافذ کیا گیا، اس لیے زرِ اعانت کا اجرا اپریل 2022ء میں شروع ہوا۔ حکومت نے پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں کے فرق کے دعووں پر اپریل 2022ء میں 66.8 ارب روپے جاری کیے، بعد ازاں مئی اور جون 2022ء میں بالترتیب 89.2 روپے اور 85.4 ارب روپے جاری کیے گئے۔

19 وافر دستیاب بجلی کی طلب پیدا کرنے اور صنعتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے حکومت نے نومبر 2020ء میں آئی ایس پی اسکیم کا اعلان کیا۔ اسکیم کے تحت صنعتی صارفین کے لیے پِیک اور آف پِیک ٹیرف ابتدائی طور پر نومبر 2020ء سے آخر اپریل 2020ء تک ختم کر دیا گیا۔ تاہم توانائی کی زیادہ طلب کی وجہ سے پیکج کو پہلے جون 2022ء تک اور پھر اکتوبر 2023ء تک بڑھا دیا گیا۔ (ماخذ: نیپرا (2021ء)، اسٹیٹ آف انڈسٹری رپورٹ)

جدول4.6: وفاقی اخراجات کی صورتِ حال

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س21ء	م س22ء	سال بسال نمو		مجموعی اخراجات کا بطور فیصد		جی ڈی پی کا بطور فیصد	
			م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
مجموعی اخراجات*(الف+ب)	**7137.7**	**9152.7**	**4.7**	**28.2**	**100.0**	**100.0**	**12.8**	**13.7**
(الف) اخراجاتِ جاریہ	**6348.7**	**8451.6**	**4.2**	**33.1**	**88.9**	**92.3**	**11.4**	**12.6**
مارک اپ ادائیگیاں	2749.7	3182.4	5.0	15.7	38.5	34.8	**4.9**	**4.8**
ملکی	2523.8	2828.6	9.1	12.1	35.4	30.9	4.5	4.2
غیر ملکی	225.9	353.9	-26.3	56.6	3.2	3.9	0.4	0.5
دفاعی امور اور سروسز	1316.4	1411.6	8.5	7.2	18.4	15.4	2.4	2.1
پنشن	440.1	541.9	-1.6	23.1	6.2	5.9	0.79	0.81
سول حکومت کے اخراجات	505.8	546.7	-3.5	8.1	7.1	6.0	0.9	0.8
زرِاعانت	425.0	1529.6	18.1	259.9	6.0	16.7	0.8	2.3
صوبوں اور دیگر کو گرانٹس	911.6	1239.3	-1.8	36.0	12.8	13.5	1.6	1.9
صوبوں کو گرانٹس	83.8	97.5	9.8	16.2	1.2	1.1	0.2	0.1
دیگر کو گرانٹس	827.7	1141.8	-2.8	37.9	11.6	12.5	1.5	1.7
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	**789.1**	**701.1**	**8.6**	**-11.1**	**11.1**	**7.7**	1.4	1.0
مجموعی ترقیاتی اخراجات	**694.6**	**558.1**	**1.0**	**-19.6**	**9.7**	**6.1**	**1.2**	**0.8**
سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام	667.3	558.1	7.2	-16.4	9.3	6.1	**1.2**	**0.8**
جس میں سے صوبوں کو ترقیاتی گرانٹس	226.1	157.7	46.3	-30.3	3.2	1.7	0.4	0.2
دیگر ترقیاتی اخراجات	27.3	0.0	-58.3	-0	0.4	0.0	0.0	0.0
خالص قرض گاری	**94.5**	**143.0**	**144.7**	**51.4**	**1.3**	**1.6**	**0.2**	**0.2**
صوبے	17.5	102.6	-276.7	485.2	**0.2**	**1.1**	0.0	0.2
دیگر	76.9	40.4	58.5	-47.5	**1.1**	**0.4**	0.1	0.1

*ماسوائے شماریاتی تفرق

ماخذ: وزارتِ خزانہ

گرانٹس: اس مد میں مجموعی اجرا مالی سال 22ء کے دوران 1239.3 ارب روپے تک جا پہنچا جو مالی سال 21ء میں 911.6 ارب روپے تھا **(شکل 4.14)**۔ وفاقی گرانٹس ہنگامی واجبات کو بڑا حصہ ملا، جس کے بعد بینظیر انکم سپورٹ پروگرام اور کووڈ-19 سے متعلق گرانٹس کی باری آئی۔

سماجی تحفظ کے لحاظ سے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کو وفاقی گرانٹس سے بڑا حصہ یعنی 232 ارب روپے ملے تاہم بجٹ میں مختص ہدف یعنی 246 ارب روپے پورا نہ ہوسکا۔ اس پروگرام میں سماجی تحفظ کی مختلف اسکیمیں شامل ہیں جن کا احاطہ رقوم کی منتقلی کے غیر مشروط اور مشروط منصوبوں کے تحت کیا گیا ہے۔ بی آئی ایس پی گرانٹس کے بڑے وصول کنندگان کو غیر مشروط رقوم منتقل کی گئیں جن میں احساس کفالت، احساس کیش اسسٹنس اور ریلیف کی وہ خصوصی امداد شامل ہیں جو آزاد کشمیر میں لائن آف کنٹرول پر، ہرنائی اور تراہ وادی کو دی گئیں۔[20] بی آئی ایس پی کا حجم بڑھتا جارہا ہے جو دائرہ کار کے لحاظ سے اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ اس کے لیے بجٹ میں نہ صرف پہلے سے

شکل4.12: وفاقی زرِاعانت اور گرانٹس کے اہداف اور حقیقی تخمینوں کا موازنہ

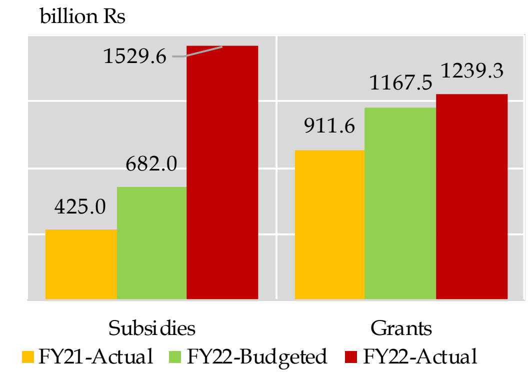

Source: Ministry of Finance

[20] پاکستان کا اقتصادی سروے (22-2021ء)، خزانہ ڈویژن

شکل 4.13: وفاقی زرِاعانت کا اجرا

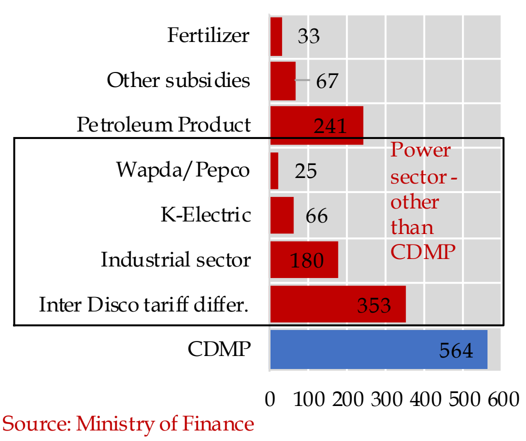

Source: Ministry of Finance

زیادہ رقوم مختص کی جا رہی ہیں بلکہ اس میں گھرانوں کی بڑی تعداد کی شمولیت کی بھی عکاسی ہوتی ہے (**شکل 4.15**)۔[21]

دریں اثنا کووڈ سے متعلق مختلف پروگراموں میں بھی مالی سال 22ء کے دوران نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔ مثال کے طور پر کووڈ-19 سے متعلق نیشنل ڈزاسٹر مینجمنٹ فنڈ کو 102 ارب روپے دیے گئے۔ اسی طرح حکومت نے وزارت قومی صحت کو مختلف رقوم جاری کیں، بشمول 1) کووڈ-19 ویکسین سپورٹ پراجیکٹ کو ایشیا پیسفک ویکسین پروگرام کے تحت 81 ارب روپے ملے،[22] 2) پینڈیمک رسپانس افیکٹونیس اِن پاکستان (پریپ) نے 23 ارب روپے جمع کیے،[23] اور 3) آئی وی اے سی کووڈ-19 ویکسین سپورٹ برائے پاکستان کے تحت 11.9 ارب روپے۔[24]

تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ

مالی سال 22ء کے دوران حکومت چلانے کے اخراجات اور پنشن میں نمایاں اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 21ء میں ان اخراجات میں کمی دیکھی گئی تھی۔ گذشتہ مالی سال کفایت شعاری کی مہم کے دوران حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کو روکے رکھا تھا۔ تاہم، مالی سال 2021-22ء کے بجٹ میں حکومت نے وفاقی ملازمین اور پنشنروں کے ریلیف کے لیے

شکل 4.14: وفاقی گرانٹس کا اجرا

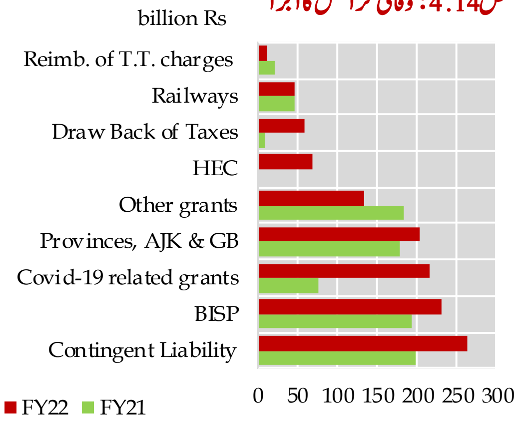

Source: Ministry of Finance

کچھ اقدامات کیے، جن میں یہ شامل تھے: 1) وفاقی حکومت، خود مختار/نیم خود مختار اداروں اور کارپوریشنوں کے اُن ملازمین کے لیے 10 فیصد ایڈہاک ریلیف الاؤنس جنھوں نے وفاقی حکومت کی بنیادی تنخواہ اسکیل اسکیم اختیار کی تھی، 2) پنشن میں 10 فیصد سالانہ اضافہ، 3) اردلی الاؤنس کو 14 ہزار روپے سے بڑھا کر 17500 روپے کرنا، 4) بی پی ایس گریڈ ایک تا 5 کے ملازمین کے لیے اِنٹی گریٹڈ الاؤنس ماہانہ 450 روپے سے بڑھا کر 950 روپے کرنا،[25] اور 5) کم از کم ماہانہ اجرت 17 ہزار روپے سے بڑھا کر 20 ہزار روپے کرنا۔[26]

شکل 4.15: بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں اجرا

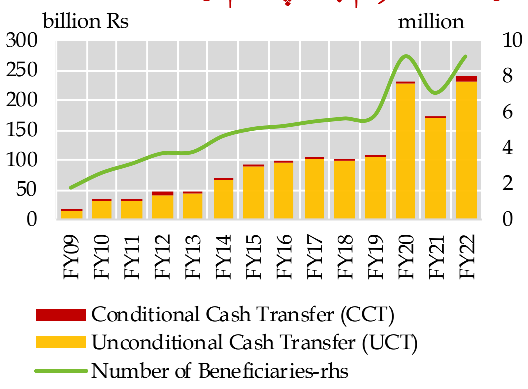

Source: Benazir Income Support Programme

21 آخری این ایس ای آر 2010-11ء میں کی گئی تھی جس میں 27 ملین استفادہ کنندگان کو شناخت کیا گیا، 2021ء تک اس میں تقریباً 33 ملین افراد شامل ہو چکے تھے۔

22 ایشیائی ترقیاتی بینک نے ایشیا پیسفک ویکسین ایکسس فیسلٹی کے تحت کووڈ-19 ویکسین سپورٹ پراجیکٹ کو رقم دی۔

23 یہ پروگرام عالمی بینک کے تعاون سے شروع کیا گیا۔

24 ان رقوم کا وعدہ اسلامی ترقیاتی بینک نے کیا تھا۔ ماخذ: خزانہ ڈویژن

25 انٹی گریٹڈ الاؤنس نائب قاصد، قاصد اور دفتریوں کو دیا جاتا ہے۔

26 بجٹ تقریر 2021-22ء، خزانہ ڈویژن

جدول 4.7: سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام، اہداف اور اجرا کا موازنہ

ارب روپے، فیصد

اہم منصوبے	اختصاص (2021-2022)*	نظر ثانی شدہ تخمینے**	اختصاص کا فیصد جس پر عمل درآمد ہوا**
این ایچ اے	113.8	86.7	76.2
جس میں سے، جگلوٹ تا اسکردو سڑک کی مرمت	10	5.9	59.0
درہ خیبر اقتصادی راہداری منصوبہ	8.5	0.075	0.9
موٹروے بھور بن تا ہکلا، ایم-ون پر ڈیرہ اسماعیل خان تک	8	10.8	135.0
خزانہ ڈویژن	123.1	45.8	37.2
جس میں سے، خیبر پختونخوا کے ضم شدہ اضلاع کا 10 سالہ ترقیاتی منصوبہ	54	44.3	82.0
سوات موٹروے کی زمین کا حصول	10	5	50.0
آبی وسائل ڈویژن	103.5	90.6	87.5
جس میں سے، داسو پن بجلی منصوبہ	56.5	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
دیامیر بھاشا ڈیم منصوبہ (ڈیم کا جز)	15.5	7.5	48.4
کے-4 پانی کی رسد کی عظیم تر اسکیم	15.1	15.1	100.0
نیلم جہلم پن بجلی منصوبہ	14.2	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
کابینہ ڈویژن	46.2	64	138.7
جس میں سے، پائیدار ترقی کے اہداف کے حصول کا منصوبہ	46	64	139.1
پاور ڈویژن (بذریعہ پی ایس ڈی پی)	69.5	46.5	66.9
جس میں سے، مکران کے الگ تھلگ نیٹ ورک کا انٹر کنکشن	5.0	3.0	60.0
سیکنڈری ٹرانسمیشن لائن اور گرڈ اسٹیشن-سیپکو	6.6	0.0	0.0
سیکنڈری ٹرانسمیشن لائن اور گرڈ اسٹیشن-ہیسکو	5.2	0.0	0.0

ماخذ: * سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام 22-2021ء، منصوبہ بندی کمیشن، وزارتِ منصوبہ بندی، ترقیات اور خصوصی اقدامات؛ ** گرانٹس اور حصول کے مطالبات کی تفصیل، جلد چہارم، ترقیاتی اخراجات، خزانہ

نیز، مساوات بڑھانے کے (disparity reduction) 15 فیصد الاؤنس کا اعلان 23 فروری 2022ء کو ہوا جو تمام وفاقی ملازمین پر ان کے 2017ء کے بنیادی تنخواہ اسکیل پر لاگو ہے۔ اسی طرح 14 اپریل 2022ء کو پنشن کی شرح نظر ثانی کے بعد 10 فیصد بڑھادی گئی اور اطلاق یکم اپریل 2022ء سے ہوا۔[27]

ان اقدامات کے نتیجے میں حکومت چلانے کے مجموعی اخراجات (جن میں بنیادی چیز تنخواہیں ہیں) اور پنشن مالی سال 22ء کے دوران بڑھ کر ایک ٹریلین روپے سے آگے نکل گئے جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 946 ارب روپے تھے۔[28]

وفاقی ترقیاتی اخراجات

مالی سال 22ء میں وفاقی ترقیاتی اخراجات میں 19.6 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ مالی سال 21ء میں 1.0 فیصد کی معمولی نمو ہوئی تھی۔ اس سے بنیادی طور پر وفاقی پی ایس ڈی پی کے تحت پست اجرا کی عکاسی ہوتی ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے وفاقی پی ایس ڈی پی کا مجموعی جی ڈی پی میں تناسب بجٹ اور عملدرآمد کے مرحلے دونوں اعتبار سے مسلسل کم ہو رہا ہے۔ خاص طور پر، پچھلے دو برسوں کے دوران کووڈ کی وجہ سے اخراجات نے مالیاتی گنجائش کو کم کیا ہے۔ اس کے علاوہ، سرکاری مالیاتی اصلاحات[29] کی بنا پر بھی پی ایس ڈی پی کے اجرا میں سست روی کی جزوی وضاحت ہوتی ہے۔ مالی سال 22ء کے لیے پی ایس ڈی پی کا ہدف (جی ڈی پی کا 1.7 فیصد) پچھلے دو سال کے مقابلے میں زیادہ رکھا گیا تھا

27 خزانہ ڈویژن

28 مزید برآں 23-2022ء کے بجٹ میں حکومت نے پنشن میں ایک بار پھر 15 فیصد اضافے کا اعلان کیا جس کا اطلاق جولائی 2022ء سے ہوگا۔

29 سرکاری مالیاتی اصلاحات ان امور پر مشتمل ہیں: (i) بجٹ کا انتظام، (ii) ترقیاتی منصوبے، مرمت اور سرکاری اثاثوں کا استعمال، (iii) سرکاری مالیات کی مجموعی رقوم اور سرکاری کھاتے کا کنٹرول، (iv) خزانے کا انتظام، (v) خصوصی مقاصد کے لیے رقوم، (vi) اکاؤنٹنگ اور رپورٹنگ، (vii) سرکاری ادارے، (viii) غیر ٹیکس محاصل اور، (ix) ضوابط سازی کے لیے اختیارات کا حصول اور رکاوٹیں ہٹانا۔

(**شکل 4.16**)۔مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں وفاقی پی ایس ڈی پی کا سہ ماہی اجرا درست راہ پر رہا۔ تاہم یہ اجرا بڑھتے ہوئے مالیاتی عدم توازن کو روکنے کے لیے دوسری ششماہی میں بند کر دیا گیا۔ وفاقی پی ایس ڈی پی کا مجموعی سالانہ بجٹ 900 ارب روپے تھا جبکہ 558 ارب روپے خرچ کیے جاسکے۔ اخراجات میں اس کٹوتی کی بنا پر بہت سے ایسے ترقیاتی منصوبوں کو ترک کر دیا گیا جن سے توقع تھی کہ وہ آخر جون 2022ء تک مکمل ہو جائیں گے چنانچہ ان منصوبوں کی تعداد 371 سے گر کر 170 پر آ گئی۔[30]

رقوم کا بلحاظ وزارت اختصاص بتاتا ہے کہ وفاقی ترقیاتی رقوم کا 60 فیصد سے زائد پانچ اہم ڈویژنوں اور کارپوریشنوں کے لیے مخصوص کیا گیا بشمول این ایچ اے، خزانہ، آبی گزرگاہیں، کابینہ اور پاور ڈویژن۔ اِن وزارتوں کے تحت رقوم انفراسٹرکچر اور پن بجلی کے بڑے منصوبوں کے لیے مختص کی گئی مثلاً داسو پن بجلی گھر، دیامیر بھاشا ڈیم، کے-4 گریٹر واٹر سپلائی اسکیم اور نیلم جہلم پن بجلی منصوبے۔ خزانہ ڈویژن اور کابینہ ڈویژن کو مختص کیے گئے بڑے نان انفراسٹرکچر منصوبوں میں بالترتیب خیبر پختونخوا کے ضم شدہ اضلاع کا 10 سالہ ترقیاتی منصوبہ اور پائیدار ترقی کے اہداف کا پروگرام شامل رہے (**جدول 4.8**)۔

4.5 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

صوبائی مالیاتی کھاتے میں مالی سال 22ء کے دوران 351 ارب روپے کی فاضل رقم درج کی گئی، جو مالی سال 21ء سے تو زیادہ رہی تاہم 570 ارب روپے کے سالانہ ہدف سے بہت کم تھی (**جدول 4.9**)۔ صوبائی فاضل رقم بڑھنے کی بنیادی وجہ محصولات میں زیادہ اضافہ تھا جس نے صوبائی اخراجات میں ہونے والے اضافے کو بخوبی پورا کیا۔ صوبائی کھاتوں میں مثبت شراکت پنجاب اور سندھ کی فاضل رقوم سے آئیں، جبکہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں مالی سال 22ء کے دوران خسارہ درج کیا گیا (**شکل 4.17**)۔

صوبائی محاصل

مالی سال 22ء کے دوران صوبائی محاصل جمع کرنے کا کام زبردست طریقے سے جاری رہا جس کا بنیادی سبب وفاقی قابلِ تقسیم پُول میں بڑھا ہوا حصہ ہے۔ وفاقی قرضوں کے زائد اختصاص اور رقوم کی منتقلی اور صوبائی ٹیکس اور نان ٹیکس محاصل میں اضافے سے مزید مہمیز ملی (**شکل 4.17** اور **4.18**)۔

شکل 4.16: سرکاری شعبے کا وفاقی ترقیاتی پروگرام بجٹ اور حقیقت کا موازنہ

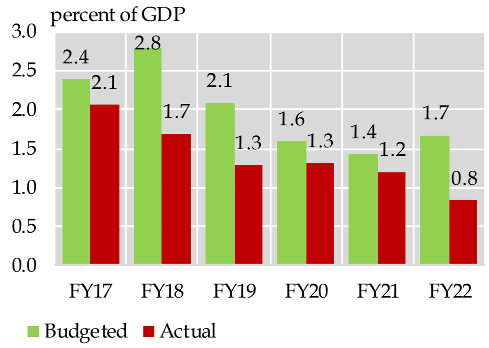

Source: Ministry of Finance

اپنے ذرائع سے آمدنی میں سیلز ٹیکس سب سے زیادہ رہا

اپنے ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی کی وصولی مالی سال 22ء میں بحیثیت مجموعی 12.5 فیصد بڑھی جو مالی سال 21ء میں 27.6 فیصد بڑھی تھی۔ نان ٹیکس محصولات کے تحت اِن کم وصولیوں سے بنیادی طور پر نمو میں کمی ظاہر ہے۔ خدمات پر سیلز ٹیکس کی وجہ سے ٹیکس آمدنی میں 20.5 فیصد اضافہ ہوا۔

ٹیکس آمدنی کی تفصیلات کے مطابق خدمات پر سیلز ٹیکس نے تمام صوبوں میں نمایاں وصولیاں کیں، جبکہ اسٹیمپ ڈیوٹی کے تحت وصولی بھی مالی سال 21ء سے زیادہ رہی۔ صوبہ وار تفصیلات بتاتی ہیں کہ سالانہ ٹیکس وصولی میں اضافے کا بڑا محرک پنجاب سے آیا، اس کے بعد خیبر پختونخوا اور سندھ رہے (**شکل 4.19**)۔ پنجاب میں نہ صرف مجموعی ٹیکس وصولی میں سب سے زیادہ نمو ہوئی بلکہ اس کے محصولات مالی سال 22ء کے مقررہ ہدف سے بھی بڑھ گئے۔

شکل 4.17: صوبائی فاضل رقوم

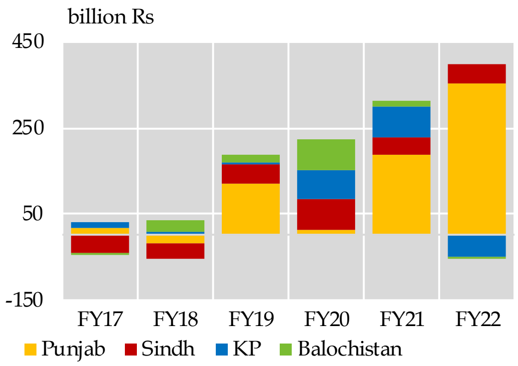

Source: Ministry of Finance

[30] منصوبہ بندی کمیشن پاکستان

شکل 4.18: قابلِ تقسیم وفاقی پُول کی منتقلیوں میں حصہ - ہدف اور حقیقی اجرا کا موازنہ

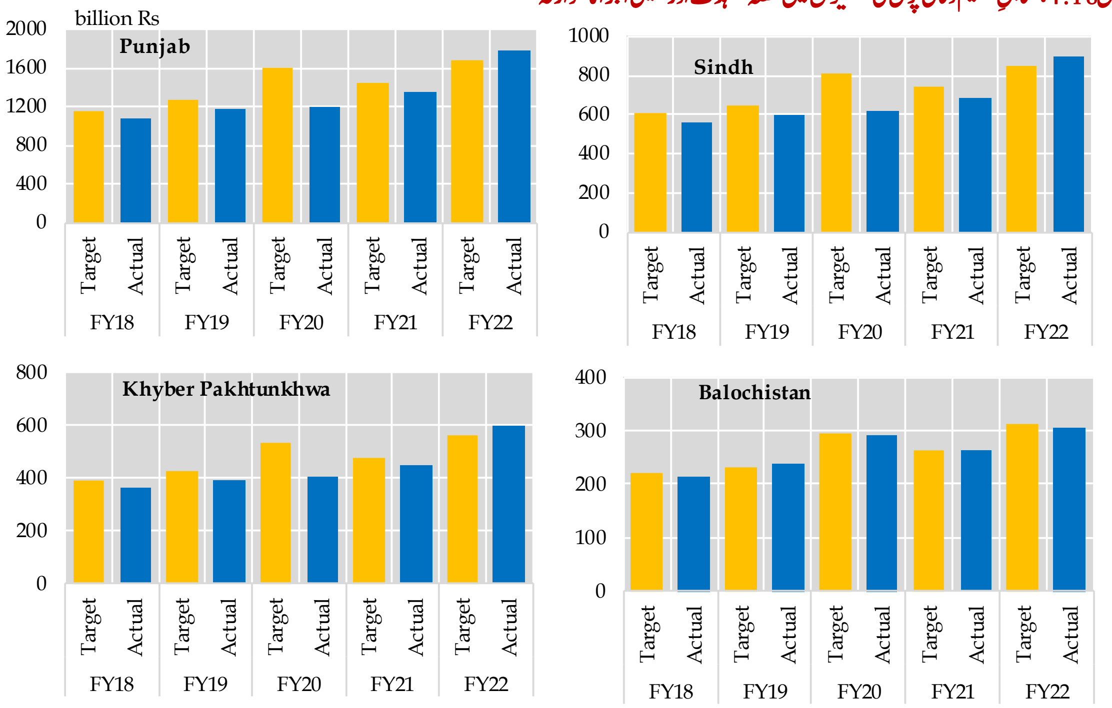

Source: Ministry of Finance

مالی سال 22ء کے لیے صوبوں نے اپنے بجٹ میں مختلف ٹیکس ریلیف اقدامات کا اعلان کیا۔ صوبہ پنجاب کے حکام نے مالی سال 20ء میں متعارف کرائے گئے ٹیکس ریلیف اقدامات کو برقرار رکھا، جن میں یہ شامل ہیں: (1 ہیلتھ انشورنس اور ڈاکٹروں اور اسپتالوں کی فراہم کردہ خدمات پر صفر سیلز ٹیکس؛ (2 32 شعبوں پر خدمات ٹیکس کی شرح کم کر کے 5 فیصد کی گئی، اور؛ (3 شہری علاقوں میں اسٹیمپ ڈیوٹی 5 فیصد سے کم کر کے ایک فیصد کر دی گئی۔[31] سندھ میں مالیاتی حکام نے خدمات پر سیلز ٹیکس کی چھوٹ دیتے ہوئے ہیلتھ انشورنس پالیسیوں کو سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ کیا اور ذرائع نقل و حمل اور دیگر آلات پر اسٹامپ ڈیوٹی 2 فیصد سے کم کر کے ایک فیصد کر دی، اس طرح ٹیکس ریلیف کے اقدامات متعارف کرائے۔[32] خیبر پختونخوا میں معاشی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے 22-2021ء کے بجٹ میں مختلف ٹیکس ریلیف اقدامات کا اعلان کیا گیا، جن میں یہ شامل ہیں: (1 خدمات کے بارہ مختلف زمروں پر عائد ہونے والے سیلز ٹیکس کی پست شرح متعارف کرائی گئی، اور 17 زمروں پر یہ پست شرح برقرار رکھی گئی؛ (2 پیشے، زمین اور زراعت پر ٹیکس کی چھوٹ؛ (3 موٹر گاڑی کی رجسٹریشن فیس کم کر کے ایک روپے کر دیا گیا اور گاڑیوں کی دوبارہ رجسٹریشن مفت کر دی گئی؛ (4 ریگولر ٹیکس دہندگان کے لیے پراپرٹی ٹیکس کم کر دیا گیا۔[33]

ٹیکس ریلیف کے مختلف اقدامات کے باوجود ٹیکس وصولی میں اس بہتری کی بنیادی وجہ ملکی سرگرمیوں میں اضافہ ہے۔ اس کے علاوہ ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھانے کے سلسلے میں صوبائی ٹیکس حکام کے اقدامات کے نتائج بھی اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر پنجاب ریونیو اتھارٹی نے نجی شعبے کے ودہولڈنگ ایجنٹوں کے لیے کئی ورکشاپ کیے جن میں پنجاب میں ان تنظیموں کے ایک ہزار سے زائد نمائندوں نے شرکت کی۔ اتھارٹی نے مخصوص شعبوں جیسے ٹریول ایجنٹوں اور آرکیٹیکٹ حضرات کے لیے ورکشاپ، سیمینار اور ٹیکس کلینکس کا بھی اہتمام کیا۔[34] سندھ ریونیو بورڈ نے سیلز ٹیکس کی وصولی بہتر بنانے کے لیے فروری 2022ء میں پی او ایس یعنی ریئل ٹائم انوائسنگ سسٹم کا اعلان کیا۔[35]

31 مالی سال 23-22ء کے بجٹ کا قرطاسِ ابیض، محکمہ خزانہ، حکومت پنجاب

32 بجٹ 22-2021ء، محکمہ خزانہ، حکومت سندھ

33 بجٹ 22-2021ء، محکمہ خزانہ، حکومتِ خیبر پختونخوا

34 پنجاب ریونیو اتھارٹی

35 ایس آر بی پریس ریلیز، 28 اپریل 2022ء

مالی سال 22ء میں نان ٹیکس صوبائی محصولات میں 14.6 فیصد کمی واقع ہوئی، جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ پن بجلی سے کم آمدنی ہوئی، چنانچہ نسبتاً کم منافع خیبر پختونخوا کو دیا گیا۔ صوبے کو 21 ارب روپے ملے جن میں رواں سال کے 9.1 ارب روپے منافع کے ساتھ ساتھ 11.9 ارب روپے کے بقایا جات بھی شامل ہیں[36]۔ دیگر نان ٹیکس محصولات میں سب سے زیادہ حصہ پنجاب سے آیا[37] جس کے بعد خیبر پختونخوا اور سندھ کا نمبر ہے۔

وفاقی قرضوں اور گرانٹس کا سب سے بڑا وصول کنندہ خیبر پختونخوا رہا،[38] جسے مالی سال 22 کے دوران 214.6 ارب روپے حاصل ہوئے، ان میں سے بیشتر گرانٹس اور قرضے خیبر پختونخوا کے ضم شدہ اضلاع میں جاری ترقیاتی اخراجات کو پورا کرنے کے لیے جاری کیے گئے تھے۔[39]

صوبائی اخراجات

مالی سال 22ء کے دوران صوبائی اخراجات میں 27.0 فیصد اضافہ ہوا جو مالی سال 21ء میں 7.9 فیصد تھا۔ اخراجاتِ جاریہ اور ترقیاتی اخراجات دونوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

مالی سال 22ء کے دوران اخراجاتِ جاریہ میں 12.5 فیصد اضافہ ہوا جو مالی سال 21ء میں 11.9 فیصد تھا۔ تمام صوبوں میں سرکاری ملازمین کی پنشن اور تنخواہوں میں اضافے کی بنا پر اخراجاتِ جاریہ بڑھ گئے۔ علاوہ ازیں،

شکل 4.19: صوبوں کی آمدنی کے اہم ذرائع (ماسوائے وفاق کی آمدنی)

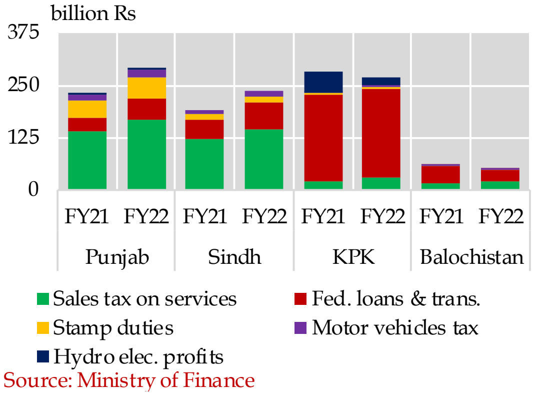

Source: Ministry of Finance

جدول 4.8: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے، نمو فیصد میں

	مجموعی آمد		سال بسال نمو	
	م س 21ء	م س 22ء	م س 21ء	م س 22ء
الف۔ مجموعی آمدنی (الف+ب+ج)	**3,728.0**	**4,687.5**	**15.0**	**25.7**
الف۔ وفاقی آمدنی میں صوبوں کا حصہ	2,741.9	3,589.0	9.5	30.9
ب۔ وفاقی قرضے اور رقوم کی منتقلی	327.5	357.8	48.2	9.3
ج۔ صوبوں کی اپنی آمدنی	658.6	740.7	27.6	12.5
ٹیکس	508.3	612.4	22.9	20.5
نان ٹیکس	150.3	128.3	46.8	-14.6
ب۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**3,414.4**	**4,336.5**	**7.9**	**27.0**
الف۔ جاری	2,844.2	3,200.8	11.9	12.5
ب۔ ترقیاتی	770.3	1,216.6	23.8	57.9
ج۔ شماریاتی تفرق	-69.1	-80.9		17.1
مجموعی رقم (الف-ب)	**263.3**	**351.0**	**241.7**	**33.3**

ماخذ: وزارتِ خزانہ

اخراجات کی دیگر بڑی مدات عمومی سرکاری خدمات تھیں جن میں انتظامی اور قانون ساز ادارے، مالی اور مالیاتی امور اور تبادلے، امنِ عامہ اور حفاظت کے امور، بشمول پولیس اور عدالتیں، صحت کے امور بشمول اسپتال اور صحت عامہ کی خدمات اور زراعت، خوراک، آبپاشی اور صنعتی شعبے سے متعلق معاشی امور شامل تھے۔

شکل 4.20: صوبوں کے اخراجات کی تفصیل

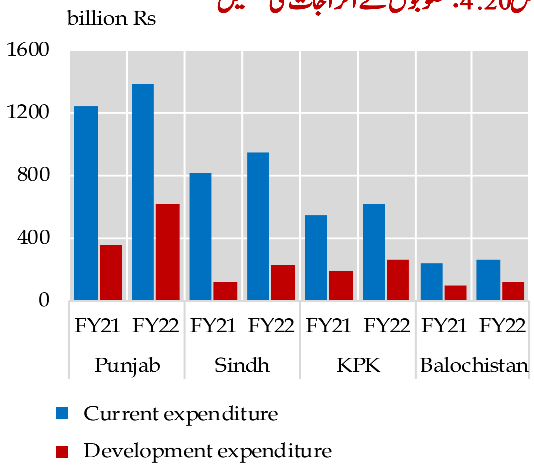

Source: Ministry of Finance

36 مالی سال 21ء میں خیبر پختونخوا کو پن بجلی کا 49.25 ارب روپے خالص منافع موصول ہوا جس میں 36.8 ارب روپے کی سابقہ رقم بھی شامل تھی۔

37 پنجاب میں دیگر غیر ٹیکس محاصل میں قابلِ جائزہ کھاتہ صرف کانوں، تیل کے کنوؤں اور معدنی ترقی کے تحت وصولیاں کا تھا جس میں 11.2 ارب روپے آئے۔

38 صوبوں کو مالی سال 22ء کے دوران جاری شدہ مجموعی گرانٹس اور قرضوں کا 60 فیصد صرف خیبر پختونخوا کو ملا۔

39 وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقوں (فاٹا) کو مئی 2018ء میں خیبر پختونخوا میں ضم کر دیا گیا تھا۔

شکل 4.21: ترقیاتی اخراجات میں ترجیحات (صوبائی ترقیاتی اخراجات میں فیصد حصہ)

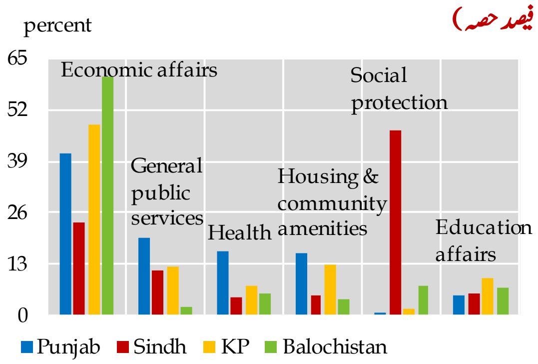

Source: Ministry of Finance

مالی سال 22ء کے دوران ترقیاتی اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا، چاروں صوبوں کے ترقیاتی اخراجات میں دوہندسی نمو دیکھی گئی (**شکل 4.20**)۔ اس اضافے کی وجوہات بنیادی طور پر سماجی شعبے کے اخراجات اور سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا میں سڑکوں اور ٹرانسپورٹ خدمات کی تعمیر سمیت انفراسٹرکچر کے منصوبوں پر ہونے والے اخراجات ہیں۔ سندھ میں جاری انفراسٹرکچر کے بڑے منصوبوں میں ملیر ایکسپریس وے پروجیکٹ ایم9-این5 لنک روڈ پروجیکٹ، اور گھوٹکی-کندھ کوٹ پل شامل ہیں۔[40] پنجاب نے مقامی حکومت اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ اسکیموں پر توجہ مرکوز رکھی جیسے ضلعی ترقیاتی پیکیج میں بنیادی ڈھانچے کے لیے 752 اسکیمیں اور پنجاب دیہی پانی کی پائیدار فراہمی اور صفائی کے منصوبے۔[41]

سماجی خدمات کے ضمن میں مختلف صوبائی حکومتوں نے صحت اور تعلیم میں از سرِ نو دلچسپی لی۔ مثلاً سندھ نے کئی اسپتالوں، صحت کے اداروں، این جی اوز اور وقف اداروں کو گرانٹ اور فنڈز دینے کو ترجیح دی اور ہنگامی صورت حال میں فوری طبی امداد اور منتقلی کے لیے ریسکیو 1122 کی خدمات متعارف کرائیں۔ پنجاب نے صوبے میں صحت خدمات کی فراہمی کے لیے 100.2 ارب روپے خرچ کیے جن میں سے 65.3 ارب روپے صرف بیمہ اور حفظانِ صحت کی خدمات کے لیے مختص کیے گئے (**شکل 4.21**)۔

40 سندھ کے بجٹ 23-2022ء کی تقریر

41 مالی سال 23-22ء کے بجٹ کا قرطاسِ ابیض، محکمہ خزانہ، حکومتِ پنجاب

باب 5: ملکی اور بیرونی قرضہ

مالی سال22ء کے دوران پاکستان میں روپے میں لیے جانے والے سرکاری قرضوں میں اضافے کی رفتار بڑھ گئی جس کی اہم وجہ بھاری مالیاتی خسارہ ہے۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے مالی سال22ء میں سرکاری قرضہ بڑھ کر73.5فیصد تک پہنچ گیا، جو مالی سال21ء کے71.5فیصد کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ سرکاری قرضوں کے اجزائے ترکیبی سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ان قرضوں میں تقریباً نصف اضافہ ملکی ذرائع سے قرضوں میں ہوا۔ ملکی ذرائع میں حکومت نے زیادہ تر کمرشل بینکوں پر انحصار کیا۔ حکومت عرصیت کے خاکے کو طول دینے میں کامیاب رہی کیونکہ رقوم کو رواں شرح پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز اور شریعت سے ہم آہنگ اجارہ صکوک کے ذریعے جمع کیا گیا۔ حکومت نے ایس بی پی ایکٹ کے مطابق اسٹیٹ بینک سے نئی قرض گیری کو صفر پر رکھنے کے عزم کی پاسداری کی ۔ دوسری جانب، قرضوں کی واپسی اور دیگر بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے کے سبب امریکی ڈالر کے لحاظ سے بیرونی قرضوں میں اضافے کی رفتار سست ہو گئی۔ قرضہ جاتی انتظام کے تناظر میں سرکاری قرض کی عرصیت کا خاکہ طویل ہو گیا، جبکہ قرضوں کی واپسی کی بڑھتی ہوئی لاگت کے نتیجے میں قرضہ جاتی پائیداری کے اظہاریوں میں بگاڑ آ گیا۔ مختصر یہ کہ مالی سال22ء میں بلند برآمدی آمدنی اور قرضہ واپسی میں تعطل کے اقدام(ڈی ایس ایس آئی) کے تحت قرضوں کی ری شیڈولنگ کی بدولت قرض واپس کرنے کی صلاحیت میں مالی سال21ء کے مقابلے میں بہتری دیکھی گئی۔ تاہم، دسمبر2021ء میں قرضہ واپسی میں تعطل کے اقدام کی میعاد ختم ہونے کے ساتھ ہی بیرونی قرض کی ادائیگیوں پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔

5 ملکی اور بیرونی قرضہ

5.1 سرکاری قرضہ

مالی سال 22ء میں قرضوں کے جمع ہونے کی رفتار بڑھ کر 23.4 فیصد تک پہنچ گئی، جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 9.5 فیصد تھی۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے سرکاری قرضہ مالی سال 21ء کے 71.5 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 22ء میں 73.5 فیصد تک پہنچ گیا (**جدول 5.1** اور **شکل 5.1**)۔ سرکاری قرضوں کے بوجھ کو بڑھانے میں مالیاتی اور جاری کھاتے کے بلند خساروں نے اہم کردار ادا کیا۔

اجزائے ترکیبی کے لحاظ سے سرکاری قرض کی توسیع میں ملکی اور بیرونی قرضوں دونوں نے کردار ادا کیا۔ ملکی قرضوں میں حکومت نے مالی سال 22ء میں بھی قرضوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کمرشل بینکوں پر انحصار کا سلسلہ جاری رکھا۔[1] مزید برآں، غیر بینکوں[2] سے جمع ہونے والی رقوم بھی مالی سال 21ء کے 177.3 ارب روپے سے بڑھ کر مالی سال 22ء میں 971.8 ارب روپے تک پہنچ گئیں۔[3]

شکل 5.1: سرکاری قرض کا خاکہ

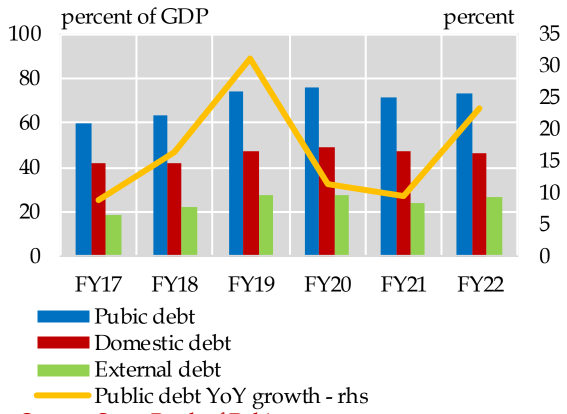

Source: State Bank of Pakistan

جدول 5.1: پاکستان کے قرضوں اور واجبات کا خلاصہ

ارب روپے

	استاک			بہاؤ		جی ڈی پی کا فیصد	
	م س 20ء	م س 21ء	م س 22ء	م س 20ء	م س 22ء	م س 21ء	م س 22ء
الف۔ مجموعی قرضے اور واجبات (کل I تا 1X)	44,591.5	47,844.0	59,696.8	3,252.5	11,852.8	85.7	89.2
ب۔ خام سرکاری قرض (کل I تا III)	36,398.6	39,866.0	49,192.3	3,467.5	9,326.3	71.5	73.5
ج۔ حکومت کا مجموعی قرضہ (I+II+III-X)*	33,235.3	35,668.5	44,330.8	2,433.2	8,662.3	63.9	66.2
I۔ حکومت کا ملکی قرضہ	23,282.5	26,265.4	31,036.2	2,982.9	4,770.8	47.1	46.4
II۔ حکومت کا بیرونی قرض	11,824.5	12,439.0	16,746.5	614.5	4,307.5	22.3	25.0
III۔ آئی ایم ایف سے قرض	1,291.5	1,161.5	1,409.6	-129.9	248.0	2.1	2.1
IV۔ بیرونی واجبات	1,663.3	1,378.4	2,275.6	-284.8	897.2	2.5	3.4
V۔ نجی شعبے کا بیرونی قرض	2,628.2	2,543.5	3,596.0	-84.8	1,052.6	4.6	5.4
VI۔ پبلک سیکٹر انٹرپرائزز کا بیرونی قرض	869.5	1,064.6	1,675.7	195.1	611.0	1.9	2.5
VII۔ پی ایس ایز کا ملکی قرض	1,490.5	1,436.7	1,393.4	-53.8	-43.3	2.6	2.1
VIII۔ اجناس کی کارروائیاں	813.4	904.0	1,133.7	90.6	229.7	1.6	1.7
IX۔ کمپنیوں کے مابین بیرونی قرض	727.9	650.7	905.1	-77.2	254.4	1.2	1.4
X۔ بینکاری نظام کے ڈپازٹس	3,163.3	4,197.5	4,861.5	1,034.2	664.0	7.5	7.3

* ایف آر ڈی ایل اے کی تعریف کے مطابق۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

1 اسٹیٹ بینک ترمیمی ایکٹ کے مطابق، ”بینک کسی کو بھی براہ راست قرض نہیں دے گا، اور نہ ہی حکومت، یا کسی حکومتی ادارے یا کسی دیگر سرکاری ادارے کے واجبات کی کوئی ضمانت دی جائے گی۔“

2 غیر بینک اداروں میں بیمہ کمپنیاں، وینچر سرمایہ، مبادلہ کمپنیاں وغیرہ شامل ہیں جن کے پاس مکمل بینکنگ کا لائسنس نہیں ہے اور وہ عوام سے ڈپازٹس قبول نہیں کرسکتے۔ تاہم، وہ سرمایہ کاری، خطرے میں مجموعی شراکت (risk pooling)، مالی مشاورت، بروکریج، رقوم کی ترسیل اور چیک کیش کرنے جیسی متبادل مالی خدمات میں سہولت دے سکتے ہیں۔

3 بیشتر غیر بینک سرمایہ کاریاں ٹی بلز، پی آئی بیز اور اجارہ صکوک میں کی گئیں۔

شکل 5.2: سرکاری قرض میں اجزائے ترکیبی کے لحاظ سے تبدیلی

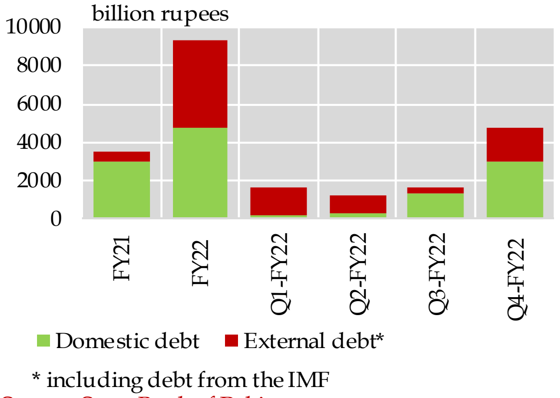

Source: State Bank of Pakistan

سہ ماہی اجزائے ترکیبی سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ابتدائی دو سہ ماہیوں میں سرکاری قرضوں میں اضافے کا بڑا حصہ بیرونی قرض پر مشتمل تھا (**شکل 5.2**)۔ اس سے قطع نظر، مالیاتی خسارے میں بھاری توسیع اور بیرونی قرضوں کی نامناسب دستیابی کے ساتھ بیرونی قرض کی بھاری ادائیگیوں کے نتیجے میں مالی سال 22ء کی تیسری اور چوتھی سہ ماہی کے دوران ملکی قرضوں میں تیزی سے اضافہ ہو گیا۔

سرکاری قرض کی عرصیت کا خاکہ طویل ہو گیا، کیونکہ مالی سال 22ء کے دوران سرکاری قرض میں ہونے والا تقریباً تمام اضافہ طویل مدتی تمسکات پر مشتمل تھا۔ عرصیت کے خاکے میں بہتری کے نتیجے میں اجرائے ثانی کا خطرہ خاصا کم ہو گیا، اور یہ پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز)، یورو بانڈز، اجارہ صکوک اور نیا پاکستان سرٹیفکیٹس جیسے طویل مدتی تمسکات پر زیادہ انحصار کے ذریعے حاصل کیا گیا۔ مالی سال 22ء کے دوران پاکستان نے بین الاقوامی مارکیٹ میں 2 ارب ڈالر مالیت کے یورو بانڈز بھی جاری کیے۔[4]

ملک کی قرض واپس کرنے کی صلاحیت کی پیمائش سودی ادائیگیوں اور ایف بی آر کے ٹیکسوں کے تناسب سے کی جاتی ہے، اس تناسب میں بہتری دیکھی گئی اور یہ مالی سال 22ء کے دوران ٹیکس محاصل میں بلند نمو کے سبب 51.8 فیصد ہو گیا، جبکہ ایک سال قبل یہ 57.5 فیصد تھا۔ (**شکل 5.3**) اس سے قطع نظر، یہ بات اجاگر کرنا ضروری ہے کہ بیشتر ٹیکس محاصل درآمدی ٹیکسوں سے حاصل ہوئے۔ ملک کی قرض واپس کرنے کی صلاحیت کو مسلسل بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی ٹیکس اساس کو متنوع بنایا جائے اور اس ضمن میں انتظامی کوششیں جاری رکھی جائیں۔ اسی طرح، یہ بات بھی اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے کہ عرصیت کے خاکے کی طوالت اور قرض گیری کی لاگت کے درمیان توازن پیدا کیا جائے۔

ملکی قرض کو لاحق خطرات

حالیہ معاشی صورت حال نے پاکستان کے ملکی قرضوں کو مختلف خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ پہلا، لچکدار شرح سود پر مبنی طویل مدتی تمسکات[5] کے ذریعے زیادہ قرضہ جمع کرنے سے حکومت کو درپیش قیمتوں کے دوبارہ تعین کے خطرے میں اضافہ ہو گیا۔ دوسرا، رواں پی آئی بیز کے ذریعے رقوم جمع کرنے سے قرضوں کی واپسی کا بوجھ بڑھ گیا ہے، خصوصاً بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں، جس کا نتیجہ قرضوں کی بلند ضروریات کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ نتیجتاً، اس بات کا امکان بھی بڑھ گیا کہ سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کے بجائے زیادہ رقم قرضوں کی واپسی پر خرچ کی جائے گی۔ مزید برآں، پرائز بانڈز اور قومی بچت اسکیموں سے خالص رقوم کے مسلسل خالص اخراج کے ساتھ ساتھ کمرشل بینکوں[6] پر زیادہ انحصار سے حکومت کے پاس قرض گیری کی لاگت پر سودے بازی کی بہت کم گنجائش رہ جائے گی۔

شکل 5.3: قرض واپس کرنے کی استعداد

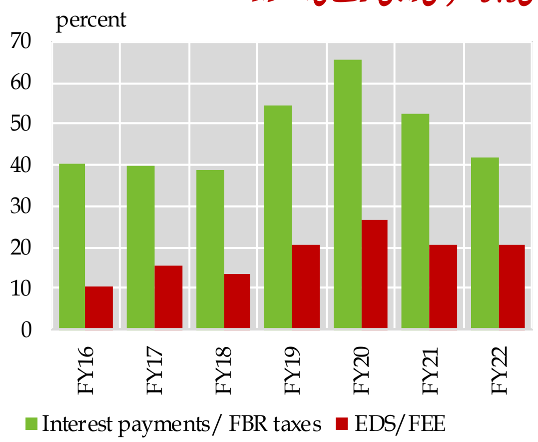

Source: Ministry of Finance

[4] مالی سال 22ء میں ایک ارب ڈالر کا خالص اضافہ ہوا، جبکہ ایک ارب ڈالر کی رقم واپس بھی کی گئی۔

[5] مالی سال 22ء کے دوران پی آئی بیز میں تقریباً 60.8 فیصد اضافہ رواں پی آئی بیز میں ہوا، جبکہ مالی سال 21ء میں بھی یہ اتنا ہی جمع کیا گیا تھا۔ تاہم، مالی سال 22ء میں شرح سود بلند تھی۔

[6] مالی سال 22ء میں ملکی ذرائع سے تقریباً 76.0 فیصد خسارے کی سرمایہ کاری بینکوں سے حاصل کی گئی۔ ماخذ: وزارت خزانہ۔ مالیاتی آپریشنز۔

5.2 ملکی قرضہ

جون 2022ء کے اختتام تک ملکی قرضے کا اسٹاک 31.0 ٹریلین روپے تک جا پہنچا، اس میں مالی سال 22ء کے دوران ملکی قرضوں میں 4.8 ٹریلین روپے کا اضافہ ہو گیا جبکہ مالی سال 21ء میں اس مد میں 3.0 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال 21ء کی طرح اس سال بھی ملکی قرضے میں بیشتر اضافہ طویل مدتی آلات سے ہوا بشمول پی آئی بی اور حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک۔ پی آئی بی اور شریعت سے ہم آہنگ بانڈز پر زیادہ انحصار ان وجوہ سے ہوا (1) خسارے کی مالکاری کی متواتر ضروریات، (2) پرائز بانڈز اور قومی بچت اسکیموں سے رقوم کا مسلسل خالص اخراج، اور (3) حکومت پاکستان کا یہ عزم کہ وہ طویل مدتی اور اسلامی تمسکات سے رقوم اکٹھا کرے گی۔

حکومت نے مالی سال 22ء کی آخری سہ ماہی کے دوران اگرچہ بڑی تعداد میں ٹی بلز جمع کیے تاہم ملکی قرضے میں ان کا مجموعی حصہ پست رہا، کیونکہ مالی سال کی دوسری اور تیسری سہ ماہی کے دوران مجموعی طور پر 1.7 ٹریلین روپے کے قرضے واپس کیے گئے تھے۔ نیز، غیر رقمی قرضے کا اسٹاک بھی، جس میں قومی بچت اسکیمیں (پرائز بانڈز کو نکال کر) شامل ہیں، مالی سال 22ء میں کم ہو گیا۔

ملکی قرضے کی ملکیت

اداروں کے لحاظ سے مرتب کردہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 22ء میں بھی کمرشل بینک حکومت کی فنانسنگ کا اہم ذریعہ بنے رہے۔

شکل 5.4: ملکی قرض کی ملکیت

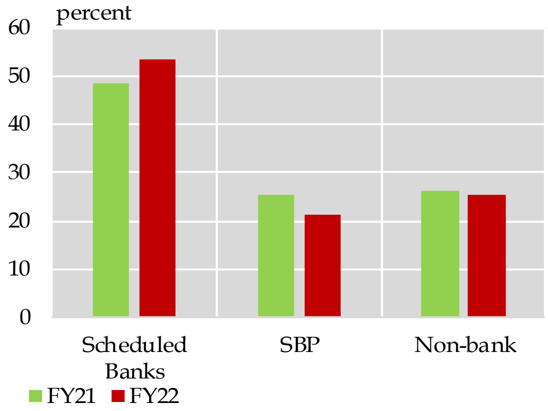

Source: State Bank of Pakistan

قرضوں کے واجب الادا اسٹاک میں ان کا جو حصہ مالی سال 21ء میں 48.6 فیصد تھا وہ مالی سال 22ء میں بڑھ کر 53.4 فیصد ہو گیا (**شکل 5.4**)۔ مزید برآں، حکومت کو کووڈ کے اخراجات کی مد میں آئی ایم ایف کے ایس ڈی آرز کے مساوی پاکستانی روپے موصول ہوئے۔ حکومت نے ایس بی پی ترمیمی ایکٹ کے تحت اسٹیٹ بینک سے قرض نہیں لیا۔

مستقل قرضہ[7]

مالی سال 21ء کی طرح مالی سال 22ء میں بھی پی آئی بیز اور اسلامی مالکاری آلات کا حصہ زائد رہا جبکہ پرائز بانڈ سے خالص اخراج درج کیا گیا۔

مجموعی طور پر واجب الادا ملکی قرضے میں مستقل قرضے کا اسٹاک مالی سال 22ء میں بڑھ کر 67.2 فیصد ہو گیا جو گذشتہ مالی سال میں 60.6 فیصد تھا۔ اس اضافے کی بڑی وجہ پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز اور اجارہ صکوک کے ذریعے بلند رقوم اکٹھا کرنا ہے۔ مالی سال 22ء میں اجارہ صکوک واجب الادا قرضے کا 7.3 فیصد تھے جبکہ یہی تناسب مالی سال 21ء میں 2.5 فیصد تھا۔ زیر جائزہ عرصے میں پی آئی بی ملکی قرضے کا 57.0 فیصد رہے جبکہ مالی سال 21ء میں ان کا تناسب 52.6 فیصد تھا۔

پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز

جہاں تک پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بی) کا تعلق ہے تو مالی سال 22ء کے دوران حکومت نے 3.1 ٹریلین روپے مالیت کی (عرصیت نکال کر) رقوم اکٹھا کیں، اس کے مقابلے میں مالی سال 21ء میں 1.7 ٹریلین روپے جمع کیے تھے۔ پی آئی بی میں مسلسل تیسرے سال اس تیز رفتار اضافے کا سبب بڑی حد تک رواں شرح والے پی آئی بی (پی ایف ایل)[8] ہیں (**شکل 5.5ب**)۔ تاہم معینہ شرح والے پی آئی بی کا تناسب مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی میں بڑھ گیا (**شکل 5.5الف**)۔

سرمایہ کاروں کے نقطہ نظر سے، سہ ماہی کوپن ادائیگیوں اور نرخوں کے دوبارہ تعین نے جو تین ماہی ٹی بلوں کی شرحوں سے منسلک ہیں، ان کو سرمایہ کاری کا

[7] مستقل قرض جسے طویل مدتی قرضہ بھی کہتے ہیں وہ ایسے تمسکات پر مشتمل ہوتا ہے جن کی عرصیت ایک سال سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ بنیادی طور پر پی آئی بی، حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک اور پرائز بانڈز پر مشتمل ہوتا ہے۔ (ماخذ: شعبۂ شماریات اور ڈیٹا ویئرہاؤس، بینک دولت پاکستان)۔

[8] مالی سال 20ء میں متعارف کرائے گئے۔

شکل 5.5 الف: معین پی آئی بیز کی نیلامی کا خاکہ

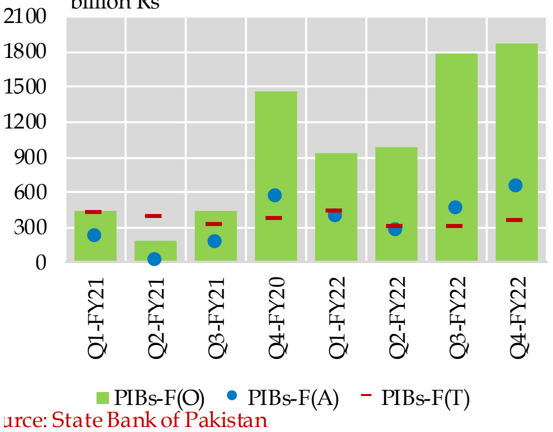

urce: State Bank of Pakistan

شکل 5.5 ب: رواں پی آئی بیز کی نیلامی کا خاکہ

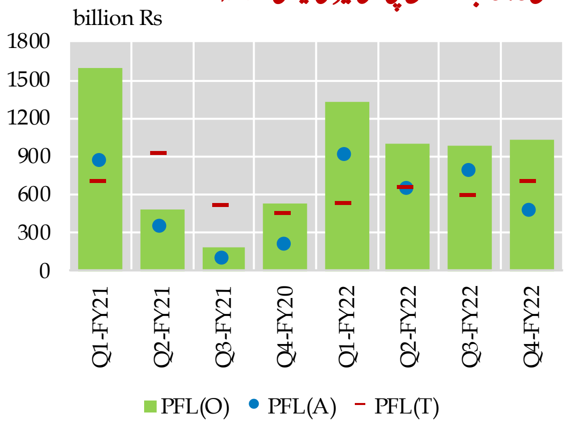

ایک پُرکشش طریقہ بنادیا ہے۔[9] جبکہ حکومت کے نقطہ نظر سے، طویل مدتی نوعیت کی بناپر ان کا اجرائے ثانی کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ یہ بات حکومت کے قبل از نیلامی ہدف[10] اور سرمایہ کاروں کی طرف سے پیشکش کردہ رقوم سے ظاہر ہوتی ہے جو مالی سال 22ء میں ہدف سے تقریباً دگنی رہیں۔[11]

اس سے قطع نظر، یہ اجاگر کرنا ضروری ہے کہ اگرچہ پی آئی بی سے ملکی قرضے کا خاکہ ٔعرصیت طویل ہو جاتا ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بڑھتی ہوئی شرحِ سود کے باعث قرض گیری بڑھ گئی ہے کیونکہ پی آئی بیز کی زیادہ رقم رواں شرحِ سود والے زمرے سے اکٹھی کی گئی ہے۔

حکومتِ پاکستان کے اجارہ صکوک

مالی سال 22ء کے دوران حکومتِ پاکستان نے شریعت سے ہم آہنگ صکوک کے ذریعے 1.6 ٹریلین روپے جمع کیے جبکہ مالی سال 21ء میں 467 ارب روپے اکٹھا کیے تھے۔ رسد کے تناظر سے دیکھا جائے تو اسلامی بینکوں کے پاس کافی سیالیت موجود تھی چنانچہ وہ سرکاری قرض گیری کا مستحکم ذریعہ بن گئے۔

پی آئی بی کی طرح بیشتر اجارہ صکوک متغیرہ شرحِ اجارہ (variable rental rate) والے آلات کے ذریعے جمع کیے گئے، خاص طور پر مالی سال کی دوسری اور چوتھی سہ ماہی کے دوران جو شرحِ سود بڑھنے کی توقع کا نتیجہ تھا۔ مزید برآں، معینہ شرحِ اجارہ والے آلات کے برعکس متغیر شرحِ اجارہ والے

شکل 5.6 الف: حکومت پاکستان اجارہ صکوک (وی آر آر)

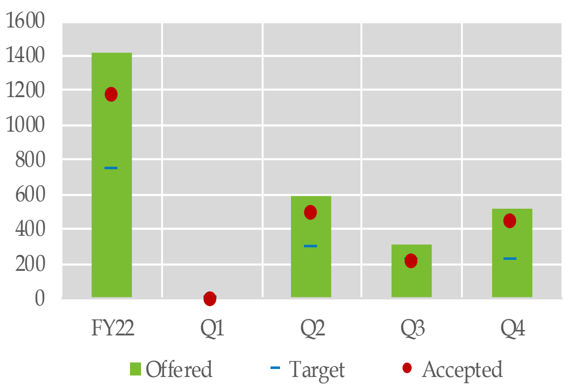

شکل 5.6 ب: حکومتِ پاکستان اجارہ صکوک (ایف آر آر)

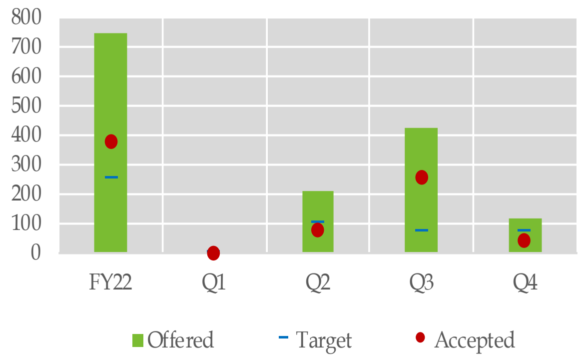

Source: State Bank of Pakistan

[9] مالی سال 22ء کے دوران خاص طور پر 3 سالہ، 5 سالہ اور 10 سالہ پی ایف ایل سرمایہ کاروں کے لیے پُرکشش آلات تھے۔

[10] حکومت نے مالی سال 22 میں تقریباً 63.9 فیصد پی ایف ایل کے لیے مختص کیا۔

[11] مزید تفصیل کے لیے باب 3 ملاحظہ کیجیے۔

جدول 5.2: ملکی قرضہ

ارب روپے

	اسٹاک				مطلق فرق			
	جون 21ء	جون 22ء	م س 21ء	م س 22ء	1سہ	2سہ	3سہ	4سہ
I۔ مستقل قرضہ (1+2)	15,904.1	20,843.7	1,880.6	4,939.6	(67.2)	1,615.3	1,728.9	1,662.5
1۔ وفاقی حکومت کے بانڈز	15,457.5	19,991.3	2,171.0	4,533.7	(8.6)	1,153.5	1,727.5	1,661.4
جس میں سے								
حکومت پاکستان کے 3 سالہ اجارہ صکوک	665.3	2,279.8	467.0	1,614.6	-	632.5	478.6	503.5
صکوک کے بیع معجل	201.0	23.2	-	(177.8)	-	(72.6)	(105.3)	-
پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز	14,590.0	17,687.0	1,704.0	3,097.0	(8.6)	593.5	1,354.2	1,157.9
2۔ پرائز بانڈز	443.7	374.6	(290.4)	(69.1)	(58.6)	(13.1)	1.4	1.2
3۔ ایس ڈی آر انحصاص کے عوض حکومت کو اسٹیٹ بینک کا قرضہ	-	474.9	-	474.9	-	474.9	-	-
II۔ رواں قرضہ	6,680.4	6,802.9	1,102.1	122.5	250.8	(1,287.6)	(401.9)	1,561.3
جس میں سے								
مارکیٹ ٹریژری بل	6,676.9	6,752.4	1,101.4	75.4	250.8	(1,335.5)	(401.5)	1,561.7
نقدی ذخیرہ کاری کے لیے ایم ٹی بی	3.5	50.6	0.7	47.1	-	47.9	(0.4)	(0.4)
III۔ غیر رقتی قرضہ	3,645.9	3,335.9	(27.7)	(310.0)	(14.0)	(27.9)	4.5	(272.6)
جس میں سے								
بچت اسکیمیں (پرائز بانڈ نکال کر)	3,497.9	3,208.2	(25.6)	(289.7)	(13.5)	(19.2)	16.5	(273.6)
جی پی فنڈ	100.8	80.5	(0.7)	(20.3)	(0.6)	(8.7)	(12.0)	1.0
IV۔ بیرونی کرنسی میں آلات	6.7	8.7	(0.4)	2.0	0.5	0.3	0.2	0.9
جس میں سے								
اسپیشل امریکی ڈالر بانڈز	6.5	8.4	(0.4)	1.9	0.5	0.3	0.2	0.9
V۔ نیا پاکستان سرٹیفکیٹ	28.3	45.0	28.3	16.8	8.4	2.5	(1.9)	7.8
حکومت پر ملکی قرضہ (I+II+III+IV+V)	26,265.4	31,036.2	2,982.9	4,770.8	178.5	302.5	1,329.8	2,959.9

ماخذ: بینک دولت پاکستان

آلات کے لیے پیشکش کردہ اور قبول کردہ رقوم ہدف سے زائد رہیں۔ تاہم مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خطِ یافت کی عمودیت (**باب 3**) کی بنا پر معینہ شرحِ اجارہ والے صکوک کے ذریعے زیادہ رقوم اکٹھا کی گئیں (**شکل 5.6 الف اور ب**)۔

شکل 5.7: ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ

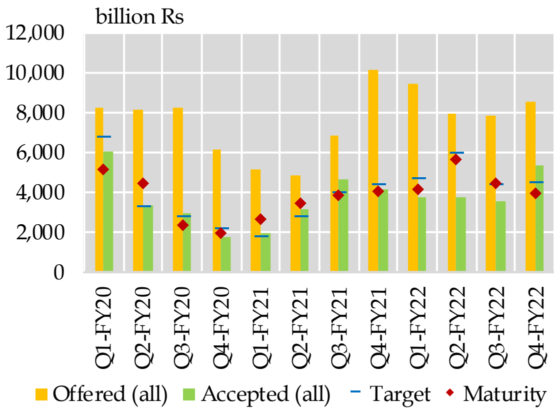

Source: State Bank of Pakistan

پرائز بانڈز

پرائز بانڈز کا خالص اخراج مسلسل تیسرے سال جاری رہا۔ یہ دراصل معیشت میں دستاویزیت کو بہتر بنانے کے لیے حکومت کی طرف سے بڑی مالیت کے بیئرر بانڈز ختم کرنے کا نتیجہ تھا۔[12]

[12] حکومت نے مالی سال 21ء میں ساڑھے سات ہزار، 15 ہزار، 25 ہزار اور 40 ہزار روپے کے بیئرر پرائز بانڈز ختم کر دیے تھے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ حکومت نے 25 ہزار اور 40 ہزار روپے کے بیئرر بانڈز ختم کیے، اور ان ہی مالیتوں کے نان بیئرر (پریمیم بانڈز) متعارف کرائے۔

شکل 5.8: واجب الادا اسٹاک میں ٹی بلز کا حصہ

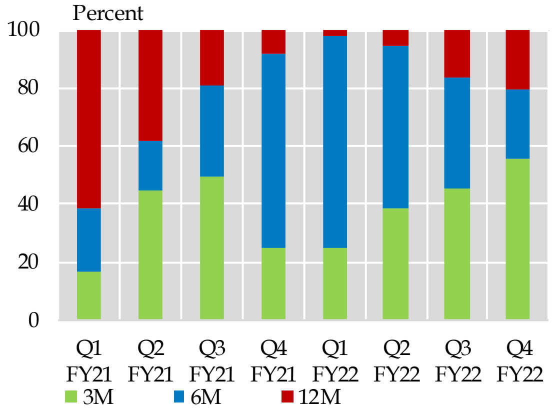

Source: State Bank of Pakistan

اس سلسلے میں بانڈ مالکان کو یہ تین آپشن دیے گئے تھے: (1) اپنے بانڈز کو پریمیم بانڈ میں بدلوا لیں، (2) اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ / ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ سے تبدیل کرا لیں، یا (3) عرفی مالیت پر نقد رقم لے لیں (رقم بانڈ مالکان کے بینک اکاؤنٹ میں منتقلی کے ذریعے)۔ تاہم ڈیٹا سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر سرمایہ کاروں نے عرفی مالیت وصول کرکے اپنی سرمایہ کاری واپس لے لی۔ چنانچہ مالی سال 22ء میں چھوٹی مالیت کے بانڈز اور 25 ہزار اور 40 ہزار روپے کے رجسٹرڈ پریمیم بانڈز میں خالص آمد کے باوجود پرائز بانڈز[13] میں مجموعی طور پر 69.1 ارب روپے کا خالص اخراج ہوا (**جدول 5.2**)۔

رواں قرضہ[14]

مالی سال 22ء میں رواں قرضے (ایک سال سے کم عرصیت والا) میں 122.5 ارب روپے کا معمولی اضافہ دیکھا گیا جبکہ مالی سال 21ء کے دوران 1.1 ٹریلین روپے اضافہ ہوا تھا۔ اس کمی کی بنیادی وجہ خاصی تعداد میں ٹی بلز کی واپسی تھی۔ مالی سال 22ء کی پہلی تین سہ ماہیوں (**شکل 5.7**) میں حکومت نے بلند شرح سود کی بنا پر ہدف سے کم رقم قبول کی (**باب 3**)۔ تاہم، مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران قرضوں کی بلند ضروریات کے پیشِ نظر حکومت نے ہدف سے زائد رقم قبول کی۔ مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی میں 5.7 ٹریلین روپے کے ٹی بلز نیلام ہوئے جن میں سے 3.4 ٹریلین روپے جون 2022ء میں جمع کیے گئے۔ چوتھی سہ ماہی میں ٹی بلز کا تقریباً 77.1 فیصد حصہ تین ماہی آلات تھے۔ نتیجتاً، چوتھی سہ ماہی کے دوران واجب الادا قرض میں تین ماہی ٹی بلوں میں 2.3 ٹریلین روپے کا تیز رفتار اضافہ ہوا (**شکل 5.8**)۔

غیر فنڈ قرضہ[15]

مالی سال 22ء کے دوران غیر فنڈ قرضے میں 310.0 ارب روپے کا خالص اخراج درج کیا۔ (**جدول 5.2**)۔ رقوم کا بیشتر اخراج قومی بچت کی اسکیموں میں ہوا۔ بالخصوص، اسپیشل سیونگ اکاؤنٹ کے زمرے میں خالص اخراج درج کیا گیا۔ تاہم، پنشنر بینیفٹ اکاؤنٹ، بہبود سیونگ سرٹیفکیٹس (بی ایس سی) اور سیونگ اکاؤنٹس میں خالص رقوم کی معمولی آمد ہوئی۔

مالی سال 22ء کے دوران اگرچہ منافع کی شرح میں ہونے والا اضافہ پالیسی ریٹس میں اضافے سے ہم آہنگ تھا، تاہم قومی بچت اسکیم کی مصنوعات میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری پر پابندی آگے چل کر اخراج پر منتج ہو سکتی ہے۔

نیا پاکستان سرٹیفکیٹ (صرف مقیم افراد کی تحویل میں)[16]

مالی سال 22ء کے دوران این پی سیز (صرف مقیم افراد کی تحویل میں) کے باقی ماندہ اسٹاک میں 16.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ بیشتر اضافہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں ہوا، جبکہ مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران این پی سیز کے اسٹاک میں کمی دیکھی گئی (**جدول 5.2**)۔

ملکی قرضوں پر سود کی ادائیگیاں بلند سطح پر رہیں

مالی سال 22ء کے دوران ملکی قرضوں کی واپسی میں 13.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 9.1 فیصد تھی۔ مطلق لحاظ سے، مالی سال کے دوران

---

13 یہ بیئرر بانڈز ہیں۔ حکومت نے جو بانڈز ختم کیے ہیں یہ ان سے مختلف ہیں (فٹ نوٹ 12 دیکھیے)۔

14 رواں قرضہ ایسے قرضہ تمسکات پر مشتمل ہے جن کی عرصیت ایک سال سے کم ہے۔ اس کی اکثریت تین ماہی، چھ ماہی اور 12 ماہی ٹی بلز پر مشتمل ہے۔ (ماخذ: شعبۂ شماریات اور ڈیٹا ویئر ہاؤس، بینک دولت پاکستان)۔

15 غیر فنڈ قرضوں میں نیشنل سیونگ اسکیموں (این ایس ایس) جیسے تمسکات شامل ہیں، جن میں لوگ براہِ راست رقوم جمع کراتے ہیں۔ (ماخذ: شعبۂ شماریات اور ڈیٹا ویئر ہاؤس، بینک دولت پاکستان)۔

16 این پی سیز کے دو حصے ہیں: (1) مقیم افراد کے پاس موجود این پی سیز اور (2) غیر مقیم افراد کے پاس این پی سیز۔ این پی سیز (مقیم افراد کی تحویل میں) ملکی قرضوں کا حصہ ہیں اور غیر مقیم افراد کی تحویل میں این پی سیز بیرونی قرضے کا حصہ ہیں۔

شکل 5.9: ٹی بلز پر سودی ادائیگی

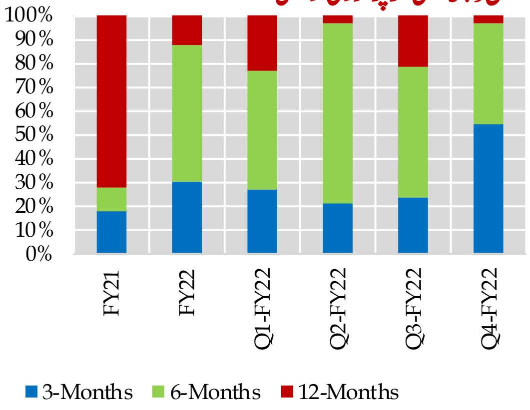

Source: State Bank of Pakistan

2.8 ٹریلین روپے کی سودی ادائیگیاں کی گئیں جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 2.5 ٹریلین روپے تھیں۔

اگرچہ، ملکی قرضے پر سودی ادائیگیوں میں مسلسل اضافے کا اہم عنصر قرضے کا بڑھتا ہوا اسٹاک تھا، لیکن مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی سے پالیسی ریٹ میں اضافے نے قرض گیری کی لاگت کو بھی بڑھا دیا۔ مالی سال 22ء کے دوران ٹی بلز اور پی آئی بی کے کوپن ریٹس کی قاطع شرح میں تقریباً 500 سے 800 بی پی ایس کا اضافہ ہوا۔ تمسکات وار تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ پی آئی بیز پر سودی ادائیگیوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔ واجب الادا قرضے کے اسٹاک میں رواں شرح پی آئی بیز کے بڑھتے ہوئے حصے کے ساتھ، بالخصوص بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں، ان تمسکات پر سودی ادائیگیاں بڑھ گئیں۔ مالی سال 22ء کے دوران ٹی بلز، خاص طور پر 3 ماہی اور 6 ماہی ٹی بلز، پر سودی ادائیگیوں میں بھی اضافہ ہوا کیونکہ حکومت نے مالی سال 22ء کے دوران ناکافی بیرونی مالکاری کی وجہ سے قلیل مدتی تمسکات پر انحصار کیا (**شکل 5.9**)۔

5.3 سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات

مالی سال 22ء کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں کے بڑھنے کی رفتار سست رہی۔ مالی سال 21ء میں 10.8 فیصد نمو کے مقابلے میں 2.7 فیصد اضافے سے جون 2022ء کے آخر تک یہ 88.8 ارب ڈالر ہوگئے جبکہ جون 2021ء کے اختتام پر 86.5 ارب ڈالر تھے (**جدول 5.3**)۔ ڈالر کے لحاظ سے بیرونی قرضوں میں کمی کو دو اہم عوامل سے منسوب کیا گیا ہے: پہلا، مالی سال 22ء میں بیرونی قرضوں کی ادائیگیاں اور دوسرا، آئی ایم ایف، ای ایف ایف پروگرام کی

شکل 5.10: این پی سی کے واجب الادا اسٹاک میں تبدیلیاں (صرف غیر مقیم افراد)

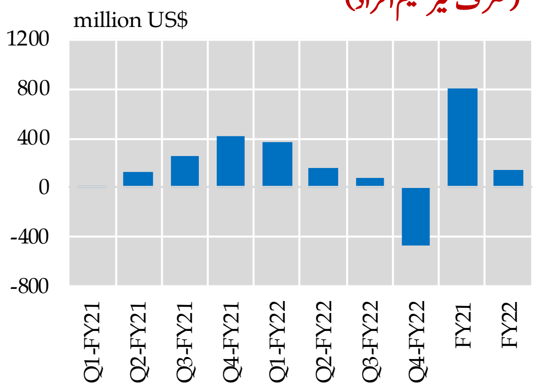

Source: State Bank of Pakistan

متوقع قسط کی تاخیر سے ادائیگی کے ساتھ ساتھ ملک میں غیر یقینی صورت حال کے تناظر میں خالص بیرونی رقوم کی آمد میں سست رفتاری۔

بیرونی سرمایہ کاریاں

مقامی حکومتی تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری میں کمی آگئی اور پی آئی بیز اور ٹی بلز میں خالص اخراج درج کیا گیا۔ اسی طرح، اگرچہ این پی سیز (صرف غیر مقیم افراد کی تحویل میں) مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی تک سرمایہ کاری کا ایک پرکشش ذریعہ بنے رہے، تاہم این پی سیز کے واجب الادا اسٹاک (غیر مقیم افراد کی تحویل میں) میں مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران 471.8 ملین ڈالر کی کمی آئی (**شکل 5.10**)۔ آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی میں تاخیر، پاکستان میں سیاسی عدم استحکام، روس یوکرائن تنازعہ اور امریکی فیڈرل ریزرو کی جانب سے شدید زری سختی وہ اہم عوامل تھے جو ان سرمایہ کاریوں میں کمی کا باعث بنے۔

خام بیرونی ادائیگیاں

مالی سال 22ء کے دوران 14.1 ارب ڈالر کے وعدوں کے مقابلے میں خام بیرونی رقوم کی تقسیم (سرکاری گرانٹس اور قرضے، علاوہ ضمانتیں) 15.4 ارب ڈالر تک بڑھ گئی جو کہ مالی سال 21ء کے بجٹ تخمینوں اور ادائیگیوں دونوں سے زیادہ تھے۔ اس کی وجہ جاری کھاتے کے خسارے میں اضافے سے پیدا ہونے والی بلند قرضہ جاتی ضروریات تھیں۔

قرضوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً ایک تہائی قرضے کمرشل بینکوں سے لیے گئے تھے، جب کہ ایک تہائی قرضے کثیر

جدول 5.3: سرکاری بیرونی قرض

ملین امریکی ڈالر

	اسٹاک (آخر جون)		رقوم کی سہ ماہی وار آمد			
	م س21ء	م س22ء	سہ1م س22ء	سہ2م س22ء	سہ3م س22ء	سہ4م س22ء
سرکاری بیرونی قرض (1 اور 2)	**86,456.9**	**88,835.7**	**1,623.5**	**2,475.8**	**-1,695.9**	**-24.6**
1۔ حکومت کا بیرونی قرض	**79,073.1**	**81,938.9**	**1,934.3**	**2,816.3**	**-2,434.2**	**549.4**
جس میں						
i) طویل مدتی (ایک سال سے زائد)	78,215.0	80,589.8	1,503.1	2,828.5	-2,588.0	631.2
پیرس کلب	10,725.9	9,231.8	-381.6	-198.3	-437.6	-476.6
کثیر فریقی	33,836.1	34,022.8	364.1	434.2	-120.9	-490.6
دیگر دوطرفہ	14,821.5	18,053.3	65.5	3,041.8	-777.8	902.3
یوروصکوک عالمی بانڈز	7,800.0	8,800.0	1,000.0	-1,000.0	1,000.0	0.0
کمرشل قرضے / کریڈٹ	9,695.6	9,481.2	140.4	382.1	-2,008.5	1,271.6
نیاپاکستان سرٹیفکیٹ	808.7	950.9	369.4	159.6	85.1	-471.8
ii) قلیل مدتی (ایک سال سے کم)	858.1	1,349.1	431.2	-12.2	153.8	-81.7
کثیر فریقی	505.8	1,327.1	472.7	88.5	233.7	26.4
مقامی کرنسی کے تمسکات	352.3	22.0	-41.6	-100.7	-79.9	-108.1
کمرشل قرضے / کریڈٹ	0.0	0.0	0.0	0.0	0.0	0.0
2۔ آئی ایم ایف سے	**7,383.7**	**6,896.8**	**-310.8**	**-340.5**	**738.3**	**-574.0**
زرمبادلہ کے واجبات	**8,762.6**	**11,134.3**	**2,882.0**	**-3.0**	**-109.7**	**-397.5**
مرکزی بینک کے ڈپازٹس	2,700.0	2,700.0	0.0	0.0	0.0	0.0
ایس ڈی آر کا اختصاص	1,410.1	3,897.3	2,725.2	13.8	-91.5	-160.3

ماخذ: بینک دولت پاکستان

فریقی اداروں سے حاصل کیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ حکومت نے مالی سال 22ء کے دوران بین الاقوامی بانڈ مارکیٹ میں دوبار شرکت کے ذریعے 2.0 ارب ڈالر اکٹھا کیے (**شکل 5.11**)۔

گذشتہ برس کی طرح، مالی سال 22ء میں حاصل شدہ کل ادائیگیوں کا ایک بڑا حصہ، تقریباً 85.6 فیصد، نان پراجیکٹ امداد پر مشتمل تھا، جس میں اعانتِ میزانیہ کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ (**شکل 5.12**)۔

رقوم کی ادائیگی کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ کثیر فریقی ذرائع میں، بیشتر رقوم کی تقسیم ایشیائی ترقیاتی بینک (1.6 ارب ڈالر) اور عالمی بینک (1.5 ارب ڈالر) اور اسلامی ترقیاتی بینک قلیل مدتی قرض (1.3 ارب ڈالر) سے ہوئی۔[17]

شکل 5.11: قسم کے لحاظ سے خام بیرونی رقوم کی تقسیم

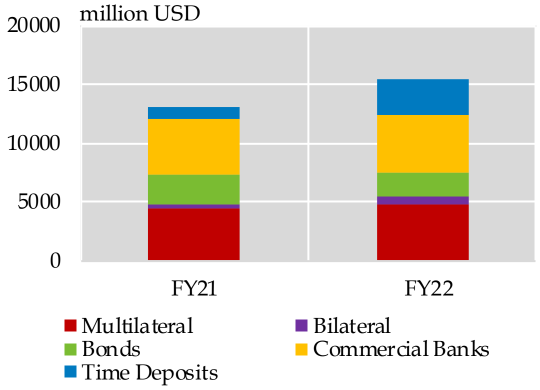

Source: Economic Affairs Division

مزید تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایشیائی ترقیاتی بینک سے موصولہ 924.6 ملین ڈالر میں سے بیشتر قرضے منصوبہ جاتی امداد پر مشتمل تھے۔ دوسری طرف عالمی بینک کے زیادہ تر قرضے اعانتِ میزانیہ سے متعلق تھے۔[18] ایشیائی

[17] ایشیائی ترقیاتی بینک تقریباً 33.6 فیصد، عالمی بینک (آئی ڈی اے) تقریباً 32.8 فیصد اور اسلامی ترقیاتی بینک (قلیل مدتی قرضے) تقریباً 27.5 فیصد۔

[18] عالمی بینک کی تقریباً 55.7 فیصد مالکاری اعانتِ میزانیہ کے لیے تھی۔

شکل 5.12:

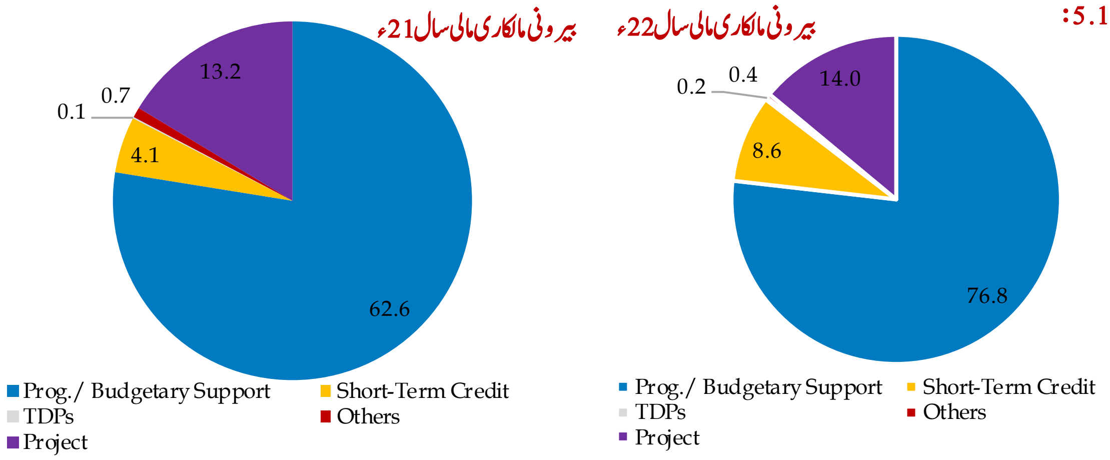

Source: Economic Affairs Division

ترقیاتی بینک سے موصولہ رقوم قلیل مدتی قرض تھا جسے تیل اور ایل این جی کی درآمدات کے لیے استعمال کیا گیا۔

گذشتہ برس کی طرح ان رقوم سے پاکستان کے قرضوں کی تقریباً ایک تہائی ضروریات پوری کرنے میں مدد ملی۔[19] اس سے قطع نظر مالی سال 21ء میں کثیر فریقی قرض دہندگان کا حصہ 33.5 فیصد تھا جو م س22ء میں کم ہو کر 31.2 فیصد رہ گیا (**شکل 5.13**)۔ کثیر فریقی قرض دہندگان کا حصہ، مطلق زمروں میں، کم ہونے کے باوجود 4.4 ارب ڈالر سے بڑھ کر 4.8 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔

ایک طرف تو کمرشل بینکوں سے ایک تہائی قرضوں کے حصول نے پاکستان کی قلیل مدتی ضروریات پوری کرنے میں مدد کی، تاہم، اس کی قدرے قلیل مدتی نوعیت[20] اور لائبور میں اضافے کے باعث اس سے نوما لکاری اور شرح سود کا خطرہ بھی بڑھ گیا۔[21]

بیرونی قرضے کی واپسی

م س22ء میں پاکستان نے گذشتہ برس کے 8.4 ارب ڈالر کی نسبت 13.0 ارب ڈالر مالیت کے ریاستی قرضے[22] (بشمول قلیل مدتی) واپس کیے۔

شکل 5.13: خام بیرونی رقوم کی تقسیم میں حصہ

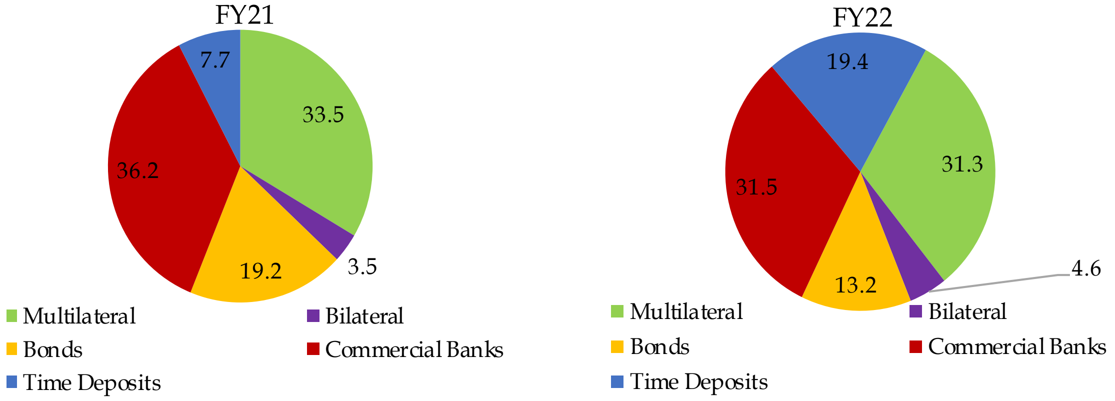

Source: Economic Affaires Division

[19] م س22ء میں موصولہ مجموعی رقوم میں سے تقریباً 27.7 فیصد مشترکہ طور پر ایشیائی ترقیاتی بینک، اسلامی ترقیاتی بینک (قلیل مدتی) اور عالمی بینک سے ملیں۔ م س21ء میں ان قرض گاروں سے موصولہ رقم مجموعی رقوم کا 26.8 فیصد تھی۔

[20] زیادہ تر کمرشل قرضے ایک یا دو برس کے لیے تھے۔

[21] کمرشل قرضے لائبور نشانیے سے منسلک ہیں۔ لہٰذا، لائبور کی شرح میں اضافے سے حکومتی قرضے کی لاگت بڑھ جاتی ہے۔

[22] بشمول اصل رقم اور سودی ادائیگیاں۔

جدول 5.4: پاکستان کے بیرونی قرض کی واپسی۔ اصل زر اور سود

ملین امریکی ڈالر

	م س21ء	م س22ء	م س22ء			
			پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	چوتھی سہ ماہی
1۔ سرکاری قرض (الف+ب+ج)	**8,430**	**13,018**	**1,372**	**3,683**	**4,406**	**3,557**
الف۔ حکومتی قرضہ	**6,376**	**11,303**	**1,111**	**3,079**	**3,974**	**3,140**
جس میں						
پیرس کلب	10	599	-	6	41	552
کثیر فریقی	2,003	2,088	602	457	571	458
دیگر دوطرفہ	205	776	47	24	609	97
یورو/صکوک عالمی بانڈز	362	1,587	32	1,275	32	247
کمرشل قرضے/کریڈٹ	3,753	5,508	427	1,305	2,710	1,066
نیا پاکستان سرٹیفکیٹس	-		-	-	-	718
ب۔ آئی ایم ایف کو	**1,229**	**1,154**	**259**	**326**	**249**	**320**
ج۔ قلیل مدتی حکومتی قرضہ	**825**	**566**	**3**	**278**	**183**	**96**
2۔ زرمبادلہ واجبات	**3,225**	**330**	**18**	**155**	**114**	**43**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

(**جدول 5.4**)۔ م س22ء میں زرِمبادلہ کے واجبات کے زمرے میں 330 ملین ڈالر واپس کیے گئے، جبکہ م س21ء میں یہ حجم 3.2 ارب ڈالر تھا۔

گذشتہ برس کی نسبت مجموعی طور پر قرضے کی رقم کی بلند واپسی کی وضاحت ان عوامل سے ہو سکتی ہے: پہلا، مالی سال 21ء کے دوران قرضے کی رقم کی کم واپسی قرض سروس معطلی کی سہولت (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت فراہم کیے گئے 2.3 ارب ڈالر کے ریلیف کی مرہونِ منت ہے؛ دوسرا، مالی سال 21ء کی نسبت مالی سال 22ء میں قرضے کی اصل رقم زیادہ واپس کی گئی؛ اور تیسرا، مالی سال 21ء کی نسبت مالی سال 22ء کے دوران طویل مدتی آلات کے شرح سود کی بلند ادائیگیاں۔

قرض معطلی کی سہولت سے قرض میں ریلیف

م س22ء کی پہلی ششماہی میں جی-20 کی قرض معطلی کی سہولت کے ذریعے پاکستان کو فائدہ ہوا۔[23] مالی سال 22ء میں اس ریلیف سے حکومت کو 1.0 ارب ڈالر (اصل رقم 0.7 ارب ڈالر اور 0.2 ارب ڈالر کی سودی ادائیگیاں) کی مالیاتی گنجائش ملی۔ مزید برآں، اس سے م س22ء کے دوران قرض واپسی کے اظہاریوں میں بہتری آگئی۔

واضح رہے کہ عالمی بینک اور آئی ایم ایف نے اپریل 2020ء میں جی 20 ممالک پر قرض معطلی کی سہولت دینے کے لیے زور دیا تھا، جس کا مقصد کووڈ 19 کے منفی اثرات سے بچنے کے لیے ترقی پذیر ممالک کو مالی مدد فراہم کرنا تھا۔ مجموعی طور پر 73 ممالک قرض واپسی کی عارضی معطلی کے اہل تھے، جن کے ذمے باضابطہ دوطرفہ قرض گاروں کے واجبات تھے۔ درحقیقت، اس معطلی کی مدت آخر دسمبر 2020ء تھی جس میں دسمبر 2021ء تک توسیع کر دی گئی تھی۔[24] اس اقدام کے تحت قرضوں کی ادائیگیاں منسوخ کرنے کی بجائے مختصر عرصے کے لیے ملتوی کی گئی تھیں۔ ازسرِنو تشکیل شدہ مدتوں کے تحت اصل رقوم اور سودی ادائیگیوں کی مدت 4 سے 6 برس کر دی گئی۔

---

[23] مئی 2020ء تا دسمبر 2021ء تک قرض معطلی کی سہولت کے تحت پاکستان کو قرضوں کی معطلی اور ازسرنو تشکیل کے ذریعے 3.7 ارب ڈالر کا عارضی ریلیف ملا جو تین مدتوں پر مشتمل ہے۔ آخر مدت جولائی تا دسمبر 2021ء (م س22ء کی پہلی ششماہی) تھی۔

[24] ماخذ: www.worldbank.org/en/topic/debt/brief/covid-19-debt-service-suspension-initiative

شکل 5.14: قلیل مدتی قرض بلحاظ اسٹیٹ بینک کے ذخائر کا فیصد

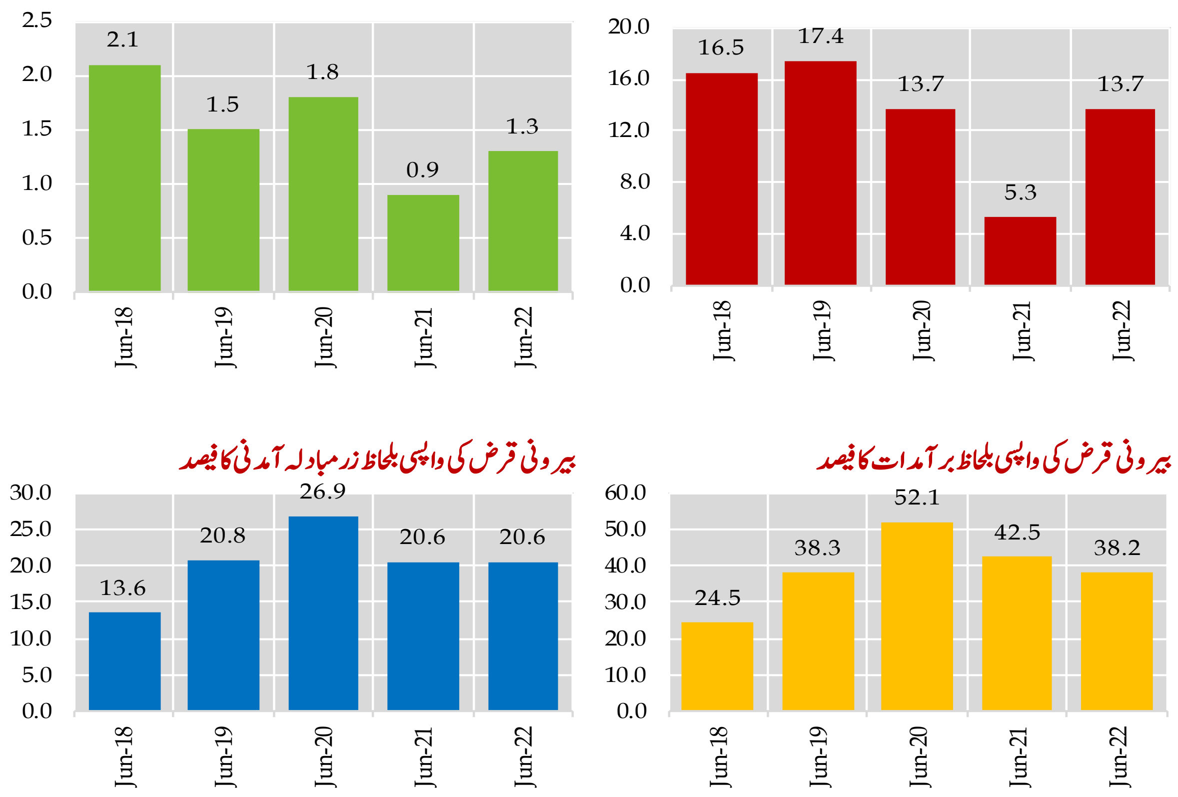

* EDS external debt servicing;

* EDS external debt servicing; FEE foreign exchange earnings

Source: State Bank of Pakistan

بیرونی قرض کی پائیداری[25]

مالی سال 21ء کے برعکس م س22ء میں جی ڈی پی اور زرمبادلہ کی کمائی میں بہتری کے باوجود بیرونی قرضوں کی پائیداری کے اظہاریے ناموافق رہے۔ مثال کے طور پر مجموعی بیرونی قرضہ اور واجبات[26] جی ڈی پی کے 39.7 فیصد تک پہنچ گئے جو م س21ء میں 34.5 فیصد تھے۔ نتیجتاً، زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کے ہمراہ بیرونی قرض میں اضافے سے قرضے کی پائیداری کے تناسب، جیسے کُل زرمبادلہ تا کُل بیرونی قرضے اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بگاڑ دیکھا گیا۔ تاہم، جیسا کہ کہا گیا، قرضے پر ریلیف اور زرمبادلہ کی کمائی میں اضافے کے نتیجے میں بیرونی قرض کی واپسی اور برآمدی آمدنی کے لحاظ سے قرض واپسی کی استعداد میں اضافہ ہوا۔ مزید برآں، مالی سال 22ء کے دوران قلیل مدتی قرضوں میں اضافے کے سبب سیالیت کے اظہاریے کمزور ہوئے۔ اس کے ہمراہ زرِمبادلہ کے ذخائر میں کمی کو قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضوں اور زرمبادلہ کے ذخائر کے تناسبات میں بگاڑ پر منتج ہوئی (شکل5.14)۔

25 کسی ملک کی بیرونی قرضے کی پائیداری کو ادائیگی قرض کی صلاحیت اور سیالیت کے اظہاریوں سے جانچا جاتا ہے۔ ادائیگی قرض کی صلاحیت سے کسی ملک کے بیرونی قرضوں کی واپسی کی موجودہ اہلیت کا تعین کیا جاتا ہے۔ جس میں بیرونی قرض تا جی ڈی پی، بیرونی قرض تا زرمبادلہ کی کمائی اور بیرونی قرضے کی واپسی تا زرمبادلہ کی کمائی کے اظہاریے شامل ہے، جبکہ سیالیت کے اظہاریے کسی ملک کی قلیل مدتی واجبات کی واپسی کی اہلیت کو جانچتے ہیں۔ جن میں قلیل مدتی قرض تا زرمبادلہ کے ذخائر؛ زرمبادلہ کے کُل ذخائر اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر دونوں کے ہمراہ قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضے تا کُل بیرونی قرضے شامل ہیں۔

26 کُل بیرونی قرضے اور واجبات، سرکاری بیرونی قرضے سے مختلف ہے، جو اس سے قبل تحریر کیا گیا۔ کُل بیرونی قرضے میں سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات اور بیرونی قرضہ برائے (1) سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے (پی ایس ایز)، (2) بینک، (3) نجی شعبہ اور (5) کمپنیوں کے ایک دوسرے کو قرضے شامل ہیں۔

باب 6: بیرونی شعبہ

مالی سال 22ء کے دوران پاکستان کا بیرونی کھاتہ خاصے دباؤ کا شکار رہا۔ جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 4.6 فیصد ہوگیا جو چار سال کی بلند ترین سطح تھی۔ اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں بنیادی طور پر اس اضافے کی وجہ بنیں، جس سے سال کے دوران درآمدی بل میں 32.9 فیصد اضافہ ہوگیا۔ مزید برآں، اقتصادی سرگرمیوں میں توسیع اور کووڈ ویکسین کی درآمد نے درآمدات کو مزید بڑھا دیا۔ برآمدات نے گزشتہ سال کی نمو کی رفتار کو جاری رکھا اور اس میں 26.6 فیصد کا وسیع البنیاد اضافہ ہوا۔ بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں، روپے کی قدر میں کمی کے فوائد، اور عالمی طلب کا بڑھنا اس اضافے کی وجوہات تھیں۔ بالخصوص، کپاس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے باعث ٹیکسٹائل کی برآمدات بڑھیں، اور شعبے کی برآمدات میں ہونے والے مجموعی اضافے میں اس کا حصہ تقریباً تین چوتھائی ہوگیا۔ نان ٹیکسٹائل برآمدات کی برآمدی اساس میں توسیع کے ہمراہ حوصلہ افزا کارکردگی دکھائی دی۔ خدمات کی برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلات زر میں بھی کافی اضافہ ہوا۔ تاہم، یہ اضافہ دورانِ سال درآمدات میں ہونے والے اضافے کی تلافی نہیں کر سکا۔ مزید برآں، جی-20 کے قرضہ واپسی میں تعطل کے اقدام کی میعاد ختم ہونے اور عالمی شرحِ سود میں اضافے نے جاری کھاتے کے خسارے پر مزید دباؤ ڈالا، کیونکہ بیرونی قرض گیری بہت مہنگی ہوگئی۔ مالی سال 22ء کے دوران ملک کو بلند بیرونی قرضے اور واجبات کی بلند خالص رقوم موصول ہوئیں، جو بڑھ کر 12.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 5.7 ارب ڈالر تھیں۔ تاہم، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) میں سست اضافہ ہوا؛ جبکہ ایکویٹی تمسکات میں جزدانی سرمایہ کاری کا خالص اخراج دیکھا گیا۔ مجموعی لحاظ سے، مالی سال 22ء کے دوران جاری کھاتے کے خسارے کی مالکاری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے خالص مالی رقوم کافی نہیں تھیں۔ اس لیے سال کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر میں 7.5 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی۔ آئی ایم ایف پروگرام کے دوبارہ شروع ہونے سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال، ملکی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال اور سیاسی عدم استحکام کی وجہ بیرونی کھاتوں کے دباؤ کا اثر بڑھ گیا جو مالی سال 22ء کے دوران روپے کی قدر میں 23.1 فیصد کمی پر منتج ہوا۔

6 بیرونی شعبہ

6.1 عالمی اقتصادی منظر نامہ

2021ء کے دوران کووڈ کے بعد عالمی معیشت کی بحالی کا تسلسل دکھائی دیا۔ 2021ء میں عالمی معیشت میں بہتری آئی اور دنیا کی حقیقی جی ڈی پی کی نمو تقریباً پانچ دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی (**شکل 6.1 الف**)۔ اقتصادی نمو کی رفتار ناہموار تھی اور ترقی یافتہ معیشتیں اپنی آبادی کو کافی حد تک بلند پالیسی معاونت اور ویکسین فراہم کرنے میں کامیاب ہوگئیں جبکہ ابھرتی ہوئی معیشتیں پیچھے رہ گئیں۔ دورانِ سال صارفین کے اخراجات اور سرمایہ کاری میں اضافے نے بھی اشیا کی عالمی تجارت کے حجم کو وبائی مرض سے پہلے کی سطح سے اوپر دھکیل دیا۔ تاہم، مہنگائی کے دباؤ، رسدی زنجیر کی رکاوٹوں، اور کووڈ کی نئی شکلوں (بشمول اومی کرون اور ڈیلٹا) کے اُبھرنے سے معاشی سرگرمیوں کی رفتار میں کمی آنا شروع ہوگئی جس کی وجہ سے 2021ء کے اختتام تک کچھ ممالک میں دوبارہ لاک ڈاؤن نافذ کرنے کی ضرورت پڑی۔

شکل 6.1: عالمی کلی معاشی اظہاریے

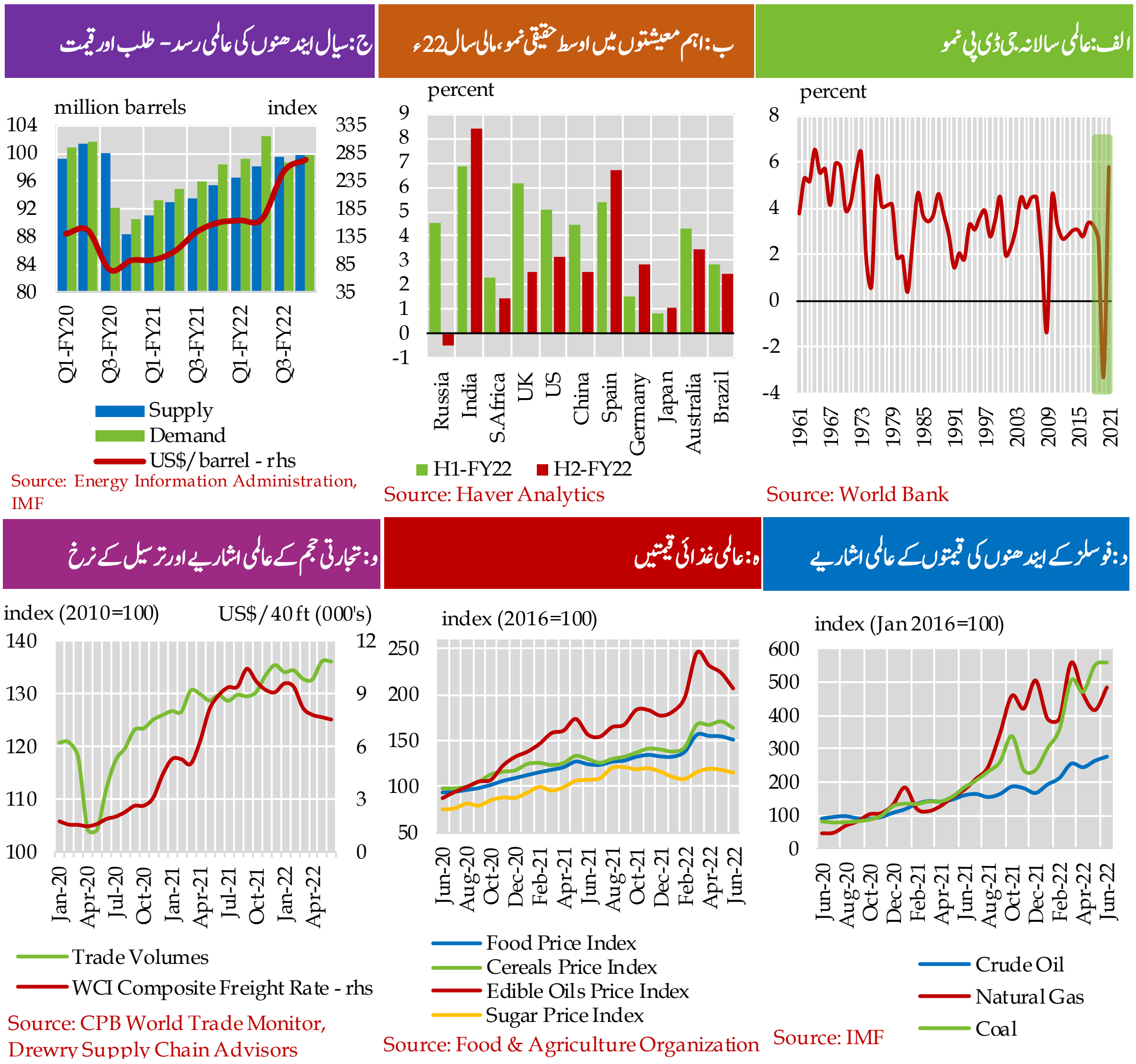

جیسے جیسے سال آگے بڑھتا گیا، قیمتوں میں اضافے کا رجحان شدید ہوتا گیا، کیونکہ بنیادی اشیا کی رسد بڑھتی ہوئی طلب کو مناسب طریقے سے پورا کرنے کے لیے کافی نہیں تھی۔ خاص طور پر، ایندھن کی عالمی رسد میں سست اضافہ ہوا کیونکہ اوپیک پلس کے رکن ممالک پیداواری کوٹے پر قائم رہے، جبکہ نان اوپیک ارکان کی رسد بھی کم رہی، جس سے خام تیل کی طلب اور رسد کا فرق بڑھ گیا (**شکل 6.1 ج**)۔ کچھ ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتیں بھی پست فصلوں کی وجہ سے خوراک کی بلند قیمتوں سے متاثر ہوئیں (**شکل 6.1 د**، اور **6.1 ہ**)۔ اومی کرون کے پھیلاؤ نے اجناس کی فراہمی میں سختیوں کے ساتھ ساتھ، قیمتوں کے اتار چڑھاؤ اور رسدی زنجیر کی رکاوٹوں میں بھی اضافہ کیا۔ اسی طرح، بندرگاہوں میں ہجوم، شپنگ میں تاخیر اور کارکنوں کے قرنطینہ ہونے کی ضروریات کی وجہ سے عالمی تقسیم کاری نیٹ ورکس پر بڑھتے ہوئے تناؤ کے دوران عالمی تجارتی حجم میں زبردست اضافے نے مال برداری کی لاگت کو بڑھا دیا (**شکل 6.1 و**)۔

بڑھتی ہوئی قیمتوں کے ردعمل میں، کچھ اُبھرتی ہوئی اور ترقی یافتہ معیشتوں کے مرکزی بینکوں نے طلب میں ہونے والے اضافے سے نمٹنے کے لیے کووڈ کے بعد کی پالیسی کے محرک کو ختم کرنے پر انحصار کیا۔ مزید برآں، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی سے قبل اُبھرتی ہوئی معیشتوں جیسے برازیل، ارجنٹینا، یوکرین اور ترکی نے اپنے پالیسی ریٹس میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا (**شکل 6.2**)۔ اسی طرح، نومبر 2021ء سے یو ایس فیڈرل ریزرو کی جانب سے مہنگائی بڑھنے کے بیانات، ازاں بعد مارچ 2022ء میں کووڈ کے بعد پہلی بار اس کی شرح میں اضافہ اور 2022ء کے بقیہ حصے میں متعدد بار اس کی شرحوں میں اضافے کی توقعات نے ابھرتی ہوئی منڈیوں اور جدید معیشتوں کی کرنسیوں کی وسیع رینج کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں اضافہ کیا (**شکل 6.3**)۔ نتیجتاً کرنسی کی قدر میں ہونے والی کمی نے ابھرتی ہوئی معیشتوں میں مہنگائی کے دباؤ کو بڑھا دیا، جس سے شرح میں مزید اضافے ہوئے۔

عالمی معیشت اس وبائی مرض کے اثرات سے سنبھل ہی رہی تھی، جب فروری 2022ء میں روس یوکرین تنازعہ شروع ہوا، جس سے تمام ممالک میں رسد کو شدید دھچکا پہنچا۔[1] بالخصوص روس اور یوکرین کو مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران جی ڈی پی میں نمایاں کمی کا سامنا کرنا پڑا۔ روس یوکرین بحران کے اثرات تجارت، مالی روابط اور اجناس کی منڈیوں کے ذریعے دوسری معیشتوں تک پھیل گئے۔ روس تیل، گیس اور دھات کا ایک اہم سپلائر ہے؛ یوکرین کے ساتھ ساتھ روس مکئی اور گندم کا بھی بنیادی سپلائر ہے۔ ترقی یافتہ معیشتوں نے روس پر نمایاں مالی پابندیاں عائد کیں، جس سے عالمی سطح پر مہنگائی کے دباؤ میں مزید اضافہ ہوا۔ مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران اجناس کی قیمتوں میں اضافہ تمام ممالک میں اقتصادی سرگرمیوں کی رفتار پر اثر انداز ہوا (**شکل 6.1 ب**)۔

شکل 6.2: عالمی زری پالیسی شرحیں

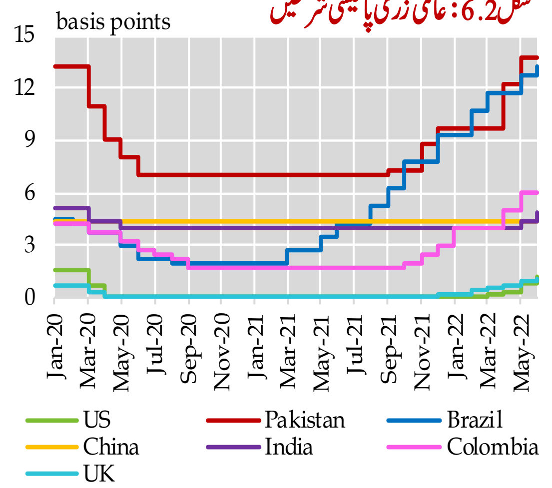

Source: Haver Analytics

مزید برآں، مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران چین کو اقتصادی ترقی میں کافی سست روی کا سامنا کرنا پڑا، جس کی بڑی وجہ خطے میں اومی کرون کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے لگایا جانے والا مسلسل لاک ڈاؤن تھا، لہٰذا، عالمی سطح پر رسد میں رکاوٹیں بڑھتی گئیں۔ روس یوکرین بحران سے قبل، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ابھرتی ہوئی معیشتوں نے پالیسی ریٹ بڑھانا شروع کر دیا تھا، جس سے مالی منڈیوں میں اتار چڑھاؤ پیدا ہو گیا۔ روس-یوکرین بحران کے ساتھ، خطرے کی طلب میں کمی اور معیاری اثاثوں کی طرف سرمائے کی پرواز سے عالمی مالی حالات اور بھی سخت ہو گئے۔ اس کے علاوہ، ترقی یافتہ معیشتوں میں زری سختی کے نتیجے میں ان معیشتوں میں ریاستی بانڈ کی یافتیں بڑھ گئیں۔ سخت مالی حالات کے دوران ابھرتی ہوئی معیشتوں میں کمزور کرنسیوں نے بیرونی قرض گیری کی لاگت کو بڑھا دیا۔ مالیاتی لحاظ سے، کووڈ سے متعلقہ اخراجات نے متعدد ممالک میں پالیسی گنجائش کو ختم کر دیا، جس سے

[1] عالمی سرمایہ کاری رپورٹ۔ 2022ء، یو این سی ٹی اے ڈی

قرضوں کی سطح بڑھ گئیں، اور گھرانوں اور فرموں کو بڑھتی ہوئی مہنگائی کے اثرات سے بچانے کے لیے بہت کم مالی گنجائش باقی بچی۔[2]

شکل 6.3: مالی سال22ء میں ابھرتی ہوئی معیشتوں کی کرنسی میں تبدیلی

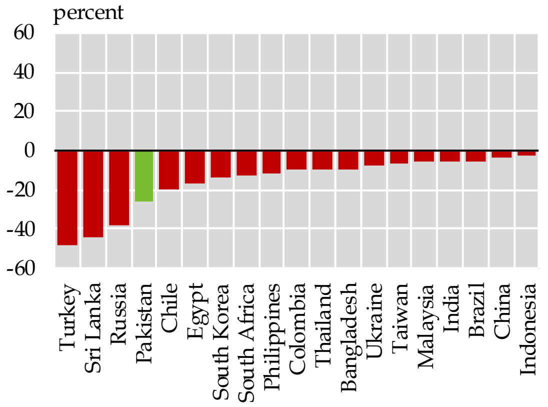

Source: Haver Analytics

روس یوکرین بحران نے اجناس کی قیمتوں کو مضبوط کر کے عالمی تجارت کو بھی متاثر کیا۔ مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران، علاوہ جنوبی کوریا اور چین، بڑی معیشتوں کے لیے ایشیا کی تجارت 2019ء کی سطح سے کافی اوپر تھی۔ اجناس کی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ، اجناس برآمد کرنے والے خطوں میں برآمدات میں زبردست اضافہ ہوا، جسے بڑھتی ہوئی طلب اور ایندھن کی قیمتوں میں اضافے سے تقویت ملی تھی۔ تاہم، مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران عالمی تجارت میں نمو سست پڑ گئی (**شکل 6.1و**)۔

روس-یوکرین تنازعے کی شدت نے عالمی نمو کے لیے منفی خطرات کو بڑھادیا ہے۔2022ء کے دوران عالمی نمو کے تخمینوں کو کم کر کے 3.2 فیصد کر دیا گیا، جبکہ 2021ء میں 6.1 فیصد کے تخمینے لگائے گئے تھے۔[3] ترقی یافتہ معیشتوں میں، امریکہ کو گھرانوں کی قوت خرید میں کمی اور زری پالیسی میں سختی کا سامنا ہے۔ یورپ کو روس-یوکرین بحران اور زری سختی کے اہم اثرات کا سامنا ہے۔ ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں کے ضمن میں، اقتصادی نمو میں تنزلی کی بیشتر وجہ چینی اقتصادی سست روی اور بھارت میں معتدل نمو ہے۔

6.2 پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن

مالی سال22ء کے دوران پاکستان کا بیرونی کھاتہ نمایاں طور پر ابتر ہو گیا (**جدول 6.1**)۔ مالی سال 22ء میں جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ کر 17.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 2.8 ارب ڈالر تھا۔ اگرچہ دورانِ سال ملک کو بیرونی قرضوں اور واجبات کی زیادہ رقوم حاصل ہوئیں، لیکن یہ مالکاری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی نہیں تھے، نتیجتاً مالی سال22ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے سیال ذخائر میں 7.5 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی۔ بیرونی کھاتے پر بڑھتے ہوئے دباؤ کے ساتھ، مالی سال22ء میں ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 23.1 فیصد کی سال بسال کمی آئی۔

عالمی اجناس کی قیمتوں میں اضافہ بنیادی طور پر ملک کے بیرونی کھاتے میں ابتری کا ذمہ دار تھا۔ مالی سال 22ء کے دوران ایشیا کی درآمدات میں 32.9

شکل 6.4 الف: مالی سال22ء کے دوران توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے درآمدات کو بڑھادیا

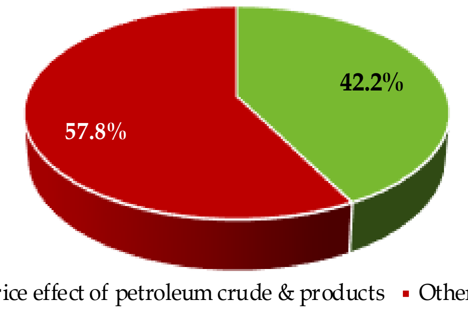

*Others include price and volume effect of all other imports, and volume effect of petroleum crude and petroleum products.

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.4 ب: مالی سال22ء کے دوران بڑھتی ہوئی قیمتیں اور حجم برآمدات کے اضافے میں مدد گار رہے

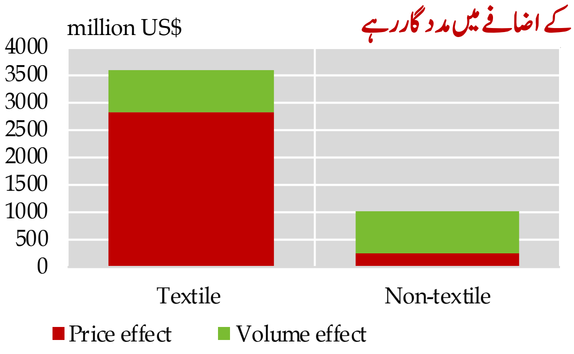

*This analysis covers 77 percent exports for which price and volume data is available for FY22

Source: Pakistan Bureau of Statistics

[2] عالمی سرمایہ کاری رپورٹ۔2022ء، یو این سی ٹی اے ڈی

[3] عالمی اقتصادی منظر نامہ۔ جولائی 2022ء، آئی ایم ایف

جدول 6.1: جولائی تا جون کے دوران پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن

ارب امریکی ڈالر

	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	تبدیلی
جاری کھاتے کا توازن	**-2,820**	**-17,405**	**-14,585**
تجارتی توازن	**-28,634**	**-39,681**	**-11,047**
برآمدات	25,639	32,471	6,832
درآمدات	54,273	72,152	17,879
جس میں توانائی کی درآمدات	9,747	18,743	8,996
غیر توانائی درآمدات	44,526	53,409	8,883
خدمات کا توازن	**-2,516**	**-5,019**	**-2,503**
بنیادی آمدنی کا توازن	**-4,400**	**-5,296**	**-896**
جس میں سودی ادائیگیاں	2,176	3,240	1,064
ثانوی آمدنی کا توازن	**32,730**	**32,591**	**-139**
جس میں کارکنوں کی ترسیلات زر	29,450	31,279	1,829
مالی کھاتے کا توازن*^	**-8,768**	**-11,149**	**-2,381**
پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	1,819	1,869	50
پاکستان میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	2,762	-78	-2,840
جس میں یوروبانڈ / صکوک	-	1,000	1,000
بیرونِ ملک زرِمبادلہ اثاثوں کے ذخائر	1,345	2,490	1,145
زرمبادلہ قرضے اور واجبات (خالص)*	5,691	12,057	6,366
جس میں حکومت	5,738	6,073	335
اسٹیٹ بینک	-1,468	-1	1,467
کمرشل بینک	499	879	380
ایس ڈی آر کا اختصاص	-	2,773	2,773
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)	**17,299**	**9,816**	**-7,483**
اسٹیٹ بینک کے پیشگی واجبات (آخر مدت)	-4,870	-3,998	872
پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ (+)/کمی (-)، امریکی ڈالر کے مقابلے میں (فیصد میں)	**6.7**	**-23.1**	**-**

* دورانِ مدت (جولائی تا جون) ذخائر میں تبدیلی، واجبات اور روپے کی شرحِ مبادلہ۔ ^مالی کھاتے کے توازن کے ساتھ منفی علامت کا مطلب ہے پاکستان میں خالص زرمبادلہ رقوم کی آمد۔ مالی کھاتے کے توازن میں تبدیلی کے ساتھ مثبت علامت کا مطلب ہے سال بسال بنیاد پر اور اس کے برعکس پاکستان میں بلند خالص زرِمبادلہ کی آمد

ماخذ: بینک دولت پاکستان

فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا، جس میں سے تقریباً نصف اضافہ صرف خام تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے ہوا (**شکل 6.4 الف**)۔ اس کے علاوہ، کووِڈ ویکسین درآمد کرنے کی ضرورت اور ملکی اقتصادی سرگرمیوں میں توسیع نے بھی درآمدات کی طلب کو بڑھا دیا۔ لہٰذا، برآمدات میں 26.6 فیصد کے نمایاں اضافے کے باوجود، مالی سال 22ء کے دوران تجارتی خسارہ بڑھ کر 39.7 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جبکہ مالی سال 21ء کے دوران یہ 28.6 ارب ڈالر تھا۔

بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں سے برآمدات، بالخصوص کپاس، کو بھی فائدہ ہوا، جبکہ حجم بھی مضبوط رہا (**شکل 6.4 ب**)۔ ٹیکسٹائل کی برآمدی مصنوعات میں ملبوسات (اونی اور تیار ملبوسات) اور گھریلو ٹیکسٹائل شامل ہیں۔ نان ٹیکسٹائل برآمدات میں حوصلہ افزا کارکردگی دکھائی دی، کیونکہ دورانِ سال برآمدات کے مجموعی اضافے میں ان کے بڑھتے ہوئے حجم کا حصہ تقریباً دسواں تھا۔ چاول جیسی کچھ روایتی اجناس کے علاوہ ملک میں کچھ غیر روایتی زمروں جیسے کہ تل، مکئی اور صاف تانبے میں بھی اضافہ دکھائی دیا۔

مالی سال 22ء کے دوران خدمات کی برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر سے ملک کی زرمبادلہ آمدنی میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔ ترسیلاتِ زر میں زیادہ تر اضافہ ترقی یافتہ معیشتوں (خاص طور پر امریکہ اور برطانیہ) سے ہوا، جس نے

مشرق وسطیٰ کی اہم راہداریوں سے رقوم کی پست آمد کی تلافی کی۔ تاہم، درآمدات میں اضافے نے ان رقوم سے حاصل ہونے والے فوائد کا اثر ماند کر دیا۔ دسمبر 2021ء کے دوران قرضہ واپسی میں تعطل کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کی میعاد ختم ہونے کے ساتھ، بیرونی قرضوں کے بڑھتے ہوئے ذخیرے، اور بڑھتی ہوئی عالمی شرح سود کے ساتھ، بیرونی قرضوں پر سود کی ادائیگیوں میں اضافہ ہوا جس نے دورانِ سال جاری کھاتے کے خسارے کو مزید بڑھا دیا۔

مالی سال 22ء کے دوران زرِ مبادلہ کے قرضوں اور واجبات کی خالص آمد بڑھ کر 12.1 ارب ڈالر ہو گئی۔ مالی سال 22ء کے دوران قرضوں کے کلیدی ماخذات دو طرفہ ذرائع تھے، بالخصوص مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں سعودی عرب سے 3 ارب ڈالر کے ٹائم ڈپازٹس اور چین سے 2.3 ارب ڈالر کا تجارتی قرضہ۔ دیگر ذرائع میں ایشیائی ترقیاتی بینک، ایشین انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ بینک (اے آئی آئی بی)، اور سرمایہ منڈی ڈویلپمنٹ پروگرام، توانائی کے شعبے میں اصلاحات اور کووڈ سپورٹ کے لیے عالمی بینک شامل ہیں۔ آئی ایم ایف نے چھٹی توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) کے جائزے کی تکمیل کے بعد فروری 2022ء میں 1.1 ارب ڈالر کی قسط بھی جاری کی۔ حکومت نے بھی دورانِ سال ریاستی بانڈز کے ذریعے خالص شرائط پر ایک ارب ڈالر جمع کیے۔

عالمی اجناس کی قیمتوں میں اضافے اور ملکی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال بڑھنے کے بعد مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ان میں سے بیشتر رقوم ملک کے رسک پریمیم میں اضافے سے پہلے موصول ہوئی تھیں۔[4] مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی خاص طور پر دشوار ثابت ہوئی کیونکہ ملک کو قرضوں اور واجبات کی بہت سی ادائیگیاں کرنا تھیں۔

بیرونی کھاتے میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے، حکومت اور اسٹیٹ بینک نے درآمدات پر طلب کے لحاظ سے دباؤ کو کم کرنے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ ان میں درج ذیل شامل ہیں (i) ایندھن کی قیمتوں میں اضافہ؛ (ii) پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 675 بیس پوائنٹس اضافہ؛ (iii) گاڑیوں اور صارفی مالکاری کے لیے محتاطیہ ضوابط کو سخت کرنا؛[5] (iv) کمرشل بینکوں کے لیے مطلوبہ نقدِ محفوظ (سی آر آر) میں اضافہ؛ (v) اضافی درآمدی اشیا پر 100 فیصد کیش مارجن کی ضروریات کا عائد کرنا؛[6] اور (vi) 500 سے زیادہ لگژری اور غیر ضروری اشیا کی درآمد پر پابندی کا نفاذ۔

جاری کھاتہ

مالی سال 22ء میں جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ کر 17.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جبکہ گذشتہ برس یہ 2.8 ارب ڈالر تھا۔ عالمی طلب کی سازگار حرکیات اور ملکی پالیسی مراعات (بینکوں سمیت بر آمد کنندگان اور ترسیلاتِ زر کے پروسیسرز کے لیے) کے تسلسل کے دوران اشیا اور خدمات کی بر آمدات اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر سے ملک کی زرِ مبادلہ آمدنی میں گذشتہ برس کے مقابلے میں قابل ذکر اضافہ درج کیا گیا۔ کپاس کی عالمی قیمتوں میں اضافے سے ٹیکسٹائل کی بر آمدات کو بھی فائدہ ہوا، جس میں اہم مصنوعات کے حجم میں اضافہ بھی بر آمدی وصولیوں پر مثبت اثر ڈال رہا ہے۔ تاہم، عالمی اجناس، بالخصوص تیل اور دیگر توانائی کی مصنوعات، خوردنی تیل، اور فولاد، کی قیمتوں میں وسیع البنیاد اضافے سے درآمدی ادائیگیاں بڑھ گئیں۔ مزید بر آں، بیرونی قرضوں پر بلند سود کی ادائیگی سے بنیادی آمدنی کا خسارہ بڑھ گیا۔ نتیجتاً، جاری کھاتے کا خسارہ گذشتہ برس کی سطح کے مقابلے میں نمایاں طور پر بڑھ گیا۔

کارکنوں کی ترسیلاتِ زر

مالی سال 22ء کے دوران کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں 6.2 فیصد سال بسال اضافہ ہوا، جو ریکارڈ 31.2 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ متعدد ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں بلند وصولیاں دکھائی دیں، جبکہ کچھ دیگر (مثلاً، بنگلہ دیش) میں بھی مالی سال 22ء کے دوران رقوم کی آمد میں کمی دیکھی گئی (**شکل 6.5**)۔ کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کا بہاؤ ترقی پذیر ممالک اور خطوں میں ملک کے مخصوص عوامل، ترسیلی ممالک کے پالیسی موقف، بین الاقوامی ماحول اور میزبان ممالک میں اقتصادی سرگرمیوں کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔

---

[4] مالی سال 22 کی چوتھی سہ ماہی کے دوران پاکستان کے 5 سالہ ریاستی زرِ مبادلہ بانڈز پر سی ڈی ایس کا تفاوت مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی سے 2245.4 فیصدی درجات بڑھ گیا۔

[5] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 29 برائے 2021ء (23 ستمبر 2021ء)، اسٹیٹ بینک

[6] بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 09 برائے 2022ء (7 اپریل 2022ء) اور بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 30 برائے 2021ء (30 ستمبر 2022ء)

شکل 6.5: جولائی تا مارچ کے دوران ابھرتی ہوئی معیشتوں میں ترسیلاتِ زر کی آمد میں کمی

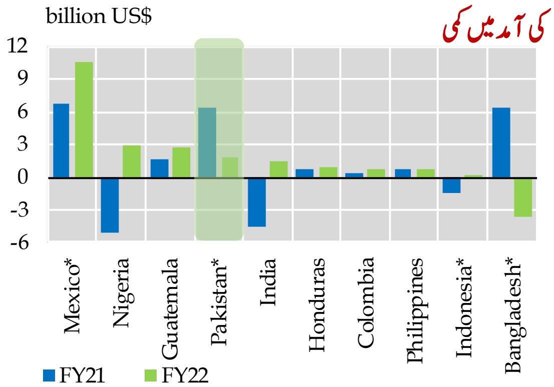

* Jul-Jun data

Source: Haver Analytics & State Bank of Pakistan

علی الخصوص، لاطینی امریکی ممالک کے ساتھ ساتھ کچھ ایشیائی معیشتوں جیسے بھارت، پاکستان اور فلپائن نے ترقی یافتہ معیشتوں سے وصولی میں اضافہ درج کیا۔[7] کووِڈ دھچکے کے تناظر میں امریکہ اور بعض یورپی ممالک میں اعلان کردہ معاشی محرک پیکجوں کا روزگار کی تخلیق پر مثبت اثر پڑا؛ جس سے غیر ملکی کارکنوں کو بالعموم اور ہسپانوی اور لاطینی نژاد افراد کو بالخصوص فائدہ پہنچا۔

پاکستان کے لحاظ سے، اس اضافے میں شمالی امریکہ، یورپ بشمول برطانیہ اور آسٹریلیا نے سب سے زیادہ حصہ ڈالا۔ تاہم، خلیج تعاون کونسل (جی سی سی) کے ممالک، بالخصوص سعودی عرب سے آنے والی رقوم گذشتہ برس کی سطحوں پر رک گئیں، جبکہ دورانِ سال متحدہ عرب امارات سے وصولیوں میں کمی آئی (جدول 6.2)۔

مالی سال 22ء میں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات ہجرت کرنے والے کارکنوں کی تعداد میں بالترتیب 61 فیصد اور 103 فیصد اضافے کے باوجود یہ صورتِ حال ہے۔ متعدد عوامل اس پست رجحان کے ذمہ دار ہیں۔ اوّل، سرحد پار ہوائی سفر کے دوبارہ شروع ہونے سے ممکنہ طور پر کچھ ترسیلات کی آمدورفت غیر رسمی ذرائع کی طرف منتقل ہوگئی۔ عالمی بینک نے نہ صرف

جدول 6.2: پاکستان کو کوریڈور کے لحاظ سے ترسیلاتِ زر

ملین ڈالر

	مالی سال 19ء	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	مطلق تبدیلی	
					مالی سال 21ء	مالی سال 22ء
خلیج تعاون کونسل	11,739	15,135	17,223	17,225	2,087	2
سعودی عرب	5,003	6,613	7,726	7,754	1,112	28
متحدہ عرب امارات	4,617	5,612	6,165	5,846	553	-319
دیگر	2,119	2,910	3,332	3,625	421	293
برطانیہ	3,412	2,569	4,091	4,493	1,522	402
شمالی امریکہ	3,522	2,056	3,195	3,795	1,139	601
امریکہ	3,309	1,743	2,600	3,087	857	487
کینیڈا	213	313	595	708	282	113
یورپی ممالک	609	1,778	2,729	3,362	950	633
جرمنی	124	392	432	509	40	77
فرانس	61	240	423	488	183	65
اٹلی	111	361	607	856	246	249
اسپین	151	330	402	513	72	111
آسٹریلیا	246	340	598	753	258	155
دیگر ممالک	2,211	1,253	1,615	1,608	362	-7
مجموعی ترسیلاتِ زر	**21,739**	**23,132**	**29,450**	**31,279**	**6,318**	**1,829**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

[7] مائگریشن اینڈ ڈویلپمنٹ بریف 36 (ماخذ: عالمی بینک)

پاکستان کے لیے بلکہ جنوبی ایشیا کے دوسرے بڑے وصول کنندگان (جیسے بھارت اور بنگلہ دیش)[8] کے لیے بھی ممکنہ خطرے کے طور پر اس عنصر کا حوالہ دیا ہے، کیونکہ بیشتر ہنر مند اور نیم ہنر مند کارکنان (بلیو کالر ملازمتوں میں) وطن میں ترسیلاتِ زر بھیجنے کے لیے زیادہ تر ذاتی تعلقات پر انحصار کرتے ہیں۔ دوم، حکومتِ پاکستان نے سعودی عرب سے آنے والی ترسیلاتِ زر پر بینکوں کو دی جانے والی رعایت (ترسیلات کی فیس پر 20 ریال کی چھوٹ) واپس لے لی۔ رسمی ذرائع سے ترسیلاتِ زر کی آمد کی حوصلہ افزائی کے لیے، حکومت 100 ڈالر سے زائد کی کم از کم ترسیلاتِ زر پر بینکوں کو ترسیلاتِ زر کی فیس (یا ٹی ٹی چارجز) ادا کرتی ہے۔ اس رعایت کے واپس لیے جانے سے ان میں سے کچھ ترسیلات غیر رسمی ذرائع پر منتقل ہو گئیں۔ تاہم، چونکہ خطے میں ملازمت کرنے والے پاکستانی کارکنوں کی تعداد خاصی زیادہ ہے لہٰذا مالی سال 22ء کے دوران پاکستان آنے والی مجموعی ترسیلاتِ زر میں جی سی سی ممالک سے آنے والی رقوم کا حصہ 50 فیصد سے زائد تھا۔

ترقی یافتہ معیشتوں سے آنے والی رقوم کی حرکیات قدرے مختلف تھیں۔ ان ممالک میں پاکستانی ترسیلات کنندگان بالعموم آباد تارکینِ وطن ہیں اور ان میں سے اکثر وائٹ کالر ملازمتیں کرتے ہیں یا ذاتی کاروبار کے حامل ہیں۔ ان معیشتوں میں مضبوط جی ڈی پی اور اجرت میں اضافے کے ساتھ ساتھ کووڈ سے متعلق مالی محرکات سے ملنے والے معاوضے (نقد رقوم کی منتقلیوں، موخر کرائے اور یوٹیلیٹی ادائیگیوں کی شکل میں) نے ان کی آمدنیوں پر نمایاں اثر ڈالا، جس نے ترقی یافتہ معیشتوں کی جانب سے رقوم کی آمد میں اضافے میں حصہ لیا ہوگا۔[9]

مزید برآں، ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں مسلسل کمی کی وجہ سے تیزی سے سرمایہ حاصل کرنے کے لیے پاکستانی اثاثے، بالخصوص ریئل اسٹیٹ زیادہ منافع بخش ہو سکتے ہیں۔

بنیادی آمدنی کا کھاتہ

مالی سال 22ء کے دوران بنیادی آمدنی کا خسارہ بڑھ کر 5.3 ارب ڈالر ہو گیا، جو گزشتہ برس کے 4.4 ارب ڈالر سے 20.4 فیصد زیادہ ہے۔ اس اضافے کو مالی سال 21ء کے پست اساسی اثر سے جزواً منسوب کیا جاسکتا ہے، جب خسارہ 15.5 فیصد کمی سے چھ سال کی پست ترین سطح پر آگیا تھا۔

مالی سال 22ء کے دوران قرضے کی بلند واپسی بنیادی آمدنی کے خسارے میں اضافے کی اہم وجہ تھی۔ مئی 2020ء اور دسمبر 2021ء کے دوران، ملک نے 3.7 ارب ڈالر مالیت کے بیرونی قرضوں کی ادائیگیوں (اصل اور سود دونوں) کی معطلی کے ساتھ، قرضہ واپسی میں تعطل کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) سے فائدہ اٹھایا۔ اس کی میعاد ختم ہونے کے ساتھ ہی، مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران سرکاری قرضوں پر سود کی ادائیگیوں میں خاصا اضافہ ہو گیا (**شکل 6.6 الف** اور **6.6 ب**)، جس نے مالی سال 22ء کے دوران سودی

شکل 6.6 الف: ششماہی سودی ادائیگیاں

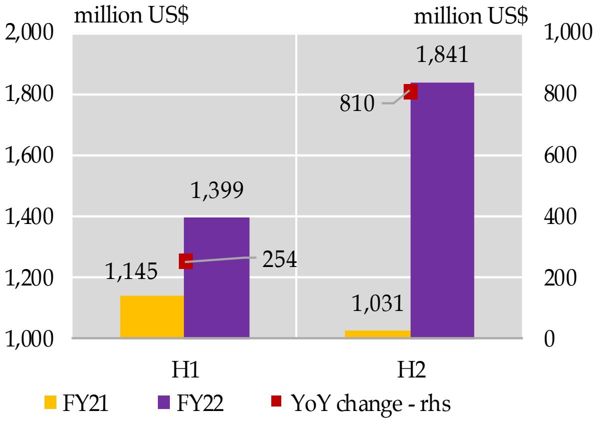

Source: State Bank of Pakistan

شکل 6.6 ب: ماخذ کے لحاظ سے مجموعی سودی ادائیگیوں میں سال بسال تبدیلی کا تجزیہ، م س 22ء

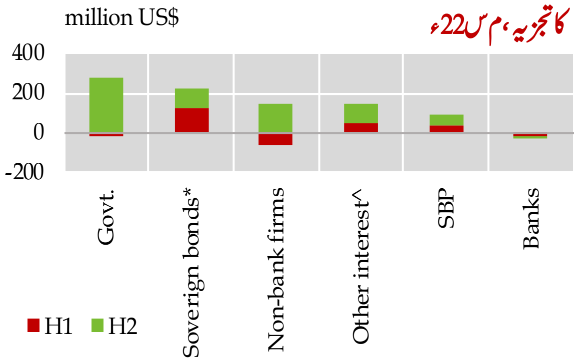

*Eurobonds & Sukuks; ^other portfolio interest
Note: This breakdown is given based on unadjusted data.
Source: State Bank of Pakistan

[8] مائگریشن اینڈ ڈویلپمنٹ بریف 36، مئی 2022ء (ماخذ: عالمی بینک)
[9] مائگریشن اینڈ ڈویلپمنٹ بریف 36، مئی 2022ء (ماخذ: عالمی بینک)

ادائیگیوں کی مجموعی واپسی کو بڑھا کر 3.2 ارب ڈالر کر دیا، جو سال بسال 1.1 ارب ڈالر زائد تھا۔ علاوہ ازیں، گزشتہ برس کے دوران 2.5 ارب ڈالر کے نئے یوروبانڈز کے اجرا کے بعد، مالی سال 22ء کے دوران یوروبانڈز / صکوک پر ادائیگیوں میں بھی 62.2 فیصد اضافہ ہوا۔ آخراً، بڑھتی ہوئی عالمی شرح سود کے ماحول نے بھی پاکستان کے بیرونی قرضوں کی واپسی میں اضافے میں اہم کردار ادا کیا۔

خدمات کا کھاتہ

گزشتہ تین برسوں کے دوران لگاتار کمی کے بعد، مالی سال 22ء کے دوران خدمات کے کھاتے کا خسارہ دگنا سے زائد اضافے کے ساتھ 5.0 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 2.5 ارب ڈالر تھا۔ خدمات کی درآمدات میں بڑے اضافے کی وجہ سے یہ ابتری آئی، جس نے خدمات کی برآمدات میں معقول اضافے کو ماند کر دیا (**جدول 6.3**)۔

جدول 6.3: خدمات کے تجارتی کھاتے کی تفصیل

ملین ڈالر

	درآمدات (د)		برآمدات (ب)		میزان (ب-د)	
	مالی سال22ء	سال بسال تبدیلی	مالی سال22ء	سال بسال تبدیلی	مالی سال22ء	سال بسال تبدیلی
الف) ٹرانسپورٹ	**6,787.2**	**3,508.3**	**821.1**	**277.1**	**-5,966.1**	**-3,231.2**
بحری مال برداری	5,377.4	2,918.3	94.0	59.8	-5,283.4	-2,858.5
فضائی مسافر	691.9	485.1	429.3	143.3	-262.6	-341.8
مال برداری	255.5	91.9	31.4	2.3	-224.1	-89.7
ب) سفر	**1,355.9**	**603.9**	**541.1**	**40.1**	**-814.8**	**-563.8**
تعلیمی تجربہ	265.1	116.6	10.8	-1.8	-254.3	-118.5
دیگر (ذاتی)	1,075.6	490.3	523.9	39.7	-551.6	-450.6
ج) آئی سی ٹی خدمات	**612.0**	**82.0**	**2,617.9**	**510.1**	**2,005.9**	**428.1**
سافٹ ویئر کی مشاورتی خدمات	214.1	45.0	795.5	240.9	581.4	195.9
دیگر کمپیوٹر خدمات	71.8	5.4	743.8	50.8	672.1	45.5
کمپیوٹر سوفٹ ویئر کی برآمدات	241.7	26.4	564.6	147.1	322.9	120.7
کال سینٹرز	0.2	0.1	215.5	61.0	215.3	60.8
ذیلی مجموعہ (الف+ب+ج)	**8,755.1**	**4,194.2**	**3,980.1**	**827.3**	**-4,775.0**	**-3,366.9**
مجموعی خدمات	**11,969.7**	**3,508.4**	**6,950.4**	**1,004.9**	**-5,019.3**	**-2,503.5**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مزید برآں، مالی سال 22ء میں بیرونی سرمایہ کاری پر منافع اور منافعِ منقسمہ کی واپسی میں معمولی اضافے نے بھی بنیادی آمدنی کے خسارے کے بڑھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ مالی سال 22ء کے پہلے نو مہینوں میں منافع اور منافعِ منقسمہ کی واپسی میں معتدل اضافہ ہوا، کیونکہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) اور بیرونی جزدانی سرمایہ کاری (ایف پی آئی) کو راغب کرنے والی کمپنیوں نے بلند منافع کمایا۔[10] تاہم، سال کی آخری سہ ماہی میں کمی دیکھی گئی، دورانِ سہ ماہی روپے کی قدر میں مزید کمی کو اس کی وجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

خدمات کی درآمدات 12 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گزشتہ برس کے مقابلے میں 41.5 فیصد زیادہ ہیں، اس اضافے میں سب سے زیادہ حصہ سمندری اور فضائی مال برداری کا ہے۔ مالی سال 22ء کے دوران سامانِ تجارت کی درآمدات میں اضافے اور عالمی مال برداری کے بڑھتے ہوئے اخراجات نے مال برداری کی ادائیگیوں کو بڑھا کر 5.8 ارب ڈالر تک پہنچا دیا، جبکہ گزشتہ برس یہ 2.6 ارب ڈالر تھیں (**شکل 6.7 الف** اور **6.7 ب**)۔

[10] ماخذ: منتخب غیر مالی کمپنیوں کے مالی گوشواروں کا سہ ماہی تجزیہ (31 مارچ 2022ء)

شکل 6.7 الف: تجارتی درآمد اور مال برداری ادائیگیاں

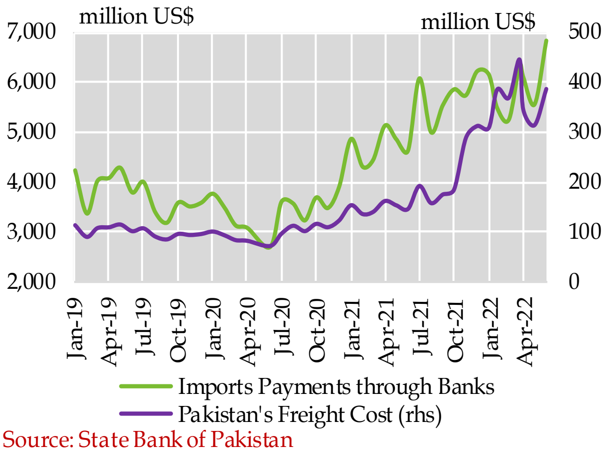

Source: State Bank of Pakistan

مزید برآں، مالی سال 22ء کے دوران عالمی فضائی سفر کے دوبارہ کھلنے کی وجہ سے، فضائی نقل و حمل اور سفر سے متعلق خدمات کی درآمدات 2020ء کی پست ترین سطح سے پلٹ گئیں، جب کووڈ نے پوری دنیا میں ان خدمات کو متاثر کیا تھا (**شکل 6.8**)۔ انھی وجوہات کی بنا پر، تعلیم سے متعلق اخراجات کے ساتھ ساتھ مذہبی اور تفریحی طور پر بیرونِ ملک سفر کی ادائیگیوں میں بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں اضافہ ہوا۔

خدمات کی برآمدات 7.0 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 16.9 فیصد زیادہ ہیں۔ بالخصوص، آئی سی ٹی خدمات میں 2.6 ارب ڈالر کی برآمدی وصولیاں ہوئیں جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 24.2 فیصد زائد ہیں۔ مالی سال 22ء میں خدمات کی تجارت کا یہ سب سے بڑا خالص برآمدی شعبہ بھی تھا، جس کی خالص وصولیاں 2.0 ارب ڈالر رہیں۔ حالیہ برسوں کے دوران آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے؛ متعدد عوامل اس کارکردگی کا باعث ہیں، جن پر **باکس 6.1** میں بحث کی گئی ہے۔

آئی سی ٹی کے علاوہ، مالی سال 22ء کے دوران بیرونِ ملک سے قومی ایئر لائنز کے ذریعے آنے والے مسافروں کی جانب سے کی جانے والی ادائیگیوں میں

شکل 6.7 ب: ترسیل کی عالمی لاگت اور مال برداری عامل میں تبدیلی

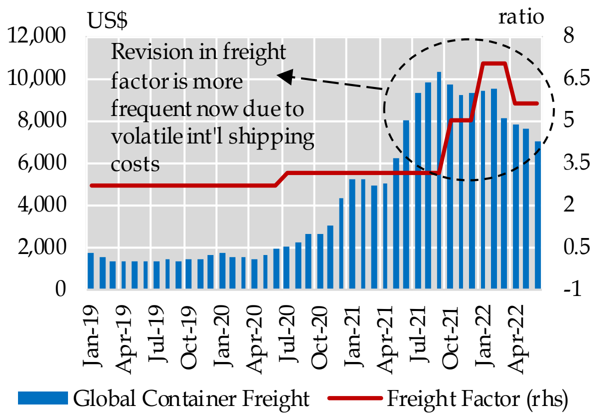

Source: Statista and State Bank of Pakistan

1.2 گنا کا سال بسال اضافہ ہوا اور وہ 970.4 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔[11] تاہم، سفری خدمات کی وجہ سے رقوم کی اس آمد کا اثر بلند اخراج سے زائل ہو گیا، کیونکہ غیر ملکی ایئرلائنز کے مقابلے میں پاکستانی ایئرلائنز کافی کم غیر ملکی روٹس پر کام کرتی ہیں۔

شکل 6.8: بین الاقوامی کمرشل پروازوں کی تعداد

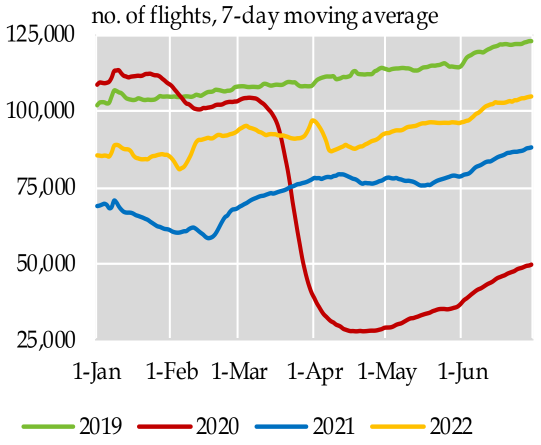

Source: Flightradar24

باکس 6.1: پاکستان کی آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات میں توسیع کے بنیادی عوامل

پاکستان نے کووڈ پاکستان کی ٹیلی کمیونیکیشن، کمپیوٹر اور انفارمیشن سروسز (جسے عام طور پر انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی، یا آئی سی ٹی خدمات بھی کہا جاتا ہے) کی برآمدات مالی سال 22ء کے دوران غیر معمولی اضافے سے 2.6 ارب ڈالر (مجموعی خدمات کی برآمدات کے 37.7 فیصد) تک پہنچ گئیں، جبکہ مالی سال 06ء میں یہ 269 ملین ڈالر (7.2 فیصد) تھیں۔ مالی سال 18ء کے دوران انھوں نے ایک ارب ڈالر کا ہندسہ عبور کیا؛ اور مالی سال 21ء تک دو ارب ڈالر کا نشان عبور کر چکی تھیں (**شکل 6.1.1**)۔

[11] **جدول 6.3** میں اس تعداد کا تخمینہ "ہوائی مسافروں" اور "سفر" کے ضمن میں خدمات کی برآمدات کو شامل کر کے لگایا جاتا ہے۔

شکل 6.1.1: آئی سی ٹی خدمات کی فرمز کی نمو اور برآمدات

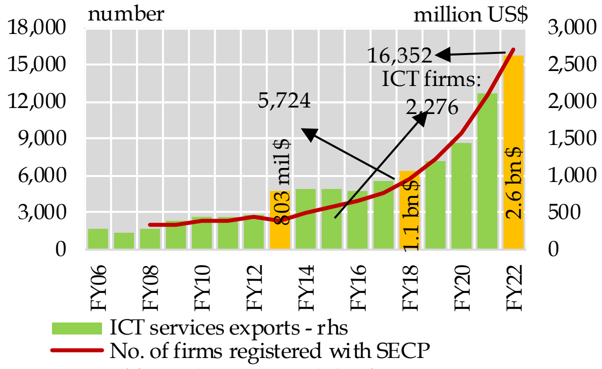

*Note: No. of firms data not available for FY06-07

Sources: Securities & Exchange Commission of Pakistan and State Bank of Pakistan

شکل 6.1.2: آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات کا تجزیہ

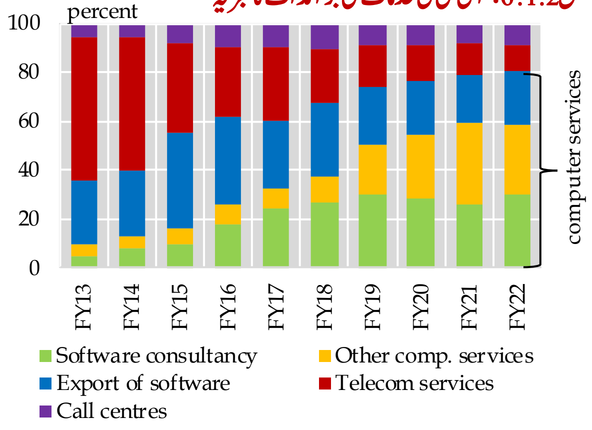

Source: State Bank of Pakistan

آئی سی ٹی خدمات کو تین ذیلی زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے: ٹیلی کمیونیکیشن کی خدمات، کمپیوٹر سروسز، اور انفارمیشن سروسز۔ سب سے بڑا حصہ کمپیوٹر سروسز کا ہے، مالی سال 18ء اور مالی سال 22ء کے درمیان ان کا حصہ اوسطاً 76 فیصد رہا۔ کمپیوٹر سروسز، سافٹ ویئر کنسلٹنسی، سوفٹ ویئر کی برآمدات، اور دیگر کمپیوٹر خدمات، جن میں بنیادی طور پر فری لانسنگ سرگرمیوں کا غالب حصہ ہے، سب سے زیادہ وصولیاں حاصل کرتی ہیں (شکل 6.1.2)۔ مختلف معاون عوامل بشمول بڑھتی ہوئی عالمی طلب، سازگار حکومتی پالیسیوں، نیز نوجوان، ٹیکنالوجی سے واقف آبادی کے ایک بڑے حصے نے پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات میں اس تیزی سے اضافے میں مدد دی، جیسا کہ ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

بڑھتی ہوئی عالمی طلب: ٹیکنالوجی پر مبنی چوتھے صنعتی انقلاب کی بنا پر بڑھتی ہوئی عالمی طلب کے باعث پاکستان کی آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات میں اضافہ ہوا ہے۔ حالات کے اتار چڑھاؤ کے باوجود، 2000ء کی دہائی سے دنیا بھر میں آئی سی ٹی کے اخراجات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے (شکل 6.1.3)۔ خدمات کی عالمگیریت کے پیش نظر، پاکستان دنیا میں آئی سی ٹی کی بڑھتی ہوئی طلب کے استفادہ کنندگان میں سے ایک رہا ہے، خاص طور پر کمپیوٹر سافٹ ویئر اور کمپیوٹر سے متعلق دیگر خدمات (بالخصوص فری لانسنگ) میں۔

مزید برآں، پاکستان نے کووڈ19 سے بھی فائدہ اٹھایا، جس کی وجہ سے دنیا بھر میں ٹیکنالوجی کو اپنانے میں تیزی آئی ہے، اور جس سے آئی سی ٹی مصنوعات اور خدمات کی طلب میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ یو این سی ٹی اے ڈی کی ایک رپورٹ کے مطابق، عالمی آئی سی ٹی خدمات کووڈ19 کے دوران نہ صرف مضبوط رہیں بلکہ ان میں اضافہ ہوا۔[12] اس وبائی مرض نے کاروباری اداروں اور افراد کے لیے ڈیجیٹل ٹولز سے فائدہ اٹھانے کے مضبوط محرک کو فعال کیا، جس سے 2020ء کے دوران دنیا بھر میں آئی سی ٹی کی برآمدات میں 6 فیصد اضافہ ہوا اور وہ 676 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں لاک ڈاؤن سے متعلق پابندیوں سے مواصلاتی خدمات، کمپیوٹر خدمات اور سافٹ ویئر کے استعمال کو فروغ ملا ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بینک کی ایک اور رپورٹ میں بھی عالمی ڈیجیٹل خدمات کی تجارت میں کووڈ سے ہونے والی تیزی کارفرما نظر آئی، جس کا مرکز ایشیا اور پیسیفک ہیں۔[13] پاکستان اس طلب سے کسی قدر سرمایہ کمانے میں کامیاب رہا۔ مختلف ملکی عوامل نے اس اضافے میں مدد دی، جیسا کہ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

شکل 6.1.3: دنیا بھر میں آئی سی ٹی اخراجات کے تاریخی اعداد و شمار

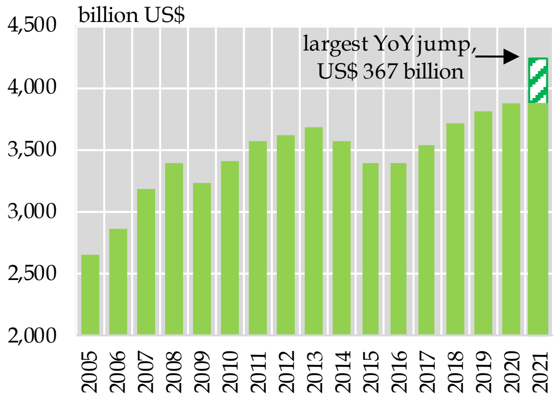

Source: Statista

الف۔ خصوصی حکومتی پالیسیاں اور ادارہ جاتی فریم ورک: ٹیلی کمیونیکیشن انفراسٹرکچر کی توسیع، بشمول انٹرنیٹ براڈ بینڈ، سافٹ ویئر پارکس اور کال سینٹرز نے آئی ٹی کے شعبے میں پائیدار نمو کو فروغ دیا ہے۔ حکومت نے صنعت کے فریقوں کی مشاورت سے وقتاً فوقتاً بجٹ میں مختلف پالیسیوں اور مراعات کا اعلان کیا ہے، جس نے اس شعبے کی نمو کو ضروری محرک فراہم کیا ہے، جو بالآخر بلند آئی سی ٹی برآمدات پر منتج ہوا، جس سے یہ معیشت کا صفِ اوّل کا خالص برآمدی شعبہ بن گیا۔ ان پالیسیوں میں شامل ہیں: آئی ٹی پالیسی اینڈ ایکشن پلان 2000، براڈ بینڈ پالیسی 2004ء، موبائل سیلولر پالیسی

[12] ڈیجیٹل اکانومی میں تجارت پر کووڈ19 وبائی مرض کے اثرات۔ ترقی کے لیے آئی سی ٹی پر یو این سی ٹی اے ڈی تکنیکی نوٹس نمبر 19۔ تجارت اور ترقی پر اقوام متحدہ کی کانفرنس (دستیاب ہے:
(www.unctad.org/system/files/official-document/tn_unctad_ict4d19_en.pdf

[13] ایشین اکنامک انٹیگریشن رپورٹ 2022ء: ایشیا اور بحرالکاہل میں بڑھتی ہوئی ڈیجیٹل خدمات کی تجارت۔ فروری 2022ء۔ ایشیائی ترقیاتی بینک۔ فلپائن

(2003ء اور 2013ء)، ٹیلی کمیونیکیشن پالیسی 2015ء، ڈیجیٹل پاکستان پالیسی 2018ء، ڈیجیٹل پاکستان وژن 2019ء، اور رولنگ اسپیکٹرم پالیسی 2020-23ء وغیرہم۔ ڈیجیٹل پاکستان پالیسی 2018ء کا ایک مقصد 2020ء تک آئی سی ٹی کی برآمدات کو دوگنا کرنا تھا؛ اور یہ ہدف مالی سال 21ء میں حاصل کر لیا گیا۔

آئی ٹی اور آئی ٹی سے چلنے والی خدمات کے لیے کچھ اہم مراعات میں درج ذیل شامل ہیں:

الف) 100 فیصد غیر ملکی ملکیت؛
ب) سرمائے اور منافع کی 100 فیصد واپسی (اسٹیٹ بینک کی منظوری سے مشروط)؛
ج) آئی ٹی اور آئی ٹی ای ایس برآمدات پر ٹیکس کی چھوٹ؛[14]
د) جون 2024ء تک مخاطرہ سرمایہ کمپنیوں یا فنڈز کے لیے انکم ٹیکس کی چھوٹ؛[15]
ہ) سافٹ ویئر کے برآمد کنندگان، بشمول فری لانسرز، مختلف مقاصد، بشمول اوور سیز ایجنٹوں یا خریداروں کو کمیشن یا رعایت کی ادائیگی، اشتہاری اخراجات، اور بیرون ملک مارکیٹ انٹیلی جنس جمع کرنے کے لیے اپنی خالص زرمبادلہ آمدنی کا 35 فیصد تک خصوصی فارن کرنسی اکاؤنٹس میں رکھ سکتے ہیں۔[16]

آئی ٹی اسٹارٹ اپس کے لیے مراعات میں درج ذیل شامل ہیں:

ا) ٹیکنالوجی سے چلنے والی مصنوعات اور خدمات پیش کرنے والے پی ایس ای بی کے رجسٹرڈ اور تصدیق شدہ آئی ٹی اسٹارٹ اپس کو تین سال کی مدت کے لیے انکم ٹیکس، کم از کم ٹیکس اور ودہولڈنگ ٹیکس سے استثنیٰ؛
ب) اسلام آباد اور دیگر وفاقی علاقوں سے آئی ٹی خدمات کی برآمدات پر سیلز ٹیکس سے استثنیٰ؛
ج) آئی ٹی کمپنیوں کو پاکستان میں فارن ایکسچینج اکاؤنٹس کھولنے کی اجازت دی گئی۔[17]

ب۔ پاکستان سافٹ ویئر ایکسپورٹ بورڈ (پی ایس ای بی)، ایک اعلیٰ حکومتی ادارہ ہے جو مقامی اور بین الاقوامی سطح پر آئی ٹی صنعت کو فروغ دیتا ہے۔ اس ادارے نے بھی پاکستان کی آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات میں اضافے میں سہولت فراہم کی ہے۔ پی ایس ای بی نے اب تک 16 سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارکس (ایس ٹی پیز) قائم کیے ہیں، جن میں سے ایک 2020ء میں گلگت میں قائم کیا گیا، جہاں بہت بہت سی آئی ٹی کمپنیوں نے انتہائی قلیل مدت میں اپنے کاروباری آپریشنز کو منتقل کر دیا ہے، اور سرحدوں پار صارفین کو خدمات فراہم کر رہے ہیں۔ ایس ٹی پیز آئی ٹی اور آئی ٹی ای ایس کمپنیوں کو ایک مستحکم اور قابل اعتماد آئی سی ٹی انفراسٹرکچر اور دیگر متعلقہ خدمات فراہم کرتے ہیں؛ اور سافٹ ویئر اور سافٹ ویئر سروسز کی ترقی اور برآمدات کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔[18] مالی سال 22ء کے دوران پاکستان کی سافٹ ویئر اور سافٹ ویئر کنسلٹنسی خدمات 1.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئی ہیں جو مالی سال 17ء کی برآمدات سے تقریباً نصف ارب سے زائد ہیں۔ یہ 'انٹرپرائز سافٹ ویئر' پر عالمی اخراجات سے ہم آہنگ تھیں جو 2017ء اور 2021ء کے درمیان دگنے ہو گئے۔[19]

2016ء کے دوران، پی ایس ای بی نے "انڈسٹری سپورٹ پروگرامز کے ذریعے آئی ٹی ایکسپورٹ کو بڑھانا" کے نام سے ایک پروجیکٹ بھی شروع کیا تھا، جس کا مقصد سافٹ ویئر ڈویلپرز کو بین الاقوامی سرٹیفکیشن حاصل کرنے میں سہولت فراہم کرنا تھا، جیسے کیپے بلٹی میچورٹی ماڈل انٹیگریشن (سی ایم ایم آئی)۔ جو سوفٹ ویئر پراسس کی بہتری اور سوفٹ ویئر کی استعداد کی جانچ کا ڈی فیکٹو بین الاقوامی معیار

[14] مالی سال 21ء میں، انکم ٹیکس استثنا کو فنانس ایکٹ 2021ء کے ذریعے 100 فیصد ٹیکس کریڈٹ اسکیم سے بدل دیا گیا۔ بعد ازاں، فنانس ایکٹ 2022ء کے ذریعے، اسے ختم کر دیا گیا اور پی ایس ای بی سے رجسٹرڈ آئی ٹی اور آئی ٹی سے چلنے والے اداروں کی برآمدی آمدنی پر 0.25 فیصد حتمی ٹیکس لگا دیا گیا؛ غیر رجسٹرڈ اداروں کے لیے شرح 1.0 فیصد تھی۔

[15] فنانس ایکٹ 2022ء کے تحت اس سہولت کو جون-2025ء تک بڑھا دیا گیا تھا۔

[16] باب 12–برآمدات، فارن ایکسچینج مینوئل۔

[17] ڈیجیٹل پاکستان پالیسی 2018ء، وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونیکیشن

[18] ماخذ: www.pseb.org.pk/about-us

[19] 'انٹرپرائز سافٹ ویئر' پر عالمی آئی ٹی اخراجات بڑھ کر 2021ء میں 736 ارب ڈالر تک پہنچ گئے جبکہ 2017ء میں 369 ارب ڈالر تھے۔ ماخذ: گارٹنر انکارپوریشن ("عالمی سطح پر آئی ٹی اخراجات کی پیش گوئی" پر مختلف پریس ریلیز)۔ (نوٹ: گارٹنر انکارپوریشن ایک مینجمنٹ کنسلٹنٹ کمپنی ہے)۔ (دستیاب ہے:
(www.gartner.com/en/search?keywords=press%20release&context=ac

ہے۔[20] پروگرام کے تحت پی ایس ای بی متعدد بین الاقوامی سرٹیفکیشنز کے لیے 80 فیصد تک لاگت برداشت کرے گا۔ اس کی معاونت سے اب تک تقریباً 173 کمپنیاں سرٹیفائڈ ہیں، اور دیگر پر عمل جاری ہے۔[21]

ج۔ لاگت کی مسابقت: کسی بھی کاروباری ادارے کے ذریعے آف شورنگ یا آوٹ سورسنگ کے پس پشت اہم محرکات میں سے ایک دوسرے ممالک میں لاگت کا فائدہ ہے۔ پاکستان سستی مسابقتی آئی سی ٹی خدمات پیش کرتا ہے۔ عالمی اقتصادی فورم کی رپورٹ جو 2016ء میں سامنے آئی تھی اور اے ٹی کیرنی کے گلوبل سروسز لوکیشن انڈیکس 2021ء کے مطابق پاکستان بالترتیب آئی سی ٹی خدمات اور خدمات کی آف شورنگ کے لیے مالی طور پر سب سے زیادہ پرکشش مقام ہے۔[22]، [23] پاکستان کی آئی ٹی صنعت، اپنے پختہ آئی ٹی ماحولیاتی نظام کے ساتھ، شمالی امریکہ جیسی ترقی یافتہ منڈیوں سے تقریباً 70 فیصد کم قیمت پر خدمات انجام دے سکتی ہے۔[24] کئی بین الاقوامی آئی ٹی فرموں نے پاکستان میں دفاتر قائم کیے ہیں، جن میں آئی بی ایم، ایچ پی، مائیکروسافٹ، ڈیل، انٹیل، مینٹور گرافکس، اوریکل، سیمنز، این سی آر، ٹیراڈیٹا اور بہت سی دیگر فرمز شامل ہیں۔ مزید برآں، پاکستانی کمپنیوں کے پاس اپنے کلائنٹس کے طور پر بہت سی فارچیون 500 کمپنیاں ہیں، جن میں ہالبرٹن، بی ایم ڈبلیو، موٹرولا، جنرل الیکٹرک، ٹویوٹا، ڈیملر کرسلر، اے ٹی اینڈ ٹی، اور دیگر شامل ہیں۔

د۔ نوجوان افرادی قوت: تعلیم یافتہ نوجوان آبادی عام طور پر نئی ٹیکنالوجیوں اور مواصلاتی مصنوعات کو اپنانے کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔ پی ایس ای بی کی جانب سے چلائی جانے والی ویب سائٹ، ٹیک ڈیسٹی نیشن پاکستان کے مطابق پاکستان میں ہر سال 25,000 سے زیادہ آئی ٹی انجینئرز گریجویٹ ہوتے ہیں، اور یہ تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ ملک میں 600,000 سے زیادہ انگریزی بولنے والے آئی ٹی اور بی پی او (بزنس پروسیسنگ آوٹ سورسنگ) پیشہ ور ہیں، جو کہ موجودہ اور ابھرتی ہوئی آئی ٹی مصنوعات اور ٹیکنالوجیوں میں مہارت رکھتے ہیں۔ پاکستان انگریزی بولنے والا تیسرا سب سے بڑا ملک ہونے کے ساتھ ساتھ آن لائن لیبر کا تیسرا سب سے بڑا معاون ملک بھی ہے۔[25] یہ دنیا کی سب سے کم عمر ترین قوموں میں سے ایک ہے، جس کی 30.2 فیصد آبادی کی عمر 18 سے 35 سال کے درمیان ہے۔[26]

ہ۔ فری لانسنگ: فری لانسنگ، جسے اکثر گگ (gig) اکانومی کہا جاتا ہے، دنیا میں ایک تیزی سے بڑھتی ہوئی آئی ٹی سے چلائی جانے والی سروس ہے۔ 2019ء میں، فری لانسنگ کے لیے پاکستان کی درجہ بندی تیسرے سب سے زیادہ مقبول ملک کے طور پر کی گئی۔[27] یہ فری لانسر پر تیسرے نمبر پر اور اپ ورک (Upwork) پر 5 ویں نمبر پر ہے (دونوں مشہور فری لانسنگ ویب سائٹس ہیں)۔[28] پایونیر (Payoneer) کی ایک رپورٹ نے پاکستان میں فری لانسنگ کی کامیابی کا ذمہ دار نوجوان آبادی کو قرار دیا ہے۔[29] اس کا کہنا ہے کہ زیادہ تکنیکی تعلیم نے ملک کے نوجوانوں کو گگ اکانومی میں حصہ لینے میں مدد کی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ نوجوان نسل پر کی جانے والی سرمایہ کاری مفید ثابت ہو رہی ہے کیونکہ 35 سال سے کم عمر کے فری لانسرز مجموعی آمدنی میں تقریباً تین چوتھائی حصہ ڈالتے ہیں۔ Digiskills.pk، جو پاکستان کا پہلا بڑے پیمانے پر مفت آن لائن تربیتی پروگرام ہے، آن لائن لیبر مارکیٹ کے لیے مہارت پر مبنی تعلیم فراہم کرتا ہے اور اسے حکومت کی طرف سے فنڈز فراہم کیے

---

[20] ماخذ: www.pseb.org.pk/images/status-of-certification-project.pdf

[21] ماخذ: www.pseb.org.pk/images/list-of-companies-for-certification.pdf, accessed at 28-07-22

[22] عالمی انفارمیشن ٹیکنالوجی رپورٹ 2016ء۔ عالمی اقتصادی فورم۔ سوئٹزرلینڈ (اس لنک پر دستیاب ہے: www3.weforum.org/docs/GITR2016/WEF_GITR_Full_Report.pdf)

[23] اے ٹی کیرنی گلوبل سروسز لوکیشن انڈیکس 2021ء۔ اے ٹی کیرنی۔ ریاستہائے متحدہ (اے ٹی کیرنی ایک مینجمنٹ کنسلٹنٹ کمپنی ہے) دستیاب ہے: (www.kearney.com/documents/291362523/291367053/The+widening+Impact+of+Automation.pdf/95d8d519-e2b0-0e4f-994d-15e8716b339e?t=1505444810000)

[24] پاکستان کی آئی ٹی صنعت کا جائزہ 2020ء۔ وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونیکیشن، حکومت پاکستان۔

[25] ماخذ: www.techdestination.com/

[26] اقوام متحدہ، محکمہ اقتصادی اور سماجی امور، آبادی ڈویژن (2022ء)۔ عالمی آبادی کے امکانات 2022ء، آن لائن ایڈیشن

[27] پاکستان کی آئی ٹی صنعت کا جائزہ 2020ء۔ وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونیکیشن، حکومت پاکستان۔

[28] پاکستان سافٹ ویئر ہاؤسز ایسوسی ایشن برائے آئی ٹی اور آئی ٹی ای ایس (P@SHA)۔ (دستیاب ہے: www.pasha.org.pk/knowledge-center/industry-stats/)

[29] گلوبل گگ-اکانومی انڈیکس: سرحد پار فری لانسنگ رجحانات جو مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں واضح کیے گئے۔ (دستیاب ہے: www.cdn.techjuice.pk/wp-content/uploads/2019/08/Index-freelance.pdf)

جاتے ہیں۔ یہ 2018ء سے اب تک 2.7 ملین سے زیادہ تربیتیں فراہم کرچکا ہے۔ یہ فری لانسنگ، ورچوئل معاونت؛ ویڈیو ایڈیٹنگ، اینی میشن اور وی لاگنگ؛ گرافک ڈیزائننگ؛ ڈجیٹل مارکیٹنگ سمیت دیگر کورسز پیش کرتا ہے۔[30] ڈی جی اسکلز نے آئی ٹی بر آمدی وصولیوں میں 200 ملین ڈالر کی آمدنی میں معاونت کی ہے۔[31]

مالی کھاتہ

مالی سال 22ء کے دوران پاکستان میں خالص مالی رقوم کا بہاؤ 27.2 فیصد سے زائد اضافے سے 11.1 ارب ڈالر ہو گیا (**شکل 6.9**)۔ بیرونی قرضوں اور واجبات سے 12.1 ارب ڈالر کی نمایاں رقوم حاصل ہوئیں–جو مالی سال 21ء میں موصول ہونے والے 5.7 ارب ڈالر سے بہت زیادہ ہیں۔ آئی ایم ایف کی جانب سے مختص کیے گئے 2.7 ارب ڈالر کے ایس ڈی آر، یورو بانڈز اور صکوک کے اجرا سے 2.0 ارب ڈالر، اور چین سے 2.3 ارب ڈالر کے کمرشل قرضے کے ساتھ ساتھ رقوم کی واحد سب سے بڑی آمد سعودی عرب کی جانب سے 3 ارب ڈالر کا ٹائم ڈپازٹ تھا۔ ادائیگیوں کے لحاظ سے، پاکستان نے اکتوبر 2021ء میں ایک ارب ڈالر مالیت کے ریاستی بانڈز کی واپسی کی، مارچ 2022ء میں چین کو 2.4 ارب ڈالر کا کمرشل قرضہ ادا کیا۔ مالی سال 22ء کے دوران، ملک نے 78 ملین ڈالر کے خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کا اخراج کیا، جبکہ مالی سال 21ء میں 2.8 ارب ڈالر کی خالص رقوم کی آمد ہوئی تھی۔

بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری

عالمی رجحانات

عالمی سطح پر، اقتصادی سرگرمیوں میں بہتری اور انفراسٹرکچر کے شعبے کے لیے مالی محرک سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری 2021ء کی وبائی مرض سے پہلے کی سطح تک پہنچ گئی۔ تاہم، مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران روس-یوکرین تنازعے کی شکل میں جغرافیائی و سیاسی انتشار کے پھیلنے سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی رقوم کے بہاؤ نے سمت بدلنا شروع کر دی۔[32]

عالمی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں تقریباً 75 فیصد اضافہ ترقی یافتہ معیشتوں میں ہوا جس کی بنیادی وجہ انضمام اور حصول، کثیر قومی کاروباری اداروں (ایم این ایز) کی بچت کردہ آمدنی اور انفراسٹرکچر پروجیکٹس کی سرحد پار مالکاری تھی۔[33] سال کے بیشتر حصے میں موافق زری حالات اور ملکی طلب میں دوبارہ اضافے نے ایم این ایز کی نفع آوری میں تیزی سے اضافہ کیا، جو دورانِ سال بچت کردہ بلند آمدنی پر منتج ہوا۔ دوسری طرف، 2021ء کے

شکل 6.9: پاکستان کو موصول ہونے والے مالی بہاؤ کا تجزیہ

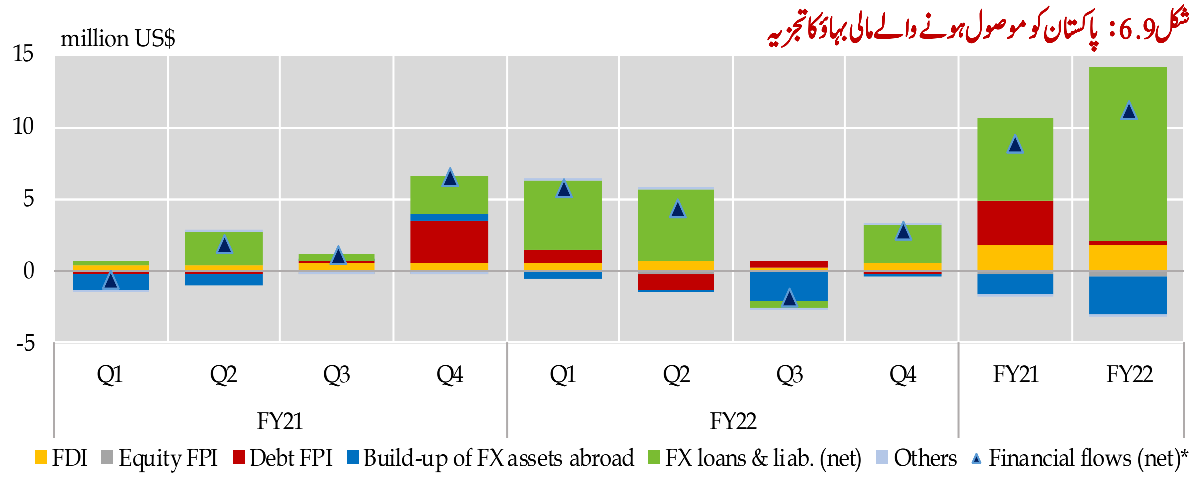

*Financial account balance sign reversed from BPM6 convention. Positive value indicates net FX inflow & vice versa.
Source: State Bank of Pakistan

[30] اس پروگرام کی مالی اعانت اگنائٹ کر رہی ہے—جو ایک نیشنل ٹیکنالوجی فنڈ سورس ہے۔ (اس لنک پر دستیاب ہے: www.digiskills.pk/، آخری بار دیکھی گئی 28 جولائی 2022ء)

[31] ماخذ: www.ignite.org.pk/ ، آخری بار دیکھی گئی 28 جولائی 2022ء؛ اگنائٹ ایک نیشنل ٹیکنالوجی فنڈ ہے—ایک امدادی فنڈ جو حکومت کے زیر انتظام ہے۔

[32] عالمی سرمایہ کاری رپورٹ۔ 2022ء، یو این سی ٹی اے ڈی

[33] عالمی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد کے لیے سرکردہ وصول کنندگان میں امریکہ، چین اور آسٹریلیا شامل تھے، جبکہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے اخراج کے لیے سرفہرست استفادہ کنندگان امریکہ، آسٹریلیا اور برطانیہ تھے۔ (ماخذ: دی ایف ڈی آئی رپورٹ، ایف ڈی آئی انٹیلی جنس)

دوران ایس ایم ایز میں سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوئی۔ اگرچہ گرین فیلڈ کی سرمایہ کاریوں میں قدرے بحالی دکھائی دی جو ترقی یافتہ ممالک پر مرکوز تھی، تاہم یہ بہاؤ 2021ء کی وبائی مرض سے پہلے کی سطح سے پست رہا۔ ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں میں گرین فیلڈ کی سرمایہ کاریوں میں کمی آئی، جس کی بڑی وجہ کوئلے، گیس اور تیل کے شعبوں میں سرمایہ کاری میں کمی ہے۔ اس کی وجہ ماحولیاتی، سماجی اور نظم و نسق (ای ایس جی) پر مبنی سرمایہ کاریوں کی طرف بڑھتی ہوئی منتقلی کے تناظر میں صاف توانائی کی سرمایہ کاری پر عالمی تبدیلی تھی۔ (**شکل 6.10**)

شکل 6.10: عالمی خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا بہاؤ

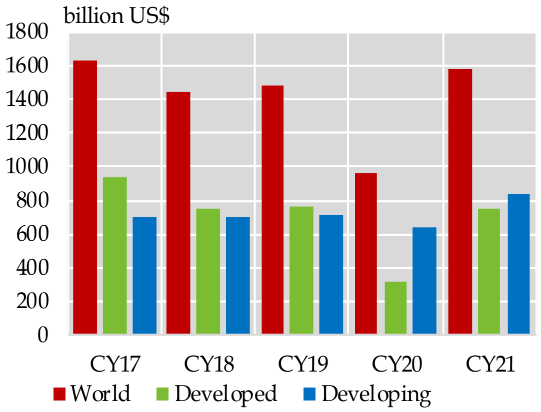

Source: United Nations Conference on Trade & Development

شعبہ جاتی ترکیب کے لحاظ سے، 2021ء کے دوران سرمایہ کاری کے لیے قابل تجدید توانائی سرفہرست رہی، اس کے بعد مواصلات کا شعبہ تھا۔ 2020ء سے 2021ء تک نیم موصلات (سیمی کنڈکٹرز) میں سرمایہ کاری تقریباً چار گنا بڑھ گئی، جس سے یہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری حاصل کرنے والا تیسرا سب سے بڑا شعبہ بن گیا۔ اس کے علاوہ، انفراسٹرکچر، خوراک، پانی، صفائی اور صحت سمیت ایس ڈی جی سے متعلقہ شعبوں میں بھی عالمی سرمایہ کاری میں دورانِ سال نمایاں اضافہ ہوا۔[34]

ترقی پذیر خطے میں، ایشیا عالمی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے بہاؤ کا سب سے بڑا وصول کنندہ تھا، تاہم اس خطے میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا 70 فیصد چھ معیشتوں نے حاصل کیا تھا۔[35] جنوب ایشیائی معیشتوں میں، بھارت میں خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے بہاؤ میں نمایاں کمی دکھائی دی (**شکل 6.11**)۔ کمی کے باوجود، پروجیکٹس کی تعداد کے لحاظ سے ایشیائی خطے میں بھارت بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا سب سے بڑا وصول کنندہ تھا۔ یہ رقوم بنیادی طور پر خدمات کے شعبے، جن میں بینکاری، تحقیق اور بیمہ شامل ہیں، میں دی گئیں، اس کے بعد اشیا سازی کا شعبہ تھا، جس میں دواسازی، ادویات اور گاڑیاں شامل ہیں۔ سرمایہ کاری کے لحاظ سے، خدمات اور ہائی ٹیک شعبوں میں بیشتر سرمایہ کاری کے ساتھ چین بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا سب سے بڑا وصول کنندہ رہا۔

شکل 6.11: مالی سال 22ء میں بلحاظِ ملک بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں تبدیلی

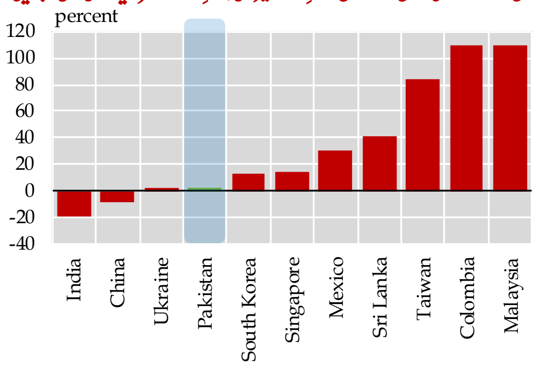

Source: Haver Analytics

پاکستان میں پیش رفتیں

مالی سال 22ء کے دوران پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری سال بسال 2.7 فیصد اضافے سے 1.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئی، جس کی بڑی وجہ بشمول بجلی، مالی فرموں اور توانائی کے شعبوں میں خالص آمد تھی (**جدول 6.4**)۔ مالی کھاتے کی سہ ماہی ابتری سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی اور دوسری سہ ماہی میں رقوم کا بہاؤ سب سے زیادہ تھا۔

[34] ڈی ایف ڈی آئی رپورٹ 2022ء، ایف ڈی آئی انٹیلی جنس

[35] چین (18 فیصد)، ملائیشیا (15 فیصد)، جاپان (13 فیصد)، بھارت (9.3 فیصد)، سنگاپور (7.9 فیصد)، ویتنام (6.8 فیصد)۔ 2021ء میں خطے میں مجموعی سرمایہ کاری 165.9 ارب ڈالر تھی۔ ماخذ: دی ایف ڈی آئی رپورٹ 2022ء، ایف ڈی آئی انٹیلی جنس

جدول6.4: خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری رقوم کی شعبہ وار آمد

ملین ڈالر

	مالی سال21ء	مالی سال22ء	مطلق تبدیلی
بجلی	911.7	737.6	-174.1
جس میں کوئلہ	512.1	423.4	-88.7
ہائیڈل	203.1	174.1	-29
مالی فرمیں	236.4	405.3	168.9
تیل و گیس**	188.1	178.4	-9.7
آئی سی ٹی	117.1	118.9	1.8
جس میں ٹیلی کام	43.6	-29.1	-72.7
آئی ٹی	73.5	148.0	74.5
تجارت	115.9	79.9	-36
برقی مشینری	114.1	36.8	-77.3
ٹرانسپورٹ	-93.6	34.8	128.4
الیکٹرانکس	35.7	32.5	-3.2
کیمیکلز	0.9	29.3	28.4
غذا*	12.0	-3.2	-15.2
دیگر	182.2	217.5	35.3
کُل	**1,820.5**	**1,867.8**	**47.3**

*بشمول غذائی پیکیجنگ **بشمول دریافت اور ریفائننگ

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مالی سال 22ء کے دوران بجلی کا شعبہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری رقوم کا سب سے بڑا وصول کنندہ رہا، جس کی بنیادی وجہ سی پیک منصوبے تھے (اگرچہ مالی سال 21ء سے بجلی کے شعبے میں سال بسال کمی واقع ہوئی)۔ تاہم سی پیک منصوبے کے ایک حصے کے طور پر چین اور متحدہ عرب امارات دونوں نے تھر کول بلاک I-پاور پلانٹ کے تحت بجلی کے شعبے میں نمایاں سرمایہ کاری کی، جس کا ایک بڑا حصہ اب تک مکمل ہو چکا ہے اور توقع ہے کہ اگست 2022ء تک آپریشنل ہو جائے گا۔[36] دیگر اہم رقوم سی پیک کے تحت کوئلے سے چلنے والے اور پن بجلی کے منصوبوں میں وصول ہوئیں۔

دورانِ سال بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں رقوم کی دوسری سب سے زیادہ آمد مالی فرموں میں دکھائی دی؛ ایک سرکردہ بینک نے فن ٹیک خدمات بڑھانے کے لیے سوئٹزرلینڈ کی کمپنیوں سے رقوم وصول کیں۔ مالی سال 22ء کے دوران تیل اور گیس کی خدمات کے شعبے میں ہانگ کانگ کی فرمز نے ملک میں ڈرلنگ آپریشنز کی مرمت اور توسیع کے لیے ایک غیر ملکی تیل کی تلاش اور پیداواری کمپنی میں سرمایہ کاری کی۔ اگرچہ مالی سال 22ء میں اس شعبے میں خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی سال بسال رقم کم ہوئی، لیکن شعبہ جاتی لحاظ سے یہ ملک میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا تیسرا سب سے بڑا ذریعہ رہا۔ مالی سال 22ء میں آئی ٹی کے شعبے میں سال بسال 148 ملین ڈالر کے ساتھ نمایاں اضافہ ہوا۔ اس اضافے کی وجہ اینجل انویسٹمنٹ فنڈز کے ساتھ ساتھ ملک میں اسٹارٹ اپ مخاطرہ سرمائے کے رواج میں اضافہ تھا۔[37]

آئی سی ٹی کے شعبے میں، بالخصوص کلاؤڈ سروسز، آئی ٹی انفراسٹرکچر کو جدید بنانے، اور اپنے بلنگ پلیٹ فارم کو تبدیل کرنے کے لیے متحدہ عرب امارات نے ایک ٹیلی کام کمپنی میں سرمایہ کاری کی۔ دبئی میں قائم رائیڈ ہیلنگ سروس، جو پاکستان میں آپریشنز چلا رہی ہے کے ساتھ ایک اسٹارٹ اپ کمپنی کے انضمام کے بعد رقوم حاصل ہوئیں۔ مالی سال 22ء کے دوران ملک میں سنگاپور سے ہونے والی سرمایہ کاری بڑھ کر 114.7 ملین ڈالر تک پہنچ گئی؛ کاروبار سے کاروبار (بی 2 بی) تک گروسری کی فراہمی کے لیے ایک اہم استفادہ کنندہ ای کامرس مارکیٹ پلیس تھا۔ امریکہ نے ایک آن لائن گروسری شاپنگ وینچر میں بھی سرمایہ کاری کی، جس نے ریئل ٹائم بی 2 بی انتظامات کے ساتھ صارفین کو سہولت فراہم کرنے کے لیے ایک مالی فرم کے ساتھ اشتراک کیا تھا۔

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

عالمی رجحانات

عالمی سطح پر، مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جزدانی بہاؤ میں بہتری کے آثار دکھائی دینا شروع کر ہو گئے تھے، جنھیں اقتصادی بحالی اور خطرے کے بہتر احساسات سے تقویت ملی تھی۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں میں ایکویٹی کا بہاؤ بھی بحال ہو رہا تھا، اگرچہ سست روی سے؛ دوسری طرف قرض کا بہاؤ کمزور رہا (**شکل 6.12**)۔ تاہم، بڑھتی ہوئی مہنگائی کے دوران، مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں بیرونی مالکاری حالات میں سختی دکھائی دی جو ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی مارکیٹوں میں زری پالیسی کو معمول پر لانے کی عکاسی کرتی ہے۔

[36] سی پیک پراجیکٹ کی تفصیلات۔ دستیاب ہیں: www.cpec.gov.pk

[37] باکس 5.1، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے 21-2020ء، اسٹیٹ بینک آف پاکستان

شکل 6.12: مالی سال 22ء میں عالمی بیرونی جزدانی سرمایہ کاری میں تبدیلی

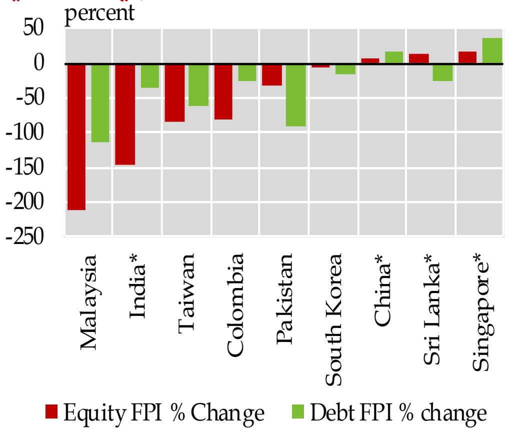

*Change for H1-FY22

Sources: Haver Analytics

مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران عالمی مالی حالات میں مزید سختی در آئی، جس کی وجہ امریکی فیڈرل ریزرو کی جانب سے شرح سود میں اضافہ اور روس-یوکرین تنازعہ تھا (جس کے اثرات زیادہ تر یورپ اور مشرق وسطیٰ کی معیشتوں میں نظر آئے جن کے روس سے قریبی روابط تھے)؛ جن کا اظہار فنڈنگ کے بلند اخراجات اور ایکویٹی کی پست قدرپیمائیوں سے ہوا۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں نے سرمائے کے بہاؤ کے بڑھتے ہوئے خطرات کے دوران زیادہ سخت مالی حالات کا سامنا کیا۔

پاکستان میں پیش رفتیں

مالی سال 22ء کے دوران پاکستان میں 78 ملین ڈالر کا خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کا اخراج دکھائی دیا جبکہ مالی سال 21ء میں پاکستان میں 2.8 ارب ڈالر کی خالص رقوم کی آمد ہوئی تھی۔ اگرچہ مالی سال 22ء میں قرضہ تمسکات میں 310 ملین ڈالر کی خالص آمد دکھائی دی، تاہم ایکویٹی تمسکات میں دورانِ سال 388 ملین ڈالر کا خالص اخراج درج کیا گیا۔ محدود سرمائے کے بہاؤ نے عالمی مالی سختی کی عکاسی کی (**شکل 6.13**)۔

شکل 6.13: پاکستان میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری اور پاکستان اسٹاک ایکسچینج کا منافع

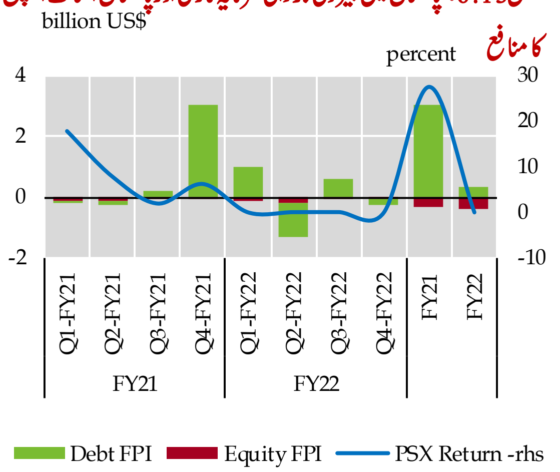

Sources: Haver Analytics & Bloomberg

مزید برآں، ایم ایس سی آئی نے پاکستان کی حیثیت کو ابھرتی ہوئی منڈی سے گھٹا کر فرنٹیئر مارکیٹ اکانومی میں تبدیل کر دیا (ستمبر 21ء)؛ موڈیز نے بھی پاکستان کے بیرونی زدپذیری کے خطرات کا حوالہ دیتے ہوئے پاکستان کے منظرنامے کو مستحکم سے منفی کر دیا (جون-22ء)۔ یہ زدپذیری متعدد عوامل کی وجہ سے کئی گنا بڑھ گئی، جن میں شرح مبادلہ کا اتار چڑھاؤ، سیاسی عدم

شکل 6.14 الف: اہم ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے اوسط سی ڈی ایس شرح

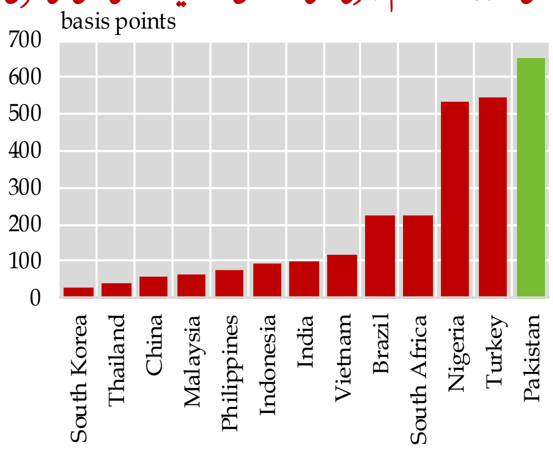

Source: Bloomberg

شکل 6.14 ب: پاکستان کی سی ڈی ایس شرحیں

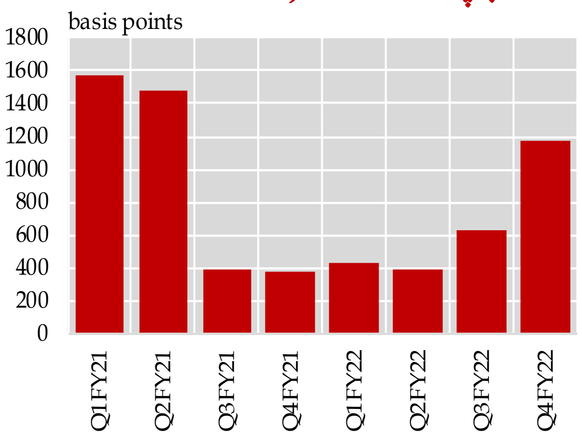

Source: Bloomberg

استحکام، اور آئی ایم ایف پروگرام کے دوبارہ شروع ہونے سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال بیرونی جزدانی سرمایہ کاری میں کمی کا باعث بنی۔

پورے مالی سال 22ء کے دوران، اور بالخصوص مالی سال 22ء کی آخری سہ ماہی میں پاکستان کے سی ڈی ایس تفاوت میں بھی اضافے کا رجحان دکھائی دیا۔ یہ ملک سے سرمائے کی اڑان پر منتج ہوا، کیونکہ سی ڈی ایس تفاوت کا اضافہ پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں درج تقریباً تمام سرکردہ شعبوں کو متاثر کرنے والے خطرے کے جزدان کی ابتری کو ظاہر کرتا ہے (**شکل 6.14** اور **6.14ب**)۔ بیرونی جزدانی سرمایہ کاری ایکویٹی کا اخراج زیادہ تر کمرشل بینکوں کے شعبے میں ہوا (201.89 ملین ڈالر)، اس کے بعد سیمنٹ کے شعبے میں (60.1 ملین ڈالر)، کھاد کے شعبے میں (51.4 ملین ڈالر)، اور آئل اور گیس کے شعبے میں (28.7 ملین ڈالر) ہوا (**شکل 6.15**)۔

شکل 6.15: مالی سال 22ء میں پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں خالص بیرونی خرید و فروخت

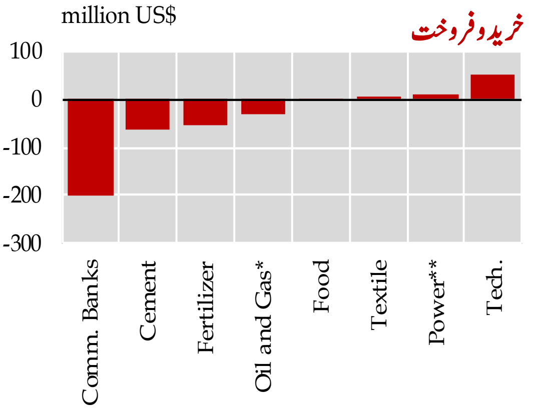

*marketing and exploration; **generation and distributio
Source: National Clearing Company of Pakistan Limited

قرضہ تمسکات میں، پاکستان نے مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں یورو بانڈ کے از سرِ نو اجرا (tap issuance) سے ایک ارب ڈالر جمع کیے۔ ملک نے مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی میں عرصیت پوری کرنے والے صکوک کی مساوی رقم میں کی ادائیگی کی۔ مزید برآں، مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی میں صکوک بانڈز کے اجرا سے ایک ارب ڈالر جمع کیے گئے۔

خالص واجبات

مالی سال 22ء کے دوران پاکستان میں زرِ مبادلہ قرضوں اور واجبات کی خالص آمد 12.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئی، جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 5.7 ارب ڈالر تھی۔ سب سے زیادہ اضافہ دوطرفہ قرضوں میں دیکھا گیا، جس کی بنیادی وجہ مالی سال 22ء کے دوران سعودی عرب کی جانب سے 3 ارب ڈالر کے ٹائم ڈپازٹ تھے (**جدول 6.5**)۔ ایشیائی ترقیاتی بینک کے قرضے سرمایہ منڈی کے ترقیاتی پروگراموں، توانائی کے شعبے میں اصلاحات، اور کووڈ ویکسین سپورٹ پروگراموں پر مرکوز تھے؛ دوسری جانب عالمی بینک نے آبی وسائل کے منصوبوں اور صاف توانائی کے پروگراموں کے لیے قرضہ دیا۔ اے آئی آئی بی کے قرضوں کا بڑا حصہ بجلی کے منصوبوں میں چلا گیا۔ آئی ڈی بی نے تیل اور ایل این جی کی درآمد کے لیے پاکستان کو قلیل مدتی قرضے دینے کے ساتھ ساتھ کووڈ سپورٹ پروگرام (بشمول ویکسی نیشنز) کے لیے قرضہ دیا۔

جدول 6.5: قرضے کی مجموعی ادائیگیاں

ملین ڈالر

	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	تبدیلی
کمرشل قرضے	4,721.2	4,863.3	142.1
ایشیائی ترقیاتی بینک	1,476.1	1,624.0	147.9
بانڈ	2,500.0	2,000.0	-500
عالمی بینک *	2,035.5	1,527.1	-508.4
اسلامی ترقیاتی بینک **	623.9	1,406.8	782.9
اے آئی آئی بی	252.1	40.4	-211.7
دوطرفہ	1,258.9	597.4	2,338.5
سعودی ڈپازٹس	-	3,000.0	3,000.0
دیگر	1,164.7	1,675.5	510.8

* آئی ڈی اے + آئی بی آر ڈی؛ ** بشمول قلیل مدتی

ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

پاکستان نے زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھانے میں مدد کے لیے چین سے 2.3 ارب ڈالر کا کمرشل قرضہ حاصل کیا۔ سعودی عرب نے بھی ادائیگیوں کے توازن پر جاری دباؤ سے نمٹنے کے لیے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھانے کے حوالے سے 3.0 ارب ڈالر جمع کرائے۔

ستمبر 2020ء میں اپنے آغاز سے جون 2022ء تک، روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ میں رقوم کی مجموعی آمد 4.6 ارب ڈالر تھی۔ ان میں سے تقریباً 65 فیصد حصہ این پی سیز میں گیا: 1.6 ارب ڈالر روایتی این پی سیز میں اور 1.4 ارب ڈالر اسلامی این پی سیز میں۔ دوسری جانب، آر ڈی ایز کے ذریعے 40 ملین ڈالر کی معمولی سی رقم اسٹاک ایکسچینج میں گئی۔ مالی سال 22ء کے دوران، آر ڈی اے میں 3.0 ارب ڈالر موصول ہوئے، جن میں سے 970 ملین ڈالر روایتی این پی سیز میں،

967 ملین ڈالر اسلامی این پی سیز میں، اور 24 ملین ڈالر اسٹاک ایکسچینج میں گئے (**شکل 6.16**)۔

شکل 6.16: روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ میں رقوم کی آمد

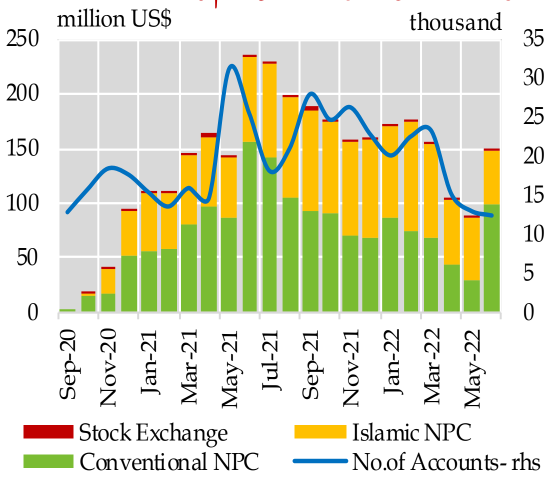

Source: State Bank of Pakistan

6.3 شرحِ مبادلہ اور ذخائر

مالی سال 22ء میں ملک کو اپنے بیرونی کھاتے پر سخت دباؤ کا نقصان اٹھانا پڑا کیونکہ ملک کے زرِمبادلہ کے سیال ذخائر میں 8.9 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوگئی۔ خاص طور پر، جاری کھاتے کے خسارے میں وسیع اضافہ، بیرونی قرضوں کی ادائیگی کے اہم دباؤ، سست بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری، ایکویٹی تمسکات سے خالص اخراج اور آئی ایم ایف پروگرام کے دوبارہ آغاز میں تاخیر اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے سیال ذخائر میں 7.5 ارب ڈالر کی کمی کا باعث بنی، جو مالی سال 22ء کے آخر تک کم ہو کر 9.8 ارب ڈالر رہ گئے۔ بیرونی قرضوں اور واجبات کا بہاؤ مستحکم تھا، لیکن یہ مالکاری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ناکافی تھے (**شکل 6.17**)۔ دوسری طرف اس مدت کے دوران کمرشل بینکوں کے ذخائر میں 1.4 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی کیونکہ بینکوں نے تجارتی مالکاری بڑھادی اور ایف ای-25 کے ذخائر میں بھی اخراج دکھائی دیا۔[38]

مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قدرے وقفے کے بعد، اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے سیال ذخائر میں مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی سے تقریباً مسلسل کمی دکھائی دی۔ آئی ایم ایف کی اضافی ایس ڈی آر مختص کیے جانے سے 2.8 ارب ڈالر کی دستیابی اور 1.0 ارب ڈالر کے یورو بانڈ کے اجرا نے پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر کی سطح کو بڑھا دیا تھا۔ دوسری سہ ماہی میں بھی ملک کو سعودی عرب سے 3.0 ارب ڈالر کے ذخائر موصول ہوئے۔ تاہم، دستیاب بیرونی مالکاری اس مدت میں واجب الادا ضخیم قرضے اور واجبات کی ادائیگیوں کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوئی۔

شکل 6.17: مالی سال 22ء کے دوران سیال زرِمبادلہ ذخائر میں تبدیلیاں

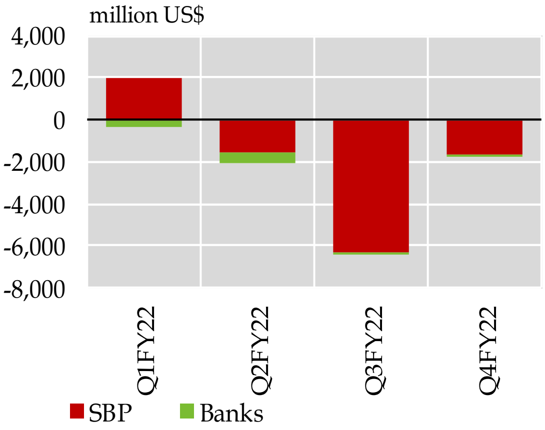

Source: State Bank of Pakistan

دوسری سہ ماہی کے دوران جاری کھاتے کے خسارے میں ہونے والے تیز اضافے کی بہ نسبت تیسری سہ ماہی میں معتدل ہو جانے، اور صکوک کے اجرا سے 1.0 ارب ڈالر (جنوری 2022ء میں) اور آئی ایم ایف سے ایک ارب ڈالر (فروری 2022ء میں چھٹے ای ایف ایف جائزے کی کامیاب تکمیل کے بعد) کی وصولی کے باوجود تیسری سہ ماہی کے دوران، اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ ذخائر میں 6.3 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوگئی اور وہ اختتام مارچ 2022ء تک 11.4 ارب ڈالر ہو گئے۔ اس کی بنیادی وجہ سہ ماہی کے دوران لگ بھگ 3.7 ارب ڈالر کے مجموعی سرکاری قرضے اور واجبات کی واپسی تھی۔ بالخصوص، مارچ 2022ء کے آخری ہفتے میں کمرشل قرضے کی واپسی کی وجہ سے اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں تقریباً 2.9 ارب ڈالر کی کمی آئی۔ چوتھی سہ ماہی میں، اگرچہ روس-یوکرین تنازعے کے دوران عالمی اجناس کی قیمتوں میں زبردست اضافے سے جاری کھاتے کا خسارہ بلند سطح پر رہا، تاہم جون میں اس

[38] مالی سال 22ء کے دوران، بینکوں کی طرف سے دیے گئے خالص تجارتی قرضوں میں 695 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا، جبکہ ایف ای-25 ذخائر میں 655 ملین ڈالر کی کمی واقع ہوئی۔ اس کے برعکس، مالی سال 21ء میں، بینکوں نے 9.0 ملین ڈالر کے خالص تجارتی قرضے دیے جبکہ اس کے ڈپازٹس میں 318 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا۔ بینکوں کے سیال زرمبادلہ ذخائر کا تخمینہ تجارتی مالکاری کے خالص ایف ای-25 ڈپازٹس کے طور پر کیا جاتا ہے۔

وقت کچھ دباؤ کم ہوا، جب ملک کو چین سے 2.3 ارب ڈالر کا کمرشل قرضہ حاصل ہوا۔

ڈالر کے اشاریے کے بڑھ جانے کے ساتھ بیرونی کھاتے کی ان پیشر فتوں کی عکاسی کرتے ہوئے[39]، مالی سال 22ء کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 23.1 فیصد سال بسال کمی ہوئی جبکہ مالی سال 21ء میں 6.7 فیصد اضافہ ہوا تھا(**شکل 6.18**)۔ یہ بات قابل غور ہے کہ دباؤ کے شکار تجارتی توازن کے ساتھ ساتھ دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی وسیع البنیاد مضبوطی کی وجہ سے اس مدت کے دوران بالخصوص اجناس کی درآمد کنندہ کئی دیگر ای ایم ایز کی کرنسیوں کی قدر بھی گھٹ گئی (**شکل 6.18**)۔ پاکستان کے معاملے میں، آئی ایم ایف پروگرام کے دوبارہ شروع ہونے سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال اور ملکی سیاسی غیر یقینی کی وجہ سے صورتِ حال مزید خراب ہو گئی۔ لہٰذا، مارچ تا جون 2022ء کے دوران روپے کی قدر میں 10.4 فیصد کی تیز کمی واقع ہوئی۔

شکل 6.18: مالی سال 22ء میں ابھرتی ہوئی معیشتوں کی شرحِ مبادلہ کی حرکات

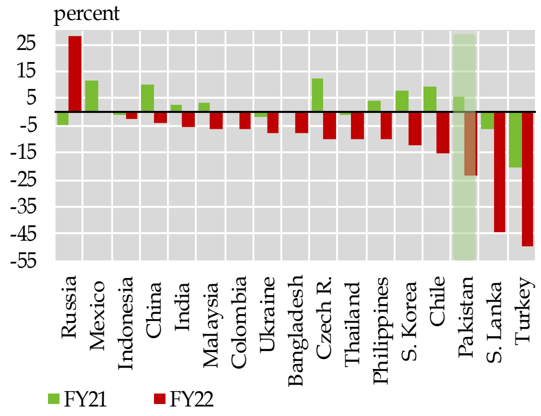

Source: Haver Analytics

حقیقی معنوں میں، پاکستان ان ابھرتی ہوئی منڈیوں میں شامل تھا جہاں نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ (این ای ای آر) کی قدر میں کمی نے نسبتی اشاریہ قیمت (آر پی آئی) میں اضافے کا اثر زائل کر دیا(**شکل 6.19**)۔ چونکہ اس عرصے کے دوران پاکستان کے مسابقتی ممالک کی کرنسیوں کی قدر میں بھی نمایاں کمی ہوئی، اس لیے مالی سال 22ء میں روپے کی نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ (این ای ای آر) کی قدر میں صرف 10 فیصد کمی ہوئی۔ اس کے علاوہ، ان مسابقتی ممالک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے ساتھ، پاکستان کے نسبتی اشاریہ قیمت (آر پی آئی) میں دورانِ سال محض 0.7 فیصد اضافہ ہوا، جس سے مالی سال 22ء میں حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ (آر ای ای آر) کی قدر میں 9.3 فیصد کی معمولی کمی ہوئی۔

شکل 6.19: مالی سال 22ء کے دوران اہم ابھرتی ہوئی معیشتوں کی حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ میں تبدیلی کا تجزیہ

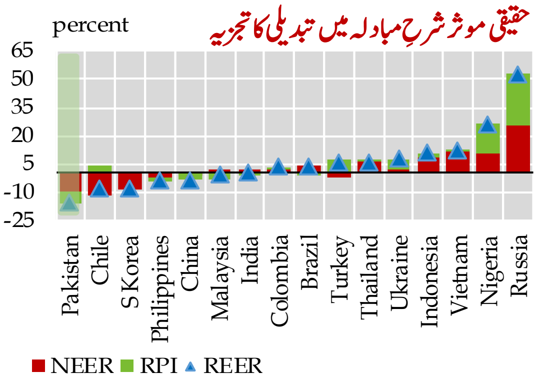

*JP Morgan Effective Exchange Rate

Source: Haver Analytics

6.4 تجارتی کھاتہ[40]

مالی سال 22ء کے دوران پاکستان کا تجارتی خسارہ مزید بگڑ گیا، کیونکہ یہ 55.7 فیصد نمو کے ساتھ 48.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جبکہ گذشتہ برس یہ 31.1 ارب ڈالر تھا(**شکل 6.20**)۔ یہ اضافہ دورانِ سال برآمدات میں 25.5 فیصد کے نمایاں اضافے کے باوجود تھا، کیونکہ درآمدات 42.1 فیصد کے مضبوط اضافے کی وجہ سے بڑھ گئیں۔ اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا پاکستان کے تجارتی کھاتے پر نمایاں اثر پڑا۔ مالی سال 22ء کے دوران روس-یوکرین تنازعہ چھڑ جانے سے توانائی اور غیر توانائی دونوں اشیا کی قیمتوں میں اضافے کو مزید مہمیز ملی، جس سے توانائی درآمد کرنے والی بہت سی ابھرتی ہوئی معیشتوں کے تجارتی خسارے میں اضافہ ہو گیا(**شکل 6.21**)۔[41]

[39] جولائی تا جون مالی سال 22ء کے دوران ڈالر کا اشاریہ 13.2 فیصد بڑھ گیا۔

[40] یہ سیکشن پی بی ایس کی جانب سے رپورٹ کردہ کسٹم ڈیٹا پر مبنی ہے۔ اس سیکشن میں موجود معلومات ادائیگیوں کے ریکارڈ کے ڈیٹا سے میل نہیں کھاتی، جو سیکشن 5.1 میں درج کیا گیا ہے۔ ان دو ڈیٹا سیریز کے درمیان فرق کو سمجھنے کے لیے، ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح میں دیکھیے۔

[41] مالی سال 22ء کے دوران تجارتی خسارے میں مثبت تبدیلی ظاہر کرنے والے تین ممالک مصر، انڈونیشیا اور ملائیشیا ہیں۔ مصر کے معاملے میں مالی سال 22ء میں تجارتی خسارہ بہتر ہو کر 26.1 ارب ڈالر رہ گیا جبکہ مالی سال 21ء میں 39.8 ارب ڈالر تھا۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا دونوں ہی پام آئل کے برآمد کنندگان میں سرفہرست ہیں، جن کی قیمتوں میں مالی سال 22ء میں ریکارڈ اضافہ دیکھا گیا۔

درآمدی قیمتوں میں اضافے کے علاوہ، کووِڈ ویکسین درآمد کرنے کی ضرورت، توانائی کی مصنوعات، مشینری، کچھ دھاتوں اور نقل و حمل کی طلب میں اضافے نے درآمدات میں مزید اضافہ کیا۔ برآمدات، خاص طور پر کپاس، کو بھی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں سے فائدہ ہوا؛ جبکہ حجم بھی مضبوط رہا۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے، تجارتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 14.8 فیصد تک پہنچ گیا، جو مالی سال 17-19ء کے دوران کووڈ سے پہلے کے برسوں میں دیکھی گئی اوسط سطح سے قدرے زیادہ ہے۔ یہ بگاڑ بنیادی طور پر دورانِ سال اشیا کی قیمتوں کے دھچکے کے اثرات کی عکاسی کرتا ہے۔

شکل 6.20: تجارتی خسارے میں سال بسال تبدیلی کا تجزیہ

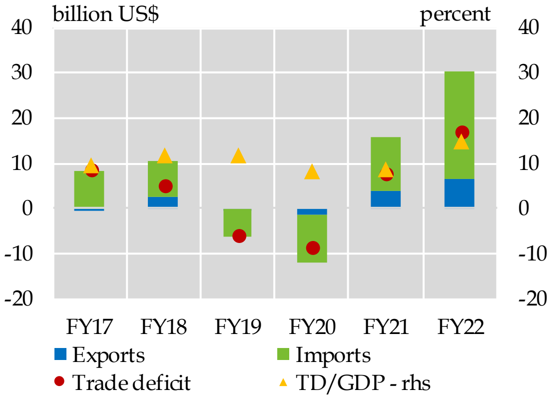

Source: Pakistan Bureau of Statistics

درآمدات میں ہونے والے نمایاں اضافے نے ملک کے بیرونی کھاتے پر دباؤ کو شدید کر دیا، جیسا کہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران روپے کی قدر میں 10.7 فیصد کمی سے دکھائی دیا۔ بڑھتے ہوئے خطرات کے پیش نظر، دورانِ سال حکومت اور اسٹیٹ بینک نے ملکی طلب پر قابو پانے کے لیے مختلف اقدامات متعارف کروائے، جو مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران غیر توانائی درآمدات میں اضافے کی رفتار کو کم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔[42] تاہم، روس-یوکرین بحران کے پھیلنے کے ساتھ، مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی میں اشیا کی قیمتیں تاریخی سطح پر پہنچ گئیں، جس کی وجہ سے درآمدات میں تیز اضافہ ہوا اور اسی وجہ سے مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران تجارتی خسارہ بڑھ گیا۔

برآمدات

مالی سال 22ء کے دوران پاکستان کی تجارتی برآمدات (کسٹمز کے ریکارڈ کے مطابق) میں مزید اضافہ ہوا اور وہ 25.5 فیصد سال بسال اضافے کے ساتھ 31.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ یہ پہلا موقع تھا جب ملکی برآمدات 30 ارب ڈالر سے تجاوز کر گئیں۔ برآمدات میں اضافہ وسیع البنیاد تھا، جس میں ٹیکسٹائل کی برآمدات کا حصہ نمایاں تھا (**شکل 6.22**)۔ اس شعبے کو بنیادی طور پر بین الاقوامی منڈی میں کپاس کی بلند قیمتوں سے فائدہ ہوا، کیونکہ دورانِ سال بلند اکائی مالیتیں اہم ٹیکسٹائل برآمدات میں مجموعی اضافے کے تین

شکل 6.21: مالی سال 22ء میں ہمسر ابھرتی ہوئی منڈیوں کی معیشتوں کے تجارتی توازن میں تبدیلیاں

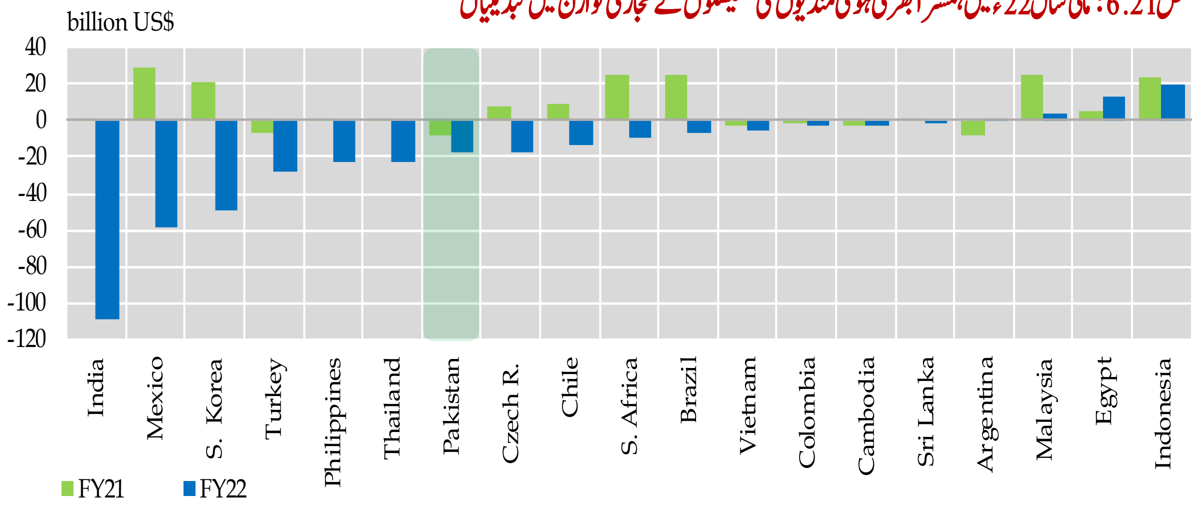

Source: Haver Analytics

[42] مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی میں غیر توانائی کی درآمدات کی نمو سست ہو کر 4.3 فیصد سال بسال رہ گئی، جبکہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ 55.1 فیصد تھی۔

چوتھائی حصے پر مشتمل تھیں۔ مزید برآں، توانائی کی مسابقتی قیمتوں کی شکل میں پالیسی معاونت، نومالکاری اسکیموں کے ذریعے رعایتی قرضے، بالخصوص عارضی اقتصادی ری فنانس سہولت (ٹرف)، اہم ٹیکسٹائل درآمدات کے ٹیرف کی معقولیت، اور سال بسال بنیاد پر بلند 'سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی ری فنڈز نے ٹیکسٹائل برآمدات کو مزید بڑھادیا۔

شکل 6.22: پاکستان کی تجارتی برآمدات اور ٹیکسٹائل اور نان ٹیکسٹائل برآمدات میں سال بسال تبدیلی

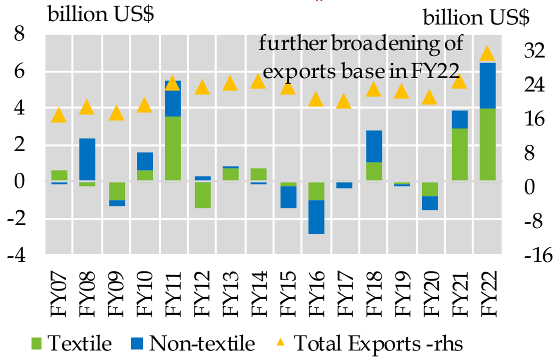

Source: Pakistan Bureau of Statistics

نان ٹیکسٹائل کے ضمن میں، بنیادی طور پر بڑھتے ہوئے حجم نے اس اضافے کو بڑھادیا، اور دورانِ سال برآمدات کے مجموعی اضافے میں تقریباً دسواں حصہ ڈالا۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ کچھ زرعی اجناس کی بڑھتی ہوئی پیداوار، چین پاکستان فری ٹریڈ ایگریمنٹ (سی پی ایف ٹی اے) فیز II کے تحت ڈیوٹی فری رسائی کی دستیابی اور بین الاقوامی منڈی میں بڑھتی ہوئی طلب تھی۔

قیمتوں میں اضافے سے ٹیکسٹائل کی برآمدات میں اضافہ ہوا، جس سے بلند حجم کو تقویت ملی

ٹیکسٹائل برآمدات نے گذشتہ برس کی نمو کی رفتار کو جاری رکھا اور مالی سال 22ء کے دوران 25.5 فیصد اضافے کے ساتھ 19.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس 22.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ملبوسات اور ٹیکسٹائل کی تیار مصنوعات (بشمول بستر کی چادریں وغیرہ اور تولیے) کی عالمی برآمدات میں ملک کا حصہ گذشتہ چار برسوں کے دوران تقریباً جمود کا شکار رہنے کے بعد 2021ء میں 0.4 فیصدی درجات سال بسال اضافے سے بڑھ کر 2.2 فیصد ہو گیا۔[43] کپاس کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں نے دورانِ سال ٹیکسٹائل کی برآمدی کارکردگی پر بڑا مثبت اثر ڈالا، جبکہ حجم کے مثبت اثر نے برآمدات میں اضافے کے رجحان کو مزید تقویت بخشی (**شکل 6.23 الف** اور **6.23 ب**)۔ بڑی برآمدی مصنوعات میں شامل ہیں: ملبوسات (اونی اور تیار ملبوسات)، گھریلو ٹیکسٹائل (بستر کی چادریں وغیرہ اور تولیے)، سوتی کپڑے اور سوتی دھاگا (**جدول 6.6**)۔

قیمت کا اثر

2021ء کے دوران طلب اور رسد کے درمیان بڑھتے ہوئے فرق کی وجہ سے کپاس کی بین الاقوامی قیمتیں بڑھنا شروع ہو گئیں (**شکل 6.24**)۔ دورانِ سال کپاس کی مقامی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا، جس سے پیداواری لاگت بڑھ گئی، اور کپاس پر مبنی مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا؛ بڑھتی ہوئی برآمدی

جدول 6.6: پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات

ملین ڈالر

	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	تبدیلی	حجم کا اثر	قیمت کا اثر
ملبوسات	6,848	9,021	2,174	413	1,761
گھریلو ٹیکسٹائل	3,709	4,402	693	327	366
سوتی کپڑے	1,921	2,437	516	56	460
سوتی دھاگا	1,017	1,206	189	-138	328
سنتھیٹک ٹیکسٹائل	370	460	89	-151	241
غیر سوتی دھاگا	33	66	33	16	16
غیر گھریلو ٹیکسٹائل سے بنائی ہوئی	756	849	92	-	-
دیگر ٹیکسٹائل میٹریل	632	761	129	-	-
مجموعی ٹیکسٹائل برآمدات	**15,399**	**19,320**	**3,921**	-	-
مجموعی برآمدات	**25,304**	**31,769**	**6,465**	-	-

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[43] ڈیٹا کا ماخذ: بین الاقوامی تجارتی مرکز۔ نوٹ: مجموعی، عالمی مصنوعات کے لحاظ سے ڈیٹا صرف پورے سال کے لیے دستیاب ہے، اس لیے تازہ ترین دستیاب ڈیٹا 2021ء ہے۔

شکل 6.23 الف: ملبوسات کی برآمدات میں سال بسال تبدیلی کا تجزیہ

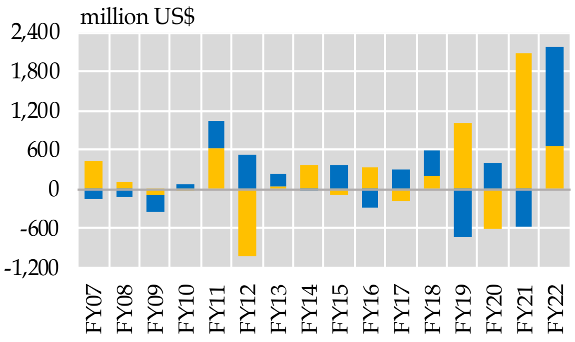

شکل 6.23 ب: ہوم ٹیکسٹائل برآمدات میں سال بسال تبدیلی کا تجزیہ

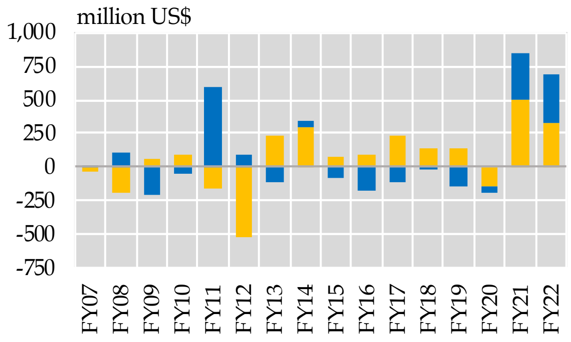

Note: Sum of volume effect & price effect equals YoY change for a given year
Source: Pakistan Bureau of Statistics

اکائی مالیتوں، شرحِ مبادلہ میں کمی اور پالیسی معاونت کے مختلف اقدامات سے حاصل ہونے والے فوائد نے صنعت کو عالمی طلب میں توسیع سے استفادے میں مدد فراہم کی۔

شکل 6.24: اہم ٹیکسٹائل خام مال کی ملکی اور بین الاقوامی قیمتیں

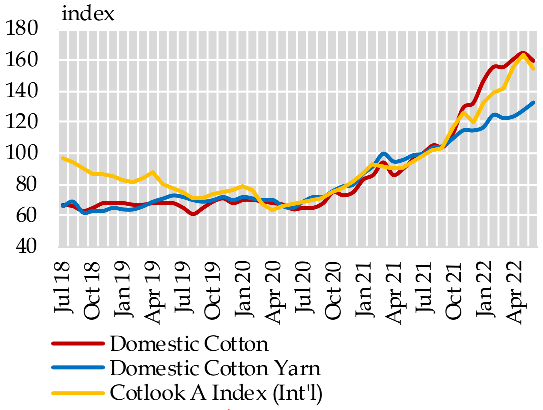

Source: Emerging Textiles

مالی سال 22ء کے دوران کپاس کی ماہانہ بین الاقوامی قیمتوں میں اوسطاً 56 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔ اس نے بنیادی طور پر رسد اور طلب کے بڑھتے ہوئے فرق کی عکاسی کی جو رسدی زنجیر میں رکاوٹوں کی وجہ سے بڑھ گیا تھا۔ دنیا بھر میں بندرگاہوں پر ہجوم، کنٹینرز کی قلت اور سمندری مال برداری کی روانگی اور آمد میں تاخیر کی وجہ سے رسد کے مسائل کے باعث رسد مزید محدود ہوگئی تھیں۔[44] ان مسائل سے اجناس کی قیمتوں کو بھی تقویت ملی، کیونکہ 2021-22ء میں مال برداری کی لاگت تیزی سے بڑھ گئی۔

علاوہ ازیں، دورانِ سال چین سے کپاس کی طلب میں اضافے سے عالمی کپاس کی قیمتیں مزید بڑھ گئیں۔ چین ان ممالک میں سے ایک ہے جن میں اپنی قدرِ اضافی کی حامل ٹیکسٹائلز کے لیے ویتنام، بنگلہ دیش، پاکستان اور ترکی کے علاوہ دنیا بھر سے مضبوط طلب دکھائی دے رہی ہے۔ تاہم، دسمبر 2020ء میں، امریکہ نے چین کے صوبے سنکیانگ،[45] جو چین کی کپاس کی مجموعی پیداوار میں تقریباً 90 فیصد حصے کے ساتھ کپاس کا ایک بڑا پیداکنندہ ہے، میں پیدا ہونے والی کپاس سے بنی ٹیکسٹائل مصنوعات کی درآمد پر پابندی عائد کر دی۔ لہٰذا، چینی ٹیکسٹائل انڈسٹری نے کپاس اور کپاس کے آڑھتیوں کے لیے اپنی طلب کو بین الاقوامی منڈی کی طرف منتقل کر دیا جس سے عالمی سطح پر رسد کا دباؤ بڑھ

[44] ٹیکسٹائل انٹیلی جنس کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ: "تیار سامان کو اپنی منزلوں تک پہنچنے میں زیادہ وقت لگ رہا ہے کیونکہ کنٹینرز کی قلت اور کووڈ 19 کے پھیلاؤ سے آپریشنز رُک گئے ہیں جس سے بندرگاہوں پر تاخیر ہو رہی ہے۔ درحقیقت، بہت سی بندرگاہوں میں کنٹینرز کے، ڈپو میں گزارے جانے والے اوسط درمیانی اوقات، جنھیں سکونتی اوقات (dwell times) کہا جاتا ہے، شدید ہجوم کے نتیجے میں 2021ء کے دوران ریکارڈ سطح کے قریب پہنچ گیا۔" ماخذ: ٹاکنگ اسٹرے ٹجی: ملبوسات کی رسدی زنجیریں مکمل طوفان کی زد میں ہیں کیونکہ متعدد محاذوں پر لاگت میں اضافہ ہوا ہے، جنوری 2022ء۔ ٹیکسٹائل انٹیلی جنس۔ برطانیہ

[45] ماخذ: یو ایس کسٹمز اینڈ بارڈر پروٹیکشن پریس ریلیز بتاریخ 2 دسمبر 2020ء؛ دستیاب ہے: www.cbp.gov/newsroom/national-media-release/cbp-issues-detention-order-cotton-products-made-xinjiang-production

گیا۔[46]، [47] اپنے کپاس کے ذخائر کو بھرنے کی غرض سے درآمدی کپاس کا حصہ بڑھانے کی چین کی کوشش نے عالمی طلب میں مزید اضافہ کر دیا۔[48]

جدول 6.7 سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان نے ٹیکسٹائل اور اس کی مصنوعات بنانے والے دیگر بڑے برآمد کنندگان کے ساتھ مل کر کپاس کی قیمتوں میں اضافے کے اثرات کو حتمی مصنوعات تک منتقل کر دیا، جس کی عکاسی امریکہ، یورپی یونین-27 اور برطانیہ کی بڑی درآمدی منڈیوں میں قیمتوں کے نمایاں اثرات سے ہوتی ہے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ رجحان امریکہ اور یورپی یونین-27 کے ملبوسات کی مجموعی درآمدات پر بھی صادق آیا؛ برطانیہ کے ضمن میں، علاوہ چین، قیمت کا مجموعی اثر مثبت تھا۔

آرڈرز موصول ہوئے (**جدول 6.7**، **شکل 6.25 الف**، **6.25 ب**، اور **6.25 ج**)۔ مالی سال 21ء میں آغاز سے، پاکستان کو رسدی ممالک کی جانب سے منسوخ شدہ (deflected) آرڈرز موصول ہوئے جو وبائی مرض کی وجہ سے پیدا ہونے والی معاشی رکاوٹوں میں پھنسے ہوئے تھے۔[49] یہ رجحان نہ صرف مالی سال 22 تک جاری رہا بلکہ خریدار ممالک میں کپاس پر مبنی مصنوعات کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ سے مزید مضبوط ہو گیا۔

امریکی محکمۂ زراعت (یو ایس ڈی اے) کی ایک رپورٹ کے مطابق 2021ء کے دوران امریکہ میں کپاس کی مصنوعات کی طلب 2010ء کے بعد سب سے زیادہ تھی۔ مالی سال 22ء کے دوران گھر سے کام کرنے والے لوگوں کے

جدول 6.7: مالی سال 22ء میں امریکہ، ای یو-27 اور برطانیہ کی اہم مقامات کو درآمدات اور سال بسال تبدیلی کی تفصیل

ملین ڈالر

	امریکہ				ای یو-27				برطانیہ			
	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	وی ای	پی ای	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	وی ای	پی ای	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	وی ای	پی ای
پاکستان	1,787	2,701	415	500	2,727	3,551	708	116	853	940	11	75
بنگلہ دیش	5,890	9,034	2,451	693	15,251	20,448	3,558	1,639	2,772	3,508	441	295
کمبوڈیا	2,996	4,135	459	680	2,731	3,303	457	116	674	651	25	-49
چین	16,699	22,547	3,851	1,997	24,370	27,824	1,281	2,173	5,756	4,647	-109	-1,000
بھارت	3,516	5,360	1,253	590	3,814	4,603	627	162	1,014	1,275	155	107
ترکی	669	1,008	256	83	10,535	11,938	1,377	26	1,840	1,868	-93	121
ویتنام	13,725	16,756	1,706	1,325	3,430	3,768	109	229	459	509	7	44
دنیا بھر سے	**71,565**	**95,791**	**15,564**	**8,661**	**83,138**	**94,903**	**9,042**	**2,723**	**16,360**	**16,253**	**681**	**-788**

نوٹ: 1) وی ای سے مراد ہے حجم کا اثر اور پی ای سے مراد ہے قیمت کا اثر؛

2) برطانیہ کی صورت میں دنیا کی قیمت کا اثر منفی چین مثبت ہے

ماخذ: آفس آف ٹیکسٹائل اینڈ ایپرل (امریکہ)؛ یورو اسٹیٹ (ای یو-27)؛ یو کے ٹریڈ انفو (برطانیہ)

حجم کا اثر

پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات بالخصوص ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل کا حجم مسلسل دوسرے سال بلند ترین سطح پر پہنچ گیا۔ طلب اور رسد دونوں ضمنی عوامل نے ٹیکسٹائل سیکٹر کی نمو کی رفتار کو آگے بڑھایا۔ طلب کے لحاظ سے، روایتی خریدار ممالک یا بلاکس امریکہ، یورپی یونین-27 اور برطانیہ سے زیادہ

مستقل رجحان کے ساتھ، نرم اونی اور آرام دہ کپڑے صارفین کا انتخاب رہے۔ اس کے علاوہ، امریکہ میں گھروں کی خریداری اور ان میں اصلاحات کے مضبوط رجحان سے نئی گھریلو ٹیکسٹائل کی خریداری کو فروغ ملا۔ مزید برآں، 2020ء سے دبی ہوئی طلب کے اظہار اور صوابدیدی آمدنی میں

[46] ماخذ: ٹاکنگ اسٹرے ٹجی: ملبوسات کی رسدی زنجیریں مکمل طوفان کی زد میں ہیں کیونکہ متعدد محاذوں پر لاگت میں اضافہ ہوا ہے، جنوری 2022ء۔ ٹیکسٹائل انٹیلی جنس۔ برطانیہ

[47] چین کی کپاس کی درآمدات–بالخصوص ریشہ اور دھاگا–2021ء میں 10.6 ارب ڈالر درج کی گئیں، جو 20ء-2018ء کی اوسط سے 16 فیصد زیادہ ہیں۔ ماخذ: چین کسٹمز شماریات

[48] ماخذ: کپاس کی عالمی منڈیاں اور تجارت۔ دسمبر 2021ء۔ امریکی محکمۂ زراعت۔ امریکہ

[49] تفصیلات کے لیے دیکھیے، پاکستانی معیشت پر اسٹیٹ بینک کی رپورٹ مالی سال 21ء، باب 6–بیرونی شعبہ

شکل 6.25 الف: امریکی درآمدات کا حجم کا اشاریہ

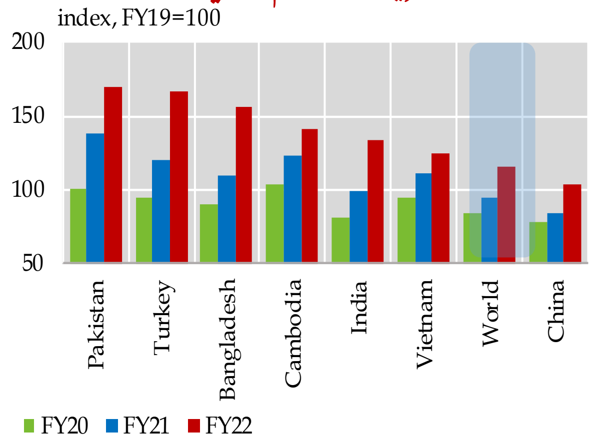

Source: Office of Textile & Apparel (US)

شکل 6.25 ب: یورپی یونین 27 کی درآمدات کا حجم کا اشاریہ

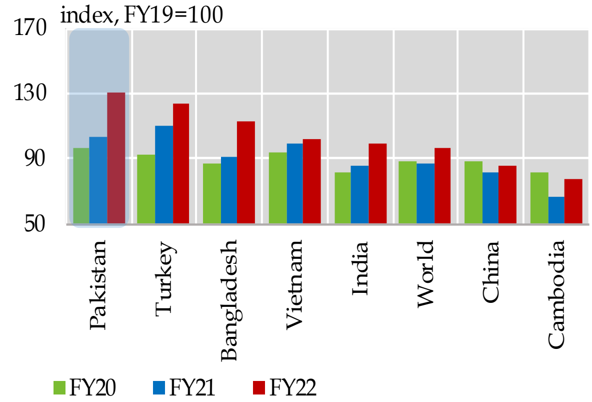

Source: Eurostat (EU-27)

اضافے سے بھی درآمدات بڑھ گئیں کیونکہ 2020ء کے دوران امریکی سوتی مصنوعات کی درآمدات تقریباً 20 برسوں کی کم ترین سطح پر آگئی تھیں۔[50]

رسد کے لحاظ سے، ٹیکسٹائل کی صنعت کو پالیسی معاونت حاصل رہی جس نے استعداد کے بہترین استعمال اور توسیع کو ممکن بنایا۔ معاون اقدامات میں سے کچھ پر درجِ ذیل میں بحث کی گئی ہے:

الف) ٹیکسٹائل خام مال، جیسے سوتی دھاگے، مصنوعی اسٹیپل فائبر، سنتھیٹک دھاگے، اونی کپڑے، اور پولیسٹر دھاگے، کی درآمدات پر نرخوں کو معقول بنانا، جس کا اعلان مالی سال 22ء کے بجٹ میں کیا گیا تھا؛[51]

ب) توانائی کے نرخوں پر سبسڈی کی فراہمی — بجلی 9.0 سینٹ فی کلوواٹ فی گھنٹہ، اور گیس 6.5 ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو؛[52]

ج) بلند سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی ری فنڈز؛[53]

د) ٹرف اور ایل ٹی ایف اسکیموں کے تحت سبسڈی والا قرضہ۔ ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی صنعت کی جانب سے خالص معین سرمایہ کاری (ایل ٹی ایف اور ٹرف) 131 ارب روپے تھی جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 49 ارب روپے زیادہ تھی۔

شکل 6.25 ج: برطانیہ کی درآمدات کا حجم کا اشاریہ

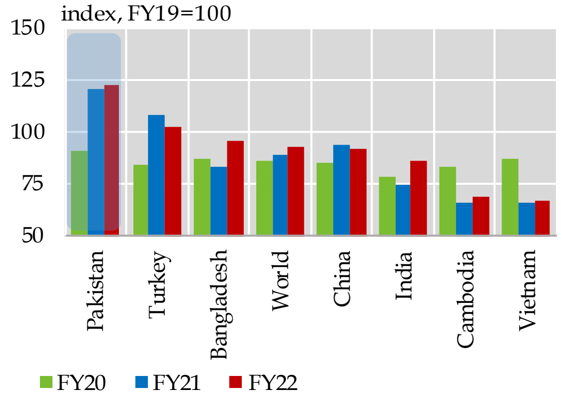

Source: UK Trade Info (UK)

ٹرف کے تحت اداٸیگیوں اور جاری ایل ٹی ایف نے مل کر، ٹیکسٹائل سیکٹر، بالخصوص اپ اسٹریم زمروں (کاٹن اسپننگ، ویونگ اور فنشنگ) کی استعداد بڑھانے میں مدد دی۔ مالی سال 22ء کے دوران ٹیکسٹائل مشینری کی

---

[50] ماخذ: کپاس کی عالمی منڈیاں اور تجارت۔ دسمبر 2021ء۔ امریکی محکمۂ زراعت۔ امریکہ

[51] کچھ اشیا، خاص طور پر خام کپاس، کے ٹیرف کو پہلے ہی مالی سال 21ء میں معقول بنایا گیا تھا۔ یہ اضافۂ قدر کے لیے کلیدی ٹیکسٹائل کی درآمد کو آسان بنانے کے لیے کیا گیا تھا۔ دستیاب ہے : www.commerce.gov.pk/decisions-of-tariff-policy-board-tbp-implemented-under-finance-act-2021-22/

[52] صوبہ پنجاب کے ضمن میں نومبر-2021ء میں گیس ٹیرف کی سبسڈی کو 6.5 ڈالر سے بڑھا کر 9.0 ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو کر دیا گیا تھا۔ یہ ردوبدل اس گیس کے لیے کی گئی ہے جو صنعت کی جانب سے اپنے کیپٹو پاور پلانٹس میں بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال کی جا رہی ہے۔ عام صنعتی استعمال کے لیے، سبسڈی کی شرح 6.5 ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو پر برقرار رہی۔

[53] مالی سال 22ء کے دوران یہ ری فنڈز کل 317 ارب روپے تھے، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 84.2 ارب روپے زیادہ ہیں۔ ماخذ: وفاقی دفتر محاصل

شکل6.26: ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات اور معین سرمایہ کاری

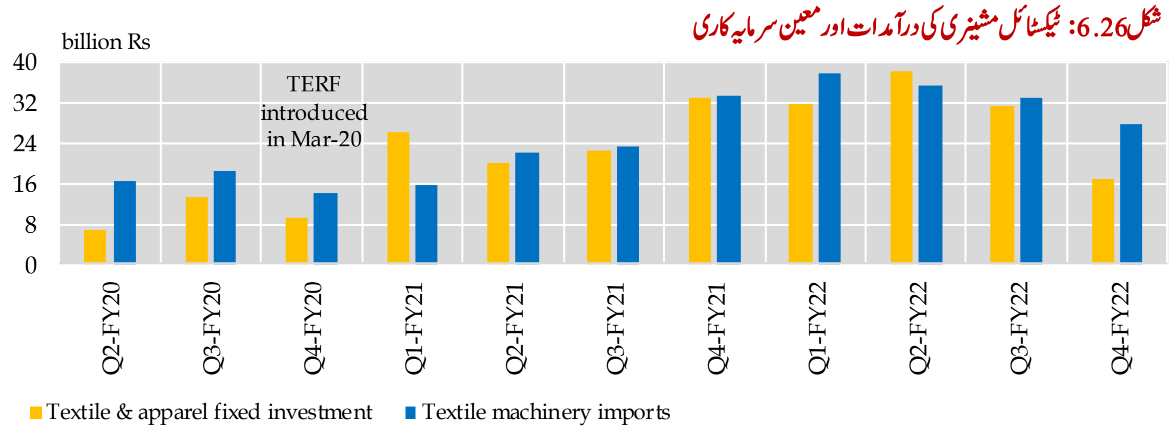

Note: Fixed investment includes LTFF & TERF; values represent outstanding loans at the end of each quarter
Sources: State Bank of Pakistan & Pakistan Bureau of Statistics

جدول6.8:اہم نان ٹیکسٹائل بر آمدات

ملین ڈالر

	مالی سال21ء	مالی سال22ء	تبدیلی
چاول	2,041.7	2,511.4	469.6
باسمتی چاول	*569.5*	*694.1*	*124.6*
غیر باسمتی چاول	*1,472.2*	*1,817.3*	*345.0*
صاف تانبا	422.7	733.7	311.0
تل	88.3	183.9	95.6
کیمیکلز	556.1	871.0	314.9
ایتھائل الکحل	*302.7*	*544.9*	*242.2*
مکئی (بھٹہ)	18.6	239.4	220.8
پیٹرولیم خام	106.8	259.0	152.2
چمڑے کی مصنوعات	562.4	620.8	58.4
ملبوسات	*286.2*	*315.1*	*28.9*
دستانے	*259.7*	*287.1*	*27.4*
پھل	480.1	477.1	-2.9
تازہ کینو	*130.6*	*99.4*	*-31.2*
نارنگی	*59.9*	*25.7*	*-34.1*
چلغوزہ	*15.3*	*107.6*	*92.4*
آم	*141.2*	*136.7*	*-4.5*
مجموعی نان ٹیکسٹائل	**9,905.0**	**12,448.4**	**2,543.3**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

درآمدات میں تیز اضافے سے اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، جو مالی سال 22ء کے دوران سال بسال 42.6 فیصد بلند تھی۔[54] مارچ 2020ء کے دوران ٹرف کے متعارف کرائے جانے کے بعد سے ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے (شکل6.26)۔[55]

مالی سال 22ء کے دوران ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل کے علاوہ، سوتی کپڑے میں 26.8 فیصد نمو درج کی گئی جو بڑھ کر 2.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا؛ نیز سوتی دھاگے کی بر آمدات 18.6 فیصد نمو سے بڑھ کر 1.2 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ ان مصنوعات میں اضافہ بنیادی طور پر کپاس کی بلند 'قیمتوں کی وجہ سے ہوا۔ چونکہ دونوں درمیانی مصنوعات کی ملکی طلب کافی مضبوط تھی، لہٰذا ان کے حجم میں اضافہ یا تو منفی (دھاگا) تھا یا برائے نام (کپڑا)۔

نان ٹیکسٹائل بر آمدات نے بر آمدی اساس کو وسیع کیا

مالی سال 22ء کے دوران نان ٹیکسٹائل بر آمدات 25.7 فیصد نمو کے ساتھ 12.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اہم بات یہ ہے کہ دورانِ سال بڑھتے ہوئے حجم کا حصہ نان ٹیکسٹائل بر آمدات میں نمایاں تھا۔ اہم اشیا میں زرعی خوراک کی مصنوعات شامل ہیں — چاول، تل کے بیج، اور مکئی (بھٹہ)؛ صاف تانبا؛ پیٹرولیم خام (کنڈینسیٹ)؛ ایتھائل الکحل؛ چمڑے کے ملبوسات اور دستانے (جدول6.8)۔

[54] مالی سال 17ء تا مالی سال 21ء کی اوسط کے مقابلے میں، مالی سال 22ء کے دوران ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات میں 89 فیصد اضافہ ہوا۔

[55] ٹرف ایک رعایتی نومالکاری کی سہولت ہے جس کا مقصد سرمایہ کاری — نئی اور توسیع — اور / یا توازن، جدت کاری اور تبدیلی (بی ایم آر)۔ کو فروغ دینا ہے اس کی میعاد مارچ 2021ء میں ختم ہو گئی تھی۔ تاہم، اس کے تحت ادائیگیاں مارچ-21ء کے بعد بھی جاری رہیں۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان . واضح رہے کہ معین سرمایہ کاری، جیسا کہ ٹرف / ایل ٹی ایف ایف کے تحت، کا اثر کسی فرم کی پیداوار پر کسی قدر تاخیر کے بعد دکھائی دیتا ہے۔ لہذا، گذشتہ دو برسوں میں کی گئی اس طرح کی سرمایہ کاریوں کا ٹیکسٹائل کی صنعت کی پیداوار پر مجموعی اثر پڑا۔

زرعی خوراک کی برآمدات

مالی سال 22ء کے دوران زرعی خوراک کے شعبے کی برآمدات، جو ٹیکسٹائل کے شعبے کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں، 1.0 ارب ڈالر نمو سے بڑھ کر 5.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ مالی سال 22ء میں چاول، تل کے بیج، اور مکئی (بھٹہ) سمیت اہم زرعی خوراک کی برآمدات کی بہتر پیداوار کے ساتھ بڑھتی ہوئی طلب نے دورانِ سال نان ٹیکسٹائل کی نمو کو تیز کر دیا۔

چاول

مالی سال 22ء کے دوران چاول کی برآمدات 23 فیصد اضافے سے 2.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ گذشتہ برس یہ جمود کا شکار رہیں۔ یہ نمو حجم کی بنا پر ہوئی کیونکہ اوسط برآمدی اکائی مالیتیں گذشتہ برس کے مقابلے میں کم تھیں۔ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 22ء میں چاول کی پیداوار 9.3 ملین ٹن کی ریکارڈ بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ـــ سال بسال 0.9 ملین ٹن زائد، جس سے قابلِ برآمد فاضل میں اضافہ ہوا۔ دوسری جانب چاول کی برآمدی قیمتیں برقرار رہیں کیونکہ دورانِ سال اوسط برآمدی اکائی مالیت میں 8.9 فیصد کمی واقع ہوئی۔ بمپر فصل اور مسابقتی قیمتوں کے ساتھ، پاکستان گذشتہ برس کے مقابلے میں 35 فیصد زیادہ اناج بھیجنے میں کامیاب رہا، جس کے نتیجے میں بلند ترسیلات (شپمنٹس) نے قیمتوں کے منفی اثرات کو ختم کر دیا۔

ملائیشیا اور چین سے بلند طلب کے ساتھ مجموعی اضافے میں غیر باسمتی چاول کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔[56] یو ایس ڈی اے کی رپورٹ نے قیمت کی مسابقت کو ملائیشیا سے بڑھتی ہوئی طلب کا بنیادی عنصر قرار دیا ہے؛ پاکستان سے ملائیشیا کی درآمدات کی اکائی مالیت 2020ء میں 500 ڈالر فی ٹن سے کم ہو کر 2021ء میں 455 ڈالر فی ٹن رہ گئی (**شکل 6.27**)۔[57]، [58] رپورٹ میں مزید بتایا گیا کہ 2021ء کے دوران پاکستان نے ملائیشیا کو چاول برآمد کرنے والے دوسرے بڑے ملک کے طور پر ویتنام کی جگہ لے لی۔

چین کے ضمن میں، ٹوٹا چاول کی طلب زیادہ تھی۔ اس کی بنیادی وجہ چین میں مکئی کی بلند قیمتیں تھیں، جن کے باعث ٹوٹا چاول نے فیڈ اسٹاک کے طور پر استعمال ہونے والی مکئی کے متبادل کی جگہ لے لی۔ 2022ء میں چاول کی مسلسل تیسرے سال کم از کم امدادی قیمت (ایم ایس پی) میں اضافے کے دوران، چین میں اس کی بلند قیمتیں طلب کا رخ درآمدی چاول کی جانب موڑنے کا باعث بنیں۔ آخراً، چین نے پاکستان سے چاول کے مزید سات تاجروں کو رجسٹر کیا تھا۔[59]

شکل 6.27: ملائشیا کی چاول کی درآمدات کی اکائی مالیت کا موازنہ

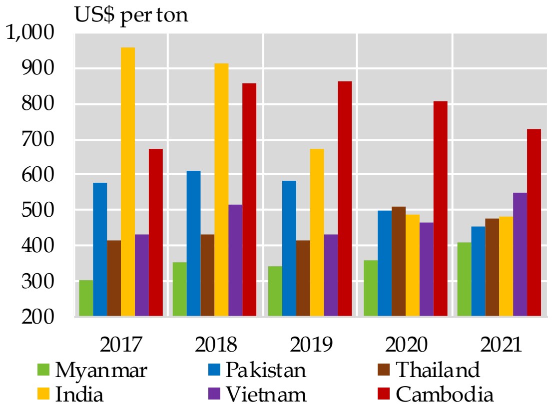

Source: Trade Data Monitor via USDA

مالی سال 22ء میں باسمتی چاول کی برآمدات 22 فیصد اضافے کے ساتھ 694.5 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس کی کمی کے بعد مضبوطی سے بحال ہوئیں۔ متحدہ عرب امارات کو ترسیل میں نمایاں اضافہ ہوا۔[60] مالی سال

---

[56] جولائی تا مئی مالی سال 22ء کے دوران پاکستان کی غیر باسمتی اقسام کی برآمدات میں ملائیشیا کا حصہ 10.2 فیصد ہو گیا جبکہ جولائی تا مئی مالی سال 21ء میں یہ 4.4 فیصد تھا۔ اسی مدت کے دوران، ملک کے ٹوٹا چاول کی برآمدات میں چین کا حصہ 48.1 فیصد سے بڑھ کر 66.5 فیصد ہو گیا۔

[57] اناج اور فیڈ سالانہ۔ ملائیشیا 12 اپریل 2022ء۔ غیر ملکی زراعتی خدمت۔ امریکی محکمۂ زراعت۔ اس لنک پر دستیاب ہے:
www.apps.fas.usda.gov/newgainapi/api/Report/DownloadReportByFileName?fileName=Grain%20and%20Feed%20Annual_Kuala%20Lumpur_Malaysia_MY2022-0001.pdf

[58] واضح رہے کہ میانمار (برما) نے 2021ء میں پاکستان کے مقابلے میں کم قیمتوں کی پیشکش کی تھی۔ تاہم، 22-2021ء میں مسلسل کھپت کے دوران مل سے گزارے ہوئے چاول کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے اس کا برآمدی فاضل کم تھا۔ (ڈیٹا کا ماخذ: یو ایس ڈی اے)

[59] ماخذ: اناج: عالمی منڈی اور تجارت۔ مختلف مسائل۔ امریکی محکمۂ زراعت۔ امریکہ

[60] واقعاتی شواہد بتاتے ہیں کہ ایران کے ساتھ باضابطہ مالی روابط کی عدم موجودگی میں پاکستان کے باسمتی چاول کو متحدہ عرب امارات کے راستے ایران بھیج دیا جاتا ہے۔

22ء کے دوران پاکستان کے باسمتی چاول کی ترسیل میں متحدہ عرب امارات کا حصہ بڑھ کر 22.2 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 11.9 فیصد تھا۔

تل

جولائی تا مئی مالی سال 22ء میں تل میں 108 فیصد کی ضخیم نمو ہوئی اور یہ بڑھ کر 183.9 ملین ڈالر تک پہنچ گئے۔ پاکستان کی تل کی پیداوار میں گذشتہ چند برسوں کے دوران تیزی سے اضافہ ہوا ہے (**شکل 6.28**)۔[61] واقعاتی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ کسان بیجوں کی کاشت میں روز افزوں دلچسپی لے رہے ہیں، کیونکہ وہ بلند برآمدی اکائی مالیتوں کی پیش کش کرتے ہیں۔[62]

شکل 6.28: پاکستان کی تل کی پیداوار، برآمدات اور چین کا حصہ

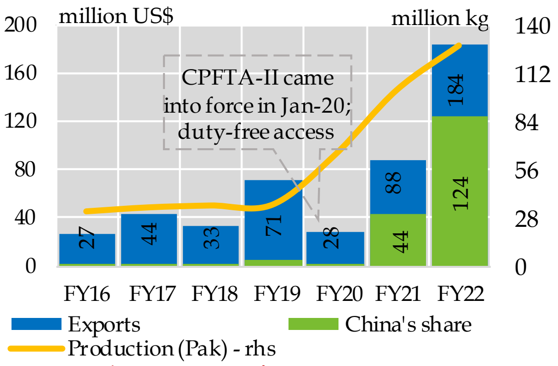

Source: Pakistan Bureau of Statistics & Economic Survey of Pakistan 2021-22

طلب کے لحاظ سے، تقریباً تمام اضافہ چین کو بلند ترسیل سے ہوا۔ سی پی ایف ٹی اے فیز II کے تحت، پاکستان کے تل ان مصنوعات میں شامل تھے جنھیں چین تک ڈیوٹی فری رسائی حاصل تھی- ایک ایسی مارکیٹ جس میں بیجوں کے تیل اور خوراک میں دیگر استعمالات کے لیے زبردست طلب ہے۔[63]

مکئی

مالی سال 22ء کے دوران مکئی (بھٹے) کی برآمدات 239.4 ملین ڈالر ہو گئیں جبکہ مالی سال 21ء کے دوران یہ 18.6 ملین ڈالر تھیں، نیز حجم 84.5 ہزار ٹن سے نمایاں طور پر بڑھ کر مالی سال 22ء میں 755.2 ہزار ٹن ہو گیا۔ اہم مقامات میں ویتنام اور ملائیشیا شامل تھے۔ مکئی اکثر فیڈ اسٹاک کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ ویتنام، جہاں پاکستان نے مالی سال 22ء کے دوران 139.7 ملین ڈالر مالیت کی مکئی درآمد کی جبکہ گذشتہ برس یہ 11.9 ملین ڈالر تھیں، وہ گذشتہ کئی برسوں سے اپنی پیداوار کو درآمدات کے ساتھ بدل رہا ہے۔[64] مالی سال 22ء کے دوران، ویتنام نے فیڈ اسٹاک میں استعمال کرنے کے لیے امریکہ سے گندم کی مہنگی درآمدات کو جزوی طور پر مکئی کی درآمدات کے ساتھ بدل دیا تھا۔[65] مزید برآں، بین الاقوامی طلب کو پورا کرنے کے لیے پاکستان سے وافر رسد دستیاب تھی۔[66]

دیگر نان ٹیکسٹائل برآمدات

ایتھانول (ایتھائل الکحل)

مالی سال 22ء کے دوران ایتھانول کی برآمدات 80 فیصد اضافے سے 544.9 ملین ڈالر ہو گئیں۔ یہ تمام حجم پر مبنی اضافہ تھا، جس میں چین اور یورپی ممالک —خاص طور پر نیدرلینڈز، اٹلی اور اسپین— نے سب سے زیادہ سال بسال اضافہ کیا۔ ایتھانول، جو اکثر بائیوفیول کے طور پر استعمال ہوتا ہے، بنیادی طور پر پاکستان میں گنے کی تخمیر (fermentation) سے تیار کیا جاتا ہے۔ ایتھانول کی برآمدات گذشتہ برس گنے کی پیداوار سے منسلک ہے (**شکل 6.29**)۔ مالی سال 21ء کے دوران گنے کی پیداوار میں 22 فیصد اضافہ ہوا، جس سے مالی سال 22ء میں اس کی برآمدات بڑھ گئیں۔

---

[61] مالی سال 22ء کے دوران تل کی پیداوار 128 ملین کلوگرام ہوگئی جبکہ مالی سال 21ء میں 102 ملین کلوگرام تھی (عبوری)؛ مالی سال 18ء میں یہ 36 ملین کلوگرام تھی۔ ماخذ: اقتصادی سروے پاکستان 2021-22ء

[62] مزید برآں، حالیہ برسوں میں پنجاب میں تل کی پیداوار میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ مالی سال 16ء تا مالی سال 21ء کے دوران اس میں 1.5 گنا اضافہ ہوا۔ ماخذ: کراپ رپورٹنگ سروسز، حکومت پنجاب

[63] چین کی تل کی کل درآمدات (کاشت کے لیے نہیں) 2020ء کے 1.0 ارب کلوگرام سے بڑھ کر 2021ء میں 1.2 ارب کلوگرام ہو گئیں؛ 2018ء میں یہ 828 ملین کلوگرام تھے۔ ماخذ: چائنا کسٹمز کے اعداد و شمار

[64] ماخذ: www.fas.usda.gov/data/vietnam-feed-importing-powerhouse#:~:text=Vietnam%20has%20turned%20to%20imports,importer%20globally%20in%202021%2F22

[65] ماخذ: www.agflow.com/agricultural-markets/vietnam-corn-imports-rise-while-wheat-tumbles/

[66] مالی سال 22ء کے دوران مکئی کی پیداوار میں 19 فیصد اضافے کا تخمینہ لگایا گیا تھا، جو 10.6 ملین کلوگرام کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ ماخذ: اقتصادی سروے پاکستان 2021-22ء

شکل 6.29: پاکستان کی ایتھانول کی برآمدات اور گنے کی پیداوار

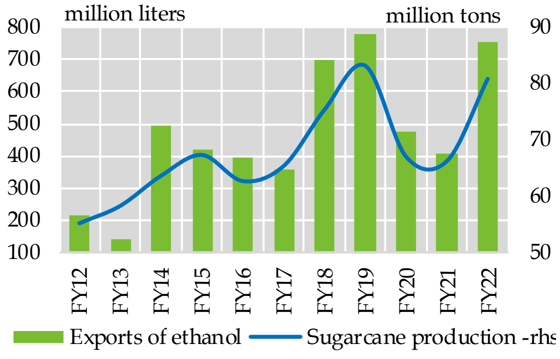

Sugarcane production data is plotted with lag of one year.
Source: Pakistan Bureau of Statistics and Pakistan Economic Survey 2021-22

صاف تانبا

مالی سال 22ء کے دوران صاف تانبے کی برآمدات 733.7 ملین ڈالر ہو گئیں جو مالی سال 21ء کے 422.7 ملین ڈالر سے تقریباً دگنی تھیں۔ تمام تر اضافے کی وجہ چین کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ پاکستان جنوری 2020ء سے سی پی ایف ٹی اے فیز II کے تحت چینی مارکیٹ تک ڈیوٹی فری رسائی حاصل کر رہا ہے۔ دورانِ سال تانبے کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں نے بھی پاکستان کی تانبے کی برآمدات کو نمایاں طور پر سہارا دیا (**شکل 6.30**)، کیونکہ مالی سال 22ء میں برآمدی اکائی مالیت میں سال بسال 51.1 فیصد اضافہ ہوا۔

شکل 6.30: پاکستانی تانبے کی چین کو برآمدات کی تفصیل

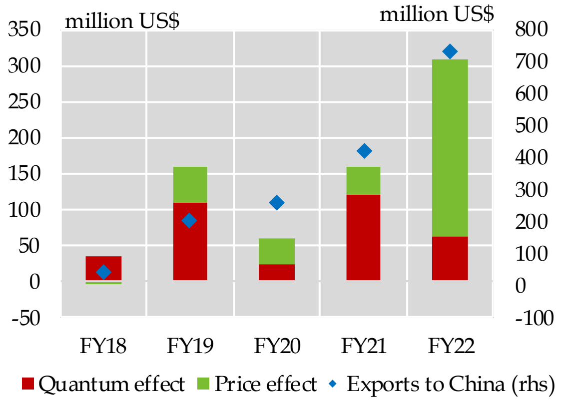

Source: PBS, World Bank & SBP calculations

پیٹرولیم خام

پیٹرولیم خام (کنڈینسیٹ) کی برآمدات 152.2 ملین ڈالر کے اضافے سے 259 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ حجم اور قیمت دونوں کے اثرات مثبت تھے، جبکہ خام تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے مؤخر الذکر کا حصہ غالب رہا۔ گذشتہ برس کے پست اساسی اثر کا حجم پر جزوی اثر پڑا۔ مزید برآں، تھائی لینڈ کی درآمد شدہ خام اور کنڈینسیٹ کی طلب بڑھ گئی کیونکہ لاک ڈاؤن کے بعد اقتصادی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔[67]

پھل

مالی سال 22ء کے دوران پھلوں کی برآمدات گذشتہ برس کی سطح پر رک گئیں۔ پھلوں کی برآمدات کے حجم میں کمی ہوئی کیونکہ جولائی تا جون مالی سال 22ء کے دوران ملک کے پھلوں کی برآمد کے سب سے بڑے زمرے یعنی کنو کے حجم میں 51.5 فیصد سال بسال کی نمایاں کمی واقع ہوئی تھی۔ بنیادی طور پر سیاسی تبدیلیوں کے نتیجے میں باہمی تجارت میں سست روی کی وجہ سے افغانستان کو برآمدات میں کمی آئی۔ اس کمی نے چلغوزے کی ترسیلات میں اضافے کا اثر زائل کر دیا، جس میں مالی سال 22ء کے دوران چھ گنا کا سال بسال اضافہ ہو گیا تھا۔

درآمدات

مالی سال 22ء کے دوران پاکستان کی درآمدات سال بسال 42.1 فیصد اضافے سے 80.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 56.4 ارب ڈالر تھیں۔ اس اضافے کی اہم وجہ اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں تھیں۔ بالخصوص، دورانِ سال درآمدات میں ہونے والا تقریباً نصف اضافہ محض پٹرولیم خام اور مصنوعات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے ہوا۔ اس کے علاوہ، کووِڈ ویکسین درآمد کرنے کی ضرورت اور ملکی اقتصادی سرگرمیوں میں توسیع نے بھی کچھ سرمایہ جاتی اشیا اور خام مال کی درآمد کی مقدار کو بڑھا دیا۔

خاص طور پر، مالی سال 22 کی پہلی دو سہ ماہیوں کے دوران توانائی اور غیر توانائی کی درآمدات کی رفتار میں تسلسل دکھائی دیا (**شکل 6.31**)۔ درآمدی طلب پر قابو پانے کے لیے، اسٹیٹ بینک نے مختلف پالیسی اقدامات متعارف

[67] ماخذ: www.spglobal.com/commodityinsights/en/market-insights/latest-news/oil/050522-thailand-ramps-up-crude-imports-to-feed-high-refinery-runs-amid-tourism-revival

کرائے۔[68] کووڈ ویکسین کی درآمد میں کمی کے ساتھ ساتھ ان اقدامات نے درآمدات میں اضافے کی رفتار کو روک دیا، جس میں جنوری اور فروری 2022ء کے دوران ماہانہ بنیاد پر کمی درج کی گئی۔

شکل 6.31: مجموعی توانائی اور غیر توانائی درآمدات میں سال بسال تبدیلی

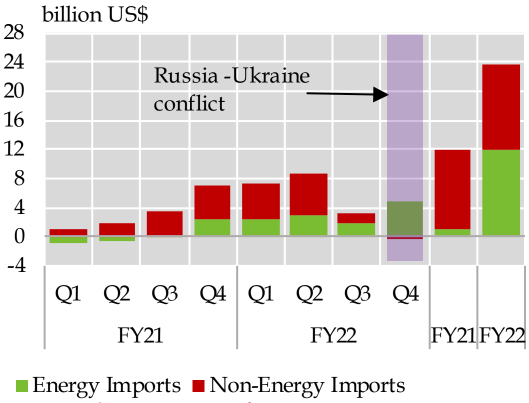

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.32: اجناس کی قیمتوں کے عالمی سہ ماہی اشاریوں میں نمو

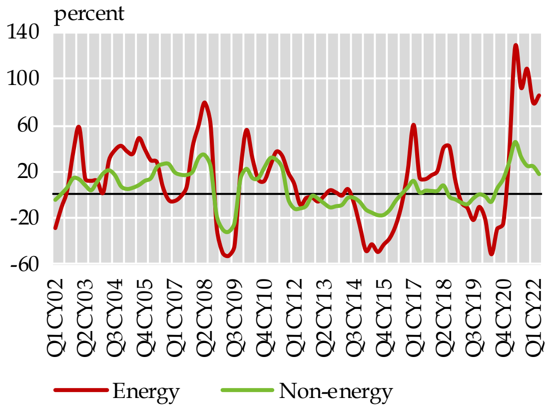

Source: World Bank

تاہم، روس-یوکرین تنازعے نے عالمی اجناس کی منڈی کو نئی تحریک دی۔ مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران توانائی اور غیر توانائی کی مصنوعات دونوں کی قیمتیں کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں۔ (**شکل 6.32** اور **6.33**) اس نے سست پڑتی ہوئی درآمدات کو از سرِ نو تقویت بخشی، اس طرح مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی میں سال بسال سہ ماہی نمو بڑھ کر 21.7 فیصد ہوگئی اور بر آمدات 18.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔[69] نتیجتاً، مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی سے توانائی کی درآمد درآمدی نمو پر غالب آنا شروع ہوگئیں۔[70]

شکل 6.33: درآمدی نمو میں بلحاظِ شعبہ حصہ

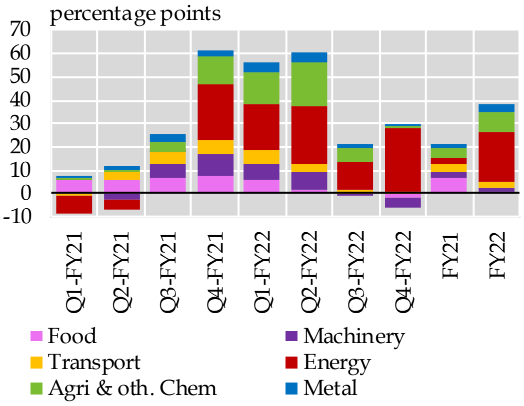

Source: Pakistan Bureau of Statistics & SBP calculations

توانائی کی درآمدات کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے دوران، ملک میں سیاسی عدم استحکام اور آئی ایم ایف پروگرام کے حوالے سے غیر یقینی صورتِ حال رہی، روپے پر دباؤ برقرار رہا، اور مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران اس کی قدر میں 10.4 فیصد کی کمی آئی۔ نتیجتاً، اسٹیٹ بینک نے انتظامِ طلب کے اضافی اقدامات متعارف کرائے جیسے، درآمدات پر سی ایم آر کو راغب کرنے والی مصنوعات کی فہرست میں مزید 177 اشیا کا اضافہ،[71] اور پالیسی

[68] متعلقہ محتاطیہ ضوابط (www.sbp.org.pk/bprd/2021/CL29.htm) میں ترمیم کرکے صارفین کی مالکاری کو محدود کرنا، درآمدات پر سی ایم آر کو راغب کرنے والی اشیا کی فہرست کو بڑھانا ان میں شامل ہے۔ (https://www.sbp.org.pk/bprd/2021/CL30.htm)، بینکوں کے لیے مطلوبہ نقد محفوظ کی ضروریات (سی آر آر) کو 100 بی پی ایس تک بڑھانا (www.sbp.org.pk/dmmd/2021/C20.htm) اور پالیسی ریٹ کو 275 بی پی ایس تک بڑھانا۔

[69] مارچ 2022ء میں ماہ بہ ماہ بنیاد پر درآمدات میں 9.5 فیصد اضافہ ہوا۔ اگرچہ، توانائی کی درآمدات میں 1.0 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی، تاہم مالی سال 22ء کی گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی میں غیر توانائی کی درآمدات میں 2.6 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی ہے۔

[70] مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی کی درآمدات کے 21.3 فیصد اضافے میں توانائی کی درآمدات کا حصہ 12 فیصدی درجات تھا۔

[71] بی پی آر ڈی سرکلر نمبر 09 برائے 07 اپریل 2022ء (اس لنک پر دستیاب ہے www.sbp.org.pk/bprd/2022/CL9.htm)

ریٹس میں اضافہ۔[72] مزید برآں، حکومت نے مئی 2022ء میں بعض غیر ضروری اشیا کی درآمدات پر بھی پابندی عائد کر دی۔ نتیجتاً، مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی میں غیر توانائی کی درآمدات میں سال بسال کمی دکھائی دی، اگرچہ یہ 2.4 فیصد کی معمولی کمی تھی۔ تاہم، روس-یوکرین تنازعے کی وجہ سے توانائی کی درآمدات میں 123.7 فیصد سال بسال اضافے نے مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران درآمدات کو 26.0 فیصد سال بسال نمو کے ساتھ 21.3 ارب ڈالر تک پہنچا دیا (**شکل 6.31**)۔[73]

مجموعی طور پر، مالی سال 22ء کے دوران قیمت کا اثر بیشتر درآمدات پر غالب رہا، خاص طور پر توانائی کی مصنوعات اور کچھ غیر توانائی کی مصنوعات، جیسے پام آئل، کھاد اور فولاد کے سکریپ کے ضمن میں (**جدول 6.9**)۔[74]

مالی سال 22ء کی درآمدات میں توانائی کا حصہ نمایاں تھا

مالی سال 22ء کے دوران پاکستان کا توانائی کا درآمدی بل 23.3 ارب ڈالر ہو گیا جو مالی سال 21ء کے 11.4 ارب ڈالر سے دگنا سے زیادہ تھا۔[75] نتیجتاً، مالی سال 22ء کے دوران مجموعی درآمدات میں توانائی کا حصہ بڑھ کر 29 فیصد ہو گیا، جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 20 فیصد تھا (**شکل 6.34**)۔

مالی سال 22ء کے دوران توانائی کی مصنوعات کی قیمتیں جیسے خام تیل، قدرتی گیس اور کوئلے کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا، بالخصوص پہلی ششماہی میں اس کی وجہ ان مصنوعات کی طلب اور رسد کو متاثر کرنے والے متعدد عوامل تھے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ کووڈ دھچکے کے بعد معاشی سرگرمیوں کو بحال کرنے کے لیے فراہم کیے گئے معاشی محرک کے نتیجے میں 2021ء کے دوران بیشتر ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی معیشتوں میں توقع سے زیادہ مضبوط بحالی ہوئی۔[76] تاہم، اوپیک پلس کے ارا کین کے پیداواری کوٹے کی پابندی کے باعث توانائی کی مصنوعات کی فراہمی کم رہی۔

دوسری طرف، کووِڈ کی وجہ سے غیر متوقع مرمتی کام اور پروجیکٹ میں تاخیر نے گیس کی رسد پر بہت زیادہ بوجھ ڈالا۔[77] صورت حال مزید گھمبیر ہو گئی کیونکہ یورپ میں پوَن بجلی کی پیداوار کم ہونے کی وجہ سے توانائی کی کچھ طلب گیس پر منتقل ہو گئی۔ مزید برآں، قحط جیسی صورتِ حال، جس نے برازیل اور کچھ ملحقہ ممالک میں برقابی کی پیداوار کو محدود کر دیا، کے باعث بھی گیس کی طلب بڑھ گئی، جس نے گیس کی طلب اور رسد کے فرق کو مزید بڑھا دیا۔ 2021ء کے دوران، یورپی قدرتی گیس انڈیکس میں ریکارڈ 449.1 فیصد اضافہ ہوا۔ دوسری طرف، 2021ء کے دوران کوئلے کی قیمتوں میں بھی 1060.5 فیصد اضافہ ہوا، کیونکہ بہت سے ممالک بجلی کی پیداوار کے لیے کوئلے کی طرف منتقل ہو گئے۔[78]

شکل 6.34: درآمدات میں بلحاظِ شعبہ حصہ

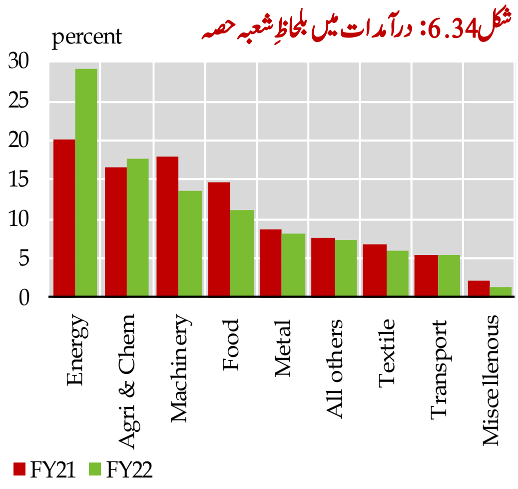

Source: Pakistan Bureau of Statistics

چونکہ پاکستان جزوی طور پر اسپاٹ مارکیٹ سے گیس خرید رہا تھا، ایل این جی کی قیمتوں میں اضافے نے اس کی توانائی کی رسدی زنجیر کو متاثر کیا اور ملک میں

[72] مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی میں پالیسی ریٹ بڑھ کر 400 بی پی ایس ہو گیا۔

[73] مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کی درآمدات کے 26.2 فیصد اضافے میں توانائی کی درآمدات کا مجموعی حصہ 28 فیصدی درجات تھا۔

[74] حکومت نے مئی 2022ء میں بعض غیر ضروری اشیا کی درآمد پر بھی دوماہ کے لیے پابندی عائد کر دی تھی۔ (ماخذ: ایس آر او 598(1)/2022ء، 19 مئی 2022ء، وزارتِ تجارت)

[75] مجموعی طور پر، مالی سال 22ء کے دوران مجموعی درآمدات کے 42.1 فیصد اضافے میں توانائی کا حصہ 21.3 فیصدی درجات تھا (**شکل 6.37**)۔

[76] اس کے علاوہ، کووڈ دھچکے کے تناظر میں فروری 2020ء سے فروری 2021ء کے دوران اجناس کی قیمتوں میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ یہ پست اساس مالی سال 22ء میں تیز سال بسال نمو کا باعث بنی۔

[77] مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر، بورڈ آف ڈائریکٹرز کی ششماہی رپورٹ 22-2021ء (ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان)

[78] جنوب افریقی کوئلے کا اشاریہ۔ (ماخذ: عالمی بینک)

گیس پر مبنی بجلی کی پیداوار محدود ہوگئی۔[79] تاہم، ملک نے بڑھتی ہوئی معیشت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے توانائی کی درآمد جاری رکھی۔ چنانچہ، مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدات کے 65.6 فیصد سال بسال اضافے میں توانائی کا حصہ تقریباً ایک تہائی ہو گیا۔

ممالک میں اقتصادی سرگرمیوں کی رفتار میں کمی کے دوران، مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی کے آغاز میں توانائی کی قیمتیں کم ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ تاہم، فروری 2022ء میں روس-یوکرین تنازعے کے پھوٹ پڑنے سے کم ہوتی قیمتوں کو نئی تحریک ملی (**شکل 6.35**)۔ روسی خام تیل، گیس، کوئلے اور پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد پر پابندی کی شکل میں روس پر مجوزہ پابندیوں نے توانائی کی مارکیٹ کو ہلا کر رکھ دیا۔[80] اس کے علاوہ، مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی میں انگولا اور نائیجیریا میں پیداوار میں طویل تعطل، اور اوپیک پلس پیداوار میں معمولی اضافے نے تیل کی قیمتیں بلند سطح پر رکھیں۔[81] مزید برآں، روس کی طرف سے بعض یورپی اور غیر یورپی توانائی کمپنیوں پر لگائی گئی جوابی پابندی،[82] اور یورپ کو روسی گیس کی رسد میں متوقع کٹوتی نے گیس اور کوئلے کی قیمتوں کو نئی بلندیوں پر پہنچا دیا۔[83] ان پیش رفتوں سے ہم آہنگ، مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی میں پاکستان کا توانائی کا درآمدی بل 13.1 ارب ڈالر تک بڑھ گیا، جو مالی سال 21ء کی دوسری ششماہی میں 6.6 ارب ڈالر تھا (**شکل 6.35**)۔

غیر توانائی درآمدات

مالی سال 22ء کے دوران غیر توانائی درآمدات 16.7 فیصد نمو سے 52.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں (**شکل 6.41**)۔ اگرچہ، مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی میں اس کی نمو کافی حد تک کم ہو کر 19.9 فیصد رہ گئی، تاہم مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں 38.2 فیصد نمو دکھائی دی تھی، کیونکہ اسٹیٹ بینک کے اقدامات کے نتائج دکھائی دینے لگے تھے۔ دورانِ سال زراعت اور دیگر کیمیکلز، ٹرانسپورٹ، مشینری اور دھاتوں جیسے گروپوں نے غیر توانائی درآمدات کی نمو میں نمایاں حصہ ڈالا (**شکل 6.32**)۔

شکل 6.35: مالی سال 22ء کے دوران توانائی کی درآمدات کی نمو میں قیمت

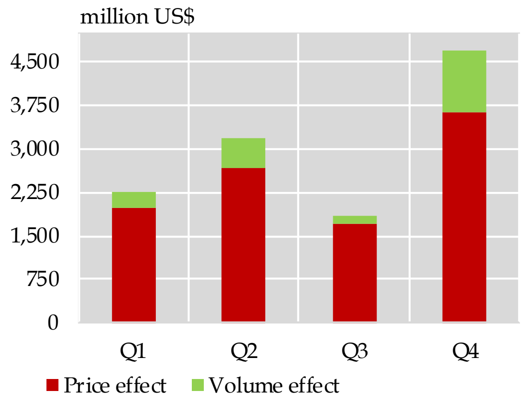

Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 22ء کے دوران کووڈ ویکسینز درآمدی نمو کا ایک اہم محرک بنی رہیں

مالی سال 22ء میں زراعت اور کیمیکل گروپ کے حصے میں نمایاں اضافہ دکھائی دیا، جس کی بڑی وجہ پہلی ششماہی میں کووڈ ویکسینز کی خریداری ہے (**شکل 6.34**)۔ نمو میں حصے کے لحاظ سے، اس گروپ نے مالی سال 22ء کے دوران 42.1 فیصد کی درآمدی نمو میں تقریباً 9 فیصدی درجات کا حصہ ڈالا (**شکل 6.32**)۔ مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی میں انفیکشن کے تناسب میں کمی کے ساتھ کووڈ ویکسین کی خریداری نمایاں طور پر سست پڑ گئی۔

[79] S&P Commodity insight. Available at: www.spglobal.com/commodityinsights/en/market-insights/latest-news/energy-transition/072022-fuel-shortages-hit-nearly-a-quarter-of-pakistans-operational-power-plants

[80] امریکہ نے روسی خام اور قدرتی گیس، بعض پٹرولیم مصنوعات اور کوئلے کی درآمد پر پابندی عائد کر دی۔ امریکہ نے 2021ء میں روس سے تقریباً 700,000 بیرل یومیہ خام تیل اور ریفائنڈ پٹرولیم مصنوعات درآمد کیں۔ ماخذ: وائٹ ہاؤس کا بیان-08 مارچ 2022ء، اس لنک پر دستیاب ہے: www.whitehouse.gov/briefing-room/statements-releases/2022/03/08/fact-sheet-united-states-bans-imports-of-russian-oil-liquefied-natural-gas-and-coal/

[81] اجناسی منڈی کا منظر نامہ-اپریل 2022ء (ماخذ: عالمی بینک)

[82] روس نے یورپی یونین میں گیزپروم کی سابق ذیلی کمپنیوں سمیت توانائی کی 31 کمپنیوں پر پابندیاں لگا دیں (ماخذ: www.tass.com/economy/1449571)

[83] ماخذ: www.reuters.com/business/energy/gazprom-may-lose-third-its-gas-exports-europe-2022-analysts-2022-04-22/

جدول 6.9: مالی سال 22ء میں پاکستان کی اہم برآمدات

ملین ڈالر

اجزا	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	مطلق تبدیلی	حجم کا اثر	قیمت کا اثر
توانائی گروپ	**11,358**	**23,312**	**11,954**	**1,886**	**10,068**
پیٹرولیم مصنوعات	5,160	12,066	6,906	1,459	5,447
خام تیل	3,107	5,597	2,489	164	2,326
ایل این جی	2,617	4,988	2,371	291	2,079
زراعت اور کیمیکل	**9,300**	**14,080**	**4,780**	**-**	**-**
کھاد	719	845	126	-195.4	321.8
پلاسٹک میٹیریلز	2473	3134	661	84.1	577.4
طبی مصنوعات	1390	4062	2672	2040.3	631.3
دیگر کیمیکلز	4529	5837	1308		
ٹرانسپورٹ گروپ	**2,987**	**4,456**	**1,468**	**-**	**-**
گاڑیاں	1,376	2,009	633	-	-
سی بی یوز	256	310	54	-	-
سی کے ڈیز	1,120	1,698	578	-	-
ٹرک اور بسیں	515	964	449	-	-
ہوائی اور بحری جہاز	514	761	248	-	-
دھاتی گروپ	**4,897**	**6,522**	**1,625**	**-**	**-**
فولاد اسکریپ	1,858	2,304	446	-350	797
لوہا اور فولاد	1,960	2,936	976	309	667
غذائی گروپ	**8,348**	**9,012**	**664**	**-**	**-**
گندم	983	795	-189	-383	194
چینی	129	192	63	14	49
پام آئل	2669	3548	879	-330	1209
ٹیکسٹائل گروپ	**3,866**	**4,785**	**919**	**-**	**-**
خام کپاس	1,480	1,828	348	-140	488
سنتھیٹک دھاگا	656	878	223	-50	273
مشینری گروپ	**10,147**	**10,915**	**768**	**-**	**-**
بجلی کی پیداوار	1,912	1,471	-442	-	-
الیکٹریکل	1,664	1,930	265	-	-
سیل فونز	2,065	1,978	-87	-	-
دیگر مشینری	2,688	3,192	503	-	-
دیگر تمام اشیا	**4,259**	**5,875**	**1,616**	**-**	**-**
تمام درآمدات	**56,380**	**80,143**	**23,763**	**-**	**-**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

سال 22ء کے دوران پاکستان نے 3.2 ارب ڈالر مالیت کی کووڈ ویکسینز درآمد کیں، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 525.1 ملین ڈالر کی تھیں (**شکل 6.37**)۔ اگرچہ مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی میں کووڈ کا پھیلاؤ کنٹرول میں رہا، کیونکہ نئے کیسز کی تعداد برائے نام رہ گئی، تاہم ملک نے کمزور لوگوں کو بوسٹر ڈوز فراہم کرنے کے لیے کووڈ ویکسینز کی درآمد جاری رکھی۔ جنوری جون مالی سال 22ء کے دوران، پاکستان نے 414 ملین ڈالر کی کووڈ ویکسین درآمد کیں۔

ویکسین کے علاوہ، ملک نے مالی سال 22ء کے دوران اینٹی بائیوٹکس، اور دیگر مدافعتی ادویات اور مصنوعات درآمد کیں، جس سے مالی سال 22ء میں طبی مصنوعات کی درآمدات میں بھی اضافہ ہوا (**شکل 6.37**)۔

شکل 6.36: غیر توانائی درآمدات

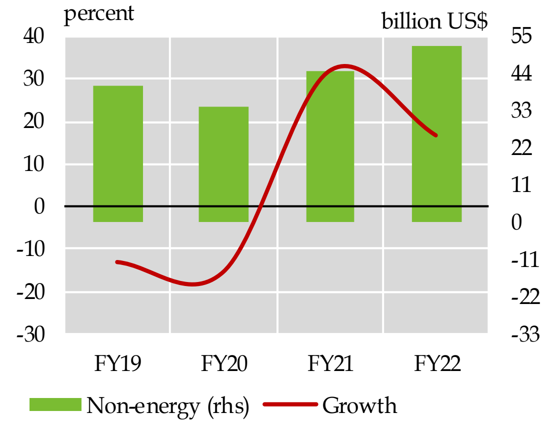

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.37: بشمول ویکسین طبی مصنوعات کی درآمد

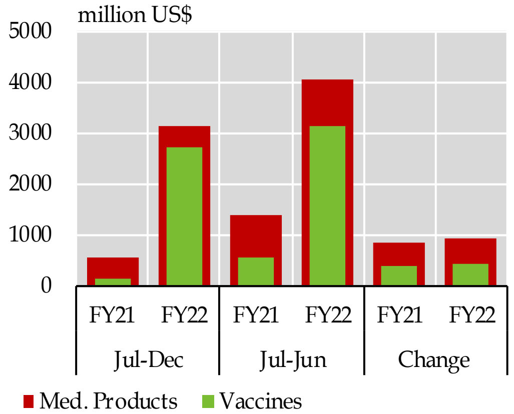

Source: Pakistan Bureau of Statistics

مزید برآں، مالی سال 22ء میں پلاسٹک کے مواد، دیگر کیمیکلز اور کھادوں کی درآمد میں بھی نمایاں اضافہ ہوا (**شکل 6.38**)۔ پلاسٹک کے مواد اور دیگر کیمیکلز دونوں میں زیادہ تر خام مال شامل ہیں، جو صنعتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ لہٰذا، بڑھتی ہوئی معاشی سرگرمیوں کے نے ان مصنوعات کی درآمدات میں اضافے کی معاونت کی۔ دوسری طرف، مالی سال 22ء میں کھاد کی درآمد میں 27.2 فیصد کی کمی دیکھی گئی، جس کی وجہ کھاد کی بڑھتی ہوئی قیمتیں تھیں۔ قدرتی گیس کی قیمتوں میں ریکارڈ اضافے کا اثر کھاد کی قیمتوں پر پڑا، کیونکہ کھاد کی پیداوار میں قدرتی گیس فیڈ اسٹاک کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

شکل 6.38: زراعت اور دیگر کیمیکلز کی درآمدات

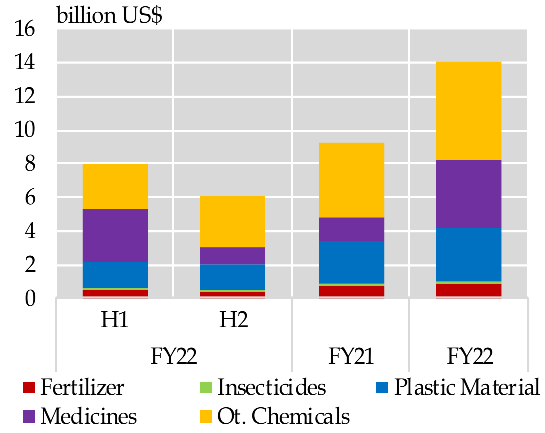

Source: Pakistan Bureau of Statistics

ٹرانسپورٹ کی درآمدات میں مضبوط اضافہ دکھائی دیا

مالی سال 22ء کے دوران ٹرانسپورٹ گروپ کی درآمد بڑھ کر 4.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئی، جو گزشتہ برس کے مقابلے میں 49.1 فیصد زیادہ ہے۔ موافق زری پالیسی موقف، اور بڑھتی ہوئی آمدنی نے گزشتہ برس سے گاڑیوں کی طلب کو تقویت دی تھی۔ یہ رفتار مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری رہی، کیونکہ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں اشیا کی درآمدات میں دگنا سے زائد اضافہ ہوا اور وہ 2.3 ارب ڈالر ہو گئیں جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں یہ 1.1 ارب ڈالر تھیں۔ تاہم، طلب کو دبانے کے اقدامات اور قیمتوں میں تیزی سے اضافہ، نیز شرحِ مبادلہ میں نمایاں کمی نے مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی میں اضافے کی رفتار کو سست کر دیا (**شکل 6.39**)۔ ساخت کے لحاظ سے، دورانِ سال ٹرانسپورٹ کی درآمدات میں تقریباً نصف حصہ کاروں، بسوں اور دیگر بھاری گاڑیوں کے الگ الگ پُرزوں کی شکل میں (سی کے ڈی) یونٹس کا تھا (**شکل 6.40**)۔ مجموعی لحاظ سے، اگرچہ ٹرانسپورٹ کی درآمدات میں کاروں کا حصہ غالب رہا، تاہم مالی سال 22ء کے دوران بھاری گاڑیوں (بسوں، ٹرک اور دیگر بھاری گاڑیوں) میں بھی نمایاں اضافہ دکھائی دیا (**شکل 6.41**)۔ مزید برآں، حکومت کی جانب سے بیشتر مکمل ساختہ یونٹس (سی بی یو) کی درآمدات پر پابندی کے باوجود، مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران مکمل ساختہ بھاری گاڑیوں کی درآمدات تقریباً 164.3 فیصد

اضافے سے 336.3 ملین ڈالر ہو گئیں جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 127.3 ملین ڈالر تھیں۔[84]

شکل 6.39: ٹرانسپورٹ کی درآمدات

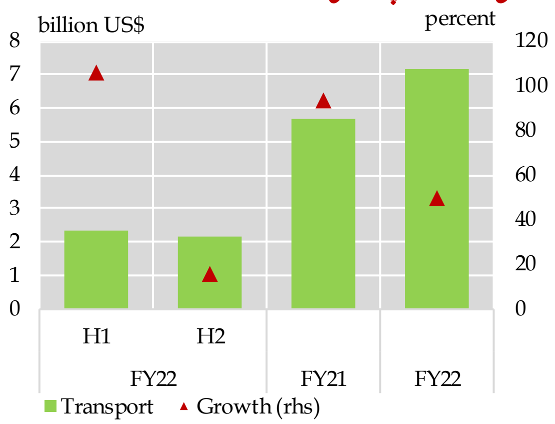

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.40: ٹرانسپورٹ گروپ میں درآمدی نمو میں حصہ

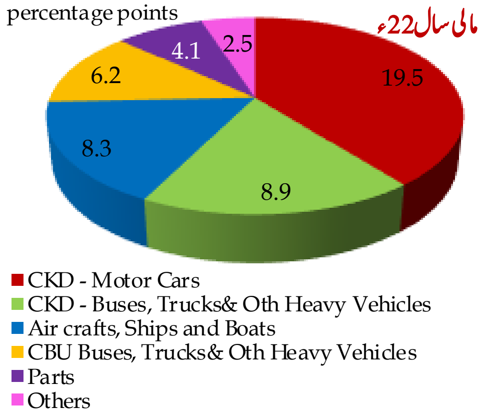

Source: Pakistan Bureau of Statistics

مکمل ساختہ بھاری گاڑیوں کی درآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا جس کی وجوہات یہ تھیں: (i) ملک کے مختلف شہروں میں جاری مختلف بی آر ٹی اسکیموں کے تحت پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی کے لیے بسیں درآمد کی جارہی ہیں؛ (ii)کاروباری اداروں کی طلب، جو ٹرف کی سہولت استعمال کرتے ہوئے اپنی نقل و حمل بڑھا رہی تھیں؛ اور (iii) سستی منی وینز کے لیے گھرانوں کی طلب میں اضافہ، کیونکہ پرانی درآمد شدہ گاڑیوں پر مؤثر درآمدی ڈیوٹی کم ہے۔[85]

شکل 6.41: زمرہ وار ٹرانسپورٹ درآمدات

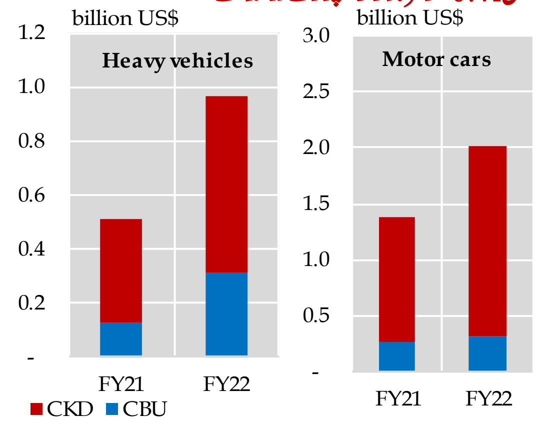

Source: Pakistan Bureau of Statistics

سست روی کے باوجود سیلولر موبائل کی درآمدات نمایاں رہیں

مالی سال 22ء میں مشینری کی درآمدات بڑھ کر 10.9 ارب ڈالر ہو گئیں جبکہ گذشتہ برس 10.1 ارب ڈالر تھیں۔ اگرچہ ٹیلی کام کے آلات، بالخصوص سیلولر موبائل فون، اس گروپ کے اہم شراکت دار رہے، تاہم اس کی درآمدات میں دورانِ سال 4.2 فیصد کی کمی دیکھی گئی (**شکل 6.42**)۔ مطلق لحاظ سے مالی سال 22ء میں پاکستان نے 2.0 ارب ڈالر کے موبائل فون درآمد کیے جو مالی سال 21ء میں 2.1 ارب ڈالر کی درآمدات سے معمولی کم تھے۔

شکل 6.42: مشینری کی درآمدات

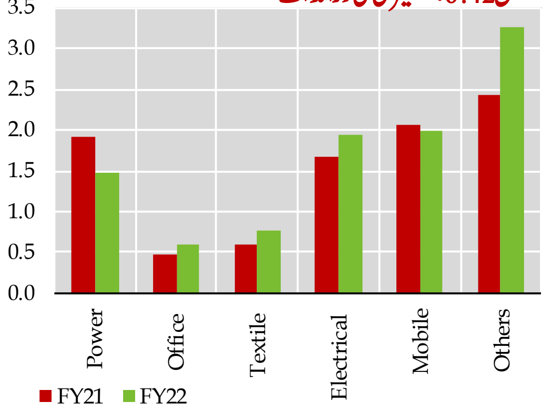

Source: Pakistan Bureau of Statistics

[84] دوسری طرف، مالی سال 22ء کے دوران سی کے ڈی / ایس کے ڈی بھاری گاڑیوں کی درآمدات 68.2 فیصد اضافے سے 652.4 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔

[85] ذاتی سامان کی اسکیم کے تحت، کاروں کی درآمد کی اجازت ہے- جو 03 سال سے زیادہ پرانی نہ ہوں- جبکہ دیگر ان گاڑیوں کی درآمد، جس میں منی وین بھی شامل ہیں- کی اجازت ہے، جو 05 سال سے زیادہ پرانی نہ ہوں۔

مالی سال 22ء میں، موبائل کی درآمدات میں بیشتر سی کے ڈی / ایس کے ڈی یونٹس کا غلبہ تھا کیونکہ متعدد کمپنیوں نے مقامی طور پر پسند کیے جانے والے بین الاقوامی برانڈز تیار کرنے کے لیے پاکستان میں موبائل فون اسمبلی پلانٹس لگائے ہیں۔ اس کی وجہ سے سی بی یو موبائلز کی جگہ سی کے ڈی / ایس کے ڈی موبائل فون کی درآمدات نے لے لی (**شکل 6.43**)۔[86] مزید برآں، حکومت نے مئی 2022ء میں سی بی یو موبائلز کی درآمد پر پابندی عائد کر دی تھی، جس سے موبائل فونز کی درآمدات بھی رُک گئیں۔[87]

شکل 6.43: موبائل کی درآمدات

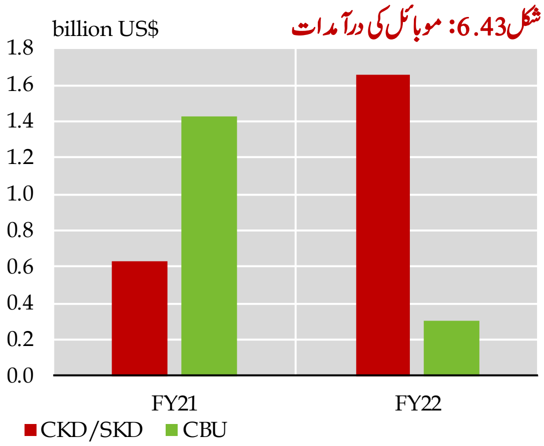

Source: Pakistan Bureau of Statistics

ٹیلی کام کے علاوہ برقی مشینری اور آلات اور ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔ مالی سال 22ء کے دوران برقی مشینری اور آلات کی درآمد بڑھ کر 1.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئی، جو گذشتہ برس 1.7 ارب ڈالر تھی (**شکل 6.42**)۔ اس گروپ کی اہم درآمدات میں فوٹو سینسیٹو سیمی کنڈکٹرز (سولر پینلز) اور الیکٹریکل آلات جیسے اسٹیٹک کنورٹرز، بیٹریاں (لیتھیم آئن)، ملٹی کور کیبلز، اور بورڈز پینلز اور کنسولز شامل ہیں۔

بجلی کی بڑھتی ہوئی لاگت کے دوران، سبز اقدامات جیسے اسٹیٹ بینک کی جانب سے رعایتی قرضے،[88] اور بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کی طرف سے اپنائی گئی نیٹ میٹرنگ،[89] نے گھرانوں اور کاروباری اداروں کو بجلی کے متبادل ذرائع (خاص طور پر سولر پینلز) کی طرف منتقلی کی ترغیب دی۔ نتیجتاً، مالی سال 22ء کے دوران سولر پینلز کی درآمد بڑھ کر 31.5 ملین ڈالر تک پہنچ گئی، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 30.3 ملین ڈالر تھی۔

مزید برآں، مالی سال 22ء میں ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد 764.0 ملین ڈالر ہو گئی جبکہ مالی سال 21ء میں 592 ملین ڈالر تھی (**شکل 6.26**)۔ ٹیکسٹائل سیکٹر کو ٹرف اور ایل ٹی ایف ایف کے تحت منظور شدہ مالکاری سے فائدہ ہوا۔ مالی سال 22ء کے دوران اس شعبے کے لیے مالکاری بڑھ کر 348.5 ارب روپے ہو گئی، جبکہ مالی سال 21ء کی اسی مدت میں 237.7 ارب روپے تھی۔

بڑھتی ہوئی قیمتوں اور حجم کے دوران دھات کی درآمدات بڑھ گئیں

مالی سال 22ء کے دوران دھاتوں کی درآمد 33.42 فیصد اضافے سے 6.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ مالی سال 22ء میں لوہے اور فولاد اور اس کے اسکریپ کی درآمد - یہ دونوں دھاتی درآمدات کے کلیدی محرک ہیں - درآمدات بالترتیب 2.9 ارب ڈالر اور 2.3 ارب ڈالر تک بڑھ گئیں، جبکہ مالی سال 21ء میں ہر ایک کی درآمد تقریباً 2.0 ارب ڈالر تھی۔

اہم بات یہ ہے کہ لوہے اور فولاد کے اسکریپ کی درآمد کا انحصار مکمل طور پر قیمتوں میں اضافے پر تھا، کیونکہ مالی سال 22ء کے دوران ان کی درآمدات میں کمی دیکھی گئی۔ اس کے برعکس، لوہے اور فولادی دھات کی درآمد میں حجم اور قدر دونوں اعتبار سے تیز اضافہ دکھائی دیا (**شکل 6.44 الف**)۔

چونکہ توانائی کی قیمتیں ریکارڈ بلند سطح پر ہیں اور فولاد کی صنعت کو ڈی کاربنائز کرنے کی کوششیں بھی جاری ہیں، اس لیے فیرس اسکریپ صنعت کے لیے ایک 'نیا سونا' بن گیا ہے۔ الیکٹرک آرک فرنسوں میں اسکریپ کا استعمال کرتے ہوئے تیار کیا جانے والا فولاد بلاسٹ فرنس میں لوہے اور کوئلے سے

[86] تفصیلات کے لیے دیکھیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر، اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 22ء

[87] دیکھیے فٹ نوٹ نمبر 16۔

[88] تفصیلات کے لیے دیکھیے، قابلِ تجدید توانائی کے لیے اسٹیٹ بینک کی مالکاری اسکیم اور قابلِ تجدید توانائی کے لیے اسلامی مالی سہولت (ماخذ: **آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 12 برائے 2021ء**)

[89] نیٹ میٹرنگ کاروباری اداروں کو اپنے آلات سے پیدا ہونے والی ضرورت سے زیادہ بجلی اپنی متعلقہ بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو فروخت کرنے کی اجازت دیتی ہے۔

شکل 6.44 الف: فولاد کی درآمدات کے حجم اور قیمت کا اثر

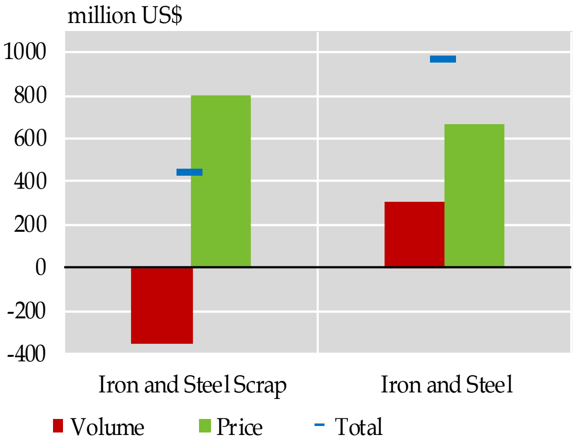

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.44 ب: لوہا، فولاد اور اسکریپ کی درآمدات کی اوسط اکائی مالیتیں

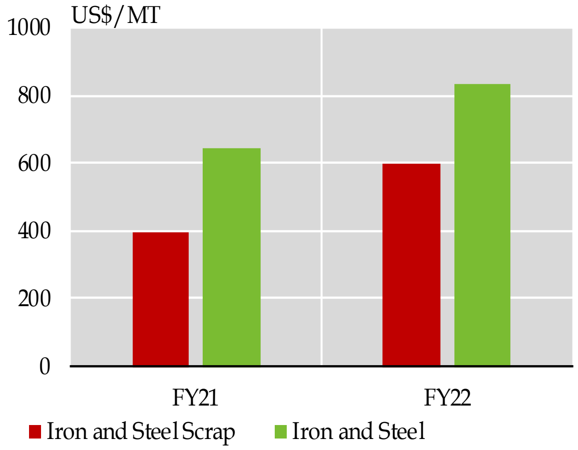

Source: Pakistan Bureau of Statistics

بنائے جانے والے فولاد کے مقابلے کاربن کا صرف ایک تہائی اخراج کرتا ہے۔ چین، روس اور جاپان نے اپنے فولاد اور دھاتوں کی پیداوار کے لیے مزید ری سائیکل شدہ خام مال کو ملک میں رکھنے کے ضمن میں برآمدی پابندیوں کا اعلان کیا ہے۔[90] جنوبی افریقہ، ایران، برطانیہ اور یورپی یونین سمیت کئی ممالک اور خطے اسی طرزِ عمل کی پیروی کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

چونکہ اسکریپ کی رسد زیادہ محدود ہو گئی ہے، اس لیے لوہے اور فولاد کے مقابلے میں اس کی قیمت زیادہ تیزی سے بڑھ گئی۔ مالی سال 22ء میں درآمد شدہ سکریپ کی اوسط یونٹ قیمت 602.8 ڈالر فی میٹرک ٹن تھی، جو گزشتہ برس کے مقابلے میں 53.2 فیصد زیادہ ہے۔ اس کے برعکس، لوہے اور فولاد کی دھات کی درآمدات کی اوسط اکائی قیمت 837 ڈالر فی میٹرک ٹن تھی، جو گزشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً 29.6 فیصد زیادہ ہے (**شکل 6.44ب**)۔

اس عالمی پیش رفت کے علاوہ، توانائی کی بلند لاگت نے چھوٹے اور غیر مستعد بلٹ (billet) پروڈیوسرز کو مقامی مارکیٹ سے باہر نکال دیا ہے، جو اسکریپ کو اپنے اہم خام مال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی لوہے اور فولاد کے اسکریپ کی درآمد میں کمی کا باعث بنا ہے۔[91]

[90] The 's' word: Recycling scrap metal's image, S&P Global Commodity Insight, Available at: www.spglobal.com/commodityinsights/en/market-insights/blogs/metals/081822-scrap-metal-green-steel-decarbonization-circular-economy

[91] تفصیلات کے لیے دیکھیے اس رپورٹ کا باب 2۔

باب 7: پاکستان کی آبادی کے متوقع ثمرات؟

آبادی کے ثمرات کسی ملک میں تیز رفتار معاشی نمو کی ایسی مدت کو کہتے ہیں جو عمر کی مناسب ساخت کے نتیجے میں اس وقت ابھرتی ہے جب کام کرنے کی عمر ، یا کارگر آبادی (working age population) کا تناسب منحصر آبادی (dependent population) سے بڑھ جاتا ہے۔ آبادی کی عمر کی سازگار ساخت حاصل کرنے کے لیے افزائش (fertility) کو بلند سے پست کرنا ہوتا ہے جسے بچوں اور نوزائیدہ بچوں کی شرح اموات میں کمی اور آبادی کی فلاح و بہبود اور خاندانی منصوبہ بندی میں سرمایہ کاری سے تقویت ملتی ہے۔ تاہم محض عمر کی سازگار ساخت ہی ثمرات حاصل کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ آبادی کے ثمرات سے مستفید ہونے کے لیے درست پالیسیاں اور تعلیم و صحت میں سرمایہ کاری شامل ہے تاکہ انسانی سرمائے اور پیداواریت میں بہتری لائی جا سکے۔مزید برآں ، نوجوانوں کے لیے زیادہ بچت اور روزگار کے مواقع کے ساتھ ساتھ اچھا نظم و نسق ، مسابقتی منڈیاں ، معاشی استحکام اور معاشی نمو اور ترقی کے دیگر معاونین کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ عمر کی سازگار ساخت کے فراہم کردہ مواقع سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی بالخصوص نوجوانوں کا بڑا گروہ آبادی کے ثمرات سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اگرچہ ملک نے مجموعی شرح افزائش (total fertility rates) اور منحصر آبادی کا تناسب کم کرنے میں خاصی پیش رفت کی ہے جس کا نتیجہ نوجوانوں کے بڑے گروپ کی صورت میں نکلا ہے ، تاہم مجموعی شرح افزائش میں کمی کی رفتار گذشتہ دو دہائیوں میں سست ہو چکی ہے ، اور یہ ہم سر ممالک کے مقابلے میں بھی سست ہے۔ حصولِ تعلیم تک رسائی اور معیار کے لحاظ سے پاکستان کی کارکردگی کمزور رہی ہے ، جبکہ 5 برس تک عمر والے بچوں کی موجودہ آبادی کا ایک تہائی سے زائد حصہ مناسب سہولتوں سے محروم ہے۔ یہ دونوں عوامل پاکستان میں آبادی کے ثمرات کے امکانات کو اتنا ہی خطرے سے دوچار کر دیتے ہیں ، جتنے کہ معاشی عدم استحکام ، پست معاشی نمو ، نظم و نسق میں کمزوریاں اور غیر مستعد منڈیوں جیسے سازگار معاشی ماحول کو لاحق مستقل چیلنجز متاثر کرتے ہیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آبادی کے ثمرات سے مستفید ہونے کے لیے تعلیم کے حصول اور افرادی قوت میں صنفی فرق کے مسئلے کو بھی حل کیا جائے۔

7 پاکستان کی آبادی کے متوقع ثمرات؟

7.1 تعارف

پاکستان میں بار بار معاشی عدم توازن پیدا ہونے کی ساختی نوعیت کی متعدد وجوہات ہیں، جو ملک کی معاشی نمو اور ترقی کو محدود کر دیتی ہیں۔ ان میں انسانی ترقی، ملکی بچت اور افرادی قوت کی پیداواریت کی پست سطح شامل ہیں۔ ان چیلنجوں کا ایک بڑا سبب آبادی کی تیز رفتار نمو ہے جو غربت بڑھانے کے ساتھ سرکاری اور نجی انفراسٹرکچر پر بوجھ اور سرکاری سہولتوں پر حکومتی اخراجات میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔[1]

پانچ دہائی قبل دنیا کی سب سے زیادہ آبادی والے سرفہرست ممالک میں پاکستان کا دسواں نمبر تھا، اور اس کی آبادی 59 ملین تھی۔ 2021ء میں ملک آبادی کے لحاظ سے پانچویں نمبر آ گیا اور اس کی آبادی 231 ملین تک پہنچ گئی (**شکل 7.1**)۔ 1980ء تا 2000ء کے دوران 3.2 فیصد کی مرکب اوسط شرح نمو کے ساتھ پاکستان کی آبادی دس سب سے زیادہ آبادی والے ممالک میں سب سے تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ 2021ء میں شرح نمو 1.9 فیصد تھی، اور اس طرح نائجیریا کے بعد یہ دوسرے نمبر پر تھا۔[2] اس وجہ سے پاکستان کے پاس نوجوان بڑی تعداد میں ہیں جن میں 37 فیصد اور 67 فیصد بالترتیب 14 سے کم یا مساوی اور 30 برس عمر تک کے ہیں۔ تاہم، یہ صورت حال پاکستان کو معاشی نمو اور ترقی کے لیے ایک منفرد موقع بھی فراہم کرتی ہے جسے "آبادی کے ثمرات" کہا جاتا ہے۔

آبادی کے ثمرات کسی ملک کی تیز رفتار معاشی نمو کی ایسی مدت ہوتی ہے، جو اس کی آبادی کی عمری کی سازگار ساخت کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔ عمر کی

شکل 7.1: دس اہم گنجان آباد ممالک میں پاکستان کا درجہ

آبادی ملین میں

درجہ	1970ء			1980ء			1990ء			2000ء			2010ء			2020ء		
1	چین	823	(2.6)	چین	982	(1.5)	چین	1154	(1.7)	چین	1264	(0.7)	چین	1348	(0.7)	چین	1425	(0.2)
2	بھارت	558	(2.2)	بھارت	697	(2.3)	بھارت	870	(2.2)	بھارت	1060	(1.8)	بھارت	1241	(1.4)	بھارت	1396	(1.0)
3	امریکہ	200	(1.2)	امریکہ	223	(1.2)	امریکہ	248	(1.3)	امریکہ	282	(1.2)	امریکہ	311	(0.9)	امریکہ	336	(0.5)
4	روس	130	(0.5)	انڈونیشیا	148	(2.4)	انڈونیشیا	182	(1.8)	انڈونیشیا	214	(1.5)	انڈونیشیا	244	(1.3)	انڈونیشیا	272	(0.8)
5	انڈونیشیا	115	(2.7)	روس	138	(0.5)	برازیل	151	(1.8)	برازیل	176	(1.4)	برازیل	196	(0.9)	پاکستان	227	(1.7)
6	جاپان	105	(1.3)	برازیل	122	(2.4)	روس	148	(0.5)	پاکستان	154	(3.1)	پاکستان	194	(2.3)	برازیل	213	(0.7)
7	برازیل	96	(2.5)	جاپان	118	(0.7)	جاپان	124	(0.3)	روس	147	(-0.3)	نائجیریا	161	(2.8)	نائجیریا	208	(2.5)
8	جرمنی	78	(0.4)	بنگلہ دیش	84	(2.5)	پاکستان	115	(3.4)	بنگلہ دیش	129	(1.9)	بنگلہ دیش	148	(1.1)	بنگلہ دیش	167	(1.2)
9	بنگلہ دیش	68	(2.5)	پاکستان	81	(4.2)	بنگلہ دیش	107	(2.1)	جاپان	127	(0.2)	روس	143	(0.1)	روس	146	(-0.1)
10	پاکستان	59	(2.8)	جرمنی	78	(-0.2)	نائجیریا	95	(2.7)	نائجیریا	123	(2.6)	جاپان	128	(0.0)	میکسیکو	126	(0.7)

نوٹ: قوسین کے بغیر دی گئی مقداریں مجموعی آبادی کا ملین میں اظہار ہیں اور قوسین میں دی گئی مقداریں متعلقہ برسوں کی آبادی کی نمو کو ظاہر کرتی ہیں۔

ماخذ: اقوام متحدہ کا آبادی ڈویژن۔ عالمی آبادی کے امکانات 2022ء

[1] D. Nayab, R. Haq and S. Bashir (2019). The Dynamic of Population in Pakistan in Population Growth: Implications for Human Development, Development Advocate UNDP Pakistan Vol. 6 Issue 1.; A. H. Khan, L. Hasan, A. Malik and B. Knerr (1992). "Dependency Ratio, Foreign Capital Inflows and the Rate of Savings in Pakistan." The Pakistan Development Review, Vol. 31, No. 4. pp. 843-856; State Bank of Pakistan (2002). "Chapter 11, Socio-economic Update, in the Report of the Central Board of Directors of the State Bank of Pakistan for the year ended 30th June 2002." Karachi: SBP

[2] ماخذ: اقوام متحدہ کا آبادی ڈویژن۔ عالمی آبادی کے امکانات 2022ء

سازگار ساخت کا مطلب منحصر آبادی کی پست شرح ہے جو کم عمر والوں[3] اور بزرگ افراد[4] دونوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر، کوئی ملک عمر کی سازگار ساخت تب حاصل کرتا ہے، جب کارگر آبادی کا تناسب نوجوان اور بزرگ افراد سمیت منحصر آبادی کے تناسب سے بلند ہو جاتا ہے۔ عالمی سطح پر کارگر آبادی کی تعریف میں 15 تا 64 برس عمر والے افراد کو شامل کیا جاتا ہے۔[5]

شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ کارگر آبادی کے تناسب میں اضافے کے ساتھ فی کس پیداواری نمو بڑھتی ہے۔[6] مشرقی ایشیا میں 1965ء تا 1990ء کے درمیان معجزاتی معاشی ترقی دیکھنے میں آئی تھی، جسے مدنظر رکھتے ہوئے آبادی کے عوامل کا تجزیہ کرنے کی ترغیب ملی۔ اس تجزیے سے یہ بات سامنے آئی کہ اس مدت کے دوران عمر کی ساخت میں تبدیلیوں نے سالانہ جی ڈی پی نمو کو بڑھانے میں 1.4 تا 1.9 فیصدی درجے حصہ ڈالا، جو اس مدت میں دیکھی گئی معاشی نمو کا تقریباً ایک تہائی بنتا ہے۔[7]

آبادی کے عبوری دور میں آبادی کے ثمرات بطور ایک موقع

معاشی نمو کو بروئے کار لانے والی عمر کی ساخت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کسی ملک کی آبادی بلند سے پست شرح پیدائش اور شرح اموات پر منتقل ہوتی ہے۔[8] اس منتقلی (transition) میں کئی دہائیاں لگتی ہیں ۔ اوّل، صحت، غذائیت اور طبی مہارت میں بتدریج بہتری[9] کے سبب منتقلی کا پہلا مرحلہ پیدائش اور اموات کی بلند شرحوں کی کیفیت سے شروع ہو کر بلند شرح پیدائش لیکن کم شرح اموات تک چلتا ہے، جس کے نتیجے میں نوجوان آبادی کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

دوم، وقت گذرنے کے ساتھ غذائی پیداوار، صفائی، صحت میں بہتری آتی ہے، نوازئیدہ بچوں اور بچوں کی شرح اموات بتدریج کم ہو جاتی ہے جو پست شرح پیدائش اور بلند متوقع عمر پر منتج ہوتی ہے۔[10] لٰہذا، منتقلی کا دوسرا مرحلہ بلند شرح پیدائش اور پست شرح اموات سے لے کر پیدائش اور اموات کی پست شرح تک چلتا ہے، جس سے مجموعی شرحِ افزائش[11] کم کرنے میں مدد ملتی ہے، جو بالآخر نوجوانوں کی منحصر آبادی کے تناسب میں تیزی سے کمی کے سبب کارگر عمر والی سازگار آبادی کی تخلیق پر منتج ہوتا ہے۔

دوسرے مرحلے کے اختتام پر عموماً آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ کھلتا ہے یعنی آبادیاتی مواقع (demographic window) آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ آبادیاتی مواقع کی اس مدت میں ممالک معاشی نمو (یا آبادی کے ثمرات کے اثر کو شامل کرکے) پر پست منحصر شرح کے فطری طور پر رونما ہونے والے مثبت اثرات سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں[12] بشرطیکہ مجموعی شرحِ افزائش میں تیزی سے کمی کا عمل جاری رہے۔ تاہم، عمر کی سازگار ساخت سے حاصل ہونے والے کافی بلند آبادی کے ممکنہ ثمرات اس وقت ملتے ہیں، جب ملک کی

---

[3] 15 برس کی عمر سے کم افراد کے مقابلے میں 15 تا 64 برس کی عمر والے افراد کا تناسب (آئی ایل او)۔

[4] 64 برس سے زائد عمر والے افراد کے مقابلے میں 15 تا 64 برس کی عمر والے افراد کا تناسب (آئی ایل او)۔

[5] یہ حد بین الاقوامی تقابل کے لیے وضع کی جاتی ہے کیونکہ کام کرنے کی عمر کی ساخت کی حد عام طور پر تعلیم اور ملازمت کی اہلیت کے سماجی معیارات سے اثرات قبول کرتی ہے اور اس کی بنیادیں قومی قانون سازی میں ہوتی ہیں۔ [سی ہراستی اور ایم اوسٹر میئر (2020ء)۔ آبادی کا بوڑھا ہونا: زیر کفالت افراد کے متبادل اقدامات اور مستقبل کے کام کے اقدامات۔ آئی ایل او ورکنگ پیپر 5۔ جنیوا: آئی ایل او)۔

[6] R. Gomez, and P. Hernandez de Cos. 2008. Does Population Ageing Promote Faster Economic Growth? Review of Income and Wealth. 54(3). pp. 350– 372.; Asian Development Bank (2011). Asian Development Outlook 2011 update. Preparing for Demographic Transition. Manila, Philippines: ADB.

[7] ڈی ای بلوم اینڈ جے جی ولیم سن (1998ء)۔ ابھرتے ہوئے ایشیا میں آبادی کی تبدیلی اور معاشی معجزے۔ دی ورلڈ بینک اکنامک ریویو، 455-419 ,(3)12۔

[8] J. N. Gribble and J. Bremner (2012). "Achieving a Demographic Dividend." Population Bulletin, Vol 67. Issue No. 2.

[9] A. R. Omran (1971). "The Epidemiologic Transition: A Theory of the Epidemiology of Population Change." Milbank Quarterly, 83(4):731-57

[10] شیر خواروں کی اموات کا مطلب ہے پیدائش سے ایک سال کی عمر کے دوران بچوں کی اموات۔ اسے فی ایک ہزار بچوں کی پیدائش میں اموات سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ بچوں کی اموات یا پانچ سال سے کم عمر میں اموات کا مطلب ہے کہ پیدائش سے لے کر پانچ سال کی عمر کے درمیان بچوں کی اموات۔ اسے فی ایک ہزار بچوں کی پیدائش میں اموات سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ ماخذ: آبادیاتی اصلاحات کی فرہنگ، اقوامِ متحدہ کا آبادیاتی ڈویژن، اس لنک پر دستیاب ہے: www.population.un.org/wpp/GlossaryOfDemographicTerms/، 26 ستمبر 2022ء کو دیکھا گیا۔

[11] مجموعی شرح افزائش کو بچوں کی تعداد فی خاتون سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ (تکنیکی تعریف کے لیے دیکھیے: www.un.org/en/development/desa/population/publications/dataset/fertility/total-fertility.asp)

[12] تفصیلات کے لیے دیکھیے اگلا ذیلی سیکشن۔

مجموعی شرح افزائش میں تیزی سے کمی کے ساتھ ساتھ ایسی پالیسیوں کا نفاذ جاری رہے جو آبادی کے پیداواری امکانات کو بڑھاتے ہیں۔[13]

ہر ملک میں اس امر کی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ آبادی سے استفادے کا دروازہ کھل جائے گا۔ اگر، مثال کے طور پر صحت کے شعبے میں ابتدائی سرمایہ کاری کی بدولت شرحِ اموات میں کمی آتی ہے لیکن شرح پیدائش میں کمی کا عمل سست ہو تو یہ مجموعی شرح افزائش کے منجمد ہونے یاسست رفتاری سے کمی پر منتج ہوتا ہے، جس کی وجہ سے تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی میں نوجوانوں کے بڑے گروپ کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔ یہ صورت حال گھرانوں کو صحت، غذائیت، ہنرمندی اور تعلیم میں کم سرمایہ کاری کے خطرات سے دوچار کر دیتی ہے، جو بالآخر نوجوانوں کی منحصر آبادی کے بلند تناسب، غربت، بیروزگاری، یاکم بیروزگاری اور معاشی عدم استحکام پر منتج ہوتا ہے۔[14]

تاہم، اگر کوئی ملک مجموعی شرحِ افزائش میں مسلسل کمی کے ذریعے آبادیاتی مواقع پیدا کرلیتا ہے اور تخمینی (اکاؤنٹنگ) اثرات سے باہر آبادی کے ممکنہ ثمرات سے مستفید ہوتا ہے تو پھر منتقلی کا تیسرا مرحلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب مجموعی شرحِ افزائش تبدل (replacement) کی شرح تک پہنچ جاتی ہے،[15] یعنی مجموعی شرحِ افزائش تقریباً 2.1 فی خاتون تک رہے۔ نتیجتاً، جب مجموعی شرح افزائش کچھ دہائیوں کی مدت میں تبدل کی شرح سے کم ہو جاتی ہے تو آبادی کی منفی شرح نمو، منحصر بزرگ افراد کی بلند سطح اور کارگر آبادی کا کم حصہ آبادی میں منتقلی کے اختتام کو ظاہر کرتا ہے جیسا کہ یورپ اور جاپان جیسی کچھ ترقی یافتہ معیشتوں میں دیکھنے میں آیا ہے۔[16]

منتقلی میں کچھ ممکنہ منظرنامے آبادی کی عمر کی ساخت کو متاثر کرسکتے ہیں، جن کا اثر آبادی کے مواقع کے پیمانے، وسعت اور وقت پر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ منظرنامے، منتقلی کے آغاز میں آبادی کے حجم، منتقلی کی رفتار اور اس کے حصول کی مدت سے متعین ہوتے ہیں۔

افزائش میں تبدیلیاں کسی مقررہ میعاد کے مطابق نہیں ہوتیں کیونکہ یہ ثقافت، خاندانی اقدار اور روایات، سماجی اداروں، رسموں، نسلی تقسیم، مذہبی اعتقادات، جدت طرازی اور ترقی کی بعض قوتوں کے درمیان فرق کی عکاسی کرتی ہیں، جو ہر ملک میں دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔[17] کسی ملک کی شرح افزائش کی تبدیلی پر جو دیگر عوامل اثرانداز ہوتے ہیں ان میں یہ شامل ہیں: شہروں میں توسیع، خواتین کی تعلیمی سطح، شادی اور بچوں کی پرورش کی لاگت، بنیادی صحت کی خدمات جس سے نومولودوں اور بچوں کی اموات میں کمی آئے، معاشی ترقی اور بہتر معیارِ زندگی۔[18]

یورپ میں افزائش کی تبدیلی میں 100 برس سے زائد کا عرصہ لگ گیا۔ مثلاً، سوئیڈن میں 19 ویں صدی میں شرح افزائش 4.2 فیصد تھی، جو 20 ویں صدی میں گر کر 3.8 فیصد پر آگئی لیکن 1980ء کی دہائی میں کم ہو کر 1.5 فیصد

---

[13] D. E Bloom and D. Canning (2006). "Global Demography: Fact, Force and Future," in C. Kent, A. Park and D. Rees (eds.), Demography and Financial Markets, Reserve Bank of Australia.

[14] عالمی بینک (2010ء)۔ بلند شرح پیدائش کے تعین کنندگان اور نتائج۔ شواہد کا خلاصہ۔ صحت کے دیگر جائزے۔ واشنگٹن ڈی سی: ورلڈ بینک۔

[15] تبدل کی شرح مجموعی شرح پیدائش (فی عورت پیدا ہونے والے بچوں کی اوسط تعداد) کے متعلق ہے جس پر آبادی کی ہجرت کے بغیر ایک نسل دوسری نسل کی جگہ لے لیتی ہے۔ بیشتر ممالک کے لیے یہ شرح تقریباً 2.1 بچہ فی خاتون ہے، تاہم یہ شرح اموات سے مختلف ہوسکتی ہے۔

[16] C. Kenny and G. Yang (2021). Can Africa Help Europe Avoid Its Looming Aging Crisis? Center for Global Development Working Paper 584. Washington D.C.: Center for Global Development; K. Snopkowski, and H. Kaplan (2018). Demographic Transition. In The International Encyclopedia of Anthropology, H. Callan (Ed.).

[17] H.M. Yousif (2001). Fertility Transition: Middle East and North Africa, in the International Encyclopedia of the Social and Behavioral Sciences N. J. Smelser and P. B. Baltes (Ed.)

[18] اقوام متحدہ، ڈپارٹمنٹ آف اکنامک اینڈ سوشل افیئرز (ڈی ای ایس اے)، آبادی ڈویژن (2002ء)۔ شرح پیدائش کی ثانوی سطح کے حامل ممالک میں شرح پیدائش کی سطح اور رجحانات۔ نیویارک: یو این ڈی ای ایس اے، آبادی ڈویژن: N. Eberstadt and A. Shah (2011). "Fertility Decline in Muslim World: A Veritable Change, still Curiously Unnoticed.", Working Paper Series on Development Policy No. 7. Washington D.C.: The American Enterprise Institute; C. Norville and R. Gomez, and R.L. Brown (2003). "Some Causes of Fertility Rates Movements". IIPR Insurance and Pension Reports 03-02.; L. Lugo, A. Cooperman, E. O'Connell and S. Stencel (2011). The Future of the Global Muslim Population, Projections for 2010-2030, Pew Research Center, Forum on Religion and Public Life.

رہ گئی۔[19] اس کا سبب خاندانی حجم کی ترجیحات کے ارتقا میں بتدریج تبدیلی ہے جس میں شادیوں میں تاخیر اور صحت اور غذائی سائنس میں سست پیش رفت شامل ہیں۔[20] تاہم، 1950ء کی دہائی سے افزائش میں تبدیلی کے عمل میں تیزی آگئی کیونکہ ممالک نے انسانی علم اور ٹیکنالوجی میں ترقی سے فائدہ اٹھایا۔ خصوصاً صحت عامہ اور طبی خدمات، تعلیم کے پھیلاؤ، افرادی قوت میں خواتین کی زیادہ شمولیت کے ترقی یافتہ معیشتوں کے تجربے کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں حکومتوں کی جانب سے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگراموں کی شروعات بھی افزائش کو تبدیل کرنے میں تیزی لانے کا سبب بنیں۔[21]

آبادی کے ثمرات کے ذرائع

ملکی آبادی کی ساخت میں تبدیلیوں (آبادی کی منتقلی کے سبب) اور تیز رفتار معاشی نمو کے باہمی روابط ان دو ذرائع سے حاصل ہوتے ہیں: معاشی ترقی اور انسانی ترقی۔ ان کا اظہار متعدد باہم مربوط طریقوں سے ہوتا ہے جن میں سب سے اہم افرادی قوت کی رسد، بچت اور انسانی سرمائے میں بہتری ہے جو زیادہ پیداواریت پر منتج ہوتی ہے۔

معیشت پر آبادی میں تبدیلی کا سب سے زیادہ براہ راست اثر کارگر عمر کے افراد کی سازگار ساخت کا تخمینی اثر ہے۔ آبادی میں منتقلی سے قبل جب ممالک کی شرح افزائش اور نوجوانوں کی منحصر شرح بلند ہوتی ہے، تب کارگر آبادی اور منحصر آبادی کا تناسب تقریباً ایک ہوتا ہے۔ جب مجموعی شرح افزائش گر کر تبدل کی سطح پر آجاتی ہے تو یہ تناسب بڑھ کر 2.5 کارکن فی منحصر شخص ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر پیداواری کارکن کی سطح ساکن رہے تو کارگر آبادی کے تناسب میں یہ اضافہ فی کس آمدنی میں 43 فیصد اضافے پر منتج ہو سکتا ہے۔[22]

بالفاظ دیگر تخمینی اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب گرتی ہوئی مجموعی شرح افزائش آبادی کی شرح نمو میں اضافے کو سست کر دیتی ہے جو فی کس معاشی پیداوار میں اضافے پر منتج ہوتی ہے، جبکہ تمام چیزیں مساوی رہیں۔ مزید برآں، افرادی قوت میں فی کس اضافہ دو ذرائع سے ہوتا ہے۔ ایک جانب، کسی منحصر آبادی میں زیادہ کارکنوں کی بنا پر افرادی قوت کی فی کس رسد بڑھ جاتی ہے۔ دوسری جانب اگر حالات جوں کے توں رہیں تو گرتی ہوئی مجموعی شرح افزائش سے خواتین کی افرادی قوت میں بلند شمولیت کا موقع ملتا ہے، جس سے افرادی قوت کی رسد اور فی کس پیداوار دونوں بڑھ جاتی ہیں۔[23]

بہت کم عمر اور بہت بزرگ افراد کے مقابلے میں کارگر عمر والے بالغ افراد کی زیادہ آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے گرتی ہوئی مجموعی شرح افزائش اور اس کے نتیجے میں منحصر افراد کے تناسب میں کمی ان دونوں ذرائع سے فی کس بچت کو بڑھا دیتی ہے: بلند فی کس پیداوار اور افرادی قوت کی زیادہ رسد۔

خرد سطح پر، منحصر افراد کی کم تعداد گھرانوں کی بچت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، جس سے معاشی نمو کے لیے درکار جمع شدہ سرمایہ مہیا ہوتا ہے۔ کلاں سطح پر، بصورت دیگر بڑھتی ہوئی آبادی کی اعانت کے لیے درکار سرکاری اخراجات کو مادی اور انسانی سرمائے دونوں میں مفید سرمایہ کاری کے لیے استعمال میں لایا جا سکتا ہے، جس سے آمدنی اور بچت دونوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ مزید برآں، طویل العمری سے منحصر افراد کی تعداد میں کمی کے نتیجے میں بڑے، بہتر آمدنی کے حامل گروپ کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ وہ ریٹائرمنٹ

---

[19] ایس سی واٹ کنز (1987ء)۔ "آبادی کی تبدیلی: یورپ اور تیسری دنیا کا تقابل۔" سوشیولوجیکل فورم، اسپیشل ایشو: Demography as an Interdiscipline Vol. 2, No. 4, pp. 645-673.

[20] ایف ولکنز (2014ء)۔ یورپ اور دنیا میں آبادی میں تبدیلیاں۔ MPIDR WORKING PAPER WP 2014-004. Rostock, Germany: Max Planck Institute for Demographic Research

[21] Bongaarts and S. C. Watkins (1996). Social Interactions and Contemporary Fertility Transitions. Population and Development Review, Vol. 22, No. 4, pp. 639-682; S. C. Watkins (1987). "The Fertility Transition: Europe and the Third World Compared." Sociological Forum, Special Issue: Demography as an Interdiscipline Vol. 2, No. 4, pp. 645-673.; Asian Development Bank (2019). Asian Economic Integration Report 2019/2020. Demographic Change, Productivity, and The Role of Technology. Manila, Philippines: ADB

[22] D. Canning, R. Sangeeta, and Abdo S. Yazbeck (2015). Africa's Demographic Transition: Dividend or Disaster?Africa Development Forum. Washington, DC: World Bank

[23] D. Bloom and J. Williamson (1998). Demographic Transitions and Economic Miracles in Emerging Asia, the World Bank Economic Review, Working Paper 77274, Vol. 12. No. 3, pp. 419-455. Washington D.C.: World Bank

کی عمر کے بعد اپنی دیکھ بھال کے لیے بچت میں اضافہ کریں۔[24] اگر اس بچت کو ایک منظم باضابطہ مالی شعبے کے ذریعے استعمال میں لایا جائے تو اس سے بلند سرمایہ کاری کے نتیجے میں زیادہ پیداواری فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔

وقت گذرنے کے ساتھ کسی ملک کی مجموعی شرحِ افزائش میں کمی سے تعلیم، خاندان، ریٹائرمنٹ، خواتین کے کردار، اور ملازمت کے متعلق گھرانوں اور افراد کے رویے انسانی سرمائے میں وسیع تر بہتری کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً، متوقع عمر میں اضافے کے باعث والدین ممکنہ طور پر اپنے بچوں کو زیادہ اعلیٰ سطح کی تعلیم دینے کا انتخاب کرتے ہیں۔ اسی طرح، بلند متوقع عمر طویل مدت تک تربیتی پروگراموں کی طلب بڑھانے میں کردار ادا کرتی ہے۔ ایسے ہی کم صحت مند طلبہ کے مقابلے میں بچوں کی صحت اور غذائیت میں گھرانوں اور قومی سطح دونوں پر سرمایہ کاریاں اسکولوں میں وسیع تر تعلیمی بصیرت کی ترقی پر منتج ہوتی ہیں۔ افرادی قوت کے زیادہ پیداواری ہونے سے بلند آمدنیوں اور بچت کو فروغ ملتا ہے۔[25]

تاہم، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے، ضروری نہیں ہے کہ کارگر آبادی کی سازگار ساخت سے آبادی کے ثمرات کے امکانات سے مکمل استفادہ کیا جاسکے؛ یہ صرف آبادی کے ثمرات کے تخمینی اثر پر منتج ہوتا ہے۔ باقی ثمرات کو درست پالیسیوں اور آبادی کی فلاح و بہبود، خاندانی منصوبہ بندی، صحت اور تعلیم میں سرمایہ کاریوں سے اخذ کیا جاتا ہے، جو پیداواریت اور معاشی نمو، اچھے نظم و نسق، مسابقتی منڈیوں کو فروغ دیتے ہیں، جبکہ بیرونی تجارت میں تیزی، بچت و سرمایہ کاری کے مناسب طریقوں اور کام کرنے کے قابل آبادی کو جذب کرنے کے لیے خاطر خواہ معاشی نمو جیسے معاشی ذرائع اور عوامل بھی اس میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سازگار ماحول کی کامیابی سے تخلیق ہوتی ہے جس سے عمر کی سازگار ساخت سے پیدا ہونے والے آبادی کے ممکنہ بلند ثمرات سے استفادے میں مدد ملتی ہے۔[26]

اس بحث سے پاکستان کے تناظر میں دو اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا پاکستان میں عمر کی سازگار ساخت موجود ہے جو آبادی کے ثمرات کے مواقع پیش کرتی ہو؟ اور کیا اس کے پاس ایسا سازگار ماحول موجود ہے جو آبادی میں نوجوانوں کے بڑے گروہ سے ثمرات کے حصول میں معاون ثابت ہو؟ اس باب میں ان دونوں تصورات پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس سے یہ نتائج سامنے آئے ہیں۔ مختلف تخمینوں کی بنیاد پر یہ بات کہ آیا پاکستان کی آبادی کے ثمرات سمیٹنے کی مدت شروع ہوئی ہے یا نہیں، علمی سطح پر اتفاق رائے نہیں پایا جاتا۔ لیکن اس بات کے کافی شواہد موجود ہیں کہ اگر پاکستان آبادی کے ثمرات سے مستفید ہونا چاہتا ہے تو پاکستان کو اپنی مجموعی شرح افزائش میں خاصی کمی لانا ہوگی۔ ان ثمرات سے مستفید ہونے کے لیے تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بھاری سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ ملکی افرادی قوت کی پیداواریت مسابقتی معیشتوں سے تجاوز کرجائے یا ان کی سطح تک پہنچ جائے۔ آخراً، آبادی کے ثمرات سے فائدہ اٹھانے کے لیے سازگار ماحول تخلیق کرنے کی ضرورت ہے، خصوصاً بچت میں اصلاحات اور نوجوانوں اور خواتین کے لیے کام کے مواقع پیدا کرکے۔

اس بات کا ادراک کرتے ہوئے کہ آبادی کی تبدیلی تخلیق کرنے اور آبادی کے ثمرات سمیٹنے میں اعانت کرنے والے عوامل ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتے ہیں اور آپس میں مربوط ہوتے ہیں (**شکل 7.2**)، بقیہ باب کو درج ذیل انداز میں منظم کیا گیا۔ اگلے سیکشن میں پاکستان میں آبادی کی ساخت کی کیفیت اور اس کے عوامل کو جانچا گیا ہے۔ تیسرے سیکشن میں اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ زچہ و بچہ کی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی آبادی کے ثمرات کے لیے مواقع تخلیق کرتی ہے، اور پاکستان میں اس کی صورت حال کیا ہے۔ چوتھے سیکشن میں تعلیم کے کردار پر بات کی گئی ہے، جبکہ اس سے اگلے سیکشن میں صحت اور غذائیت کے حصے پر بات کی گئی۔ چھٹے سیکشن میں آبادی کے ثمرات سمیٹنے کے لیے درکار سازگار معاشی ماحول کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔ آخری سیکشن میں پالیسی غور و خوض کے لیے اہم سفارشات کا خلاصہ دیا گیا ہے۔

---

[24] A. Mason, R. Lee, J. X. Jiang (2016). "Demographic Dividends, Human Capital, and Saving." J Econ Ageing 106-122; R. Lee, A. Mason and T. Miller (2003). "Saving, Wealth and the Transition from Transfers to Individual Responsibility: The Cases of Taiwan and the United States," Scandinavian Journal of Economics, Wiley Blackwell, vol. 105(3), pages 339-358.

[25] ڈی ای بلوم، ڈی کیننگ اینڈ جے سویلا (2003ء)۔ آبادی کے ثمرات: آبادی میں تبدیلی کے معاشی مضمرات کا ایک نیا تناظر۔ آبادی اہمیت رکھتی ہے، رینڈ پروگرام آف پالیسی ریلیوینٹ ریسرچ کمیونی کیشن۔ کیلی فورنیا: رینڈ کارپوریشن۔

[26] کے پیٹرینو، ایس گیتھ، اور ای ایل میڈسن (2019ء)۔ کون سی پالیسیاں آبادی کے ثمرات کو فروغ دیتی ہیں؟ شواہد پر مبنی جائزہ۔ پاپولیشن ریفرنس بیورو (پی آر بی) پروجیکٹ پی اے سی ای: پالیسی تائید، اور مواصلات برائے آبادی اور تولیدی صحت۔ واشنگٹن: پی آر بی۔

شکل 7.2: آبادی کی منتقلی سے آبادی کے ثمرات تک - اہم محرکات اور عوامل کا ایک علامتی خاکہ

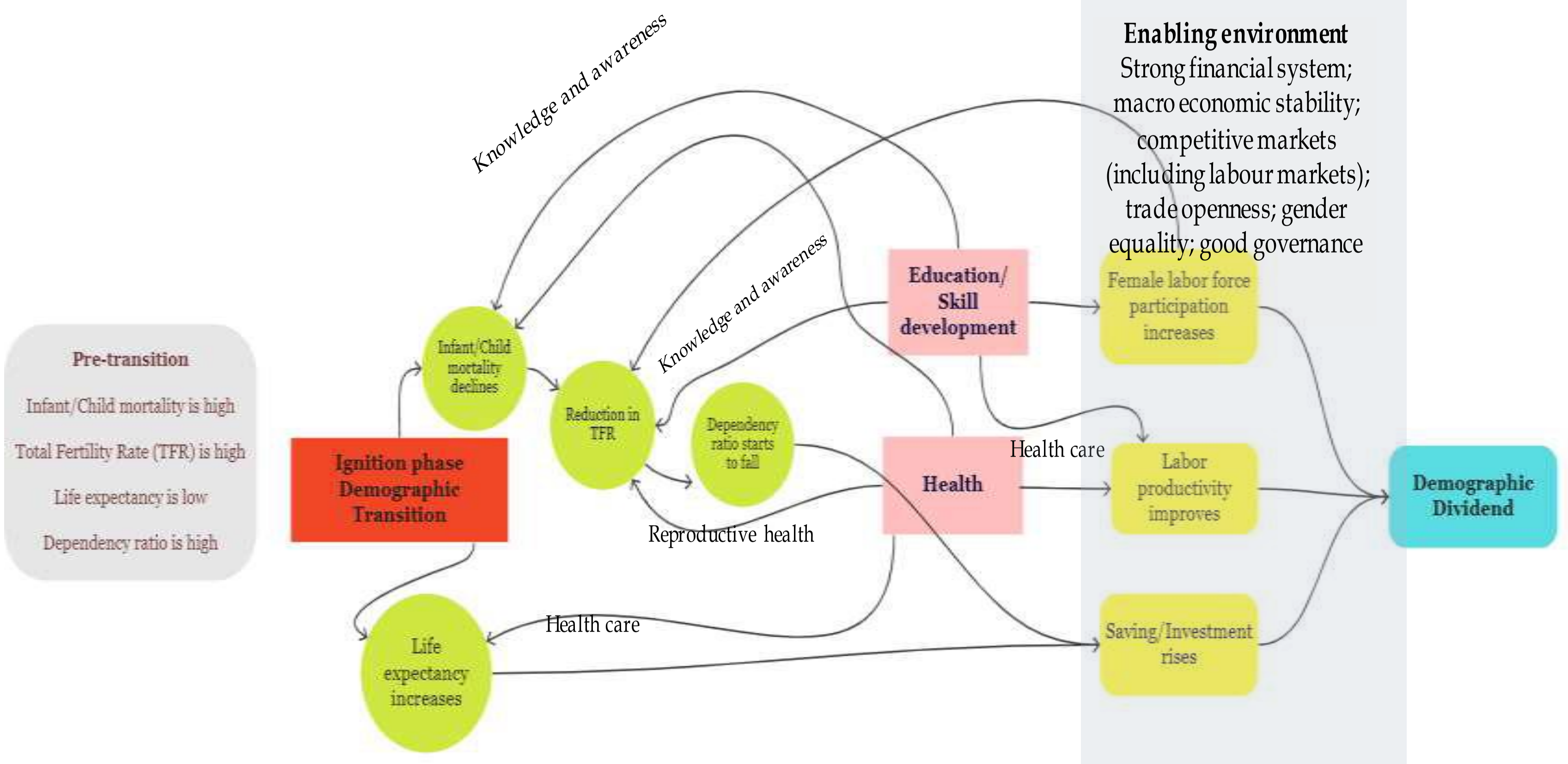

Note: Education and health are the primary factors that create and harness the demographic dividend.

Source: SBP, based on various studies cited in this special chapter particularly (a) D.E. Bloom and J.G. Williamson (1998). Demographic transitions and economic miracles in emerging Asia. World Bank Economic Review, 12, 419–455; (b) J. Crespo Cuaresma, W. Lutz, and W. Sanderson (2014). Is the demographic dividend an education dividend?. Demography, 51(1), 299-315.

7.2 پاکستان میں آبادی کی ساخت

کسی بھی ملک کی آبادی کی نمو کا انحصار اس کی شرح پیدائش، شرحِ اموات، اور خالص نقل مکانی (آمد اور رفت) پر ہوتا ہے۔ نقل مکانی کا عنصر پاکستان کی آبادی بڑھانے میں کار فرما نہیں ہے کیونکہ 1975ء سے 2021ء تک ملک سے مجموعی طور پر 16.5 ملین افراد نے خالص نقل مکانی کی۔[27] چنانچہ آبادی کی نمو قدرتی اضافے کی بلند شرح سے ہوئی ہے، یہاں قدرتی اضافے کا مطلب پیدا ہونے اور مرنے والوں کی تعداد میں فرق ہے۔[28]

گذشتہ برسوں کے دوران صحتِ عامہ کی مجموعی ترقی اور معیارِ زندگی بہتر ہونے کی بنا پر پاکستان کی شرحِ اموات گری ہے تاہم شرح پیدائش میں کمی کی رفتار سست رہی ہے (**شکل 7.3**)۔[29] چنانچہ دوسروں پر انحصار کرنے والی، یعنی منحصر آبادی بڑھی ہے خواہ وہ بچوں کی صورت میں ہو (14 سال عمر تک) یا بزرگوں کی صورت میں (65 سال سے زائد عمر)۔ اس بنا پر منحصر آبادی کے معاملے میں پاکستان دنیا کے گنجان ترین ملکوں میں نائیجیریا کے بعد بلند ترین شرح رکھتا ہے (**شکل 7.4**)۔

اگرچہ پاکستان کی منحصر آبادی کی شرح کم ہوئی ہے، 1980ء میں یہ 86.9 فیصد تھی جو 2021ء میں 70.0 فیصد تک آ گئی ہے تاہم کمی کی یہ رفتار عالمی اوسط سے، اور جنوبی ایشیا میں پاکستان کے ہمسر ملکوں کے مقابلے میں سست ہے (**شکل 7.5**)۔[30] کمی کی یہ رفتار بھی گذشتہ 20 سال کے دوران سست پڑی ہے۔ اس کے برعکس بنگلہ دیش میں، جہاں منحصر آبادی کی شرح 1980ء میں پاکستان سے زائد تھی، تیز رفتاری سے گری ہے اور اب یہ شرح عالمی اوسط سے بھی کم ہو چکی ہے۔

شکل 7.3: پاکستان کی شرحِ پیدائش اور شرحِ اموات

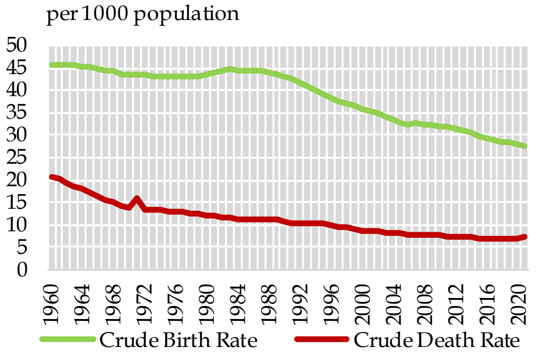

Source: UN Population Division, World Population Prospects 2022.

پاکستان میں عمر کے لحاظ سے ساخت کے بغور جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ چھ عشروں کے دوران عمر کے تمام گروپوں میں آبادی بڑھی ہے، اور بلند ترین اضافہ 14 سال تک عمر والے گروپ میں ہوا ہے (**شکل 7.6**)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بڑھتی ہوئی کارگر آبادی سے ملنے والے معاشی فوائد اس لیے زائل ہو رہے ہیں کہ 14 سال تک عمر والی منحصر آبادی کی بڑی تعداد ہے۔ اس نوجوان منحصر آبادی کا بیشتر حصہ امیر ترین جزو کے مقابلے میں غریب ترین جزو میں ہے۔ یعنی کارگر آبادی کے سازگار ڈھانچے سے ممکنہ

شکل 7.4: 2021ء میں دس گنجان ترین ملکوں کی آبادی کی ساخت

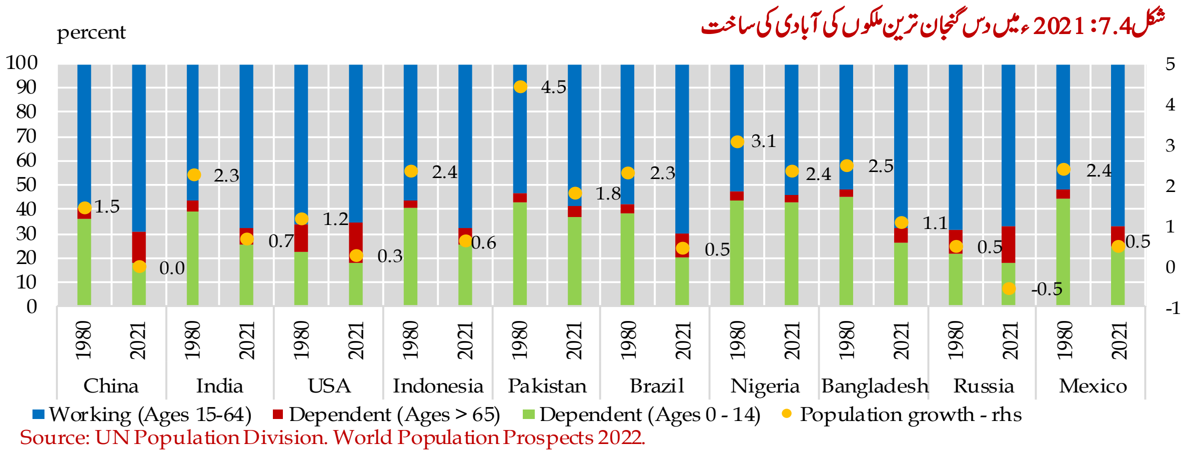

Source: UN Population Division. World Population Prospects 2022.

[27] یہ تعداد 1975ء سے 2021ء تک سالانہ خالص نقل مکانی کے اعداد و شمار سے اخذ کی گئی ہے۔ ماخذ: عالمی آبادی کے امکانات: 2022ء۔

[28] شرح اموات سے مراد فی ہزار اموات کی تعداد ہے جبکہ شرح تولید فی ہزار افراد نوزائیدہ بچوں کی تعداد ہے۔ شرح افزائش شرح تولید سے مختلف ہے۔ شرح افزائش میں فی خاتون پیدائش کی تعداد معلوم کی جاتی ہے۔

[29] Z. Sathar, R. Royan and J. Bongaarts (eds.) (2013). *Capturing the Demographic Dividend in Pakistan.* Islamabad: Population Council

[30] منحصر آبادی کی شرح معلوم کرنے کے لیے نوزائیدہ بچوں تا 14 سالہ بچوں اور 65 سال سے زائد عمر افراد کی مجموعی تعداد کو 15 سالہ تا 64 سالہ افراد کی تعداد سے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

شکل 7.5: معمر منحصر آبادی کا تناسب

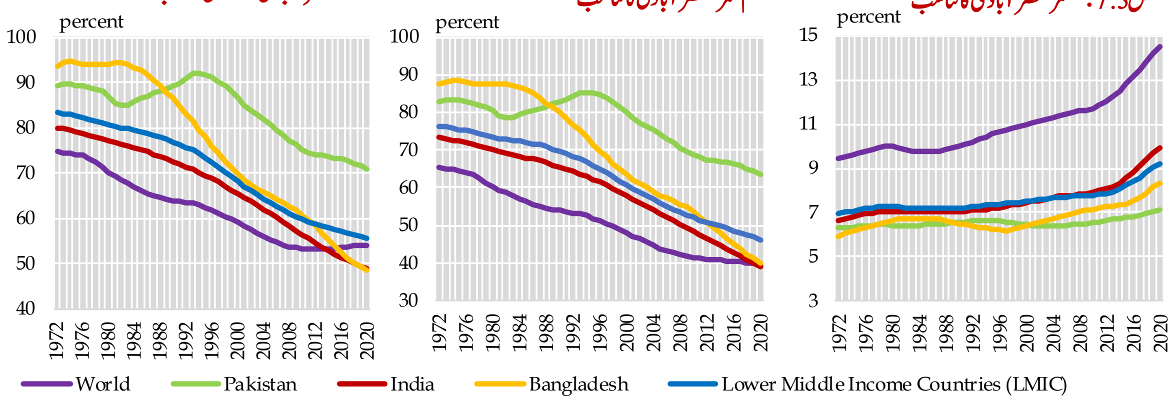

Source: UN Population Division, World Population Prospects 2022.

فائدہ اٹھانے کے معاملے میں امیر آبادی کو غریب آبادی پر فوقیت حاصل ہے جس سے آمدنی میں عدم مساوات مزید بڑھے گی (شکل 7.7)۔

پاکستان میں آبادی کی صورتِ حال

آبادی کی صورتِ حال جاننے کے (سال کی تعداد کے لحاظ سے) دو بنیادی طریقے ہیں جو دراصل ایک موقع بھی فراہم کرتے ہیں جس کے دوران کسی ملک کے فوائد جمع ہو سکتے ہیں۔

میسن (2005ء) کے مطابق جب کارگر آبادی کی شرحِ نمو اور مجموعی آبادی کی شرحِ نمو میں فرق مثبت ہو، یعنی اوّل الذکر کی شرحِ نمو مؤخر الذکر کی شرحِ نمو سے بڑھ جائے تو ترقی کا دروازہ کھلتا ہے، کیونکہ مجموعی شرحِ افزائش میں کمی کا نتیجہ 14 سال تک عمر کے گروپ کی کم آبادی کی صورت میں نکلتا ہے۔

شکل 7.6: پاکستان میں عمر کی ساخت کی صورتِ حال

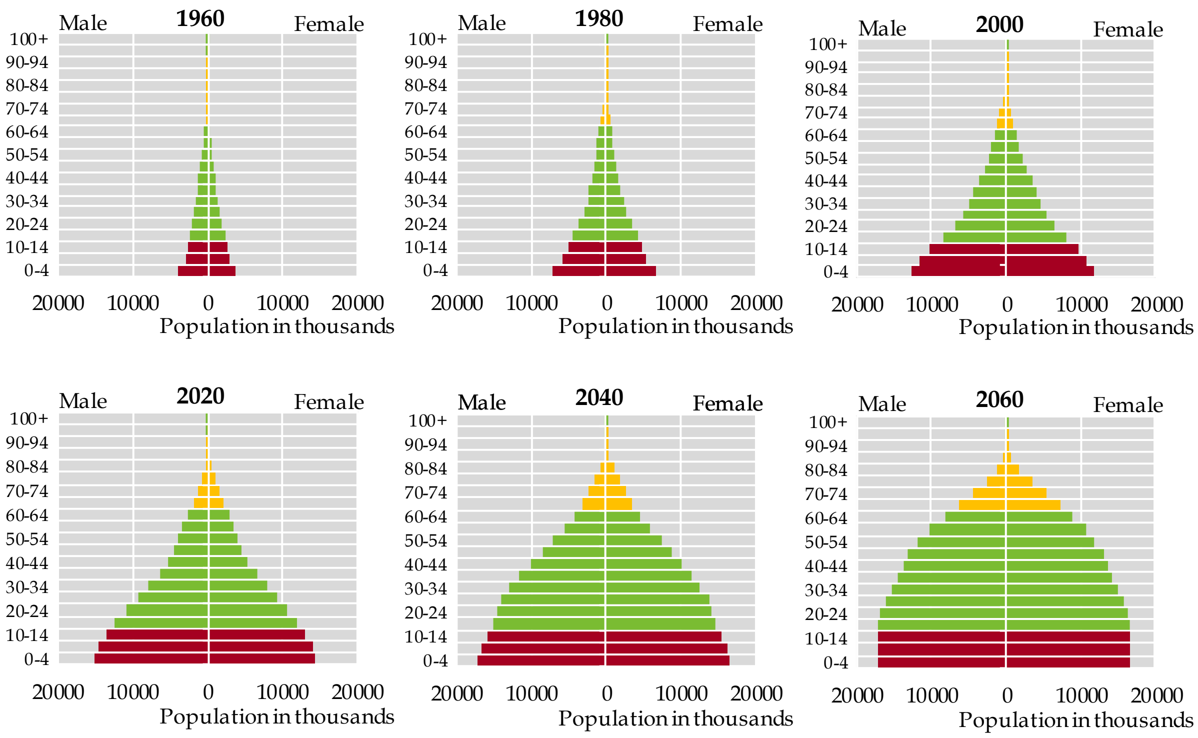

Note: Population for 2040 and 2060 are based on medium variant projections by United Nations.
Source: UN Population Division, World Population Prospects 2022.

چنانچہ جب کارگر آبادی کی شرحِ نمو اور مجموعی آبادی کی شرحِ نمو میں فرق منفی ہو تو منحصر معمر آبادی بڑھ جاتی ہے اور ترقی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔[31]

دوسرا طریقہ، جسے اقوامِ متحدہ کے پاپولیشن ڈویژن نے اپنایا ہے، یہ ہے کہ کارگر آبادی کے تناسب پر انحصار کیا جائے۔ اس طریقے کے مطابق آبادی سے استفادے کا دروازہ اس وقت کھلتا ہے جب 14 سال عمر تک کی آبادی کا تناسب 30 فیصد سے کم ہو، اور معمر (65 سال اور اس سے زائد کے) شہریوں کا تناسب 15 فیصد سے کم رہے۔[32] 2015ء میں ہر وہ ملک جو مواقع فراہم کرنے کی اس سازگار سطح پر پہنچ چکا تھا، وہاں فی عورت تین یا اس سے کم بچے کی شرحِ افزائش تھی۔[33] یہ موقع اس وقت ختم ہو گیا جب 14 سال تک عمر والی

شکل 7.7: پاکستان میں دولت کے کوئنٹائل کے لحاظ سے آبادی

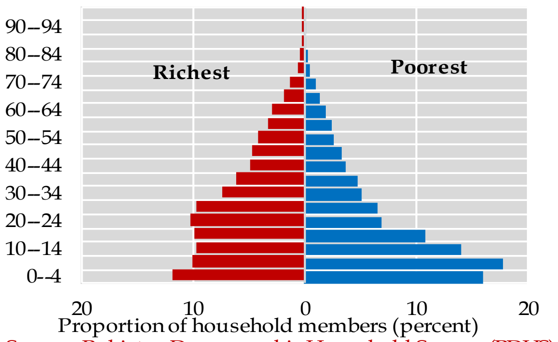

Source: Pakistan Demographic Household Survey (PDHS) 2017-18

آبادی کے تناسب میں کمی کو معمر (65 سال سے زائد) آبادی میں اضافے نے 15 فیصد سے بڑھ کر زائل کر دیا۔

شکل 7.8 (الف): افزائش کے مختلف متغیرات کے لحاظ سے آبادی کے ثمرات (میسن کا طریقہ)

شکل 7.8 (ب): افزائش کے مختلف متغیرات کے لحاظ سے آبادی کے ثمرات (اقوامِ متحدہ کا طریقہ)

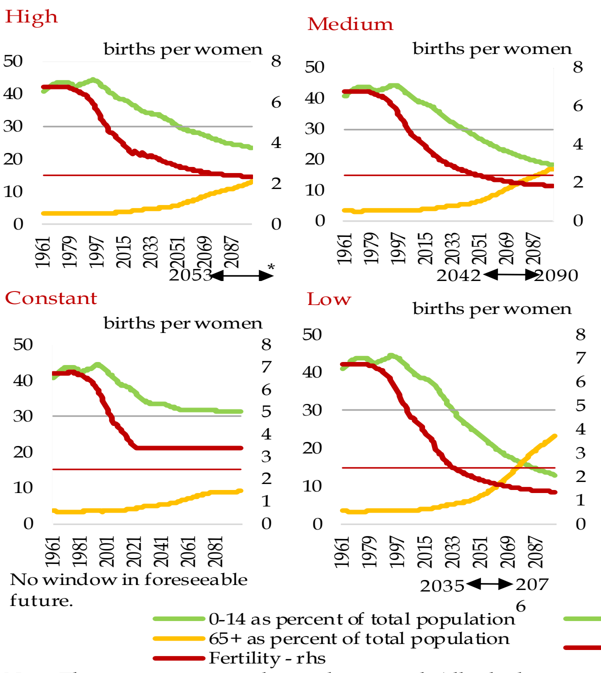

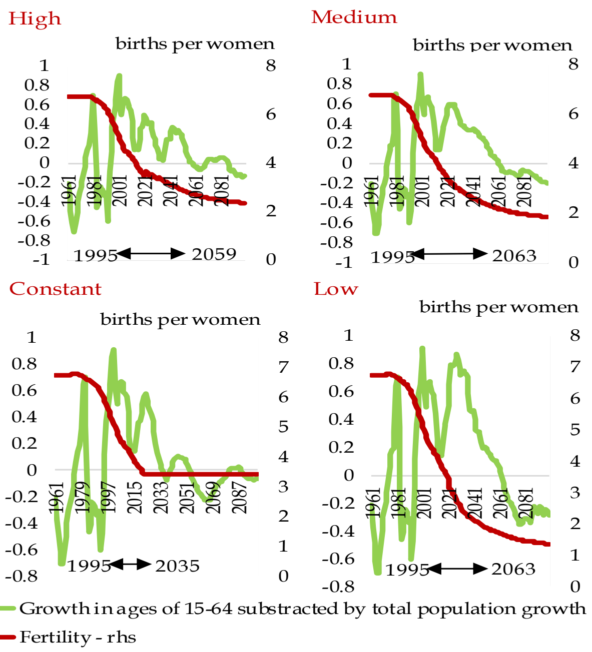

Note: The arrow represents the window period. All calculations are based on different fertility variations reported by the United Nations.
* In the high fertility scenario, the end of demographic window may extend beyond year2100; however, population projections by UN beyond 2100 are currently not available.
Source: UN Population Division. World Population Prospects2022.

[31] A. Mason (2005). "Demographic Transition and Demographic Dividends in Developed and Developing Countries." *United Nations Expert Group Meeting on Social and Economic Implications of Changing Population Age Structure.* Population Division, Department of Economic and Social Affairs United Nations Secretariat. Mexico City.

[32] United Nations Population Division (2004). *World Population to 2300.* New York: United Nations Department of Economic and Social Affairs, Population Division

[33] United Nations Population Division (2017). *World Population Prospects.* New York: United Nations Department of Economic and Social Affairs, Population Division

میسن کے طریقے کے مطابق پاکستان میں آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ 1995ء میں کھلا اور اقوامِ متحدہ کی اُس پیش گوئی کے تحت جس میں ریاضی کے مروجہ طریقوں سے شرحِ افزائش میں کمی کا تخمینہ لگایا جاتا ہے، یہ دروازہ 2063ء میں بند ہوگا (دیکھیے **باکس 7.1**)۔ تاہم اگر پاکستان کی شرحِ افزائش موجودہ سطح پر برقرار رہی تو تخمینے کے تحت آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ 2035ء میں بند ہوجائے گا (**شکل 7.8 الف**)۔

اس کے برعکس اقوامِ متحدہ کے طریقے کے مطابق آبادی سے فائدہ اٹھانے کا پاکستان کے لیے دروازہ ابھی نہیں کھلا ہے، تخمینے کے مطابق یہ دروازہ 2042ء میں کھلے گا بشرطیکہ پاکستان شرحِ افزائش میں کمی کے درمیانی متغیرہ کی پیروی کرے، یا 2035ء میں کھلے گا بشرطیکہ شرحِ افزائش میں کمی کا سلسلہ پست بارور (fertility) متغیرہ پر توقع سے زیادہ تیزی سے گرے۔ اقوامِ متحدہ کے طریقے کے مطابق اگر شرحِ افزائش موجودہ سطحوں پر برقرار رہتی ہے تو آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں نہ کھلے (**شکل 7.8 ب**)۔

اگرچہ ماہرینِ آبادیات کامیابی کا دروازہ کھلنے کا تخمینہ لگانے میں میسن اور اقوامِ متحدہ دونوں ہی کے طریقے استعمال کرتے ہیں، ان میں یہ بات مشترک ہے کہ پاکستان کو اپنی شرحِ افزائش میں تیزی سے کمی لانے کی ضرورت ہے۔[34]

باکس 7.1: اقوامِ متحدہ کی جانب سے افزائش کے منظرنامے کی پیش گوئی

آبادیاتی مواقع کا تخمینہ لگانے کی بنیاد دراصل "ورلڈ پاپولیشن پراسپیکٹس 2022" (اقوامِ متحدہ کی جانب سے آبادی کے سرکاری تخمینوں) میں بیان کردہ آبادی کے مختلف منظرنامے ہیں، جس کی بیس لائن کو اوسط متغیرہ کہا جاتا ہے۔ اوسط منظرنامہ افزائش، شرحِ اموات، اور دیگر متعلقہ عوامل کے سابقہ رجحانات سے بنتا ہے، جبکہ اسی طرح کے حالات میں دوسرے ممالک کے پچھلے تجربے کی بنیاد پر مستقبل میں ہونے والی تبدیلیوں کے حوالے سے غیر یقینی صورتحال کو بھی مدنظر رکھتا ہے۔ اوسط منظرنامے کا تخمینہ وقت کے ساتھ تبدیلیوں میں آنے والے تغیر کے امکانی ماڈل کو استعمال کرتا ہے اور اخذ کردہ ہر ڈیموگرافک جزو کے کئی ہزار الگ الگ طریقوں (trajectory) کی اوسط کے مطابق ہوتا ہے۔

اس کے بعد افزائش کے مختلف منظرناموں کے تخمینے لگائے جاتے ہیں جو صرف افزائش کی سطح کے حوالے سے مختلف ہوتے ہیں، جبکہ دیگر تمام عوامل مثلاً پیدائش کے وقت صنفی تناسب، شرحِ اموات اور بین الاقوامی نقل مکانی کے مفروضے یکساں رہتے ہیں۔ بلند منظرنامے میں، مجموعی افزائش کے افزائش کی اس سطح تک پہنچنے کا تخمینہ لگایا جاتا ہے جو اوسط منظرنامے میں مجموعی افزائش سے 0.5 پیدائش زیادہ ہے۔ پست منظرنامے میں، اوسط منظرنامے کی مجموعی افزائش سے 0.5 پیدائش کم رہنے کی پیش گوئی ہے۔ مستقل افزائش کے منظرنامے میں، مجموعی افزائش 2022ء کے تخمینہ کی سطح پر برقرار ہے۔

ماخذ: اقوامِ متحدہ (www.population.un.org/wpp/DefinitionOfProjectionScenarios)

7.3 بچّے کی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی

آبادی سے فائدہ اٹھانے اور نتیجتاً معاشی ترقی پر اس کا اثر بڑھانے کی غرض سے افزائش کی تبدیلی کو کامیابی کے ساتھ برقرار رکھنے کے لیے دو انتہائی اہم عوامل درکار ہوتے ہیں۔ یہ عوامل بچے کی صحت میں بہتری اور خاندانی منصوبہ بندی ہیں۔[35] اس کے علاوہ بچّوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم پر سرمایہ کاری اور اس میں بہتری لانے سے خاندانی منصوبہ بندی کو مدد ملتی ہے،[36] جو معاشی سرمایہ کاری ہے۔ آبادی کو کنٹرول کرنے کی موثر پالیسیاں اور خاندانی منصوبہ بندی شرحِ افزائش میں کمی لانے میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے والے اہم عوامل ہیں،[37] اور شرحِ افزائش میں ضروری کمی لائے بغیر کارگر عمر کے

[34] مثال کے طور پر میسن کا طریقہ "D. Nayab (2006). *Demographic Dividend or Demographic Threat in Pakistan*. PIDE Working Papers 2006:10. Islamabad: PIDE" میں اپنایا گیا ہے، جبکہ ترقی کا دروازہ کھلنے کا تخمینہ لگانے میں "L. Crombach and J. Smith (2022). "The Demographic Window of Opportunity and Economic Growth at Sub-National Level in 91 Developing Countries." نے بھی یہی طریقہ استعمال کیا ہے۔ دوسری طرف "The Demographic Window of Opportunity and Economic Growth at Sub-National Level in 91 Developing Countries." *Social Indicators Research* volume 161, pages 171-189" میں اقوامِ متحدہ کا طریقہ استعمال ہوا ہے۔

[35] D. E. Bloom, D. Canning and J. Sevilla (2003). *The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change.* Population Matters, a RAND Program of Policy-Relevant Research Communication. California: RAND Corporation

[36] Z. Sathar, R. Royan and J. Bongaarts (eds.) (2013). Capturing the Demographic Dividend in Pakistan. Islamabad: Population Council

[37] J. Bongaarts, W. P. Mauldin and J. F. Phillips (1990). "The Demographic Impact of Family Planning Programs." *Studies in Family Planning*, Vol. 21, No.6, pp. 299-310

ڈھانچے میں وہ سازگار تبدیلی واقع نہیں ہوتی جو آبادی سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ کھولے اور اس کا دورانیہ بڑھائے۔

بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات میں کمی

جب بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات میں کمی آتی ہے تب شرحِ افزائش بھی تبدیل ہونا شروع ہوتی ہے۔ بہ الفاظِ دیگر بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات پست ہونا ان اہم اقدامات میں سے ایک ہے جو آبادی میں تبدیلی کو مہمیز دیتے ہیں۔[38] تبدیلی کے آغاز میں نومولودوں کی پست شرحِ اموات اور بلند شرحِ افزائش کے نتیجے میں آبادی تیزی سے بڑھتی ہے۔ تاہم جب بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات میں کمی مستحکم ہونے لگتی ہے تو اس سے بچّے کی بقا کو یقینی بنا کر موثر خاندانی منصوبہ بندی کا موقع ملتا ہے۔ یہ امر پست شرحِ افزائش پر منتج ہوتا ہے کیونکہ اب خاندان کے افراد کی مطلوبہ تعداد کو پورا کرنے کے لیے بچّوں کی کم تعداد درکار ہوتی ہے۔[39] اس کے نتیجے میں ماں کی صحت بہتر ہوتی ہے جو بچّے کی صحت مزید بہتر بنانے میں مددگار بنتی ہے، چنانچہ یہ مفید دائرہ مکمل ہو جاتا ہے۔

شکل 7.9: پاکستان میں بچوں کی صحت کی صورتِ حال

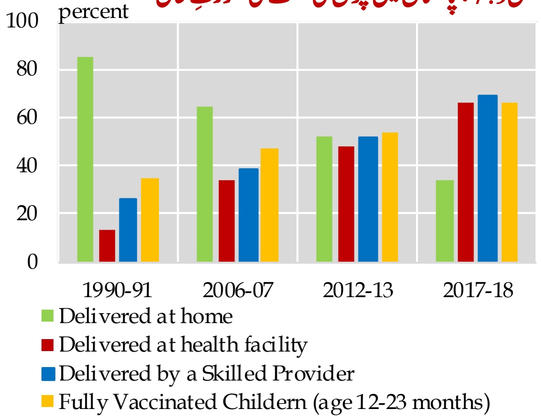

Source: Pakistan Demographic and Health Survey

چونکہ نومولودوں اور بچّوں کی صحت اس پورے عمل کا لازمی حصہ ہے، اس لیے مطلوبہ فوائد پانے کے لیے نومولودوں کی طبّی دیکھ بھال بہتر بنانے پر سرمایہ کاری ایک ضروری عامل ہے۔[40] اس کے علاوہ تعلیم، صحت اور روزگار میں صنفی مساوات میں کمی لا کر بھی بچّوں اور نومولودوں کی شرحِ اموات میں کمی لائی جا سکتی ہے، کیونکہ صنفی عدم مساوات اور بچّوں کی شرحِ اموات میں باہم مثبت تعلق ہے۔[41]

اس شعبے میں پاکستان نے خاصی پیش رفت کی ہے، اور یہ دونوں اظہاریے 1950ء کے بعد سے مسلسل گرے ہیں۔ 1990ء میں فی ہزار زندہ پیدائشوں میں سے 108 اموات ہوئی تھیں جو 2021ء میں کم ہو کر 52 اموات رہ گئی ہیں۔ یہی پہلو 5 سال سے کم عمر بچّوں کی شرحِ اموات میں دیکھا گیا ہے جو 1990ء میں فی ہزار 140 اموات تھیں اور 2021ء میں گر کر 63 اموات رہ گئیں۔[42]

یہ بہتری پاکستان میں ماؤں اور بچّوں کی دیکھ بھال میں مجموعی طور پر بہتری آنے کی وجہ سے ہوئی (**شکل 7.9**)۔ مثال کے طور پر مجموعی پیدائش کو سامنے رکھ کر صحتِ عامہ کے کسی ادارے میں زچگی کی شرح 1991ء میں 13 فیصد تھی جو 2018ء میں بہتر ہو کر 66 فیصد تک چلی گئی۔ یہ بات اس لحاظ سے اہم ہے کہ جو بچّے صحتِ عامہ کے کسی ادارے میں پیدا نہیں ہوتے ان کے نوزائیدگی کی حالت میں (یعنی ولادت کے پہلے 28 دن میں) مرنے کا امکان 1.85 گنا زائد ہوتا ہے۔[43] بچّوں کی اموات کا خطرہ کم ہونے سے وابستہ ایک

---

[38] D. E. Bloom, D. Canning and J. Sevilla (2003). *The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change.* Population Matters, a RAND Program of Policy-Relevant Research Communication. California: RAND Corporation

[39] Z. Sathar, R. Royan and J. Bongaarts (eds.) (2013). *Capturing the Demographic Dividend in Pakistan.* Islamabad: Population Council

[40] D. E. Bloom, D. Canning and J. Sevilla (2003). *The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change.* Population Matters, a RAND Program of Policy-Relevant Research Communication. California: RAND Corporation

[41] E.M. Brinda, A. P. Rajkumar, and U. Enemark (2015). "Association between Gender Inequality Index and Child Mortality Rates: A Cross-national Study of 138 Countries." *BMC Public Health* 15, 97.

[42] United Nations Population Division. World Population Prospects 202242

[43] J Ajaari, H. Masanja, R. Weiner, S. A. Abokyi, and S. Owusu-Agyei (2012). "Impact of Place of Delivery on Neonatal Mortality in Rural Tanzania." *International Journal of Maternal and Child Health and AIDS.* 2012;1(1):49-59.

اور اظہاریہ بچّوں کی بنیادی ویکسی نیشن کی تکمیل ہے۔[44] پاکستان نے اس معاملے میں بھی پیش رفت کی ہے، اور 12 تا 23 ماہ عمر کے بچوں کی ویکسی نیشن 1990ء کے مقابلے میں آج دگنی سے زائد بڑھ چکی ہے۔[45]

اگرچہ ان اقدامات سے نومولودوں اور بچّوں کی شرحِ اموات کم کرنے میں مدد ملی ہے، خاص طور پر ابتدائی عرصے میں یعنی 1950ء تا 1970ء، تاہم پاکستان علاقائی اور عالمی اوسط کے مقابلے میں ابھی پیچھے ہے (**شکل 7.10**)۔ پاکستان متوسط آمدنی میں پست درجے والے ملکوں میں شامل ہے، جبکہ اس کے نومولودوں میں شرحِ اموات نسبتاً زیادہ ہے۔[46] پاکستان نے جنوبی ایشیا کے اپنے ہمسر ملکوں کے مقابلے میں بھی سست پیش قدمی کی ہے۔[47]

پاکستان میں بچّوں کی بلند شرحِ اموات کی ایک وجہ یہ ہے کہ افزائش کے حوالے سے معاشرے میں بلند خطرے والے رویّے موجود ہیں، چنانچہ یہ رویّے بچّوں کی موت کے امکانات بڑھادیتے ہیں۔ بلند خطرے والی تین بنیادی صورتیں یہ ہیں: ماں کی عمر، اگر یہ 18 سال سے کم اور 34 سال سے زائد ہو؛ دو بچّوں کی پیدائش میں درمیانی وقفہ دو سال سے کم ہو؛ اور پیدائش میں بچّے کا نمبر، یعنی اگر کسی ماں کے پہلے ہی تین یا اس سے زائد بچّے ہیں تو اگلے بچّوں کے مرنے کے خطرات نسبتاً زیادہ ہوں گے۔ مجموعی طور پر یہ خطرات ایسے ہیں جن سے گریز کیا جانا ممکن ہے۔ پاکستان میں 56 فیصد ولادتیں بلند خطرے والے کسی نہ کسی زمرے میں ہوتی ہیں[48] جو کہ بنگلہ دیش کی اوسط 32.6 فیصد اور بھارت کی 31.3 فیصد سے کہیں زیادہ ہیں۔[49]

ان تین ذیلی زمروں میں سے 19.3 فیصد ولادتیں اموات کے بلند خطرے سے اس لیے دوچار ہوتی ہیں کہ اس ماں کے اس سے پہلے کئی بچّے پیدا ہو چکے ہوتے ہیں (**شکل 7.11**)، جس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں بھرا پُرا خاندان پسند کیا جاتا ہے۔ پاکستان ڈیموگرافک اینڈ ہیلتھ سروے (پی ڈی ایچ ایس) (2017-2018ء) کے مطابق پاکستان میں مرد (بلحاظ اوسط) یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کے 4.3 بچّے ہوں جبکہ خواتین کی پسند 3.9 بچّے ہوتے ہیں۔ بچّوں

شکل 7.10: بچّوں کی شرحِ اموات

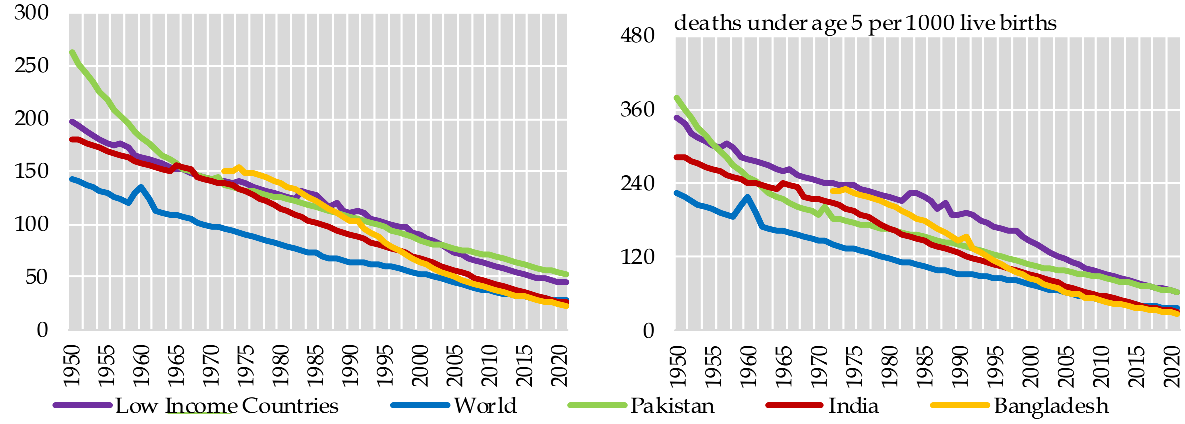

Source: UN Population Division, World Population Prospects 2022.

[44] M. E. McGovern and D. Canning (2015). "Vaccination and all-cause child mortality from 1985 to 2011: Global evidence from the Demographic and Health Surveys." *American Journal of Epidemiology Vol.* 182,9 (2015): 791-8.

[45] 12 سے 23 ماہ کے بچّوں کے لیے بنیادی ویکسین میں یہ چیزیں شامل ہیں: بی سی جی، خناق-ہیپاٹائٹس بی-ایچ آئی بی کی تین خوراکیں، پولیو ویکسین قطروں کی چار خوراکیں، غیر فعال (inactivated) پولیو ویکسین کی ایک خوراک، نمونیا ویکسین کی تین خوراکیں، اور خسرہ کی ایک خوراک۔ (ماخذ: پی ڈی ایچ ایس 18-2017ء)

[46] آمدنی کے تمام گروپ عالمی بینک کی تشریح کے مطابق ہیں۔ www.datahelpdesk.worldbank.org/knowledgebase/articles/906519-world-bank-country-and-lending-groups (یکم جون 2022ء کو دیکھی گئی)

[47] اقوامِ متحدہ کا آبادی ڈویژن۔ عالمی آبادی کے امکانات 2022ء۔

[48] National Institute of Population Studies (2019). *Pakistan Demographic and Health Survey (2017-18).* Islamabad: NIPS

[49] National Institute of Population Research and Training (2020). *Demographic and Health Survey (2017-18).* Dhaka: National Institute of Population Research and Training; International Institute for Population Sciences (2017). *India National Family Health Survey 2015-16.* Mumbai: International Institute for Population Sciences

کی اموات کی دوسری بڑی وجہ پیدائش میں کم وقفہ ہوتا ہے۔ 18.1 فیصد بچّے اپنے سے بڑے بھائی یا بہن کے 24 ماہ کے اندر جنم لے لیتے ہیں۔ دو سال سے کم وقفے سے پیدا ہونے والے بچّوں میں اموات کی شرح 122 اموات فی ہزار ولادتیں ہے۔ اس کے مقابلے میں جو بچّے اپنے سے بڑے بھائی یا بہن کے 4 سال سے زائد وقفے کے بعد جنم لے لیتے ہیں ان میں اموات کی شرح 44 اموات فی ہزار ولادتیں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی

آبادی سے فائدہ اٹھانے کے لیے عمر کی حرکیات میں جو ساختی تبدیلیاں مطلوب ہیں انہیں ممکن بنانے کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کی بنیادی اہمیت ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی سے نہ صرف نومولودوں اور بچّوں کی شرحِ اموات میں کمی آتی ہے بلکہ یہ تولیدی صحت میں سرمایہ کاری کے طور پر آبادی میں ردّوبدل کا نقطِ آغاز بھی ہے۔ اس سے کنبے کا حجم کم کیا جاسکتا ہے اور میاں بیوی کو اپنے کنبے کے لیے مؤثر منصوبہ بندی کا موقع ملتا ہے۔[50]

چونکہ مؤثر خاندانی منصوبہ بندی سے شرحِ افزائش میں کمی آتی ہے اور خواتین کو افرادی قوت میں فعالیت سے شامل ہونے کا موقع ملتا ہے،[51، 52] اس لیے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام پر کامیاب عمل درآمد افزائش میں تبدیلی کو تیز کرنے کا ایک لازمی عنصر ہے۔[53] اس پروگرام کا ایک پہلو یہ ہے کہ تولیدی صحت سے آگاہی بڑھائی جائے اور اس کی تعلیم دی جائے۔ اس میں مثال کے طور پر ایسے اقدامات شامل ہیں جن کا ہدف پہلی ولادت میں تاخیر کرنا ہو، اس طرح نومولود کی صحت بہتر بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔[54]

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کا ایک اور پہلو مانع حمل طریقوں کے استعمال میں اضافہ کرنا ہے۔ مشرقی ایشیا کے بہت سے ملکوں کی حکومتوں نے مانع حمل طریقوں کے استعمال کو فروغ دے کر شرحِ افزائش کو کم کیا اور آبادی سے فائدہ اٹھایا۔ ان ملکوں نے ان منصوبوں پر دراصل اس بنا پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا کہ خاندانی منصوبہ بندی پر واضح زور دیا گیا، اس کے لیے حکومت سے رقوم دی گئیں، سرکاری شعبہ نجی شعبے کی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرنے پر آمادہ ہوا، اور سول سوسائٹی سے حمایت ملی (باکس 7.2)۔[55]

شکل 7.11: بلند خطرے کے حامل افزائش کے رویّے

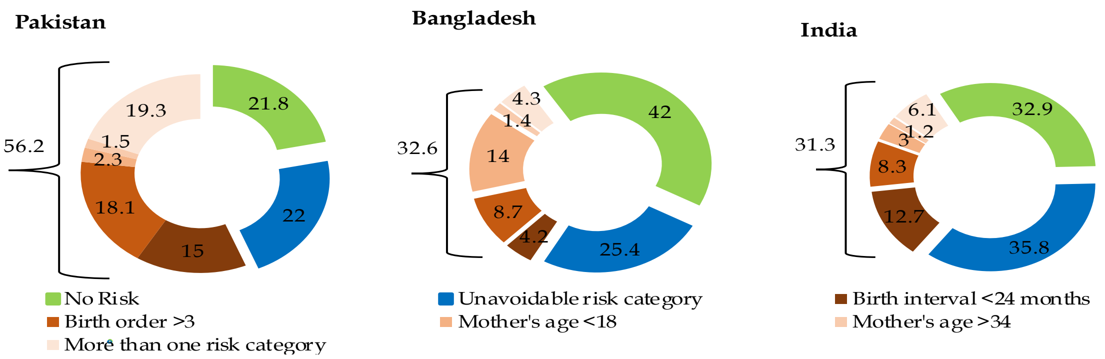

Source: Pakistan Demographic and Health Survey 2017-18, Bangladesh Demographic and Health Survey 2017-18 and India National Family Health Survey 2015-16.

[50] T. H. Tulchinsky and E. A. Varavikova (2014). "Family Health" in T.H. Tulchinsky and E.A. Varavikova (eds), The New Public Health (Third Edition).

[51] ایضاً

[52] K. Patierno, S. Gaith, and E. L. Madsen (2019). *Which Policies Promote a Demographic Dividend? An Evidence Review.* Washington D.C.: Population Reference Bureau

[53] J. DaVanzo, D. M. Adamson (1998). *Family Planning in Developing Countries: An Unfinished Success Story.* Issue Paper, Document No. IP-176. California: Rand Corporation

[54] J. N. Gribble and J. Bremner (2012). *Achieving A Demographic Dividend.* Population Bulletin Vol. 67, No. 2. Washington D.C.: Population Reference Bureau

[55] A. Mason (2003). "Population Change and Economic Development: What Have we Learned from the East Asia Experience?" *Applied Population and Policy* 2003:1(1) 3–14

باکس 7.2: خاندانی منصوبہ بندی کے کامیاب پروگرام

ایران

خاندانی منصوبہ بندی کا آغاز ایران میں 1967ء میں کیا گیا، تاہم 1979ء کے بعد یہ غیر فعال ہو گیا۔ آبادی میں تیز رفتار اضافے کی اقتصادی لاگت بلند ہو جانے کی بنا پر ایران نے خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام 1989ء میں دوبارہ متعارف کرایا۔ تب وہاں شرحِ افزائش فی خاتون 5 ولادت تھی، جو 1999ء میں گر کر 2.1 ولادت رہ گئی۔[الف] ایران نے خاندانی منصوبہ بندی کے اپنے پروگرام کی تین بنیادی مقاصد کے لحاظ سے زمرہ بندی کی ہے: پہلے حمل میں تاخیر، 18 سال سے کم عمر اور 35 سال سے زائد عمر کی خواتین میں پیدائش کی حوصلہ شکنی، اور خاندان میں بچّوں کی تعداد 3 تک محدود کرنا۔ وزارتِ صحت اور طبّی تعلیم کو خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی قیادت کرنے کے اور یہ بات یقینی بنانے کے مکمل اختیارات اور وسائل سونپے گئے ہیں کہ ہر ایک کو متعلقہ سہولتیں مفت ملیں۔ تین سے زائد بچّوں کی پیدائش کی حوصلہ شکنی کے لیے بھرے پرے خاندانوں کے الاؤنس ختم کر دیے گئے، اور ہر طرح کی سرکاری سہولتیں صرف پہلے تین بچّوں تک محدود کر دی گئیں۔

ایران نے اپنے دیہی علاقوں میں موجود ''صحت گھر (health houses) '' بھی اس مقصد کے لیے استعمال کیے۔ چونکہ ان صحت گھروں کا عملہ مقامی افراد پر مشتمل تھا اس لیے گفتگو اور معلومات کی فراہمی نسبتاً آسان ہوگئی۔ ان صحت گھروں کے عملے کا ایک اضافی کام یہ تھا کہ وہ ہر سال آبادی کا ڈیٹا مرتّب کرتے اور شرحِ افزائش اور مانع حمل طریقوں کے استعمال کے بارے میں معلومات مقامی سطح سے اکٹھی کرتے۔ تعلیم اور آگاہی بھی ایران کے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی ایک اہم خصوصیت رہی ہے۔ مثال کے طور پر یونیورسٹی کے تمام گریجویٹس پر لازم ہے کہ وہ خاندانی اور آبادی کی منصوبہ بندی پر دو گھنٹے کا کورس مکمل کریں۔ اسی طرح خاندانی منصوبہ بندی کی تعلیم بھی تعلیمِ بالغان کے پروگراموں کے ملکی نصاب کا ایک حصہ ہے۔ اس شرط کا بھی اطلاق شروع کیا گیا ہے کہ جوڑے اپنی شادی کا لائسنس وصول کرنے سے پہلے خاندانی منصوبہ بندی کا ایک کورس مکمل کریں۔[ب]

شکل 7.2.1: مجموعی شرحِ افزائش کا رجحان بلحاظ عشرہ

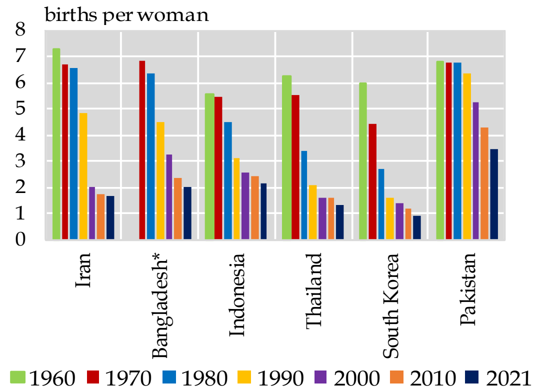

* Data for Bangladesh starts from 1972

Source: United Nations Population Division. World Population Prospects 2022

بنگلہ دیش

بنگلہ دیش کے قیام کے وقت ہی سے خاندانی منصوبہ بندی کی سرگرمیوں پر عمل ہو رہا تھا۔ اس نے ان سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہوئے فیصلہ سازی کا اختیار 1972ء میں فیملی پلاننگ بورڈ اور کونسل سے واپس لے کر وزارتِ صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کے سپرد کیا۔[ج] وہاں خاندانی منصوبہ بندی کی پالیسی پر کامیابی کے ساتھ عملدرآمد کیا گیا جس سے 1972ء میں اس کی شرحِ افزائش جو فی عورت 6.8 پیدائش تھی 2021ء میں گر کر فی عورت 2 پیدائش رہ گئی (**شکل 7.2.1**)۔[د] بنگلہ دیش یہ ''تولیدی انقلاب'' اپنے ان مسائل اور عمومی رجحانات کے باوجود لے کر آیا جن میں ناخواندگی، کم عمری کی شادی اور بیٹے کی خواہش شامل ہیں۔ یہ کامیابی بغور تیار کیے گئے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی وجہ سے ممکن ہوئی جس میں عدم مساوات اور سماجی معیارات کو پیشِ نظر رکھا گیا۔ اس میں خواتین کو، خواتین تک ان کے گھروں میں پہنچنے کے لیے استعمال کیا گیا جنہوں نے آگاہی بھی دی اور مانع حمل اشیا بھی پہنچائیں۔ اسی طریقے سے بنگلہ دیش کے دیہی علاقوں میں بھی مانع حمل اشیا کو عام کیا گیا۔[ہ]

انڈونیشیا

خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام انڈونیشیا میں 1970ء میں شروع ہوا تب عوام کی اکثریت مالی طور پر کمزور تھی اور شرحِ خواندگی بھی پست تھی۔ تاہم ان دشواریوں کے باوجود وہاں خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا گیا جس کے دوران مذہبی گروپوں اور سول سوسائٹی کے دیگر طبقوں کی طرف سے سرگرم مخالفت نہیں ہوئی۔ اب ترقی پذیر ملکوں کے لیے انڈونیشیا کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ ایک الگ ادارہ انڈونیشیا نیشنل فیملی پلاننگ کوآرڈی نیشن بورڈ 1970ء میں بنایا گیا جو براہِ راست صدر کے ماتحت اور پروگرام پر عمل درآمد کا ذمہ دار تھا۔ انڈونیشیا میں مانع حمل طریقوں اور اشیا کے پھیلاؤ کی شرح 1973ء میں 8.6 فیصد تھی جو 1991ء میں بڑھ کر 50 فیصد ہوگئی۔[و] چنانچہ انڈونیشیا کی شرحِ افزائش جو 1970 میں 5.4 پیدائش تھی، 1991ء میں گر کر 3.1 پیدائش رہ گئی۔[ز]

ملک کے گنجان آبادی والے علاقوں پر خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام میں زیادہ توجہ دی اور بعد میں کم گنجانیت والے علاقوں کی باری آئی۔ دیہات میں رضاکاروں کی مدد سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل درآمد کیا گیا، چنانچہ کمیونٹی کا مستحکم تعاون ملا اور آگہی پھیلی جس سے خدشات میں کمی آئی۔ بیشتر خدمات مفت تھیں اور دیہات میں حکومت کی طرف سے دی گئیں۔ اس کے برعکس شہری علاقوں میں خاندانی منصوبہ بندی کا معاوضہ لیا گیا، اور حکومت نے ان خدمات کی فراہمی کے لیے نجی شعبے کو ساتھ ملایا۔ اس پروگرام کے لیے واضح مقداری اہداف کے حصول پر توجہ رکھی گئی، مثلاً 1970ء سے 2030ء تک شرحِ پیدائش نصف کرنا۔ خاندانی منصوبہ بندی کو مشہور و مقبول بنانے کے لیے تخلیقی نعروں اور جملوں کے ساتھ ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا گیا۔[ح،ط]

تھائی لینڈ

تھائی لینڈ نے 1970ء میں ایک آزمائشی منصوبے کے بعد خاندانی منصوبہ بندی کا قومی پروگرام سرکاری طور پر اپنایا۔ مانع حمل اشیا اور طریقوں کے استعمال کی شرح 1970ء میں 14.8 فیصد تھی جو 1978ء میں بڑھ کر 53.4 فیصد ہو گئی۔[ی] چنانچہ شرحِ افزائش بھی 1970ء کی 5.6 پیدائش سے گر کر 1978ء میں 3.7 پیدائش ہو گئی۔ 1990ء تک تھائی لینڈ کی شرح افزائش گر کر 2.1 پیدائش رہ گئی تھی۔ یہاں

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی کامیابی میں کئی عوامل کارفرما تھے۔ تھائی لینڈ میں وزارت عوامی صحت نے اس پروگرام پر عمل درآمد میں مرکزی محکمے کا کردار ادا کیا۔ اس پروگرام نے نجی شعبے کو اپنے ساتھ شریک کیا، اور نجی شعبے نے لوگوں کو خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات استعمال کرنے کی ترغیب دی۔ کئی این جی اوز نے حکومت کی کوششوں کی تکمیل کرتے ہوئے لوگوں کو آگہی دی اور تدریس، کاشت کاری اور دکانداری جیسے شعبوں میں موجود اپنے رضاکاروں کے تعاون سے مانع حمل طریقوں کو فروغ دیا۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں سے ملنے والے اس تعاون کی بنا پر تھائی لینڈ خاندانی منصوبہ بندی کے اپنے اہداف کو پورا کرنے میں کامیاب رہا۔[ک]

جنوبی کوریا

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو ترجیح بنا کر جنوبی کوریا نے اپنی شرحِ افزائش 1960ء کی فی عورت 6.1 پیدائش سے کم کر کے 2020ء تک 0.8 پیدائش کر لی۔ یہاں مانع حمل اشیا اور طریقوں کا استعمال 1965ء میں 16 فیصد تھا جو 2018ء میں 82.3 فیصد ہو گیا۔ صحت مراکز کے ذریعے تولیدی صحت کی تعلیم کو فروغ دیا گیا تاہم بڑی کامیابی صحت عامہ کے کارکنوں کے گھر گھر جا کر آگاہی دینے سے ملی۔[ل] جنوبی کوریا نے غیر سرکاری شعبے کے اداروں کو بھی فعالیت کے ساتھ شریک کرایا۔

حوالہ جات

الف۔ Source: United Nations Population Division. World Population Prospects 2022.

ب: F. R. Fahimi (2002). Iran's Family Planning Program: Responding to a Nation's Needs. MENA Policy Brief No.2. Washington D.C.: Population Reference Bureau

ج Source: Directorate General of Family Planning, Health Education and Family Welfare Division, Ministry of Health and Family Welfare (www.dgfp.gov.bd/site/page/ca81e7a3-33dd-442b-90bc-da21a34a0c13/-, accessed on September 09, 2022)

د D. E. Bloom, D. Canning and J. Sevilla (2003). The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change. Population Matters, a RAND Program of Policy-Relevant Research Communication. California: RAND Corporation

ہ S. R. Schuler, S. M. Hashemi, and A. H. Jenkins (1995). "Bangladesh's Family Planning Success Story: A Gender Perspective." International Family Planning Perspectives, 21:132–137 & 166.

و Source: World Bank

ز Source: United Nations Population Division. World Population Prospects 2022.

ح L. B. Curtin, C. N. Jhonson, A. B. Kantner, and A. Panilaya (1992). Indonesia's National Family Planning Program: Ingredients of Success. Population Technical Assistance Project Occasional Paper do. 6. Washington D.C.: USAID.

ط D. P. Warwick (1986). "The Indonesian Family Planning Program: Government Influence and Client Choice." Population and Development Review, Vol. 12, No. 3, pp. 453-490.

ی Source: World Bank

ک H. J. Rutz (1989). "Adoption and Diffusion Theories used in Thailand's Family Planning Program." Retrospective Theses and Dissertations, 17305.

ل J. N. Gribble and J. Bremner (2012). Achieving A Demographic Dividend. Population Bulletin Vol. 67, No. 2. Washington D.C.: Population Reference Bureau

پاکستان میں شرحِ افزائش 1950ء سے 1979ء کے درمیان فی خاتون 6.8 ولادت تک بلند رہی، حالانکہ پاکستان ایشیا کے اُن ملکوں میں سے تھا جہاں خاندانی منصوبہ بندی کی سرگرمیاں سب سے پہلے متعارف کرائی گئیں۔[56] پاکستان میں 1953ء میں فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان کے نام سے ایک این جی او نے خاندانی منصوبہ بندی کا آغاز کیا۔ اوّلین پنج سالہ منصوبے کے تحت حکومت نے نجی شعبے میں کام کرنے والے رضاکاروں کو چھوٹی چھوٹی گرانٹس جاری کر کے خاندانی منصوبہ بندی میں مدد دی۔[57]

[56] J. B. Casterline, Z. A. Sathar, and M. Haque (2001). "Obstacles to Contraceptive Use in Pakistan: A Study in Punjab." *Studies in Family Planning* 32[2]: 95-110.

[57] W. C. Robinson (1966). "Family Planning in Pakistan's Third Five Year Plan." *The Pakistan Development Review*

دوسرے پنج سالہ منصوبے 65-1960ء کے تحت، خاندانی منصوبہ بندی کے نفاذ کا ایک طریقہ کار طے کیا گیا تھا۔ اس منصوبے میں ملک کے اس وقت کے صحت کے بنیادی انفراسٹرکچر کے تحت کلینکوں کا قیام شامل تھا۔ اس نے میڈیا پلیٹ فارمز اور این جی اوز کو شامل کرتے ہوئے صحت کے پیشہ ور افراد کی تربیت اور عوام کی تعلیم پر زور دیا۔ تیسرے منصوبے نے وفاقی سطح پر فیملی پلاننگ کونسل اور صوبائی سطح پر فیملی پلاننگ بورڈز کی شکل میں اس موضوع پر توجہ مرکوز کرنے والے باضابطہ ادارے فراہم کیے (**شکل 7.12**)۔[58]

اگرچہ ان کوششوں سے ابتدائی انفراسٹرکچر فراہم ہوا اور کچھ طریقے مرکزی دھارے میں آئے جن سے ایف پی کو لاگو کیا جا سکتا تھا، تاہم ان سے شرحِ افزائش میں کوئی واضح تبدیلی نہیں آئی۔ تیسرے منصوبے کے بعد کی دہائی میں حکومت نے ملک میں خاندانی منصوبہ بندی کو مزید فروغ دینے کے لیے کوئی قابل ذکر اقدام نہیں کیا۔[59] اس کی عکاسی مانع حمل اشیا کے پھیلاؤ کی شرح سے بھی ہوتی ہے، جو 1975ء سے 1980ء کے درمیان 5.4 سے کم ہو کر 3.3 رہ گئی، یہ ملکی تاریخ میں اب تک کی کم ترین شرح ہے (**شکل 7.13**)۔

1990ء میں، وزارت بہبودِ آبادی قائم کی گئی۔ 1994ء میں پاکستان انٹرنیشنل کانفرنس آن پاپولیشن اینڈ ڈویلپمنٹ (آئی سی پی ڈی) کا بھی رکن بن گیا اور بعد میں تولیدی صحت پیکیج متعارف کرایا، جس میں خاندانی منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ ماں اور بچوں کی صحت پر توجہ دی گئی۔[60]

شکل 7.12: پاکستان میں ادارہ جاتی تاریخ اور مجموعی شرحِ افزائش

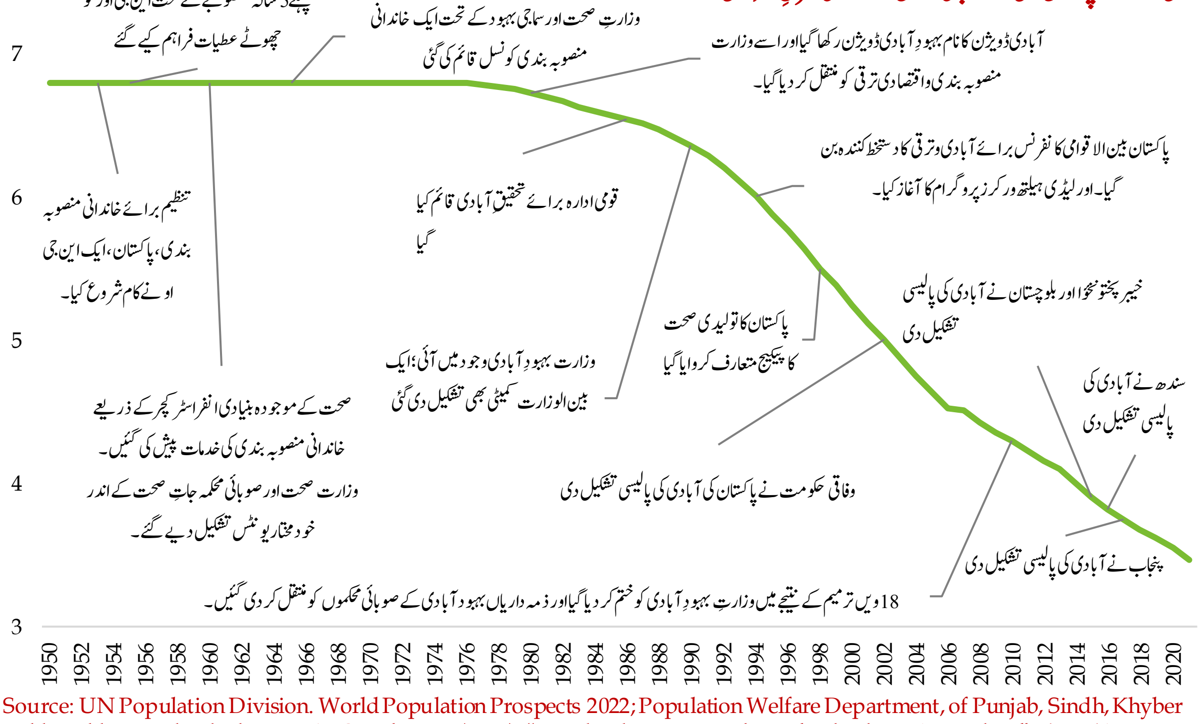

Source: UN Population Division. World Population Prospects 2022; Population Welfare Department, of Punjab, Sindh, Khyber Pakhtunkhwa and Balochistan; W. C. Robinson (1966). "Family Planning in Pakistan's Third Five Year Plan." *The Pakistan Development Review* Vol. 6, No. 2, pp. 255-281; N. Mahmood and D. Nayab and A. Hakim (2000). "An Analysis of Reproductive Health Issues in Pakistan." The *Pakistan Development Review*, Vol. 39, No. 4, pp. 675-693

Vol. 6, No. 2 (SUMMER 1966), pp. 255-281

[58] ایضاً

[59] ماخذ: محکمۂ بہبودِ آبادی، حکومتِ پنجاب، اس لنک پر دستیاب ہے: www.pwd.punjab.gov.pk/history، 06 جون 2022ء کو دیکھا گیا۔

[60] N. Mahmood and D. Nayab and A. Hakim (2000). "An Analysis of Reproductive Health Issues in Pakistan." The *Pakistan Development Review*, Vol. 39, No. 4, pp. 675-693

شکل 7.13: پاکستان میں مانع حمل طریقوں کا پھیلاؤ (کوئی طریقہ)

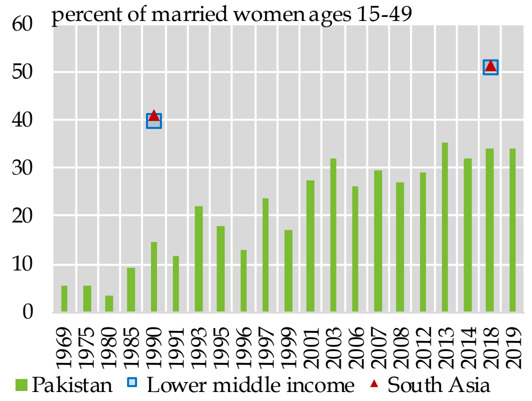

Source: World Bank

یہ اقدامات ہی وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر مانع حمل کا پھیلاؤ 1991ء کے 11.8 فیصد بڑھ کر 2003ء میں 32.1 فیصد تک ہو گیا نیز اسی مدت کے دوران شرح پیدائش میں تیزی سے کمی آئی۔ 1990ء کی دہائی کے دوران شرحِ افزائش میں کمی کی رفتار کو تیز کرنے والا ایک اور عنصر لیڈی ہیلتھ ورکرز (ایل ایچ ڈبلیو) کی بھرتی تھی۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز نے کمیونٹی کی سطح پر آگاہی اور خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات فراہم کیں۔[61] 2002ء میں، پاکستان نے اپنی آبادی کی پالیسی جاری کی، جس کا مقصد 2015ء تک مجموعی شرحِ افزائش کو 2.1 تک لانا تھا۔[62] تاہم، پالیسی نے اپنے اہداف حاصل نہیں کیے، کیونکہ مجموعی شرحِ افزائش کم ہو کر 2021ء تک 3.5 پر آ گئی جبکہ 2002ء میں یہ 5 تھی۔[63]

اٹھارہویں ترمیم کے تحت، آبادی کی منصوبہ بندی ایک صوبائی معاملہ بن گئی، جس کی وجہ سے وزارتِ بہبودِ آبادی تحلیل ہو گئی اور اس کی ذمہ داری بہبودِ آبادی کے صوبائی محکموں کو منتقل کر دی گئی۔ خیبر پختونخوا، سندھ اور پنجاب کے صوبوں نے نظر ثانی شدہ اہداف کے ساتھ اپنی آبادی کی پالیسیوں کا اعلان کیا ہے (**شکل 7.14**)۔ پنجاب کی مجموعی شرحِ پیدائش، جو اگرچہ صوبے کے ہدف سے بہت زیادہ ہے، تاہم چاروں صوبوں میں سب سے کم ہے، جس سے مانع حمل ادویات کے سب سے زیادہ استعمال کی عکاسی ہوتی ہے۔(**شکل 7.15 الف اور ب**)۔

دولت کے کوئنٹائلز کے نقطۂ نظر سے، آمدنی کی بڑھتی ہوئی سطح کے ساتھ مجموعی شرحِ افزائش میں کمی آتی ہے (**شکل 7.16**)۔ سب سے کم اور سب سے زیادہ کوئنٹائل فرق 2.1 ولادت فی عورت ہے؛ بنگلہ دیش اور بھارت کے لیے یہی فرق بالترتیب 0.6 اور 1.7 ہے۔ یہ ملک کے غریب ترین اور امیر ترین افراد کے درمیان شرحِ افزائش میں واضح فرق کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، پاکستان کے سب سے زیادہ آمدنی والے کوئنٹائل کی شرح افزائش بھی بنگلہ دیش اور بھارت کے بالترتیب اوّل (غریب ترین) اور دوم آمدنی والے کوئنٹائل سے زائد ہے۔ ملک کی مجموعی شرحِ افزائش بھی دنیا کے دس سب سے زیادہ آبادی والے ممالک میں بلند ترین ہے، ماسوا نائیجیریا کے (**شکل 7.17**)۔

شکل 7.14: آبادی کی صوبائی پالیسی

	خیبر پختونخوا 2015ء		بلوچستان 2015ء		سندھ 2016ء		پنجاب 2017ء	
	ہدف	ہدفی سال	ہدف	ہدفی سال	ہدف	ہدفی سال	ہدف	ہدفی سال
شرحِ افزائش	2.1	2032	2.1	2040	2.1	2035	2.1	2030
	3.3	2020	4	2020	3	2020	3.3	2020
عالمی تولیدی صحت اور منصوبہ بندی	-	2020	-	2020	-	2020	-	2025
مانع حمل کے پھیلاؤ کی شرح	42	2020	25	2020	45	2020	60	2030

ماخذ: خیبر پختونخوا، بلوچستان، سندھ اور پنجاب کے شعبۂ سماجی بہبود۔

[61] A. Hafeez, B. K. Mohamud, M. R. Shiekh, S. A. I. Shah, and R. Jooma Lady Health Workers Programme in Pakistan: Challenges, Achievements and the Way Forward. *J Pak Med Assoc.* 61(3):210-5.

[62] وزارتِ منصوبہ بندی، ترقیات و اصلاحات (2013-18ء)۔ باب 4: آبادی، گیارھویں پانچ سالہ منصوبے 2013-18ء میں۔ اسلام آباد: منصوبہ بندی کمیشن، وزارتِ منصوبہ بندی، ترقیات و اصلاحات

[63] اقوام متحدہ آبادی ڈویژن۔ عالمی آبادی کے امکانات 2022ء۔

شکل 7.15 الف: مانعِ حمل اشیا کا صوبہ وار استعمال

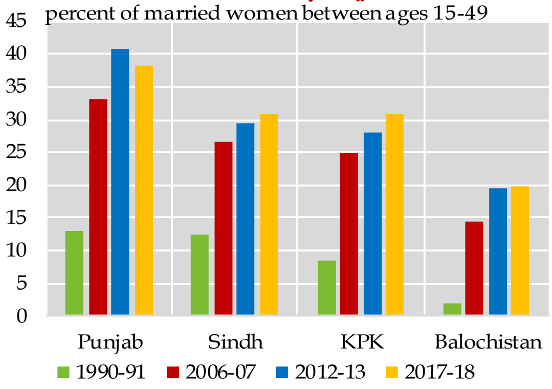

شکل 7.15 ب: صوبہ وار شرحِ افزائش

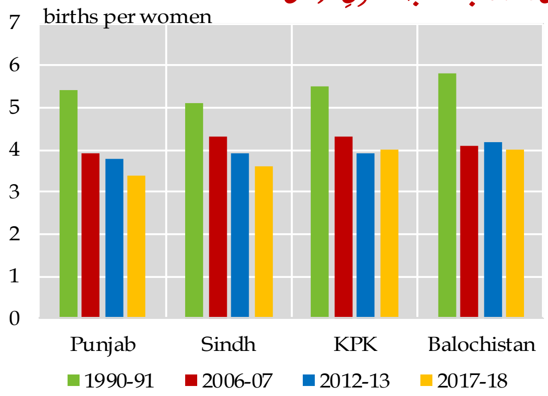

Note: For 1990-91 and 2006-07 Punjab includes data for Islamabad as well.
Source: Pakistan Demographic and Household Survey (PDHS)

مزید بر آں، پاکستان میں مطلوبہ شرح افزائش بھی زیادہ ہے۔[64] 2017-18ء میں پاکستان کی مطلوبہ شرح افزائش 2.9 ولادت فی خاتون تھی۔ اس کے مقابلے میں 2017-18ء کے دوران بنگلہ دیش کی شرح 1.7 تھی، اور بھارت کی شرح 2016-17ء میں 1.8 تھی۔ بلند مطلوبہ شرح افزائش خاندان کے بڑے حجم کے لیے ترجیح کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ تعلیم کی بڑھتی ہوئی سطح کے ساتھ مطلوبہ شرح افزائش اور مجموعی شرح افزائش میں کمی واقع ہوئی ہے۔ (پی ڈی ایچ ایس 2017-18ء) کے مطابق، غیر تعلیم یافتہ والدین کے لیے مطلوبہ شرحِ افزائش 3.5 ہے جبکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ والدین کے لیے یہ شرح 2.25 ہے۔

عمر کی مطلوبہ ساخت تشکیل دینا

تعلیم، بالخصوص خواتین کی تعلیم، مجموعی شرحِ افزائش کو دو طریقوں سے کم کر کے عمر کے مطلوبہ ساخت کو تشکیل دینے میں مدد کرتی ہے: (الف) شیر خواروں اور بچوں کی اموات میں کمی کر کے، جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، اس سے شرحِ افزائش بڑھ جاتی ہے؛ اور (ب) خاندانی منصوبہ بندی کے باخبر فیصلوں کے ذریعے۔

شکل 7.16: دولت کے کوئنٹائل کے لحاظ سے افزائش کی شرحیں

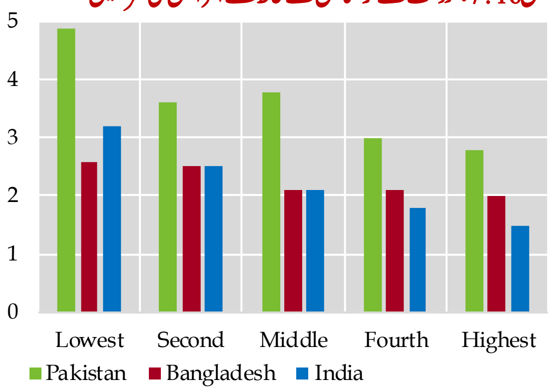

Note: Data for Pakistan and Bangladesh is for 2017-18 and for India 2015-16.
Source: Pakistan DHS, Bangladesh DHS and National Family Health Survey, India

7.4 تعلیم کا کردار

آبادی کی تبدیلی کو آبادی کے مواقع کی طرف منتقل کرنا اور ان مواقع کو آبادی کے ثمرات کے لیے استعمال کرنا، دونوں میں تعلیم کا کردار اہم ہے۔ اوّل الذّکر سیاق و سباق میں، تعلیم مجموعی شرحِ افزائش کو کم کرنے میں مدد کرتی ہے۔ مؤخر الذکر سیاق و سباق میں، تعلیم لیبر فورس کی شرکت، لیبر، اور افراد کی بلند پیداواریت، ٹیکنالوجی کے استعمال اور اختراع کو بڑھانے میں معاون ہے۔[65]

[64] مطلوبہ پیدائش کا مطلب ہے کسی خاتون کی بچوں کی پیدائش کی مثالی تعداد سے کم یا اس کے مساوی کوئی پیدائش۔ مطلوبہ شرحِ پیدائش سے مراد ہے کہ موجودہ شرحِ افزائش پر کسی خاتون کے اپنی تولیدی عمر کے اختتام پر بچوں کی اوسط تعداد، علاوہ غیر مطلوب ولادتیں (کسی خاتون کی جانب سے ان کے بچوں کی مثالی تعداد سے زائد بچے کی پیدائش)۔ ماخذ: پی ڈی ایچ ایس 2017-18ء (تکنیکی تعریف کے لیے دیکھیے پی ڈی ایچ ایس 2017-18ء، اس لنک پر دستیاب ہے: (www.dhsprogram.com/pubs/pdf/FR354/FR354.pdf

[65] N. G. Mankiw, D. Romer, and D. W. Weil (1992). "A Contribution to the Empirics of Economic Growth." *Quarterly Journal of Economics*, 107, 407–437.; J. Benhabib and M.Spiegel (2005). "Human Capital and Technology Diffusion." In P. Aghion and S. Durlauf (Eds.), *Handbook of Economic Growth* Vol. 1, pp. 935–966. Amsterdam, The Netherlands: Elsevier.

اوّل الذّکر کی صورت میں، تعلیم یافتہ مائیں مخصوص بیماریوں کے بارے میں بہتر طور پر آگاہ ہوتی ہیں؛ وہ بیماری کی ابتدائی علامات کی نشاندہی کر سکتی ہیں اور فوری طبی مشورہ لے سکتی ہیں؛ لہٰذا اس طرح بچوں کی اموات کم کی جا سکتی ہیں۔ جان لیوا بیماریوں جیسے ملیریا اور اسہال کے خطرات کو صاف پانی اور مچھردانی کے استعمال جیسے آسان اقدامات سے کم کیا جا سکتا ہے۔ نمونیا، جو بچوں کی اموات کی سب سے مہلک وجہ ہے، اس میں 14 فیصد کمی لائی جا سکتی ہے، اگر خواتین کو صرف ایک سال کی اضافی تعلیم دی جائے۔ اسی طرح اگر تمام مائیں پرائمری سطح تک تعلیم یافتہ ہوں تو اسہال میں 8 فیصد کمی متوقع ہے؛ اور اگر انہوں نے ثانوی تعلیم مکمل کی ہو تو اس میں مزید 30 فیصد کمی لائی جا سکتی ہے۔[66] مزید برآں، خواتین اور مردوں کو فراہم کی جانے والی تعلیم میں فرق کو 10 فیصد تک کم کرنے سے فی 1000 زندہ پیدائشوں میں سے زچگی کی اموات میں 59.5 فیصد کمی لائی جا سکتی ہے اور خواتین اور مردوں کے متوقع عرصۂ حیات میں بالترتیب 2.1 اور 1 سال کا اضافہ ہو سکتا ہے۔[67] تعلیم بیٹے کی پیدائش کو دی جانے والی ترجیح میں بھی کمی لاتی ہے، جو بہت سے ترقی پذیر ممالک میں بلند مجموعی شرحِ افزائش کے درپردہ عوامل میں سے ایک ہے۔[68]

مؤخر الذکر کے معاملے میں، تعلیم یافتہ جوڑے خاندانی منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ مانع حمل ادویات کے زیادہ استعمال کے بارے میں بہتر طور پر جانتے ہیں۔ مزید برآں، تعلیم یافتہ خواتین تولیدی فیصلے کرنے میں نسبتاً زیادہ خود مختار ہوتی ہیں۔[69] صحرائے اعظم کے ذیلی افریقی ملکوں سے ملنے والے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین میں پیدائش کی شرح 2.6 تھی، جبکہ غیر تعلیم یافتہ خواتین کے 4.2 بچے پیدا ہوئے۔[70] مزید یہ کہ جب خواتین پرائمری سطح سے زائد تعلیم کی حامل ہوں تو پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد نمایاں طور پر کم ہوتی ہے۔[71] مثال کے طور پر، بنگلہ دیش میں شرح افزائش اور بچوں کی غذائی قلت کو کم کرنے کے لیے ماؤں کی ثانوی تعلیم ایک اہم محرک دکھائی دی۔[72] اسی طرح، بھارتی ریاست آسام کے ایک قبیلے پر تحقیق سے پتا چلا ہے کہ خواتین کی تعلیم اور تولید کے مابین 5.3 سال کی تعلیمی سطح تک مثبت تعلق ہے۔ اس نشانے کے بعد، تعلیم اور تولید میں منفی تعلق ہے۔ جب گریجویٹ سطح کی تعلیم حاصل کر لی جائے تو مجموعی شرحِ افزائش شرح تبدل تک پہنچ جاتی ہے۔[73]

شکل 7.17: گنجان آبادی والے 10 اہم ممالک میں مجموعی شرحِ افزائش اور آمدنی کے گروپس (2021ء)

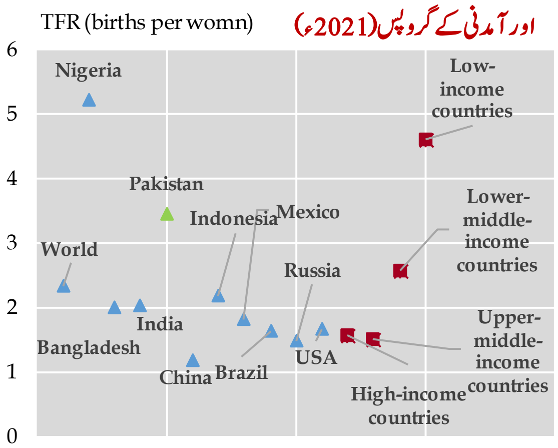

Note: Income groups are as per World Bank definition.
Source: UN Population Division. World Population Prospects 2022.

مذکورہ بالا طریقوں کے ذریعے شرح افزائش کو کم کرنے کے علاوہ، تعلیم کا حصول بھی افرادی قوت کی شرکت، خاص طور پر لیبر مارکیٹ میں خواتین کی

[66] UNESCO (2013). *Education Transforms Lives*. ED.2013/WS/25. Paris: UNESCO

[67] J. Heymann (2020). Gender parity at scale: "Examining correlations of country-level female participation in education and work with measures of men's and women's survival." *eClinicalMedicine*, Vol. 20.

[68] N. Tavassoli (2021). "The Transition of Son Preference: Evidence from Southeast Asian Countries." *Economics*, Vol.9, no.1, 2021, pp.43-67.

[69] J. Bongaarts, (2010). "The causes of educational differences in fertility in Sub-Saharan Africa." *Vienna Yearbook of Population Research*, 31-50.

[70] H. Groth, J. F. May, and V. Turbat (2019). "Policies needed to capture a demographic dividend in Sub-Saharan Africa." *Canadian Studies in Population*, 46(1), 61-72.

[71] D. Canning, R. Sangeeta, and Abdo S. Yazbeck (2015). *Africa's Demographic Transition : Dividend or Disaster?* Africa Development Forum. Washington, DC: World Bank

[72] S. El-Saharty, S. Chowdhury, N. Ohno, and I. Sarker(2016). *Improving Maternal and Reproductive Health in South Asia: Drivers and Enablers*. World Bank Studies. Washington D.C.: World Bank

[73] ایضاً

شرکت کے ذریعے مجموعی شرحِ افزائش کو کم کرتا ہے۔[74] وہ خواتین جو افرادی قوت کا حصہ ہیں، کام کے انتظام، وسائل اور بچے پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ بچوں کی صحت اور تعلیم میں سرمایہ کاری کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے کم بچے پیدا کرتی ہیں۔[75] نتیجتاً، کم شرحِ افزائش کے ساتھ زیادہ خواتین کو افرادی قوت میں شامل ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے جو معاشی ترقی کو تیز کرتی ہے۔[76]

پاکستان کے تناظر میں، پرائمری اور سیکنڈری سطحوں پر بنیادی تعلیم کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ملک آبادی کے مواقع کے لیے مطلوبہ عمر کی ساخت تشکیل دے سکے۔ پاکستان میں بالغ شرح خواندگی دیگر ہمسر معیشتوں کے مقابلے میں کم ہے (**شکل 7.18**)، جہاں بالغ خواتین (15 سال سے زائد کی آبادی میں خواتین کی شرح خواندگی 46 فیصد ہے[77] جبکہ مردوں کی آبادی کے معاملے میں یہ شرح 68 فیصد ہے۔[78]

شکل 7.18: بالغ شرحِ خواندگی* (15 سال اور اس سے زائد عمر کے لوگوں کا فیصد)

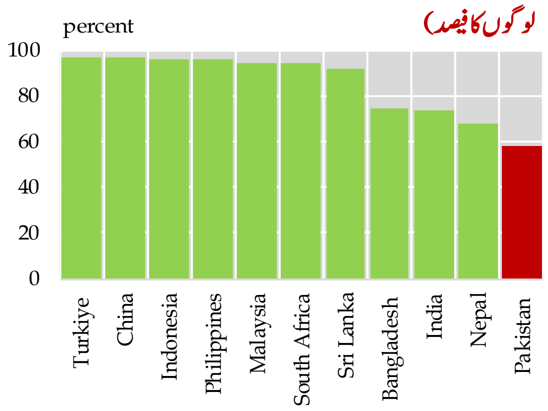

* Latest values ranging between year 2018 and 2020
Source: World Bank

اگرچہ دنیا بھر میں تعلیم بالخصوص پرائمری سطح پر صنفی فرق کم ہو رہا ہے،[79] تاہم دیگر علاقائی معیشتوں کے مقابلے میں پرائمری سطح پر داخلے کے مجموعی تناسب (جی ای آر)[80] میں مرد اور خواتین طلبا کے درمیان صنفی فرق پاکستان میں سب سے زیادہ رہا (**شکل 7.19**)۔ پرائمری اسکول جانے کی عمر میں تقریباً 27 فیصد بچیاں اسکول نہیں جا رہی ہیں جبکہ 19 فیصد بچے اسکول نہیں جا رہے۔[81]

شکل 7.19: پرائمری سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کے اندراج کے مجموعی تناسب میں صنفی تفاوت

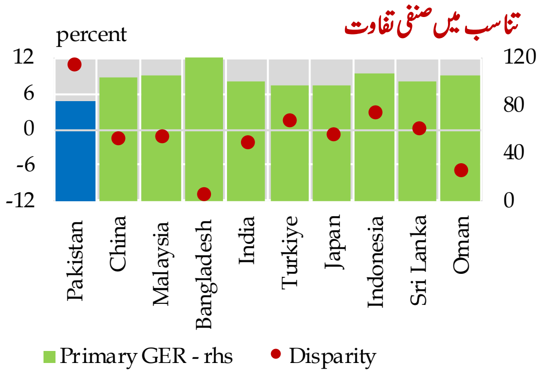

*Note: Differnece is calculated as Male value minus Female values. Positive value means female GER < Male GER. Latest values ranging between year 2018 and 2020
Source: World Bank and Pakistan Social And Living Standards Measurement

مزید برآں، امیر اور غریب کے درمیان حصولِ تعلیم میں بڑا فرق ہے۔ ملک کے غریب ترین طبقے میں پرائمری اسکول والی عمر کے بچوں میں سے تقریباً 51 فیصد بچے اسکول سے باہر ہیں، اس کے مقابلے میں امیر ترین طبقے کے بچوں میں یہ تناسب 4 فیصد ہے۔[82] اعلیٰ ثانوی اسکول کی عمر کے غریب ترین بچوں

[74] W. G. Bowen, and T. A. Finegan (1966). "Educational attainment and labor force participation." *The American Economic Review*, 56(1/2), 567-582.

[75] O. Galor and D. N. Weil (1999). "From Malthusian stagnation to modern growth." *The American Economic Review*, 89(2), 150–154.

[76] D. E. Bloom, D. Canning, G. Fink, and J. E. Finlay (2009). "Fertility, Female Labor Force Participation, and the Demographic Dividend." *Journal of Economic Growth*, 14(2), 79-101.

[77] پاکستان دفترِ شماریات کے مطابق، خواندہ سے مراد وہ شخص ہے جو کوئی زبان پڑھ اور لکھ سکتا ہے۔

[78] پاکستان دفترِ شماریات (2020ء) پاکستان کے سماجی اور طرزِ زندگی کے معیارات کی پیمائش۔ اسلام آباد: پاکستان دفترِ شماریات

[79] عالمی اقتصادی فورم (2021ء)۔ صنفی تفریق کی عالمی رپورٹ۔ سوئٹزرلینڈ: عالمی اقتصادی فورم

[80] تعلیم کی ایک مخصوص سطح میں، عمر سے قطع نظر، مجموعی اندراج، تعلیم کی اس سطح کے لیے سرکاری عمر کے گروپ میں آبادی کے فیصد کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔

[81] اقوامِ متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم۔ عدم مساوات کا عالمی ڈیٹا بیس برائے تعلیم۔ پیرس: یونیسکو

[82] United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization. *World Inequality Database on Education.* Paris: UNESCO

میں سے تقریباً 75 فیصد اسکول سے باہر ہیں؛ جبکہ امیر ترین گروپ میں اعلیٰ ثانوی اسکول کی عمر کے 14 فیصد بچے اسکول سے باہر ہیں۔[83]

اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ تعلیم، بالخصوص خواتین کی تعلیم، مجموعی شرحِ افزائش کو کم کرنے کا باعث بنتی ہے، بچوں کی اتنی بڑی تعداد کے تعلیم یافتہ نہ ہونے اور کم تعلیم یافتہ ہونے کے دو مضمرات ہیں۔ اول، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تعلیم میں اہم سرمایہ کاری نہیں کی جاتی ہے، پاکستان کی مجموعی شرحِ افزائش میں آہستگی سے کمی آئے گی (**شکل 7.20 الف**)۔ دوم، آمدنی اور دولت کی عدم مساوات برقرار رہنے کا خطرہ ہے کیونکہ امیر اور تعلیم یافتہ لوگوں کی مجموعی شرحِ افزائش کم ہے اور اس طرح وہ غریبوں کے مقابلے میں عمر کی سازگار ساخت سے فائدہ اٹھاتے ہیں (**شکل 7.20 ب**)۔

شکل 7.20 الف: پاکستان میں حصولِ تعلیم کے لحاظ سے مجموعی شرحِ افزائش

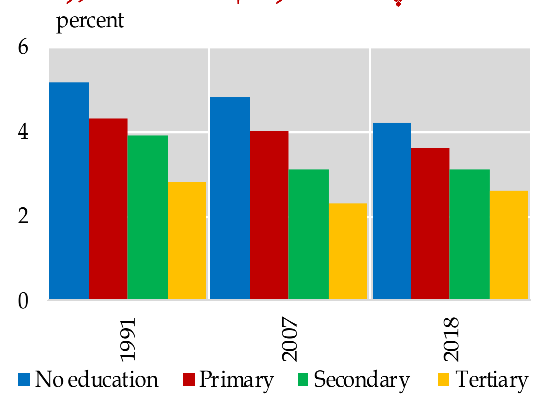

Excludes Azad Jammu and Kashmir and Gilgit Baltistan
Source: Population Council and PDHS 2017-18

آبادی کے ثمرات کا حصول

کلی معاشی نظریے کے مطابق، تعلیم معاشی نمو کے سب سے اہم عوامل میں سے ایک ہے،[84] بالخصوص افرادی قوت کی پیدا آوری کے ذریعے، جو آمدنی میں اضافے کے لیے معاون ہے۔[85] اس کے مطابق، آبادی کے ثمرات کا ایک بڑا حصہ در حقیقت تعلیمی ثمرات ہیں۔[86]

شکل 7.20 ب: پاکستان میں تعلیم کی سطح کے لحاظ سے آبادی کا فیصد

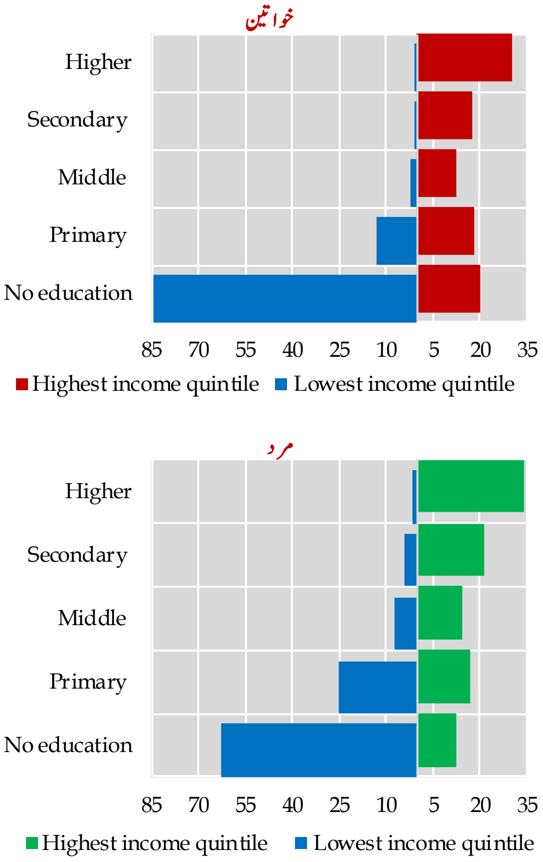

Source: Pakistan Demographic and Health Survey 2017-18

مختلف ممالک کے شواہد سے پتا چلتا ہے کہ پرائمری اور سیکنڈری تعلیم معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرتی ہے۔[87] مشرقی ایشیائی معیشتوں نے اپنی 1965ء تا 1980ء کی آبادی کی منتقلی کے دوران، آبادی کے بڑے طبقوں کی پرائمری اور سیکنڈری تعلیم پر مسلسل نمایاں سرکاری سرمایہ کاری کی جو بصورت دیگر

[83] ایضاً

[84] E. A. Hanushek, E. A. and L. Woessmann (2010). “Education and economic growth.” *Economics of Education,* 60, p.67.

[85] G. H. Sahlgren (2014). *Incentive to Invest: How Education Affects Economic Growth.* London: Adam Smith Institute, 1, 2016.

[86] J. Crespo Cuaresma, W. Lutz, and W. Sanderson (2014). “Is the Demographic Dividend an Education Dividend?” *Demography,* 51(1), 299-315.

[87] R. J. Barro (1997). *Determinants of Economic Growth: A Cross-country Empirical Study.* Development Discussion Paper No. 579. Harvard Institute for International Development. Massachusetts: Harvard University.

تعلیم تک رسائی سے محروم رہ جاتی۔[88] تمام آبادی کے لیے پرائمری تعلیم[89] کے حصول کے ذریعے پرائمری اور سیکنڈری داخلوں کی شرحوں میں تیزی سے بہتری کے علاوہ، مشرقی ایشیائی معیشتوں نے تعلیم کے معیار میں بھی سرمایہ کاری کی جس کے نتیجے میں ان کے طلبا معیاری بین الاقوامی امتحانات میں مسلسل بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کے قابل ہوئے۔[90] مزید برآں، ان ملکوں میں بنیادی تعلیم (پرائمری اور سیکنڈری سطحوں) پر مرکوز تعلیمی پالیسیاں افرادی قوت کی ہنر مندی میں بہتری کا بھی سبب بنیں۔[91]

مشرقی ایشیائی معیشتوں کے برعکس، آبادی کی تبدیلی مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ اور صحرائے اعظم کے جنوب کے افریقی ممالک کے لیے تباہ کن ثابت ہوئی جہاں حکومتوں نے تعلیم پر اخراجات کو ترجیح نہیں دی۔ نتیجتاً، ان خطوں کو پرائمری تعلیم اور ثانوی درجے میں داخلوں کی پست سطح، اور نوجوانوں میں بے روزگاری کی بلند سطح کا سامنا کرنا پڑا۔[92] اس نے نوجوان آبادی کو طویل معاشی کمزوری اور نسل در نسل غربت سے دوچار کیا۔[93] درحقیقت، حکومتی اخراجات میں اضافے کا تعلق داخلے کی بلند شرحوں (**شکل 7.21 الف**) اور رسمی تعلیم کے برسوں کی اوسط تعداد سے ہے (**شکل 7.21 ب**)۔

اگرچہ بنیادی تعلیم (پرائمری اور سیکنڈری) آبادی کے ثمرات سے استفادے کے لیے ایک ضروری شرط ہے، تاہم یہ آبادی کے ثمرات کی مکمل صلاحیت سے فائدہ اٹھانے کے لیے کافی شرط نہیں ہے، کیونکہ لیبر کو ایسی ملازمتوں میں مفید طور پر استعمال کرنا پڑتا ہے جہاں بلند مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جنھیں صنعتوں کی ارتقاپذیر تکنیکی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کے لیے اکثر اپ گریڈ کیا جاتا ہے۔[94] چنانچہ، بنیادی تعلیم پر سرکاری اخراجات کے علاوہ، مشرقی ایشیائی معیشتوں نے سائنسی اور تکنیکی علم میں اضافے کے لیے تکنیکی اور پیشہ ورانہ مہارتوں کے لیے ترجیحی بعد از ثانوی تعلیم کے لیے فنڈز بھی مختص کیے ہیں۔ مزید برآں، بالخصوص جدید پیشہ ورانہ اور تکنیکی

شکل 7.21 الف: حکومتی اخراجات اور تعلیمی برسوں کے درمیان ربط

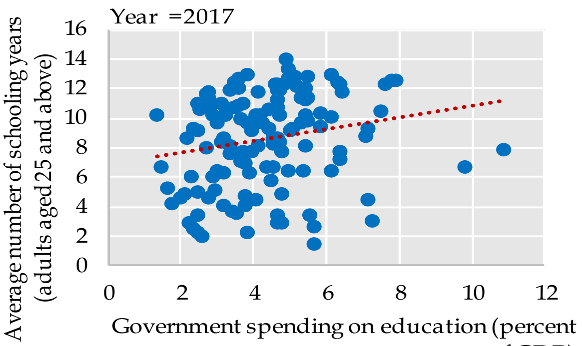

Based on 130 countries
Source: World Bank

شکل 7.21 ب: حکومتی اخراجات اور پرائمری سطح پر اندراج کی مجموعی سطح کے درمیان ربط

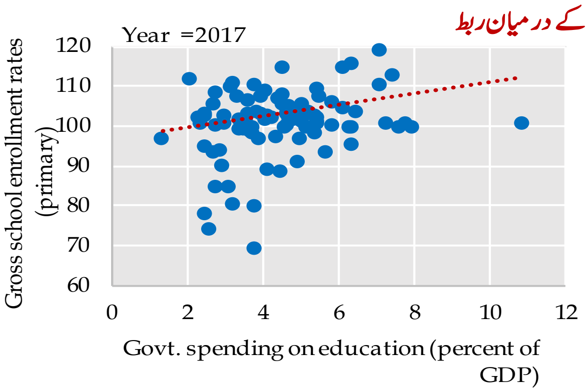

[88] عالمی بینک (1993ء)۔ مشرقی ایشیائی کرشمہ۔ اقتصادی نمو اور سرکاری پالیسی۔ عالمی بینک پالیسی ریورٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

[89] J. Page (1994). *The East Asian Miracle: Four Lessons for Development Policy.* NBER Macroeconomics Annual, 9, 219-269. Massachusetts: MIT Press

[90] M. O. Martin, Ina V. S. Mullis, E. J. Gonzalez, S. J. Chrostowski. 2004a. *TIMSS 2003 International Mathematics Report: Findings from IEA's Trends in Mathematics and Science Study at the Fourth and Eighth Grades.* Boston: International Association for the Evaluation of Education Achievement (IEA).

[91] عالمی بینک (1993ء)۔ مشرقی ایشیائی کرشمہ۔ اقتصادی نمو اور سرکاری پالیسی۔ عالمی بینک پالیسی ریورٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

[92] L. Vilhuber (2006). *The Transition from School to the Labor Market in Uganda.* Preliminary Outline presented at the World Bank Youth in Africa's Labor Market Workshop. Washington, DC: The World Bank.

[93] H. Oosterbeek and H. A. Patrinos (2008). *Financing Lifelong Learning.* Policy Research Working Paper, 4569. Washington, DC: The World Bank.

[94] A. Jankowska, A. Nagengast, and J.R. Perea, (2012). *The Product Space and the Middle-Income Trap: Comparing Asian and Latin American Experiences.* OECD Development Centre Working Paper No. 311, Paris: OECD Publishing.

شعبوں میں اعلیٰ سطح پر تعلیمی خدمات[95] درآمد کرنے کے لیے پالیسی اقدامات کیے گئے۔[96]

تاہم، پاکستان میں تعلیم کی مخدوش صورتِ حال آبادی کے ثمرات سے استفادے کے امکانات کی راہ میں رکاوٹ بن گئی ہے۔ لیبر فورس سروے 2021ء (ایل ایس ایف) کے مطابق، 2021ء کے دوران 5 سے 14 سال کی عمر کے تقریباً 27 ملین بچے ناخواندہ تھے، اور 10 سے 14 سال کی عمر کے تقریباً 10 ملین بچوں نے صرف پرائمری تعلیم حاصل کی تھی۔ بعد میں جب تک ان بچوں کو ان کی زندگی میں کبھی تعلیم فراہم نہیں کی جاتی، یہ ناخواندہ اور کم تعلیم یافتہ گروہ 2031ء میں کام کرنے کی متوقع عمر کی تخمینہ شدہ 21 فیصد آبادی میں تبدیل ہو جائے گا۔[97] یہ 2031ء میں ان 57 ملین لوگوں (یا کام کرنے کی متوقع عمر کی آبادی کے 33 فیصد) کے علاوہ ہوں گے جو یا تو ناخواندہ ہیں یا صرف پرائمری تعلیم کے حامل ہیں، اور جو 2021ء کے دوران میں پہلے سے افرادی قوت کا حصہ ہیں اور اگلے دس برسوں کے دوران بھی کام کرنے کی عمر میں ہوں گے۔ ان تخمینوں سے پتا چلتا ہے کہ تکنیکی اور پیشہ ورانہ تربیت سمیت تعلیم پر سرکاری اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ ضروری ہے۔

تخمینے کے مطابق اساتذہ کی تعداد اور معیار کو بڑھانے اور تعلیمی اداروں کے انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لیے جی ڈی پی کا 5.7 فیصد خرچ کرنے کی ضرورت ہے[98] جبکہ پاکستان میں تعلیم پر خرچ جی ڈی پی کے 2.5 فیصد سے متواتر کم رہا ہے۔ یہ جنوب ایشیائی معیشتوں میں پست ترین ہے اور پائیدار ترقی کے اہداف (ایس ڈی جیز) سے بہت کم ہے۔ (**شکل 7.22**)[99] علاوہ ازیں، اخراجات کے رساؤ کو کم کرنے کے لیے تعلیمی اخراجات کی کارکردگی میں بہتری بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں گھوسٹ اسکولوں، اعلیٰ اساتذہ کی غیر حاضری اور پراکسی اساتذہ کا چیلنج خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔ اساتذہ کی تنخواہوں کا تخمینہ صوبائی تعلیمی میزانیوں کا 70 سے 80 فیصد کے قریب ہے۔ اس کی روشنی میں ملک میں 30,000 سے 40,000 گھوسٹ اسکولوں کا تخمینہ فوری توجہ کا متقاضی ہے۔[100] اگرچہ غیر حاضر اساتذہ کی تعداد کو کم کرنے کے لیے صوبائی سطح پر کوششیں کی جارہی ہیں لیکن اساتذہ کے انتظام اور معیار کو بہتر بنانے کے لیے کافی کوششوں کی ضرورت ہے۔[101]

شکل 7.22: تعلیم کے مجموعی مصارف

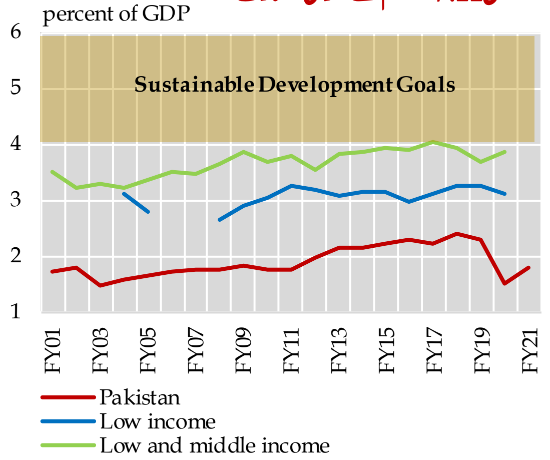

Data source: Ministry of Finance, World Bank, United Nations

[95] ان درآمدات میں بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کے لیے کی جانے والی ادائیگیاں شامل ہیں جن میں عام طور پر ٹیوشن اور رہائش کے اخراجات شامل ہوتے ہیں۔ ماخذ: کے لارسن، جے پی مارٹن اور آر مورس (2002ء)۔ "تعلیمی خدمات میں تجارت: رجحانات اور ابھرتے ہوئے مسائل۔" عالمی معیشت، 25(6)، 849 تا 868۔

[96] عالمی بینک (1993ء)۔ مشرقی ایشیائی کرشمہ۔ اقتصادی نمو اور سرکاری پالیسی۔ عالمی بینک پالیسی رپورٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

[97] ناخواندہ یا پرائمری تعلیم سے محروم آبادی کی تعداد لیبر فورس سروے (21-2020ء) سے لی گئی ہے۔ تخمینہ کردہ کام کرنے کی عمر کی آبادی (173.3 ملین) وسط افزائشی متغیر پر مبنی ہے۔ ماخذ: اقوام متحدہ کے عالمی آبادی کے امکانات، 2022۔

[98] E. Hanedar, S. Walker, and F. Brollo (2021). Pakistan: *Spending Needs for Reaching Sustainable Development Goals (SDGs)*. Washington D.C.:IMF

تخمینہ تعلیم 2030ء پائیدار ترقیاتی اہداف کے اقدام کے لیے فریم ورک سے ہم آہنگ ہے، حکومتوں کو جی ڈی پی کا 4 سے 6 فیصد خرچ کرنے کی ضرورت ہے (ایس ڈی جیز)۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف

[99] وزارتِ مالیات (2020ء)۔ پاکستان اقتصادی سروے۔ اسلام آباد۔ وزارتِ خزانہ

[100] N. Naviwala (2016). *Pakistan's Education Crisis: The Real Story*. Wilson Center, Asia Program. Washington D.C.: Woodrow Wilson International Center for Scholars.

[101] Z. Zhongming, L. Linong, Y. Xiaona, Z. Wangqiang, and L. Wei (2019). *School Education in Pakistan: A Sector Assessment.* Manila: Asian Development Bank

مزید برآں، ثانوی اسکول کی سطح پر تعلیمی معیار خستہ رہا ہے کیونکہ تعلیم کے لیے مختص سرکاری رقم کا ایک بڑا حصہ بنیادی ڈھانچے پر اخراجات کے لیے وقف کردیا گیا ہے۔[102] مثلاً، اسکولوں میں حصولِ علم پر لگنے والے برسوں کا اظہاریہ (Learning Adjusted Years of Schooling) اسکول میں گزارے گئے برسوں میں تعلیم کے معیار اور مقدار دونوں کا احاطہ کرتا ہے، اس ضمن میں پاکستان اپنے ہم سر ممالک سے پیچھے ہے(**شکل 7.23 الف**)۔[103]

اسی طرح، عالمی ادارے 'ریاضی اور سائنس کی تعلیم کے بین الاقوامی رجحانات' (ٹمس) کے جائزے کے مطابق ریاضی اور سائنس کے میدان میں پاکستانی طلبا کا تعلیمی معیار اپنے ہم سر ممالک سے خاصا پست ہے[104] (**شکل 7.23 ب**)۔ اگرچہ اساتذہ کی ناکافی تربیت کے باعث پاکستان میں اساتذہ کا معیار بھی ایک چیلنج ہے، تاہم ملک میں طلبا اور اساتذہ کا تناسب بھی عدم موافقت کا شکار ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اساتذہ پر کام کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے، جو ناقص معیارِ تعلیم پر منتج ہوتا ہے(**شکل 7.23 ج**)۔[105]، [106]

کالج یا یونیورسٹی کے درجے کی تعلیمی سطح پر ملک میں طلبا کے اندراج کا مجموعی تناسب ہم سر ممالک کی نسبت خاصا کم ہے، یہ امر بالخصوص علمی مضامین کی بڑھتی ہوئی تخصیص اور ٹیکنالوجی میں پیش رفت کی روشنی میں آبادیاتی ثمرات کے حصول میں ایک بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے(**شکل 7.24**)۔ اسی طرح تکنیکی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیتی نظام کی صورتِ حال کمزور رہی ہے جس کی کئی وجوہات ہیں۔ یہ صورتِ حال آبادیاتی ثمرات کے امکانات کے لیے ایک چیلنج ہے۔ اس موضوع پر **سیکشن 7.6** میں بحث کی گئی ہے۔

7.5 صحت عامّہ اور غذائیت

انسانی سرمائے کی صحت مندانہ صورتِ حال کی مدد سے دو طریقوں سے آبادیاتی ثمرات سے مستفید ہوا جاسکتا ہے: پیداواریت اور متوقع عمر۔ جہاں تک اوّل الذکر کا تعلق ہے تو ممالک صحت کا معیار بڑھنے کو انفرادی پیداوار

شکل 7.23 الف: اسکول کے تعلیمی سال

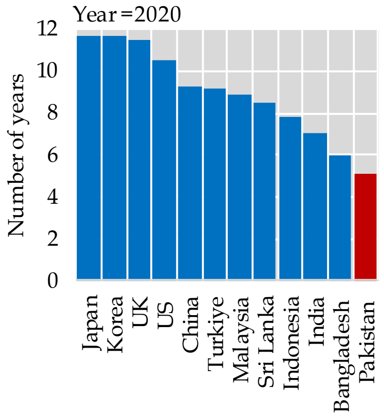

Data source: World Bank

شکل 7.23 ب: پرائمری سطح کے طلبا کی ریاضی اور سائنس کے امتحانوں میں کارکردگی ٹمس (2019ء)

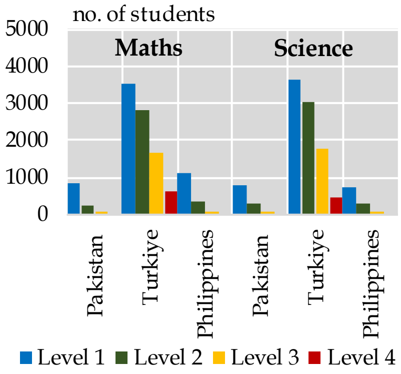

Data source: United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization

شکل 7.23 ج: پرائمری سطح پر اساتذہ اور طلبا کا تناسب

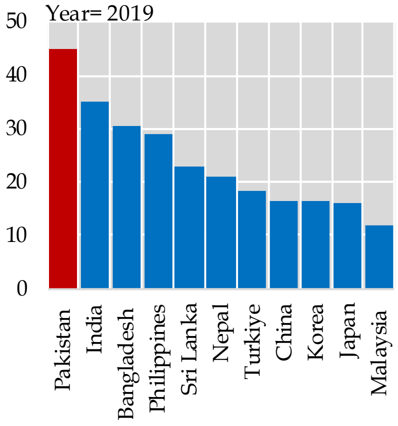

Data source: World Bank

[102] ایف خالق اور ڈبلیو (2016ء)۔ پاکستان میں تعلیم پر سرکاری مصارف کا معیار اور اثرانگیزی۔ اسٹاف نوٹ 16/02۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[103] 'لیز' اظہاریے میں متوقع تعلیمی سالوں کے تخمینے کے ساتھ ساتھ خواندگی، گنتی اور منطق کی استعداد پر مبنی سیکھنے کے جائزے کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ ماخذ: عالمی بینک

[104] ٹمس کے مطابق، چوتھی سطح یا ایڈوانس سطح سے مراد پرائمری سطح پر ریاضی کے ایڈوانس فنکشنز ہوتی ہے۔ ماخذ: یونیسکو

[105] D. Shah et. al (2018). *Financing in Education Sector (Public and Private).* Islamabad: Academy of Educational Planning and Management; K.A. Siddiqui, S.H. Mughal, I. A. Soomro, and M. A. Dool (2021). "Teacher Training in Pakistan: Overview of Challenges and their Suggested Solutions." *International Journal of Recent Educational Research,* 2(2), 215-223.

[106] طلبا تا اساتذہ تناسب سے یہ مراد ہوتی ہے کہ کوئی استاد ایک وقت میں کتنے طلبا کو پڑھاتا ہے۔ اس اظہاریے میں کلاس کے حجم کی بھی وضاحت کی جاتی ہے۔

(فی رکن پیداواری مقدار) سے تعبیر کرتے ہیں۔[107] درحقیقت، مختلف ممالک میں کارکنوں کی پیداواریت میں تقریباً 17 فیصد فرق کی وضاحت وہاں صحت عامّہ کی صورتِ حال سے ہوتی ہے۔[108]

7.24: جامعات کی سطح پر طلباء کے مجموعی اندراج کی سطح

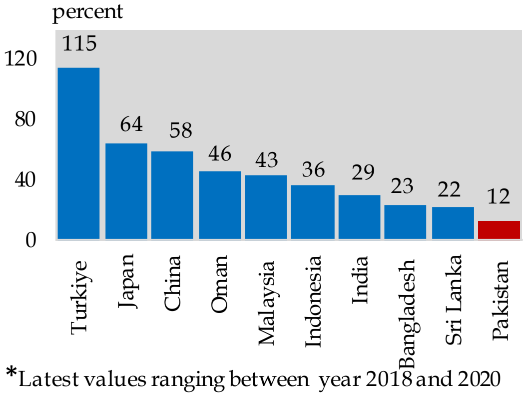

*Latest values ranging between year 2018 and 2020
Data source: World Bank

صحت عامّہ کے ساتھ ساتھ مجموعی غذائی استعمال بھی پیداوار پر اثر انداز ہوتا ہے۔ حمل ٹھہرنے سے دو سال تک کے بچوں میں غذائیت کی کمی کے سبب ان کی جسمانی نشونما کم ہوتی ہے۔ بنیادی وجہ ماں کو ناقص غذا ملنا یا زچگی کے بعد ناکافی غذائیت ملنا ہے۔[109] اس سے سمجھ بوجھ اور تعلیمی کارکردگی متاثر ہوتی ہے، جو آگے چل کر کم پیداواریت اور پست اجرت کا باعث بن سکتی ہے۔[110]

پیداوار سے قطع نظر، طویل عمری معاشی نمو پر مثبت اثرات ڈالتی ہے۔ تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے بالغوں کے موت سے بچ جانے والوں کی تعداد میں ایک فیصد اضافے سے کارکنوں کی پیداواریت 2.8 فیصد تک بڑھ جاتی ہے۔[111، 112] مثال کے طور پر اندازہ لگایا جاتا ہے کہ 1960ء اور 2000ء میں چین اور بھارت میں متوقع عمر کا بڑھنا معاشی نمو میں اضافے کی بنیادی وجہ ہے۔[113] صحت عامّہ کے حوالے سے بیماریوں سے بچاؤ اور علاج معالجے کی دستیابی میں بہتری متوقع عمر میں اضافے کا باعث بنی۔[114] اس کے علاوہ طویل عمری میں اضافے کے نتیجے میں لوگوں میں یہ ضرورت بڑھتی ہے کہ وہ ریٹائرمنٹ کے بعد آمدنی جاری رکھنے کا بندوبست کریں جس کا نتیجہ بچت کی شرح بڑھانے کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ صحتِ عامہ کی دیکھ بھال میں بہتری، امراض کی روک تھام اور ان کے علاج تک رسائی میں اضافے سے متوقع عمر میں اضافہ ہوا ہے۔[115]

[107] W. D. Savedoff and T. P. Schultz (eds.) (2000). Wealth from Health Linking Social Investments to Earnings in Latin America. Washington D.C.: Inter-American Development Bank

[108] D. E. Bloom and D. Canning (2005). Health and Economic Growth: Reconciling the Micro and Macro Evidence. CDDRL Working Paper Number 42. Stanford: The Center on Democracy, Development and the Rule of Law, Stanford University

[109] J. Colombo J, B. Koletzko, and M. Lampl (2017) (eds.). Causes of Stunting and Preventive Dietary Interventions in Pregnancy and Early Childhood. 89th Nestlé Nutrition Institute Workshop, Dubai, March 2017.

[110] M. A. Mendez and L. Adair (1999). "Severity and Timing of Stunting in the First Two Years of Life Affect Performance on Cognitive Tests in Late Childhood." The Journal of Nutrition, Vol. 129, Issue 8, page 1555–1562; T. Woldehanna, J. R. Behrman, and M. W. Araya (2017). The Effect of Early Childhood Stunting on Children's Cognitive Achievements: Evidence from Young Lives Ethiopia. The Ethiopian Journal of Health Development, 31(2), 75–84.

[111] بالغ افراد کے بچ جانے کی شرح کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ شرح اموات کے حساب سے 15 سال کے افراد 60 برس کی عمر تک پہنچ جائیں۔

[112] D. E. Bloom and D. Canning (2005). Health and Economic Growth: Reconciling the Micro and Macro Evidence. CDDRL Working Paper Number 42. Stanford: The Center on Democracy, Development and the Rule of Law, Stanford University

[113] D. E. Bloom, D. Canning, L.Hu, Y. Liu, A. Mahal and W. Yip (2010). "The contribution of population health and demographic change to economic growth in China and India." Journal of Comparative Economics, Volume 38, Issue 1, Pages 17-33

[114] D. E. Bloom, D. Canning and B. S. Graham (2002). Longevity and Life Cycle Savings. National Bureau of Economic Research (NBER), Working Paper No. w8808. Cambridge, Massachusetts: NBER; T. Kinugasa and A. Mason (2007). "Why Nations Become Wealthy: The Effects of Adult Longevity on Saving." World Development 35(1):1-23.

[115] L. Hao, X. Xu, M. E. Dupre, A. Guo, X. Zhang, L. Qiu, Y. Zhao and D. Gu (2020). "Adequate Access to Healthcare and Added Life Expectancy among Older Adults in China." BioMed Central Geriatrics, Vol. 20, Article number: 129.; SR. Rasmussen, JL. Thomsen, J. Kilsmark, A. Hvenegaard, M.

7.25 الف: پاکستان میں علاج معالجے کا انفراسٹرکچر

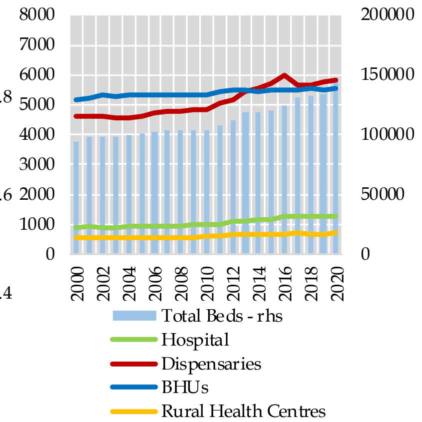

Source: Pakistan Economic Survey

7.25 ب: اسپتالوں کے بستر

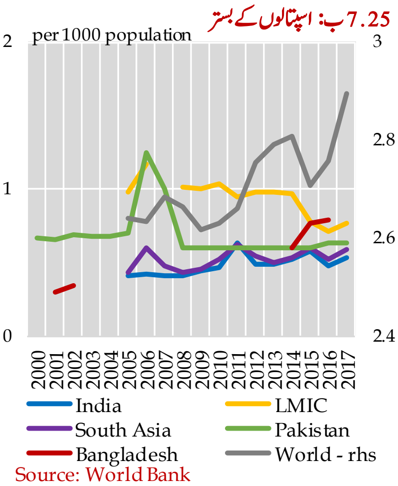

Source: World Bank

7.25 ج: صحت عامّہ سے منسلک پیشہ ور افراد

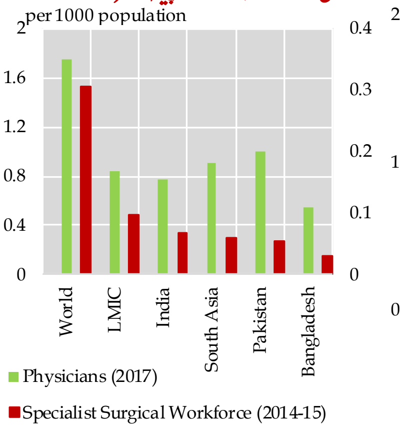

Source: World Bank

گزرے برسوں میں پاکستان میں علاج معالجے کے انفراسٹرکچر سہولتوں کی تعداد بڑھی ہے۔ مثلاً، ملک میں 2000ء میں اسپتال اور ڈسپنسریوں کی تعداد 876 اور 4635 تھی جو 2020ء میں بڑھ کر بالترتیب 1289 اور 5849 تک پہنچ گئی۔ نتیجتاً، اسپتالوں کے بستر 93907 سے بڑھ کر 147112 تک پہنچ گئے (**شکل 7.25 الف**)۔ تاہم اسپتال کے بستروں کی تعداد میں اضافے کو ملکی آبادی میں اضافے نے زائل کر دیا، کیونکہ 2000ء میں ہر ایک ہزار فرد کے لیے اسپتال کے 0.67 بستر دستیاب تھے جو 2020ء میں کم ہو کر 0.63 بستر رہ گئے (**شکل 7.25 ب**)۔ ملک میں طبی پیشے سے منسلک افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا اور ایک ہزار نفوس کے لیے ڈاکٹروں کی تعداد پست اور متوسط آمدنی والے ممالک سے اوسطاً بڑھ گئی۔ تاہم، ملک میں ایک ہزار نفوس کے لیے تخصیصی سرجیکل طبی افرادی قوت خطے اور اقوامِ عالم کی نسبت اوسطاً کم ہے (**شکل 7.25 ج**)۔

دیگر اظہاریے بھی ملک میں صحتِ عامّہ کی صورتِ حال کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ملک میں علاج معالجے کے موجودہ اخراجات[116] 2000ء کے 15.6 ڈالر فی کس سے بڑھ کر 2019ء میں 39.5 ڈالر فی کس تک جا پہنچے، یعنی 4.8 فیصد کی مرکب سالانہ شرح نمو (**شکل 7.26 الف**)۔ تاہم، اسی دوران، بنگلہ دیش اور بھارت میں علاج معالجے پر فی کس اخراجات میں بالترتیب 8.7 فیصد اور 6.4 فیصد کی مرکب سالانہ شرح نمو سے اضافہ ہوا۔ 1121 ڈالر فی کس کی عالمی اوسط کی نسبت بھی پاکستان کے مصارف بہت کم رہے۔

پاکستان میں 2019ء میں علاج معالجے کے مجموعی مصارف میں سے 61 فیصد نجی نوعیت کے تھے جس میں سے 88 فیصد عوام نے اپنی جیب سے ادا کیے۔[117] پاکستان میں عوام کی جیب سے ادا کردہ علاج معالجے کے مجموعی اخراجات فیصدی اعتبار سے بھارت جیسے اور بنگلہ دیش سے پست تھے، تاہم عالمی سطح اور امیر ملکوں کی نسبت اب بھی بہت بلند ہیں (**شکل 7.26 ب**)۔ عوام کے اپنی جیب سے علاج معالجے کے اخراجات کی ادائیگی صحت کے نظام میں عدم مساوات کی عکاسی کرتی ہے، جس سے بچتوں پر اضافی بوجھ پڑتا ہے اور خطِ غربت سے قریب افراد غربت کی دلدل میں چلے جاتے ہیں۔[118]

پاکستان میں متوقع عمر کے اعتبار سے تمام عمروں کے افراد میں شرح اموات میں کمی آئی ہے، جس کے نتیجے میں ملک میں متوقع عمر میں اضافہ ہوا ہے، یعنی 1960ء میں امکانی عمر 45.3 برس کی سطح سے بڑھ کر 2020ء میں 67.4 برس تک پہنچ گئی (**شکل 7.27 الف**)۔ یہ امر طبی پیشہ ور افراد اور علاج

Engberg, T. Lauritzen, J. Sogaard (2007). "Preventive health screenings and health consultations in primary care increase life expectancy without increasing costs. "Scandinavian Journal of Public Health, 35(4):365-72.

[116] علاج معالجے کے موجودہ اخراجات سے مراد یہ ہوتی ہے کسی ملک میں علاج معالجے کے نجی، سرکاری اور بیرونی اخراجات۔

[117] اپنی جیب سے اخراجات سے مراد علاج معالجے کے وہ اخراجات ہیں جو لوگ براہ راست اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں۔

[118] F. S. Jalali, P. Bikineh and S. Delavari (2021). "Strategies for Reducing out of Pocket Payments in the Health System: A Scoping Review." Cost Effectiveness and Resource Allocation, vol. 19, article no. 47.; A. Wagstaff, P. Eozenou and M. Smitz (2020). "Out-of-Pocket Expenditures on Health: A Global Stocktake." The World Bank Research Observer, Volume 35, Issue 2

7.26 الف: علاج معالجے کے موجودہ اخراجات

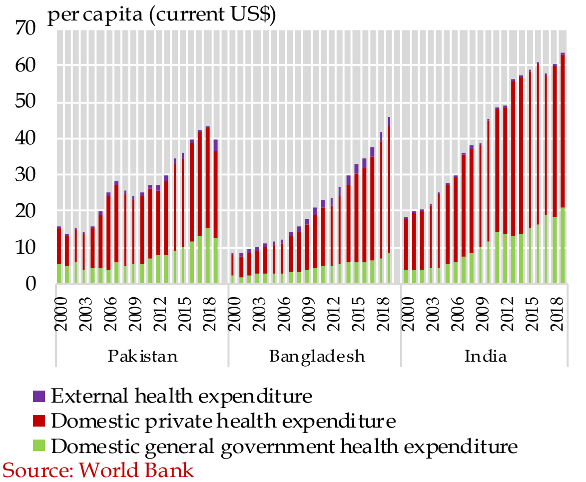

Source: World Bank

7.26 ب: عوام کے اپنی جیب سے ادا کردہ علاج معالجے اخراجات

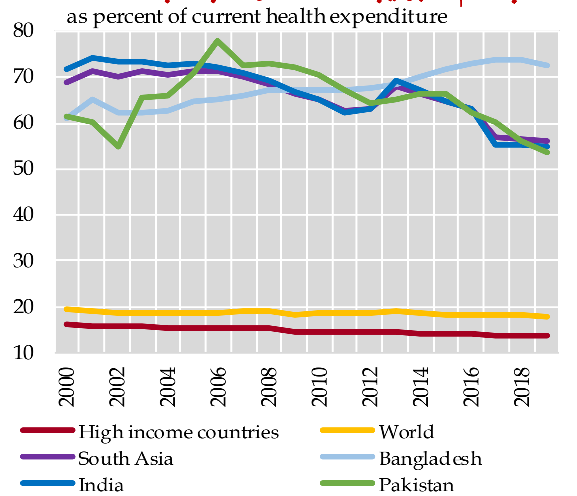

معالجے پر فی کس اخراجات میں اضافے نے آنے والی بہتری کا حصہ ہے۔ تاہم، صحت عامّہ کے دیگر اظہاریوں کے طرح پاکستان میں متوقع عمر دیگر جنوبی ایشیائی ممالک سے اب بھی کم ہے (**شکل 7.27ب**)۔

پاکستان کو آبادیاتی ثمرات سے مستفید ہونے میں مسدود جسمانی نشو نما کے حوالے سے ایک اور چیلنج درپیش ہے۔ مسدود جسمانی نشو نما رُک جانا (پست قامتی)، یعنی عمر کے حساب سے جسمانی قامت میں کمی، بچوں میں غذائیت کی کمی کا ایک اظہاریہ ہے، جو انسانی وسائل اور پیداواریت کے نقصان پر منتج ہوتا ہے۔ اس سے سمجھ بوجھ کی صلاحیتیں محدود ہو جاتی ہیں حصولِ تعلیم اور پڑھنے پڑھانے کی استعداد کم ہو جاتی ہے۔[119]، [120] پست قامتی کو روکنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے اثرات کو مکمل طور پر ختم کرنا مشکل ہے۔[121]

7.27 الف: پاکستان میں ایک ہزار افراد میں اموات کا تناسب

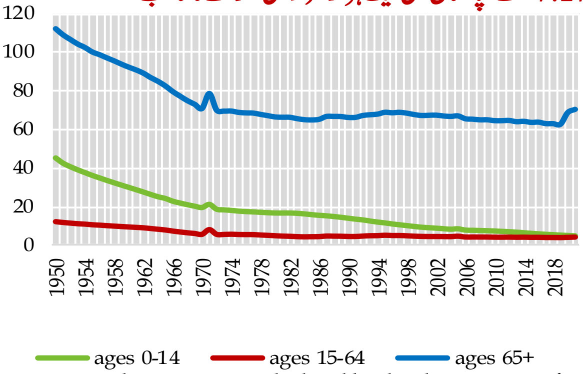

Note: Deaths per 1000 is calculated by dividing age-specific total deaths by respective age groups population in thousands.

7.27 ب: نوزائیدہ بچوں کا امکانِ حیات

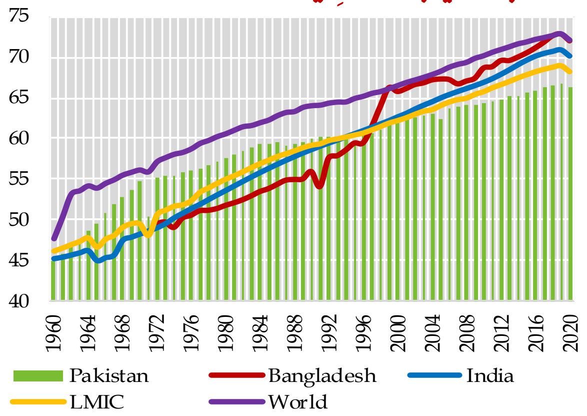

Source: UN Population Division, World Population Prospects, 2022

[119] L. Oot, K. Sethuraman, J. Ross, and A. E. Sommerfelt (2016). "The Effect of Chronic Malnutrition (Stunting) on Learning Ability, a Measure of Human Capital: A Model in Profiles for Country-Level Advocacy." Technical Brief Food and Nutrition Technical Assistance III Project

[120] K. G. Dewey and K. Begum (2011). Long-Term Consequences of Stunting in Early Life. Maternal and Child Nutrition, Vol 7, Issue S3

[121] J. L. Leroy, E. A. Frongillo, P. Dewan, M. M. Black, R. A Waterland (2020). "Can Children Catch up from the Consequences of Undernourishment? Evidence from Child Linear Growth, Developmental Epigenetics, and Brain and Neurocognitive Development." Advances in Nutrition, Volume 11, Issue 4.; M. Shekar, J. Kakietek, J. D. Eberwein, and D. Walters (2017). An Investment Framework for Nutrition: Reaching the Global Targets for Stunting, Anemia, Breastfeeding, and Wasting. Directions in Development. Washington, DC: World Bank.

شکل 7.28: پاکستان میں پست قامتی کا پھیلاؤ

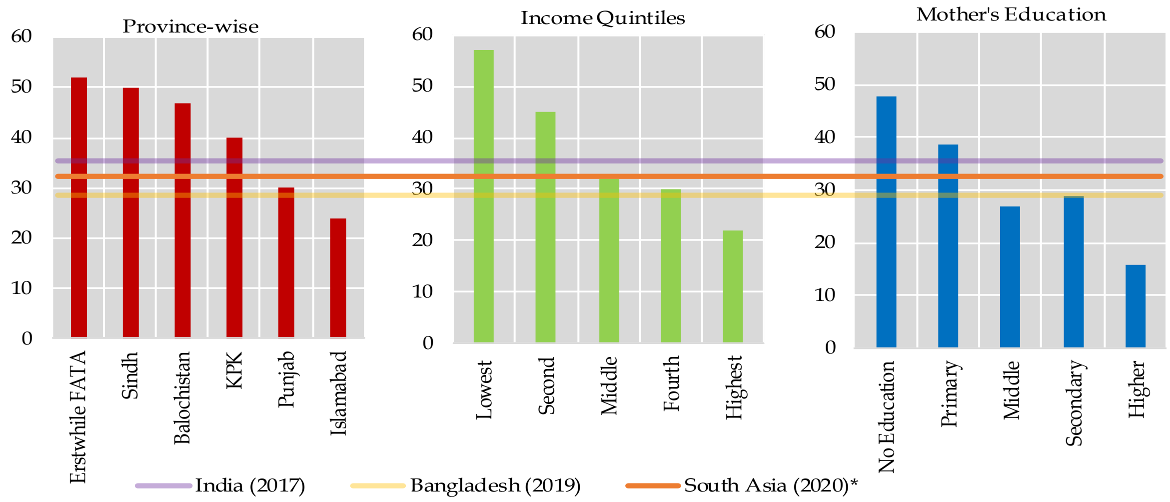

*The average is based on most recent surveys of the South Asian Countries
Source: PDHS 2017-18 and UNICEF, WHO and World Bank's Joint Child Malnutrition Estimates

اگرچہ پاکستان میں پست قامتی کی شرح 1986ء میں 62.5 فیصد سے کم ہو کر 2018ء میں 37.6 فیصد رہ گئی ہے، تاہم ہمارا شمار اب بھی دنیا کے ان 20 ممالک میں ہوتا ہے جو پست قامتی سے سب سے زیادہ متاثر ہیں۔[122] صوبائی لحاظ سے سندھ میں 50 فیصد بچے پست قامتی کا شکار ہیں، اور ملک میں اس حوالے سے بہترین کارکردگی کا حامل صوبہ پنجاب بھی بنگلہ دیش کی قومی اوسط سے پیچھے ہے (**شکل 7.28**)۔ چونکہ پست قامتی سب سے زیادہ غریب ترین اور سب سے کم تعلیم کے حامل طبقات کو متاثر کرتی ہے، جن میں مجموعی شرح پیدائش بھی بلند ہوتی ہے، اس لیے یہ ایک ایسا گرداب بن جاتا ہے جس میں انفرادی پیداواریت کمزور رہتی ہے جو پست اجرتوں، غذائیت کی کمی، غربت اور تعلیم کے فقدان کو جنم دیتی ہے، یہ تمام عناصر ایک دوسرے کے لیے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں اور مجموعی شرح پیدائش میں کمی کو روک دیتے ہیں جس کے نتیجے میں آبادیاتی مواقع پیدا نہیں ہو پاتے۔[123]

مسدود جسمانی نشوونما کے سمجھ بوجھ اور سیکھنے کی صلاحیتوں پر منفی اثرات مکمل طور پر ختم نہ ہوسکنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے بچوں پر اِس کے اثرات بالغ ہونے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں اور کارکنوں کی پیداواریت کی کمزور ساخت ظاہر ہوتی ہے۔ 1986ء اور 2018ء کے درمیان مسدود جسمانی نشوونما کے حوالے سے قومی سطح کے متعدد سرویز کے مطابق 2033ء تک ایسے بالغ افراد کی تعداد تقریباً 48 ملین ہو جائے گی جنہیں بچپن میں مسدود جسمانی نشوونما کا سامنا رہا ہو۔ یہ تعداد 2033ء میں کام کاج کے قابل تقریباً 181 ملین نفوس کا لگ بھگ 27 فیصد بنتی ہے (**جدول 7.1**)۔

7.6 سازگار اقتصادی پالیسی ماحول

آبادیاتی ثمرات سے مستفید ہونے والے ممالک نے پیداوار بڑھانے کے لیے تعلیم و صحت میں سرمایہ کاری کے ساتھ ساتھ سازگار اقتصادی پالیسی ماحول بھی تشکیل دیا ہے۔ بالخصوص موافق اقتصادی ماحول، بشمول بلند بچت اور سرمایہ کاری، پائیدار مالیاتی اور بیرونی خسارے؛ تجارت میں شفافیت؛ موافق صنعتی پالیسیاں؛ مؤثر منڈیاں (بشمول لیبر مارکیٹ)، اور صحت مند مسابقتی کیفیت آبادیاتی ثمرات سے استفادے کے لیے اہم سمجھی جاتی ہیں۔[124]

---

[122] ماخذ: عالمی بینک

[123] F. Siddiqui, R. A. Salam, Z. S. Lassi and J. K. Das (2020). The Intertwined Relationship between Malnutrition and Poverty. Frontiers in Public Health. Vol.8

[124] J. Page (1994). The East Asian Miracle: Four Lessons for Development Policy. NBER Macroeconomics Annual, 9, 219-269. Massachusetts: MIT Press

شکل 7.29: مجموعی بچت

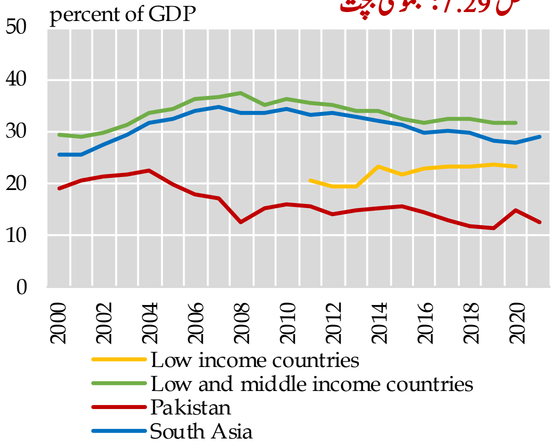

Source: World Bank

اگرچہ آبادیاتی ثمرات کے استفادے کے حوالے سے انتظامی بہتری کے مخصوص پالیسی اقدامات کے کردار کو ماپا نہیں جاسکتا، تاہم تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ انتظامی نظام کی سلامتی اور استحکام سے مشرقی ایشیائی ممالک کو آبادیاتی ثمرات حاصل کرنے میں مدد ملی۔ ایسا اچھے نظم و نسق اور معیاری اداروں کی بنا پر ہوتا ہے، جو بنیادی طور پر احتساب، حکومتی اثر انگیزی، ضوابطی معیار، قانون کی بالادستی، استحکام اور بدعنوانی کے سدباب کے گرد گھومتے ہیں، یہ عوامل اقتصادی ترقی کے لیے عمل انگیزی کا کردار ادا کرتے ہیں، جو آبادیاتی مواقع سے استفادے کے لیے ضروری ہے۔[125]

پاکستان میں مجموعی اقتصادی پالیسی ماحول کو مختلف چیلنجوں کا سامنا ہے۔ بلند لاگت اور سہولتوں کی ابتر فراہمی، معاشی پالیسی کی غیر یقینی، پست بچت اور شرح سرمایہ کاری تجارتی شفافیت کی کمی کے باعث معاشی عدم استحکام کے متواتر ادوار کا سامنا رہا۔ معاشی عدم استحکام سے ساختی اور ادارہ جاتی دشواریوں بشمول نامناسب مارکیٹ ڈویلپمنٹ، مسابقت کی کمی اور غیر فعال آپریشنل انفراسٹرکچر کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔ مزید برآں، ٹھیکے کے نفاذ میں مسائل،

جدول 7.1: اوائل عمری میں پستہ قامتی سے متاثرہ بالغ آبادی کا 2033ء میں تخمینہ

سال	5 برس سے کم عمر والے بچوں میں پستہ قامتی کی شرح	5 برس سے کم عمر والوں کی مجموعی تعداد**	مجموعی پستہ قامت آبادی	2033ء میں پستہ قامتی سے متاثرہ افراد کی عمریں
	(فیصد)	(ملین)	(ملین)	
1986ء	62.5	16.2	10.1	47-52
1992ء	42.7	19.5	8.3	41-46
2001ء	41.4	22.1	9.2	32-37
2011ء	43.6	24.4	10.6	22-27
2018ء	37.6	27.3	10.3	15-19
کُل		**109.5**	**48.5***	

* ان تخمینوں میں شرح اموات کا احاطہ نہیں کیا گیا، جس سے ان اعداد و شمار میں کمی آسکتی ہے۔
تاہم، پستہ قامتی کے اعداد و شمار 1986ء کے بعد سے دستیاب ہوئے، تاہم باقاعدگی سے دستیاب نہیں ہیں، 2033ء پستہ قامت آبادی بڑھنے کا امکان ہے کیونکہ اس میں 53 سے 64 برس، 38 سے 40 برس، 28 سے 31 برس اور 20 سے 21 برس کی عمروں کے پستہ قامتی سے متاثرہ افراد کے اعداد و شمار شامل نہیں ہیں۔

ماخذ: یونیسیف، ڈبلیو ایچ او اور عالمی بینک کے اعداد و شمار پر مبنی غذائیت کی کمی کے مشترکہ تخمینے

تنازعات کے حل اور اختراع کو قانونی تحفظ کے ساتھ ساتھ بدعنوانی کے واقعات بھی معاشی نمو میں حائل دیگر رکاوٹوں میں شامل ہیں۔[126] اگرچہ آبادیاتی ثمرات کے نقطۂ نظر سے ان چیلنجوں کے تدارک کی ضرورت ہے، تاہم ذیل میں درج دو چیلنج خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

بچت

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا، سازگار عمری ساخت کے کلیدی فوائد میں سے ایک فائدہ بلند فی کس بچت ہے۔[127] بچت کی بلند سطح سے ملک میں سرمایہ کاری کو ترغیب ملتی ہے جس سے معاشی نمو کا مثبت تعلق ہے؛ فی الواقع، مشرقی ایشیائی ملکوں کی، جو ایشیا میں آبادیاتی تبدیلی حاصل کرنے والے اوّلین ممالک تھے، بلند شرح نمو کو مدد بلند بچت سے ملی۔[128] گہرے ملکی مالی نظام اور بچت کی بلند

---

[125] K. Patierno, S. Gaith, and E. L. Madsen (2019). Which Policies Promote a Demographic Dividend? An Evidence Review. Washington D.C.: Population Reference Bureau; World Bank (2017). Governance and the Law: World Development Report. Washington D.C.: World Bank

[126] اسٹیٹ بینک (2019ء) پاکستان میں سرمایہ کاری میں رکاوٹ ڈالنے والے عوامل۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک (2015ء)۔ پاکستانی برآمدات میں تعطل کی وجہ کیا ہے۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک (2021ء)۔ پاکستان کے خصوصی اقتصادی زونز: مثالی جزیرے یا پالیسی اصلاحات کی تجربہ گاہیں۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک (2020ء)۔ پاکستان میں مسابقت کی کیفیت۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک؛ منصوبہ بندی کمیشن (2011ء) پاکستان: اقتصادی نمو کا فریم ورک، اسلام آباد: پلاننگ کمیشن۔

[127] معاشی نمو کا یہ مرحلہ آبادی کا ثانوی ثمر کہلاتا ہے، جو آبادی کی تبدیلی کے بعد میں آنے والے مرحلے میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔

[128] P. R. Masson, T. Bayoumi, and H. Samiei (1995). Saving Behavior in Industrial and Developing Countries. In Staff Studies for the World Economic Outlook. International Monetary Fund.

شرح نے بھی ملائشیا اور تھائی لینڈ کو مہنگی مالکاری سے بچاتے ہوئے ان کے خسارے کو پورا کیا۔[129] درکار زائد بچت سے مزید مالی شمولیت کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔ یہ اس لیے اہم ہے کہ شمولیتی مالی نظام کی عدم موجودگی سے آمدنی کی عدم مساوات بڑھتی اور معاشی نموسُست روی کا شکار ہوتی ہے۔[130]

شکل 7.30: مالی شمولیت

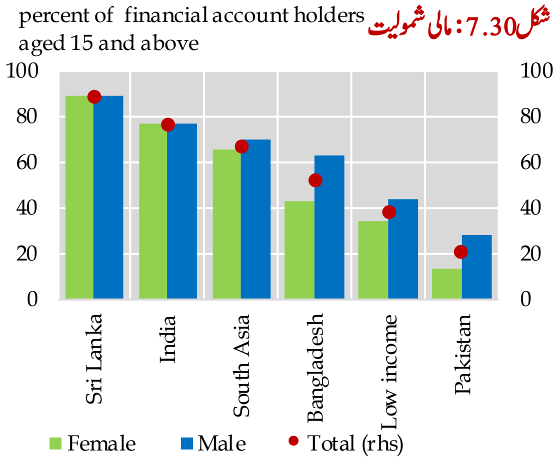

Source: World Bank

تاہم، پاکستان کے اندر بلند مہنگائی کی موجودگی میں پست آمدنی، شرح منافع اور سرکاری سرمایہ کاری کی وجہ سے باضابطہ بچت خاصی کم ہے (**شکل 7.29**)۔[131] پست بچت کے باعث سرمایہ کاری کم ہوتی ہے، جس پر سطحی نوعیت کی مالی منڈیاں، بڑی غیر رسمی معیشت اور دیگر ادارہ جاتی اور انتظامی چیلنجز بشمول محاصل جمع کرنے میں ساختی کمزوریاں جو پست سرکاری بچت کا سبب بنتی ہیں، سے اثرانداز ہوتی ہیں۔ [132] ملک میں پنشن، بیمہ اور سماجی بہبود کے نظام بھی کمزور رہے، جس کی وجہ ملک میں بیمہ اور پنشن فریم ورک کے منظرنامے کو ادارہ جاتی اور استعدادکاری کے درپیش چیلنجز ہیں۔[133] یہ صورتِ حال دوزخی چیلنج پیش کرتا ہے: (الف) طویل مدتی منصوبوں کی مالکاری کے لیے درکار طویل مدتی بچت کی پست سطح کے مسئلے میں اس کا حصہ ہے؛ اور (ب) کام کاج کے قابل عمر کی آبادی کی بعد از ریٹائرمنٹ زندگی کے لیے خطرے کا باعث ہے۔

اگرچہ ملک میں حالیہ برسوں کے دوران مالی شمولیت کی سطح بہتر ہوئی ہے، تاہم پاکستان اس ضمن میں اب بھی اپنے ہم سر ممالک سے پیچھے ہے، جہاں صنفی تفاوت بھی قدرے زیادہ ہے (**شکل 7.30**)۔ مزید برآں، ملک میں نجی شعبے کو مجموعی قرضے میں بھی بڑی حد تک اضافے کی ضرورت ہے (**شکل 7.31**)، کیونکہ بیشتر قرضے افراد، نہایت چھوٹے، چھوٹے اور درمیانے اداروں (ایم ایس ایم ایز) کے بجائے بڑے کارپوریٹ اداروں کو چلے جاتے ہیں۔ نتیجتاً، انفرادی شخصیات اور ایم ایس ایم ایز بڑی حد تک اپنی بچت (کمائی یا مالکان کی ذاتی رقوم) اور غیر رسمی قرضوں پر انحصار کرتے ہیں جو مہنگے اور ناقابل بھروسا ہوتے ہیں۔[134] ان رجحانات کے مجموعی اثرات بڑھتی ہوئی نوجوان آبادی کے ضمن میں مشکلات پیش کرتے ہیں کیونکہ بچت سرکاری اور نجی سرمایہ کاری کی ابھرتی ہوئی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ تاہم، اسٹیٹ بینک کی جانب سے ایس ایم ای مالکاری، ہاؤسنگ اور اسلامک بینکاری جیسے حالیہ اقدامات درست سمت کی طرف ایک قدم ہیں۔[135]

شکل 7.31: نجی شعبے کو قرضے

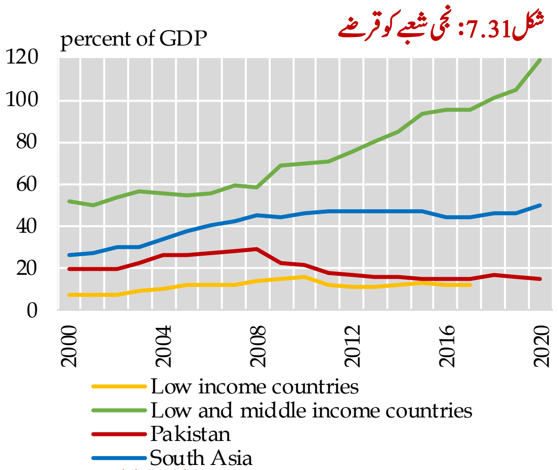

Source: World Bank

[129] . Page (1994). The East Asian Miracle: Four Lessons for Development Policy. NBER Macroeconomics Annual, 9, 219-269. Massachusetts: MIT Press

[130] A.Demirguc-Kunt and R. Levine (2009). "Finance and Inequality: Theory and Evidence." Annual Review of Financial Economics, 287-318

[131] اے علی (2016ء)۔ پاکستان میں بچت اور سرمایہ کاری۔ اسٹیٹ بینک اسٹاف نوٹ 16/01۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[132] اسٹیٹ بینک (2019ء)۔ پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کلی معاشیات سے آگے۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[133] ایشیائی ترقیاتی بینک۔ پاکستان کے پنشن اور بیمہ نظام کی مضبوطی۔ سوشل پروٹیکشن بریف۔ منیلا: ایشیائی ترقیاتی بینک

[134] اسٹیٹ بینک (2006ء)۔ مالی استحکام کا جائزہ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک (2020ء) پاکستان میں مسابقت کی کیفیت۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[135] اسٹیٹ بینک (2018ء)۔ مہنگائی اور زری پالیسی ۔معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی : اسٹیٹ بینک۔ ایس ایم ایز اور دیگر شعبوں کے لیے اسکیمیں: اسٹیٹ بینک ۔ www.sbp.org.pk/Incen-others/index.asp

7.32: پاکستان میں بے روزگار آبادی کی شرح

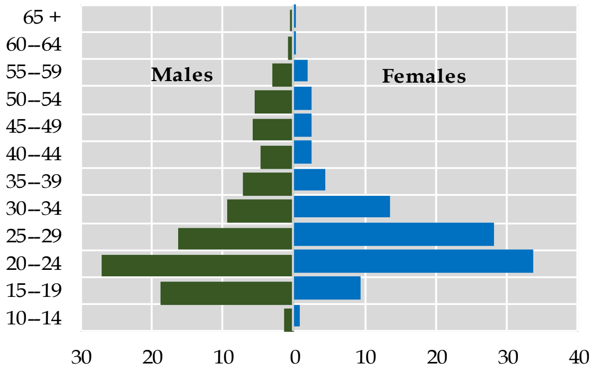

Source: Labor Force Survey 2020-21

7.33: خواتین کارکنوں کی شرکت

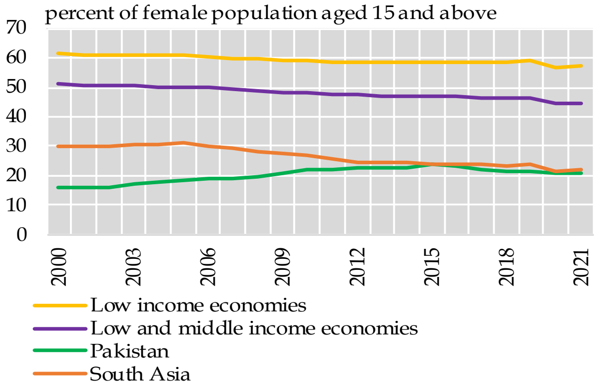

Source: World Bank (ILO modeled estimates)

مزید برآں، جی ڈی پی میں مجموعی سرمایہ کاری کے اعتبار سے پاکستان اپنی جی ڈی پی کے 15 فیصد کے ساتھ خطے میں سب سے پیچھے ہے۔ تقابلی اعتبار سے بھارت اور سری لنکا کی جی ڈی پی میں مجموعی سرمایہ کاری کا حصہ 30 فیصد سے زائد ہے۔ اسے ملک میں پست بچت سے منسوب کیا جاسکتا ہے جس کی وجوہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پر بلند انحصار، پست کاروباری نمو، معاشی عدم استحکام اور پالیسی کی غیر یقینی ہیں۔[136]

نوجوانوں کے لیے مواقع

ملک میں نوجوانوں کی آبادی میں اضافہ کام کاج کے قابل آبادی میں اضافے کی مرہون منت ہے اور شمولیتی معاشی نمو اور وسائل کے بہتر استعمال کی مدد سے آبادیاتی ثمرات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ تاہم، اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے نوجوانوں کو معیشت کے پیداواری شعبوں میں ملازمت اور آجر بننے کے مواقع سے فائدہ اٹھانا ہوگا، اور پیداوار فوائد اور اجرتی نمو میں کردار ادا کرنے کے لیے اسے مناسب تعلیم یا ہنر حاصل کرنا ہوگا۔[137] تاہم، پانچ کلیدی چیلنج پاکستان میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کو محدود کرتے ہیں۔

اوّل، کام کاج کے قابل نوجوانوں کی تعداد میں اضافے کی نسبت معاشی نمو کی رفتار انہیں مواقع فراہم کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ اس کے برعکس نوجوانوں کو کام کاج کے مواقع فراہم کرنے کے لیے شرح نمو کم از کم 6 سے 7 فیصد تک ہونی ضروری ہے[138]، 2001-22ء میں پاکستان کی جی ڈی پی نمو اوسطاً صرف 4.3 فیصد رہی۔[139] اس کے نتیجے میں بالخصوص آبادی کے نوجوان طبقے میں بے روزگاری خاصی بلند رہی (**شکل 7.32**)۔

دوم، بے روزگار خواتین کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے، حالانکہ ملک میں مردوں کے تقریباً 78 فیصد کے تقابل میں پیشہ ورانہ کام کاج سے منسلک خواتین کی شرح تقریباً 20 فیصد ہے، جو ہم سر ممالک سے خاصی کم ہے (**شکل 7.33**)۔ پاکستان کی کُل آبادی میں خواتین کا 49 فیصد[140] حصہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر پاکستان آبادی کے ثمرات سے استفادے کا خواہاں ہے تو اسے معیشت میں خواتین کے حصے کو بڑھانا ہوگا۔[141]

---

[136] U. Ahmad, A. Urooj, and U. Zia (2022). Business and Investment Issues in Pakistan (No. 2022: 91). Pakistan Institute of Development Economics.

[137] S. Dewan and E. Ekkehard (Winter 2020). "Rethinking the World of Work". Finance and Development (www.imf.org/external/pubs/ft/fandd/2020/12/rethinking-theworld-of-work-dewan.html).

[138] Planning Commission (2011). Pakistan: Framework for Economic Growth. Islamabad: Planning Commission; World Bank (2018). South Asia Economic Focus, Spring 2018: Jobless Growth? Washington DC: World Bank

[139] The GDP growth of 2001-16 is calculated by taking 2005-06 as base period; while GDP growth rates for 2017-22 are based on 2015-16 as the base period. Source: National Income Accounts. Islamabad: Pakistan Bureau of Statistics (www.pbs.gov.pk/sites/default/files/tables/national_accounts/2021-22/Table_1.pdf)

[140] مردم شماری (2017ء)۔ اسلام آباد: پاکستان دفتر شماریات

[141] World Bank (2019). *Pakistan @ 100 – Shaping the Future*. Washington D.C.: World Bank

شکل 7.34: کارکنوں کی پیداواریت

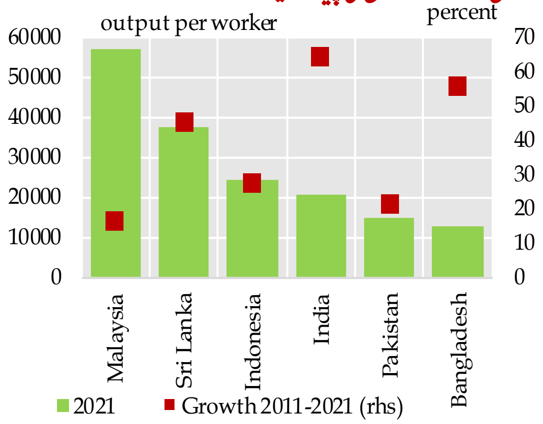

Note: GDP constant 2017 international $ at PPP

Source: International Labour Organization

اس مقصد کے لیے دیگر چیزوں کے علاوہ سماجی روایات اور ثقافتی رویوں میں تبدیلی درکار ہے، جس میں یہ تصور بدلنا بھی شامل ہے کہ ”خواتین کو گھر سے باہر کام کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے“ اور والدین کی یہ خواہش کہ لڑکیوں کی زندگی گھر کے کام کاج اور بچوں کی دیکھ بھال تک محدود ہو۔[142] مزید برآں، خواتین کی نقل و حرکت پر پابندیوں کو کم کرنے کے لیے تعلیمی اور تربیتی ادارے اور ملازمت کی جگہیں ان کے گھر سے قریب ہونی چاہئیں اور انہیں محفوظ ماحول فراہم کرنے کی ضرورت ہے، مثلاً جرائم کم ہوں۔[143] درحقیقت، جن خواتین کے پاس خود مختاری (agency) ہو اور وہ اس کا اظہار بھی کرتی ہوں ان میں کم شرح پیدائش بھی پائی جاتی ہے، اور وہ تعلیم، ہنر اور ملازمت کے مواقع کے حصول کے لیے سماجی رکاوٹیں دور کرنے کے بہتر طور پر قابل بھی ہوتی ہیں۔[144]

تیسرا چیلنج معیشت کے پیداواری شعبوں میں کام کاج کے مواقع کے معیار سے متعلق ہے۔ ایک جانب پاکستان میں غیر رسمی روزگار کی شرح خاصی بلند ہے۔[145] روزگار کے حامل افراد کی مجموعی تعداد کا ایک تہائی حصہ غیر رسمی ملازمتوں سے وابستہ ہے،[146] جبکہ لگ بھگ 71 فیصد خواتین غیر رسمی شعبے میں کام کررہی ہے۔[147] غیر رسمی شعبے کے کارکنوں کی اکثریت اجرتوں سے محروم ہے، کیونکہ 52 فیصد نوجوان خواتین اجرتوں سے عاری گھریلو کام کاج سے منسلک ہیں، جس کا بیشتر حصہ زرعی شعبے میں ہے۔[148] نیز، غیر رسمی شعبے میں تقریباً 47.6 فیصد کارکنوں کو مقررہ کم از کم حد سے بھی کم اجرت ادا کی جاتی ہے، جس کی وجہ تخصیصی ہنر مندی کا فقدان اور نیم خواندگی یا تعلیم اور تربیت سے بے بہرہ ہونا ہیں۔[149] ملازمتوں کی منڈی میں غیر رسمیت کی بلند سطح کارکنوں کو زمانے کے سرد و گرم کے حوالے سے زدپذیر بنادیتی ہے، جو پست بچت اور تعلیم و صحت تک نامناسب رسائی پر منتج ہوتا ہے۔

---

142 A. L. Minardi, M. Akmal, L. Crawfurd, and S. Hares. (2021). Promoting Gender Inequality in Pakistan Means Tackling Both Real and Misplaced Gender Norms. Centre for Global Development (CGD) Blog Post. Washington D.C.: CGD.

143 E. Field and K. Vyborny (2022). Women's Mobility and Labor Supply Experimental Evidence from Pakistan. Asian Development Bank Economics Working Paper Series No. 655. Manila: ADB; and A. Cheema, A. I. Khwaja, M F. Naseer and J. N. Shapiro (2020). Glass Walls: Experimental Evidence on Access Constraints Faced by Women. Working Paper

144 A. Cheema, A. I. Khwaja, M F. Naseer and J. N Shapiro (2020). Glass Walls: Experimental Evidence on Access Constraints Faced by Women, Working Paper; G. Samari (2019). "Education and Fertility in Egypt: Mediation by Women's Empowerment." SSM – Population Health Volume 9; A. Sayeed and N. Ansari (2019). Women's Mobility, Agency, and Labour Force Participation in the Megacity of Karachi, International Growth Centre (IGC), Reference Number: C-37429-PAK-1. London: IGC and Asian Development Bank (2016). Policy Brief on Female Labor Force Participation in Pakistan, Policy Brief No. 70. Manila: ADB

145 ILO (2017). Pakistan Hidden Workers: Wages and Conditions of the Home-based Workers and the Informal Economy. Geneva: ILO

146 پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔ افرادی قوت کا سروے۔ اسلام آباد: پاکستان دفتر شماریات

147 Asian Development Bank (2020). Pakistan, 2021-2025: Lifting Growth, Building Resilience, Increasing Competitiveness. Country Partnership Strategy. Philippines: ADB

148 UN Women (2020). Status Report: Young Women in Pakistan. New York: United Nations

149 M. Ali Choudhary, S. Mahmood, and G. Zoega (2016). Informal Labour Markets in Pakistan. SBP Working Paper No .75. Karachi: SBP

7.35 الف: پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم

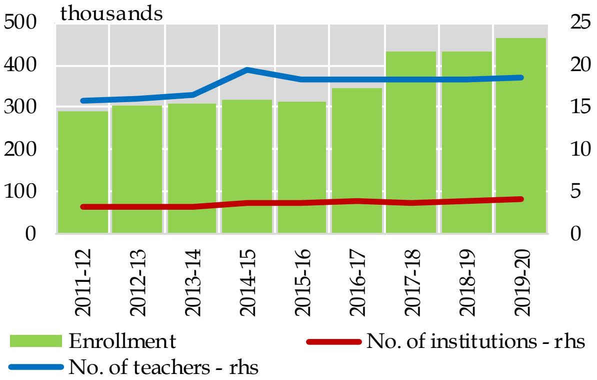

Source: Pakistan Ecoonmic Survey 2021-2022

7.35 ب: تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم سے محروم آبادی کی شرح

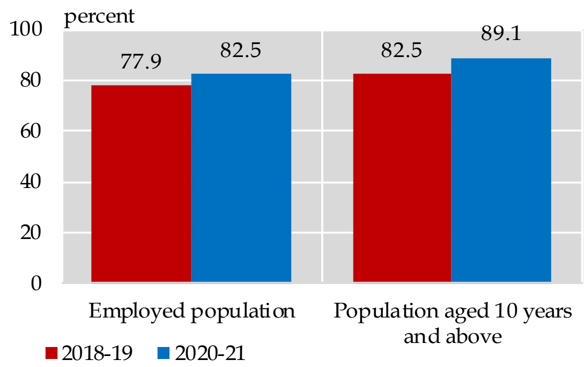

Source: Labour Force Survey 2020-21.

دوسری جانب، 1991ء تا 2019ء کے عرصے میں صنعتوں کا ملازمتوں میں حصہ 21 فیصد رہا،[150] کیونکہ سرمایہ کاری کا رخ پست پیداواری شعبوں جیسے رئیل اسٹیٹ (زمین جائیداد کی خریدوفروخت)،[151] یا پست قدرِ اضافی شعبوں بشمول بنیادی زرعی اجناس یا پست ٹیکنالوجی کی حامل اشیا سازی (مثلاً، سوتی کپڑا اور لائٹ انجینئرنگ) کی جانب رہا۔[152] یہ امر بلند پیداواری زمروں میں نوجوانوں کے لیے کام کاج کے مواقع میں اضافہ کم اور فی کس آمدنی کی نمو محدود کردیتا ہے۔

ملک میں اطلاعی اور مواصلاتی ٹیکنالوجی صنعت میں حالیہ برسوں کی پیش رفت خوش آئند ہے، جس میں اطلاعی اور مواصلاتی ٹیکنالوجی کی برآمدی نمو، ملکی ای کامرس صنعت، ٹیکنالوجی اسٹارٹ اپس کے ساتھ کال سینٹرز میں توسیع اور کاروباری عمل کی آؤٹ سورسنگ شامل ہے۔ تاہم، درست ہنر کو پالیسی کا مرکزِ نگاہ بنانا کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔[153] کارکنوں کی منڈی (لیبر مارکیٹ) میں نئے رجحانات ابھر رہے ہیں اور عالمی طلب کا جھکاؤ زیادہ سمجھ بوجھ اور تکنیکی ہنروں بشمول تجزیاتی سوچ، ہم آہنگی اور تخلیق کاری کی جانب ہے۔ کارکنوں کے ہنر کو ان خطوط پر نکھارنا پیداوار میں اضافے کے لیے نہایت اہم کردار ادا کرے گا۔[154]

چوتھا اہم چیلنج ہنر مند اور پیداوار کی استعداد رکھنے والے کارکنوں کا ہے۔ پاکستان میں کارکنوں کی پیداواری استعداد ہم سر ممالک کی نسبت کمزور ہے، جو سُست رفتار سے نمو پذیر ہے (**شکل 7.34**)۔ ناکافی تعلیم (جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا گیا ہے)، پاکستان کے کارکنوں کی پیداوار کے اس رجحان کے پس منظر میں ایک اور کلیدی عامل تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیت اور حصولِ تعلیم کے طویل مدتی نظام کے مابین خلیج ہے۔ اگرچہ اس بات کے کافی شواہد موجود ہیں کہ کارکنوں کو تربیت دینے سے ان کی پیداواریت بڑھتی ہے، تاہم پاکستان میں تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیت کو کئی طرح کے چیلنجز بشمول طلب و رسد، عدم موافقت، نامناسب جغرافیائی احاطہ کاری اور تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیت کے لیے اساتذہ اور سہولتوں کی کمی کا سامنا ہے (**شکل 7.35 الف**)۔ مزید برآں، ٹی وی ای ٹی سنٹرز میں موجود ٹیکنالوجی از کار رفتہ ہے، اور باضابطہ ٹی وی ای ٹی شعبے اور صنعتی اداروں کے مابین غیر موثر روابط اس نظام کی پہچان بن چکے ہیں۔[155]

آبادی کے ثمرات کے امکانات سے استفادے کے لیے جن نوجوانوں کو پیشہ ورانہ تربیت دینے کی ضرورت ہے ان کی تعداد کا سالانہ تخمینہ تقریباً 6 ملین ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نظام میں کم از کم مزید 45000 تربیتی اداروں اور تکنیکی شعبوں کے دو لاکھ اساتذہ بھرتی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس فی الحال تکنیکی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیتی شعبے کے کُل 3740 اداروں

---

[150] ماخذ: عالمی ترقیاتی اظہاریے، عالمی بینک۔

[151] اسٹیٹ بینک (2019ء) پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کلی معاشیات سے آگے۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[152] اسٹیٹ بینک (2020ء)۔ عالمی قدری زنجیریں- پاکستان کے لیے مضمرات۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[153] اسٹیٹ بینک (2019ء) پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات کی کارکردگی۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[154] عالمی اقتصادی فورم۔ (2020ء اکتوبر)۔ ملازمتوں کی رپورٹ کا مستقبل، سوئٹزرلینڈ: عالمی اقتصادی فورم

[155] اسٹیٹ بینک (2020ء) پاکستان میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت: پیداواری اضافے کی راہ میں حائل مسائل اور چیلنجز۔ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی تیسری سہ ماہی رپورٹ۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

میں 18207 تربیت یافتہ اساتذہ موجود ہیں جبکہ داخلے کے لیے 0.4 ملین سے کچھ زائد تربیتی نشستیں دستیاب ہیں۔[156] ایل ایف ایس کے مطابق ملازمت پیشہ آبادی کا تقریباً 83 فیصد تناسب وہ ہے جس نے کسی قسم کی تکنیکی یا پیشہ ورانہ تربیت حاصل نہیں کی (**شکل 7.35ب**)۔

اس کے لیے ہنر مندی کا فروغ چاہیے جس کے لیے سرکاری اور نجی سرمایہ کاری بڑھانے کی ضرورت ہے۔ تاہم، پیشہ ورانہ تربیت کے اقدامات کو تعلیم کا متبادل نہیں سمجھنا چاہیے۔ درحقیقت، شواہد بتاتے ہیں کہ اسکول کی تعلیم کے بجائے پیشہ ورانہ تعلیم دلانے سے انسانی سرمائے کی ترقی پر منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں،[157] جب کہ لیبر مارکیٹ ٹی وی ای ٹی کے فارغ التحصیل افراد کی تلاش کرتی ہے جس کا انحصار ان پروگراموں کا ہدف بنائے گئے افراد کی نوعیت پر ہوتا ہے، جیسے ان کی گذشتہ تعلیم کی سطح، ٹی وی ای ٹی سرٹیفیکیٹ کی ڈگری، اور اساتذہ کی اہلیت۔[158]

پانچواں چیلنج انٹرپرینیورشپ سے متعلق ہے جو کارکنوں کی منڈی میں بہتری لانے اور ملازمتیں پیدا کرنے میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔[159] اس پس منظر میں پاکستان میں انٹرپرینیورشپ کا کلچر نہیں پایا جاتا جسے بدلنے کی ضرورت ہے۔ ایک جانب تو حکومت کی کاروبار میں شمولیت کم کی جانی چاہیے۔ چونکہ انٹرپرینیورشپ کو خطرہ مول لینے اور اختراع کا امتزاج سمجھا جاتا ہے، اس لیے ملک میں حکومت کا مداخلتی کردار انٹرپرینیورشپ کی نمو میں رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔[160] دوسری جانب نوجوان انٹرپرینیورز کے لیے مناسب ماحول وضع کیا جانا چاہیے۔ 2019ء کے گلوبل انٹرپرینیورشپ انڈیکس میں پاکستان 137 ممالک میں سے 109 ویں نمبر پر آیا، جہاں انٹرپرینیورشپ کے لیے مددگار عوامل جیسے اسٹارٹ اپ کے ہنر، تعاون کا کلچر، مصنوعات اور مصنوعات سازی میں اختراع، ٹیکنالوجی اپنانے وغیرہ کے لحاظ سے پاکستان اپنے ہم سر ممالک سے پیچھے رہا (**شکل 7.36**)۔[161]

7.36: انٹرپرینیورشپ میں مددگار عوامل (2018ء)

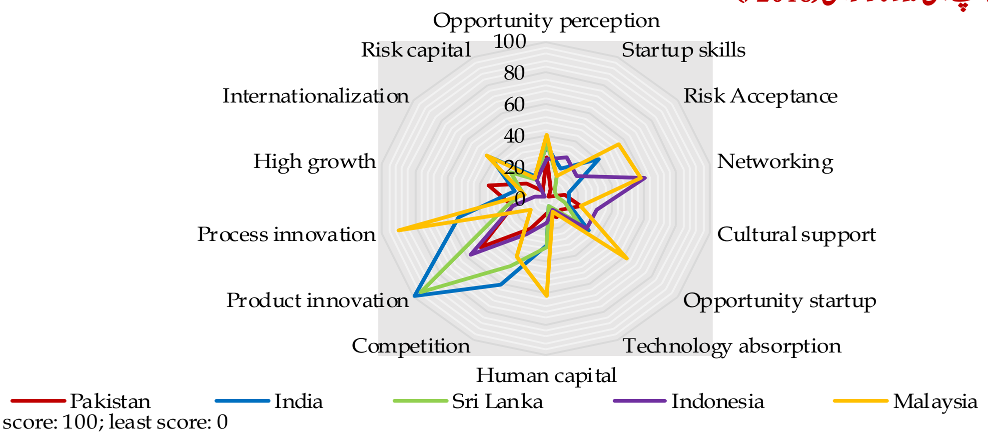

Best score: 100; least score: 0

Source: Global Entrepreneurship and Development Institute

---

[156] International Labor Organization (2019). State of Skills – Pakistan (1919-2019). Geneva: ILO

[157] P. Loyalka, X. Huang, L. Zhang, J. Wei, H. Yi, Y. Song, Y. Shi, and J. Chu (2016). "The Impact of Vocational Schooling on Human Capital Development in Developing Countries: Evidence from China." *World Bank Economic Review* 30(1):143-70

[158] P. Loyalka, X. Huang, L. Zhang, J. Wei, H. Yi, Y. Song, Y. Shi, and J. Chu (2016). "The Impact of Vocational Schooling on Human Capital Development in Developing Countries: Evidence from China." *World Bank Economic Review* 30(1):143-70, and P. Vandenberg and J. Laranjo (2020). *The Impact of Vocational Training on Labor Market Outcomes in the Philippines.* Asian Development Bank (ADB) Economics Working Paper Series, NO. 621. Manila: ADB

[159] R. Nallari., B. Griffith, Y. Wang, S. Andriamananjara, D.H. Chen, and R. Bhattacharya (2011). Entrepreneurship, Growth, and Job Creation. Washington D.C.: World Bank

[160] این یو، حق (2007ء)۔ پاکستان میں انٹرپرینیورشپ (نمبر 22190)۔ مشرقی ایشیائی دفتر برائے معاشی تحقیق

[161] Global Entrepreneurship Research Association (2019). Global Entrepreneurship Monitor. London: GERA; Global Entrepreneurship and Development Institute (2018). Global Entrepreneurial Index. Washington D.C.: GEDI

اگرچہ اس سلسلے میں کچھ بہتری دکھائی دی ہے جیسے ملک کے صفِ اول کے تعلیمی اداروں میں انکیوبیشن سنٹرز کا قیام، تاہم اختراع اور تخلیقی سوچ کا کلچر پروان چڑھانے کے لیے ملک گیر سطح پر اشتراک ضروری ہے کیونکہ دنیا تیزی کے ساتھ معلومات پر مبنی معیشت کی طرف جا رہی ہے۔ نیز، معیاری تعلیم کے بغیر انٹرپرینیورشپ کا حصول ناقابلِ عمل ہے۔[162]

7.7 اختتامی کلمات

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ تیز رفتار معاشی نمو اور ترقی میں محض آبادی کے ساز گار ڈھانچے ہی کا کردار نہیں ہوتا، پاکستان کی آبادی کے چیلنج اور خوش کن امکانات پر اس بحث سے دو بنیادی مشاہدات سامنے آتے ہیں جو معیشت کے سرکاری اور نجی دونوں فریقوں کی توجہ چاہتے ہیں۔

پہلا مشاہدہ یہ ہے کہ پاکستان کی مجموعی شرح افزائش میں کمی کی رفتار بڑھائی جائے۔ اگرچہ آبادی میں تغیر اور آبادی کے ثمرات سے کامیاب استفادے کے حوالے سے ہر ملک کے اپنے منفرد تجربات ہیں، تاہم، شرح افزائش میں مسلسل کمی کے ذریعے آبادی کے ڈھانچے میں تبدیلی کرنا، آبادی کے ثمرات سے استفادے کی جانب پہلا قدم ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر مجموعی شرح افزائش میں کمی نہیں آتی، جس کی بنا پر آبادی کے ثمرات حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے، تو پاکستان کو نوجوانوں اور بوڑھوں دونوں کی بلند منحصر شرح کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، کیونکہ اس وقت کارگر افراد کی عمر بعد میں 65 سے بھی بڑھ جائے گی۔

اس ضمن میں فیملی پلاننگ پروگراموں کو توسیع دینے اور توانا کرنے کی ضرورت ہے، بالخصوص ایسی سماجی و معاشی اور جغرافیائی حدود میں جہاں مجموعی شرح افزائش بلند ہو۔ اس کے لیے نجی شعبے کے ساتھ شراکت داری کی جا سکتی ہے اور ہدفی طریقے کے لیے واؤچر اسکیمز[163] اور ماں، نوزائیدہ بچے اور بچوں کی صحت کے پروگراموں کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ انتظامی امور میں آسانی اور وسیع قبولیت ہو۔

ایک اور قابلِ غور نکتۂ نظر مجموعی بلند شرح افزائش کے باعث ابھرنے والے چیلنجوں سے آگاہی کے لیے سول سوسائٹی کو ساتھ ملانا ہے۔ افزائش کے فائدے اور نقصانات نہ صرف اندرونی تا انفرادی گھرانوں کے لیے ہیں، بلکہ یہ معیشت میں دیگر پر بوجھ ڈالتی ہے اور فائدہ دیتی ہے۔ یہ بیرونی عوامل، منفی یا مثبت، اس موضوع پر حکومتی غور و خوض کے لیے پختہ بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

ایسا استدلال، جسے میڈیا اور کارپوریٹ سماجی احساسِ ذمہ داری سے سہولت دی جا سکتی ہے، جدید حقیقتوں کی مرہون منت جہاں تیزی سے پیچیدہ ہوتی معیشتوں کو پیداواری استعداد بڑھانے کے لیے باضابطہ تعلیم میں توسیع درکار ہوتی ہے۔ آیا اس کا مالی بار نجی آمدنی اور بچت (مثلاً، والدین) یا سرکار پر پڑے، لیکن بلند شرح افزائش کے نتیجے میں تعلیم پر مجموعی مصارف بھی بلند ہو جاتے ہیں، جو مجموعی شرح افزائش پست ہونے کی صورت میں کہیں اور خرچ کیے جا سکتے تھے۔ اس احساس کی وجہ بڑھتی ہوئی مادّی خواہشات اور مارکیٹ کی علامات پر دانشمندانہ ردِعمل کے ساتھ، پہلے ہی پاکستان کے بلند آمدنی والے طبقوں میں بڑے کنبے کا رجحان نسبتاً کم ہے۔ نتائج کے اعتبار سے اس بات کا امکان ہے کہ امیر گھرانے کام کاج کی موافق عمر کے ثمرات زیادہ تیزی سے حاصل کر سکتے ہیں بہ نسبت بلند مجموعی شرح افزائش کے حامل غریب گھرانوں کے، اور اس لیے آمدنی اور دولت کی عدم مساوات میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

چونکہ آبادیاتی تغیر اور اس کے بعد آبادی کے ثمرات قدرے طویل اور سست عمل ہے، تاہم، بیشتر اوقات حکومت اور پالیسی ساز اس پر توجہ نہیں دیتے۔ اس تسلیم کرتے ہوئے، ملک بھر میں آبادی کے اِن پُٹ اور آؤٹ پُٹ اظہاریوں کی حامل سالانہ رپورٹنگ، مختلف صوبائی اور وفاقی مجموعی شرح افزائش سے متعلق پروگراموں کا تفصیلی جائزہ اور دیگر منسلکہ امور ملک کی آبادی اور مجموعی شرح افزائش کے چیلنج کی بابت نشاندہی میں معاون ثابت ہوں گے۔ یہ امر سپریم کورٹ پاکستان[164] کی تشکیل کردہ نیشنل ٹاسک فورس کی سفارشات کے مطابق ہے، جسے بعد ازاں مشترکہ مفادات کونسل کی

[162] A. Najam and F. Bari (2017). Unleashing the potential of a young Pakistan. United Nations Development Programme, Pakistan.

[163] B. Bellows, M. Ali, A. M. Mir (2020). Best Bets: Vouchers for Rights-based, Voluntary Family Planning. Best Bets for Accelerating Family Planning in Pakistan. Islamabad: Population Council, Pakistan.

[164] سپریم کورٹ آف پاکستان، انسانی حقوق کا کیس نمبر 17599 برائے 2018ء بعنوان پاکستان کی آبادی میں خطرناک حد تک اضافہ، 3 جنوری 2019ء، جو بمطابق 5 اگست 2022ء اس لنک پر دستیاب ہے، www.supremecourt.gov.pk/downloads_judgements/H.R.C._17599_2018.pdf

منظوری ملی، ان سفارشات میں مجموعی شرحِ پیدائش میں کمی لانے کے حوالے سے متفقہ قومی بیانیے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ اس قسم کے اتفاق رائے نے دہائیوں پہلے ترکیہ، ملائیشیا، انڈونیشیا اور ایران جیسے ممالک کو افزائش سے متعلق تبدیلیوں میں تیزی لانے میں مدد دی تھی۔[165]

دوسرا بنیادی مشاہدہ نوجوان آبادی اور آبادی کے ثمرات میں تفاوت سے متعلق ہے۔ اس تفاوت کے دو بنیادی پہلو ہیں۔ اوّل، اگرچہ آبادی کا تناظر تیز تر معاشی نمو اور ترقی کے امکانات پیش کرتا ہے، جس کی وجہ آبادی کے ڈھانچے میں تبدیلیاں ہوتی ہیں، تاہم عمر کے موافق ڈھانچے سے مبرّا نوجوانوں کی بڑی آبادی کی موجودگی از خود تیز تر معاشی نمو پر منتج نہیں ہوتی۔ دوم، اگر کارگر آبادی کا تناسب دوسروں پر منحصر آبادی کی نسبت سازگار ہو، تب بھی آبادی کے تناظر سے ثمرات کا حصول ناگزیر پالیسیوں، ملکی آبادی کے لیے تعلیم و صحت کے شعبوں میں بہتری اور کارکنوں کو معیشت کے پیداواری زمروں میں ترقی کے لیے درکار ضروری مواقع کی فراہمی، کی عدم موجودگی میں ممکن نہیں۔

اس کی روشنی میں پچھلے حصے میں درج شدہ حقائق اہمیت کے حامل ہیں۔ ملک میں خواندگی کے موجودہ تخمینے، اور فی الوقت کام کاج کے قابل آبادی اور آئندہ دس برسوں میں کام کاج کے قابل ہو جانے والوں دونوں میں پرائمری سطح کی تعلیم کے حصول کی پست شرح کے پیشِ نظر 2031ء میں ملک کی کام کاج کے قابل آبادی کی تقریباً 54 فیصد پیداواریت خطرے میں ہے۔ اسی طرح ایک تخمینے کے مطابق 2033ء میں کام کاج کے قابل آبادی میں تقریباً 27 فیصد ایسے افراد ہوں گے جنھیں بچپن میں جسمانی نشو نما رُک جانے کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ اس حقیقت کے سبب کہ جسمانی نشو نما رُک جانے کے اثرات مکمل طور پر دور نہیں ہوسکتے، یہ امر آبادی کی صلاحیتوں سے مکمل فیضیابی کے امکانات میں حائل ہوتا ہے۔

یہ خطرات صحت و تعلیم بشمول تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم میں سرمایہ کاری بڑی حد تک بڑھانے کی دلیل کو تقویت دیتے ہیں۔ یہ سرمایہ کاری مجموعی شرح افزائش میں کمی، اور افرادی قوت کے لیے زیادہ تکنیکی اور بلند مشاہرے والی ملازمتوں کے مواقع فراہم کرنے کی غرض سے موزوں حالات پیدا کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ صحت و تعلیم پر سرمایہ کاری میں تاخیر یا سُست روی سے آبادی کے ثمرات خطرے میں پڑ جاتے ہیں کیونکہ تعلیم و صحت پر سرمایہ کاری سے جنم لینے والی تبدیلی کو صحت مند، اعلیٰ تعلیم و تربیت یافتہ کارکنوں کی تشکیل میں ایک لمبا عرصہ لگتا ہے۔

مالی شمولیت میں اضافے کے ساتھ ساتھ مالی منڈیوں کو گہرا کرنے اور باضابطہ بچت کی ترغیب دینے کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ آبادیاتی ثمرات کے حصول کے لیے بلند سطح کی بچت کو فروغ دینا اہم راستہ ہے۔ اسی طرح جامع معاشی اور گورننس پالیسیوں بشمول تجارتی آزادی(trade openness) ، قانون کی بالادستی اور مسابقتی منڈیوں کے ذریعے معاون اقتصادی ماحول تشکیل دینا ضروری ہے تاکہ آبادی کے منظرنامے سے استفادہ کیا جاسکے۔ حقیقتاً، معیشتوں کا آبادی کے ثمرات سے استفادے کا دارومدار کام کاج کے قابل نوجوان آبادی کے لیے ملازمتوں اور انٹرپرینیورشپ کے مواقع پیدا کرنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے، بالخصوص نئی اور ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجی سے متعلق پیشوں اور معیشت کے بلند پیداواری شعبوں میں، جن سے مستقبل میں معاشی نمو کو بڑھانے کی توقع ہو۔ زراعت، اشیاسازی اور خدمات کے شعبوں میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال میں اضافے سے مراد یہ بھی ہے کہ کام کاج کے قابل آبادی کے لیے تعلیم و تربیت کی نوعیت ہمہ وقت تغیر سے عبارت ہے۔

حصولِ تعلیم، لیبر فورس کی شرکت اور ملازمتوں اور انٹرپرینیورشپ کے موقعوں میں صنفی عدم مساوات کو دور کرنا بھی اُتنا ہی ضروری ہے۔ اس ضمن میں سماجی اور معاشی پالیسیوں پر عملدرآمد ضروری ہے نہ صرف مجموعی شرح افزائش میں کمی کے لیے بلکہ خواتین کی تعلیم اور افزائش کی شرحوں کے مابین معکوس تعلق اور مجموعی آبادی میں خواتین کا تقریباً نصف حصہ ہونے کے پیشِ نظر، آبادی کے تناظر کے توسط سے ملنے والے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھی۔

[165] UNFPA (2020). National Narrative on Population Growth. Islamabad: UNFPA Pakistan.

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال، جس کے لیے اصل جی ڈی پی اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں، اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدتی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (قومی، شہری اور دیہی) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔ صارف اشاریہ قیمت قومی، شہری یا دیہی ہو سکتا ہے۔ طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے براہ کرم دیکھیے: http://www.pbs.gov.pk/content/methodology-2

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** مجموعی سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری کا حساب لگاتے وقت حکومتی قرض گیری کی بینکاری نظام میں اس کی امانتوں سے مطابقت کی جاتی ہے، (ii) روپے اور دیگر کرنسیوں کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرضے کے اسٹاک میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس سے حکومت ایک وقت میں سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر قرض لے سکتی ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں وکشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوورڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوورڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔ تاہم 29 جون 2020ء کو وفاقی حکومت نے اسٹیٹ بینک سے صوبائی حکومتوں کو براہ راست قرض دینے کا کام خود لے لیا ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں اور اسٹیٹ بینک (بطور ایگزیکیوٹر) کے ساتھ وفاقی حکومت سینٹرل اکاؤنٹ نمبر 1 (غیر غذائی) سے ویز اینڈ مینز قرضے دینے کے لیے 29 جون 2020ء کو ایک سہ فریقی معاہدہ کیا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر (i) سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی؛ (ii) 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے معینہ شرح کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی؛ (iii) 3، 5، 10 سال کے رواں شرح کے پی آئی بیز؛ (iv) صکوک اور (v) صکوک کے بیع موجل (موخر ادائیگی کی بنیاد پر) کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) **اجناسی مالکاری:** وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعدادوشمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار): وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعدادوشمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعدادوشمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات): توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعدادوشمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات بینکاری اعدادوشمار پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زرمبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل وحرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعدادوشمار ریکارڈ کرتا ہے۔

فرہنگ(انگریزی - اردو)

accommodative	گنجائشی
balance of payments	توازن ادائیگی
borrowing	قرض گیری
broad money	زرِوسیع
budgetary support	اعانتِ میزانیہ
circular debt	گردشی قرضہ
commodity operations	اجناسی سرگرمیاں
core inflation	قوزی مہنگائی
current account	جاری کھاتہ
deficit	خسارہ
documentation	دستاویزیت
DSSI	قرضہ واپسی تعطل اقدام
exchange rate	شرح مبادلہ
external debt	بیرونی قرضہ
face value	عرفی مالیت
financial	مالی
financing	مالکاری
fiscal	مالیاتی
fixed investment	معینہ سرمایہ کاری
floating rate	رواں شرح
FMCG	عارضی صارفی مصنوعات
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
forward guidance	پیشگی رہنمائی
headline inflation	عمومی مہنگائی
indicator	اظہاریہ

interbank	بین البینک
lending	قرض گاری
liabilities	واجبات
liquidity	سیالیت
maturity profile	خاکہ عرصیت
monetary	زری
monetary aggregates	زری مجموعے
money market	بازارزر
NCPI	قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی
net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
OMOs	بازارزر کے سودے
one-off	یک بارگی
perishables	تلف پذیر اشیا
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
productivity	پیداواریت
remittances	ترسیلاتِ زر
revenues	محصولات، محاصل
services account	خدمات کا کھاتہ
solvency	ادائیگی قرض کی صلاحیت
spread	تفاوت
subsidy	زرِاعانت
Total Fertility Rate	مجموعی شرحِ افزائش
trade account	تجارتی کھاتہ
volatility	تغیرپذیری

فرہنگ (اردو-انگریزی)

اجناسی سرگرمیاں	commodity operations
ادائیگی قرض کی صلاحیت	solvency
اظہاریہ	indicator
اعانتِ میزانیہ	budgetary support
بازارزر	money market
بازارزر کے سودے	OMOs
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی قرضہ	external debt
بین البینک	interbank
پیداواریت	productivity
پیشگی رہنمائی	forward guidance
تجارتی کھاتہ	trade account
ترسیلاتِ زر	remittances
تغیر پذیری	volatility
تفاوت	spread
تلف پذیر اشیا	perishables
تھوک اشاریہ قیمت	Wholesale Price Index
توازن ادائیگی	balance of payments
جاری سرمایہ	working capital
جاری کھاتہ	current account
جزدانی سرمایہ کاری	portfolio investment
خاکہ عرصیت	maturity profile
خالص بیرونی اثاثے	net foreign assets
خالص ملکی اثاثے	net domestic assets
خدمات کا کھاتہ	services account
خسارہ	deficit
دستاویزیت	documentation
رواں شرح	floating rate
زرِاعانت	subsidy
زرِ وسیع	broad money
زری	monetary
زری مجموعے	monetary aggregates
سیالیت	liquidity
شرح مبادلہ	exchange rate
عارضی صارفی مصنوعات	FMCG
عرفی مالیت	face value
عمومی مہنگائی	headline inflation
قرض گاری	lending
قرض گیری	borrowing
قرضہ واپسی تعطل اقدام	DSSI
قوزی مہنگائی	core inflation
قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	NCPI
گردشی قرضہ	circular debt
گنجائشی	accommodative
مالکاری	financing
مالی	financial
مالیاتی	fiscal
مجموعی شرحِ افزائش	Total Fertility Rate
محصولات، محاصل	revenues
معینہ سرمایہ کاری	fixed investment
واجبات	liabilities
یک بارگی	one-off